پہلی مرتبہ تقریباً 350 نادر و نایاب رسائل و کتب کی یکجا اشاعت

# مقالاتِ حکیم الامت

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ
۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ ۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
(شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی)

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

# التشرف

## بمعرفة احاديث التصوف

مع اُردو ترجمہ موسومہ

## تکمیل التصرف فی تسہیل التشرف

### جدید ایڈیشن

احادیث کے عربی متن کیساتھ


حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ


تصوف نام ہے تعمیر الظاهر و الباطن کا اور کوئی آیت اور کوئی حدیث اس سے خالی نہیں، ہر آیت اور ہر حدیث میں کوئی نہ کوئی مسئلہ تصوف کا مذکور ہے۔ مگر اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ان مسائل کی طرف توجہ دی گئی ہے جو تصوف کی طرف عام طور پر معروف ہیں۔
ایک جامع اور متوسط انتخاب حدیث لیکن ایک بحر بیکراں کی شکل میں


ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

Mob-0322-6180738 (-4519240

# التشرف

بمعرفة احادیث التصوف

تاریخ اشاعت.............شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ
ناشر.....................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت...................سلامت اقبال پرنٹنگ پریس....ملتان
بائنڈنگ..................اشرفیہ بک بائنڈنگ، ملتان

## انتباہ



## قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کا کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

## ملنے کے پتے

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور
مکتبہ سید احمد شہید.........اردو بازار.....لاہور
مکتبہ رحمانیہ.........اردو بازار ......... لاہور
اسلامی کتاب گھر.....خیابان سرسید.....راولپنڈی
اسلامک بک کمپنی.....امین پور بازار.....فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ.....سرکی روڈ.....کوئٹہ
مکتبۃ الشیخ......بہادر آباد.....کراچی
وانی کتاب گھر...گوجرانوالہ...مکتبہ علمیہ...اکوڑہ خٹک

دارالاشاعت.........اردو بازار.........کراچی
قرآن محل.....کمیٹی چوک.....راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار.....پشاور
مکتبہ اسلامیہ.....امین پور بازار.....فیصل آباد
ممتاز کتب خانہ.....قصہ خوانی بازار.....پشاور
مکتبہ ماجدیہ.....سرکی روڈ.....کوئٹہ
مکتبہ عمر فاروق.....شاہ فیصل کالونی.....کراچی
مکتبہ نعمانیہ...گوجرانوالہ...اسلامی کتاب گھر...ایبٹ آباد

الامام محمد قاسم النانوتوی ریسرچ لائبریری مردان:0341-9164891

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

کلمات ناشر

# جدید ایڈیشن...احادیث کے عربی متن کیساتھ

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے ہمیں حکیم الامت مجدد الملت
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تالیفات شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

زیر نظر کتاب "التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف" کا جدید ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔اس کتاب میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے وقت کی اہم ضرورت کے تحت تصوف کے مسائل کو احادیث مبارکہ سے مدلل کر کے تجدیدی کام کیا، اور تصوف وطریقت کا فن جو نیم جان ہو چکا تھا ایسے مجدد وقت کی تجدید کاوشوں سے پوری طرح نکھر کر سامنے آیا اور اس سلسلہ میں مروّجہ افراط وتفریط کے بیچ اسلام کی راہ اعتدال واضح ہوئی اور شریعت مطہرہ سے ماخوذ ومطلوب طریقت زندہ ہوئی۔

فجزاهم الله عنا وعن جميع المسلمين

ادارہ تالیفات اشرفیہ نے حضرات علماء کرام کی مشاورت سے اس کے قدیم طرز کو تبدیل کر کے عصر حاضر کے ذوق کے مطابق کرنے کی کوشش کی ہے۔پہلے ایڈیشنوں میں صفحہ کے دائیں جانب حدیث کا عربی متن اور بائیں جانب ترجمہ تھا۔

اس قدیم طرز سے آج کا قاری آسانی سے استفادہ نہیں کر سکتا۔اس غرض سے اس جدید ایڈیشن میں اوّلاً احادیث مبارکہ کا سلسلہ وار صرف ترجمہ اور فوائد ذکر کر دیئے گئے ہیں اور پھر اہل علم کیلئے احادیث کے عربی متن کو نمبر وار آخر کتاب میں دیدیا گیا ہے جبکہ سابقہ ایڈیشن میں احادیث کا عربی متن نہیں تھا۔

اللہ پاک ادارہ کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور ہم سب کو اپنے اکابر علماء حق کے مسلک اعتدال پر کاربند فرمائیں۔آمین

والسلام — احقر محمد اسحٰق عفی عنہ

رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بمطابق مئی 2019ء

# مختصر سوانح حیات

## آبائی وطن

حضرت حکیم الامت ؒ کے حسب ونسب کا تعلق تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا) کے ایک مقتدر خاندان سے تھا آپ کے آباؤاجداد صاحب علم ووجاہت واہل منصب تھے۔

آپ نسباً فاروقی تھے اور مسلکاً صابری چشتی تھے حضرت شاہ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ ارشد تھے اور منجانب اللہ تعالیٰ تمام علوم ظاہری وباطنی سے متصف ہوکر زبان اہل حق پر حکیم الامت مجدد ملت محی السنۃ اور حجۃ اللہ فی الارض تھے۔ ان تمام اوصاف کا شاہد ناطق ان کا دین متین کا تحریری وتقریری اصلاحی وتجدیدی کارنامہ تبلیغ واشاعت دین ہے جو ان کی حیات ہی میں مسلمانوں کے ہر طبقہ کے خواص وعوام میں اپنی جامعیت ونافعیت کی بناء پر مقبول ہوا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور شائع ہوا اور خلق اللہ کو مستفیض کیا۔

## پیدائش

آپ کی ولادت باسعادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ چہار شنبہ کی صبح صادق کے وقت بمقام تھانہ بھون ظہور میں آئی۔

## تحصیل علم

بچپن میں فارسی وحفظ قرآن سے وطن ہی میں فارغ ہوئے پھر علوم دینیہ کی تکمیل دارالعلوم دیوبند سے ۱۲۹۵۔۱۳۰۱ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۲۰ سال تھی۔

## دستار فضیلت

آپ کی دستار فضیلت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ کے متبرک ہاتھوں سے

ہوئی آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ اور مولانا محمد یعقوب صاحبؒ دیوبندی کی توجہات خصوصی آپ کے ساتھ وابستہ رہیں۔

## تدریس واصلاح کا آغاز

تعلیم سے فارغ ہوکر آپ صفر ۱۳۰۱ھ میں بسلسلہ ملازمت مدرسہ جامع العلوم کانپور تشریف لے گئے اور وہاں چودہ سال تک درس وتدریس میں مشغول رہے اس عرصہ میں آپ کے عارفانہ مواعظ وملفوظات اور تہذیب وتربیت باطنی کا سلسلہ بھی جاری رہا جس کو اہل ذوق واہل بصیرت قلمبند کرتے رہے اس زمانے میں ابتداء ہی سے آپ کے علوم ظاہری وباطنی کے فیوض سے خواص وعوام میں بڑی ہردلعزیزی اور جاذبیت پیدا ہوگئی تھی۔

## خانقاہِ امدادیہ میں قیام

قیام کانپور میں حضرتؒ نے اس طرح اپنی ابتدائی زندگی کے چودہ سال گزارے پھر خود اپنے شیخ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے ایما اور منشاء سے صفر ۱۳۱۵ھ میں مدرسہ کانپور سے قطع تعلق کرکے اپنے وطن اور اپنے پیرومرشد کی یادگار خانقاہ امدادیہ میں قیام پذیر ہوگئے اور تھانہ بھون میں مستقل سکونت اختیار کرلی حضرت شیخ نے مکۃ المکرمہ سے تحریر فرمایا۔

''بہتر ہوا کہ آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے امید ہے کہ خلائق کثیر کو آپ سے فائدہ ظاہری وباطنی ہوگا اور آپ ہمارے مدرسہ اور مسجد کو از سرنو آباد کریں گے میں ہروقت آپ کے لئے دعا کرتا ہوں''۔

## حج، بیعت اور شیخ کی وصیت

آپ نے پہلا حج بعمر بیس سال اپنے والد ماجد کے ہمراہ ۱۳۰۱ھ میں کیا تھا اور ۱۳۱۱ھ میں جب دوبارہ حج کرنے تشریف لے گئے تو حسب خواہش پیرومرشد حضرت امداداللہ مہاجر مکیؒ انکی خدمت میں چھ ماہ تک مقیم رہے حضرت شیخ سے دست بدست بیعت ہونے اور دولت باطنی سے فیض یاب اور بہرہ اندوز ہونے کے بعد حضرت شیخ کی ان دو وصیتوں کے ساتھ واپس آگئے رخصت کرتے وقت حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا۔

میاں اشرف علی.......... دیکھو ہندوستان میں پہنچ کر تم کو ایک حالت (باطنی) پیش آئے گی عجلت نہ کرنا۔ کبھی کانپور کے تعلق سے دل برداشتہ ہو تو پھر دوسری جگہ تعلق نہ کرنا تو کل بخدا تھانہ بھون جا کر بیٹھ جانا۔ چنانچہ ۱۳۱۵ھ میں کانپور سے مدرسہ کا تعلق ترک کرنے کے بعد حضرت مستقلا تھانہ بھون میں مقیم ہو گئے۔

## مرکز اصلاح وتجدید

خانقاہ امدادیہ میں توکلا علی اللہ قیام پذیر ہونے کے بعد حضرتؒ کی ساری زندگی تقریباً نصف صدی تک تصنیف وتالیف میں اور مواعظ وملفوظات ہی میں بسر ہوئی ملک وبیرون ملک ہزاروں طالب حق وسالکین طریق، تعلیم وتربیت باطنی وتزکیہ نفس سے فیض یاب اور بہرہ اندوز ہو کر بحمد اللہ امت مسلمہ کے رہبر اور مرشد بن گئے جن کا فیضان روحانی اب تک جاری وساری ہے۔(ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء)

## حضرت کا سانحہ ارتحال:

وفات سے چند سال قبل ہی سے حضرت مرض اسہال میں مبتلا رہے اور کسی علاج سے صحت نہ ہوئی بالآخر ۱۶۔۱۷ رجب ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۔۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء سہ شنبہ کی شب نماز عشاء کے وقت ۸۲ سال ۳ ماہ ۱۱ دن کی عمر میں یہ سواد ہند کا نیر اعظم تقریباً نصف صدی تک دین مبین کی ضوفشانی کے بعد غروب ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**مدفن:** مدفن قصبہ تھانہ بھون میں خانقاہ امدادیہ کے شمال جانب قبرستان موسومہ تکیہ میں حضرت رحمۃ اللہ کی آخری آرام گاہ ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

نہ جانے کیا اچانک موج آئی اس کی رحمت کو
اٹھا کر لے گئی آغوش میں جبریل طلعت کو

اسی ماحول میں گم ہو گیا ہنستا ہوا تارا
سواد اعظم اسلام کا رخشندہ مہ پارا

وہ تارا جو رہا ملفوف احرام قیادت میں
گزاری جس نے اپنی زندگی اصلاح امت میں

(مآثر حکیم الامت)

# مختصر تعارف کتاب

محترم محمد ضیاء الدین احمد شکیب صاحب ایم اے' ڈی۔ ایف۔ اے (علیگ) کا تحریر کردہ پیش لفظ (کتاب ہذا کا تعارف) جو قدیم نسخہ میں بہت طویل تھا یہاں مختصراً پیش کیا جاتا ہے (ناشر)

عصر جدید میں انسانی زندگی بہت زیادہ پر پیچ اور متنوع ہوگئی ہے۔ آج کے انسان کو زندگی گزارنے کے لئے جتنی معلومات' جتنے زیادہ قواعد وضوابط' جتنے زیادہ ساز وسامان اور احتیاط کی ضرورت ہے شاید اس سے پہلے کسی دور میں نہیں تھی۔ اس لئے بعض لوگ سوچتے ہیں کہ آج کی زندگی کو محض ان چند خانوں ہی میں نہیں بانٹا جاسکتا جتنے ابواب میں احادیث کی کتابوں کو مدون کیا جاتا رہا ہے۔ اس وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا احادیث کا سرمایہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں پیدا ہونے والے نوع بہ نوع اور گوناگوں مسائل کے لئے کفایت کرسکتا ہے یا وہ محض چند لگے بندھے امور سے متعلق ہے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے ہمیں اس عام کیفیت سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے جو حدیث کی کتابوں کو دیکھنے سے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں میں پیدا ہوتی ہے اور وہ کیفیت یہی ہے کہ جب نئی نسل کا کوئی فرد کسی مجموعۂ احادیث کی لوح الٹ کر اس کی فہرست اور تبویب دیکھتا ہے تو اسے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ جیسے پوری زندگی کو مسائل طہارت' عبادت اور ایسی ہی چند باتوں میں محدود کردیا گیا ہے جنہیں وہ کم سنی سے جانتا ہے لہٰذا فطرتاً نیا ذہن اس اہم دینی سرمایہ سے اکتاہٹ اور دوری محسوس کرنے لگتا ہے۔ خواہ اس کی وجہ عصر جدید کا نصاب تعلیم ہو یا وہ تشکیک کی فضا جو ہمارے جدید علوم (Sciences) کا طرۂ امتیاز ہیں۔ بہرحال یہ ایک امر واقعہ ہے کہ کچھ لوگ ایسا سوچتے ہیں۔ اب ہم اپنے اصل سوال سے رجوع کرتے ہوئے غور کریں تو یہ ایک سادہ سی بات ہے کہ احادیث کی ان ہی یکساں طور سے ترتیب دی ہوئی کتابوں میں وہ ساری احادیث موجود ہیں جو آج بھی زندگی کے ہر نوعیت کے معاملہ

اوراس کے ہر گوشہ سے متعلق ہیں۔ لہٰذا وقت کی ایک بنیادی ضرورت یہ بھی ہے کہ انسان کے نفسی معاملات ہوں یا اجتماعی یا پھر کائناتی ان سب امور میں احادیث نے جس طرح رہنمائی کی ہے ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف موضوعات اور منہاج فکر کے تحت ان کی تدوین کی جائے تاکہ ان کے مضمرات رموز و غوامض نئی نسلوں کے ذہن پر بسہولت و بیک نظر واضح ہوسکیں۔ چنانچہ بعض محدثین کرام نے اس ضمن میں پیش رفت بھی کی ہے۔ اگر یہ کام اہم ہے تو التشرف اسی نوعیت کی ایک نہایت اہم خدمت ہے۔

التشرف کی تدوین میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے احادیث کے عنوانات قائم نہیں کئے تھے بلکہ احادیث میں مضمر فوائد پر سرخیاں قائم کی ہیں۔ جن کی ترتیب میں پہلے حدیث درج کی گئی ہے۔ اس کے بعد "میں کہتا ہوں" کے آغاز سے ان کے فوائد کا اکتشاف اس طرح کیا ہے جس طرح یہ واضح ہوجائے کہ یہ ایک عالم اور ایک عارف کی یافت ہے جسکو خاص نقطۂ نظر سے پیش کیا گیا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ علم نفسیات، علم الاخلاق، عمرانیات، تعلیم اور قانون کے طالب علموں کے لئے اس تالیف کے ہر حصہ میں دلچسپی اور غور و تامل کا بہت کچھ سامان موجود ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی تصوف سے متعلق تصنیفات اور مواعظ کی فہرست کافی طویل ہوگی۔ تاہم آپ کی وہ تصنیفات جو راست طور پر مسائل تصوف یا کتاب السنّت کی متصوفانہ تعبیر، توجیہ، تصریح و تشریح سے متعلق ہیں۔ ان میں **مسائل السلوک مع رفع الشکوک، التکشف عن مھمات التصوف** اور **التشرف بمعرفت احادیث التصوف** کو سب سے نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان تینوں تصنیفات میں جس قدر اسرار کا ابلاغ کیا گیا ہے وہ طالب کے پیمانہ طلب کو لبریز کرنے کے لئے کافی ہے لیکن مولان کی ذات ایک بحر العلوم تھی اور آپ نے ان تینوں تصنیفات کو تمام آیات واحادیث کی ترجمانی کے لئے کافی قرار نہیں دیا بلکہ انہیں عام طور پر معروف آیات واحادیث کے ایسے انتخاب سے ماخوذ قرار دیا ہے، جو کسی زمانہ میں بھی علمی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ احوال و مقامات کا کفیل اور رہبر کہلانے کا مستحق ہے۔ چنانچہ

رسالہ الہادی میں ائتباہ در رفع اشتباہ متعلق رسالہ مسائل السلوک والعکشف والتشرف ہر چہار جلد شائع فرما کر آپ نے حسب ذیل وضاحت فرمادی ہے۔

''تصوف نام ہے تعمیر الظاہر والباطن کا اور کوئی آیت اور کوئی حدیث اس سے خالی نہیں تو ہر آیت اور حدیث میں کوئی نہ کوئی مسئلہ تصوف کا ضرور مذکور ہے۔ مگر میں نے ان رسالوں میں صرف ان مسائل پر اکتفا کیا ہے کہ جن کی نسبت خصوصیت کے ساتھ تصوف کی طرف عام طور پر معروف ہے اس لئے اثبات مسائل کے لئے آیات واحادیث میں انتخاب واقع ہوا۔ پھر وہ بھی سب احادیث سے نہیں بلکہ ایک متوسط مقدار سے''

اس کتاب کے مشتملات اور اس کی ترتیب معنوی کے بارے میں بھی دو ایک باتیں عرض کرنا ضروری ہیں۔ اس تالیف کی اصل غایت ایسی حدیثوں کی تحقیق ہے ''جو حضرات صوفیہ کی زبانوں پر یا ان کی تقریرات میں مشہور ہیں اور ان کی کتابوں میں شائع ہیں'' ایسی احادیث کو خشک اور متشدد'' حضرات موضوع قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ موضوع قرار دینا یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان احادیث کی سند معلوم نہیں ہوتی یا پھر اس کے مضمون کو ''مخالف شرع'' خیال کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ ایک طرف روایت اور دوسری طرف درایت سے انصاف کا متقاضی تھا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے دونوں حیثیتوں سے اس مسئلہ کا استدراک کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہوا کہ از روئے استناد احادیث کی تخریج معتبر کتب سے کی گئی ہے۔ مثلاً ان چاروں حصوں کے اہم ماخذ امام عراقی کی احیاء، مقاصد حسنہ، علامہ سیوطیؒ کی جامع الصغیر نیز سنن دار قطنی طبرانی اوسط وصغیر، بیہقی اور صحاح معروف ہیں۔ اس کے بعد بھی جہاں تہاں ضعیف روایت محسوس ہو وہاں احادیث کے فوائد کے انکشاف سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایسی بظاہر مشتبہ احادیث میں ''جو مسئلہ اصل مقصود ہے وہ احادیث صحیحہ بلکہ آیات قرآنیہ سے موید ہے۔''

اس تالیف کا پہلا حصہ بنیادی طور پر احادیث الاحیاء پر مشتمل ہے اور اسے چار اجزاء میں منقسم کیا گیا ہے۔ جو یہ ہیں۔ ۱۔ عبادات ۔۲۔ عادات ۔۳۔ منجیات ۔۴۔ مہلکات ہر جز کئی کتابوں پر مشتمل ہے۔

جزو عبادات: کتاب العلم، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج،

کتاب آداب القرآن' کتاب الاذکار والدعوات اور جزو عادات کتاب آداب الاکل' کتاب النکاح' کتاب آداب الکسب والمعاش' کتاب الحلال والحرام' کتاب آداب الالفتۃ' کتاب آداب العزلۃ' کتاب اسماع اور جزو مہلکات کتاب عجائب القلب' کتاب تہذیب نفس' کتاب علاج شہوت وبطن کتاب آفات اللسان' کتاب مذمت غضب' کتاب مذمت بخل' کتاب مذمت جاہ' کتاب مذمت کبر' اور جزو منجیات کتاب التوبہ' کتاب صبر وشکر' کتاب الخوف والرجا' کتاب الفقر والزہد' کتاب المحبۃ والشوق اور کتاب ذکر موت سے عبارت ہے۔

یہ تالیف رسالہ الہادی میں وقتاً فوقتاً مختلف اقساط واسالیب میں چھپتی رہی۔ لیکن کتاب کی مجموعی ہیئت وتدوین کے تعلق سے مولانا کی جو خواہش تھی جس کا اظہار جہاں تہاں مختلف اعلانات' اطلاعات وتنبیہات کے طور پر کیا جاتا رہا۔ ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نسخہ کو اس طرح مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو مولانا کی خواہش کے زیادہ سے زیادہ مطابق ہو اس تالیف کے ہر حصہ میں احادیث کے ماخذ کے لئے جو مختلف رموز برتے گئے ہیں وہ علیحدہ جدول کی صورت میں پیش کئے گئے ہیں۔

# توضیح رموز

| | |
|---|---|
| (۳) | ابوداؤد، ترمذی، نسائی |
| (۴) | ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ |
| ت | ترمذی |
| تخ | لہٗ فی التاریخ |
| ج | جامع الصغیر |
| ح | حسن |
| حب | ابن حبان |
| حل | ابی نعیم (فی الحلیہ) |
| حم | مسند امام احمد |
| خ | بخاری |
| خد | للبخاری (فی الادب) |
| خط | خطیب (فی التاریخ) |
| د | ابوداؤد |
| ش | ابن ابی شیبہ |
| ص | سعید بن منصور فی سننہ |
| صح | صحیح |
| ض | ضعیف |
| ھق | بیہقی (فی سننہ) |
| طس | طبرانی اوسط |
| طص | طبرانی صغیر |
| ع | ابی یعلی (فی مسندہ) |
| عب | عبدالرزاق (فی الجامع) |
| عد | ابن عدی (فی الکامل) |
| عق | عقیلی (فی الضعفاء) |
| عم | عبداللہ بن احمد |
| فر | دیلمی (فی مسند الفردوس) |
| ق | بخاری و مسلم |
| قط | دار قطنی |
| ک | حاکم |
| م | مسلم |
| متفق علیہ | بخاری و مسلم |
| ن | نسائی |
| ہ | ابن ماجہ |
| ہب | بیہقی (فی شعب الایمان) |
| طب | طبرانی کبیر |

حصہ اول میں جن احادیث کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے وہ احیاء سے ماخوذ ہیں اور حصہ سوم و چہارم میں جن احادیث کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے وہ کنوز الحقائق سے ماخوذ ہیں۔ ض

# اجمالی فہرست

# اجمالی فہرست

# فہرست عنوانات



## کتاب الصلوٰۃ



## کتاب الزکوٰۃ

## کتاب الصوم



## کتاب الحج



## کتاب القرآن



## کتاب الاذکار الدعوات



## کتاب آداب الاکل (عادات)



## کتاب آداب النکاح

## کتاب الحلال و الحرام



## کتاب آداب العزلة



## کتاب السماع



## دوام انتظار فیوض

## کتاب ذکر الموت

# حصہ اوّل

عبادات

عادات

منجیات

مہلکات

# علم کی فضیلت اور اس کی ضرورت

۱- **حدیث:** علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۲- **حدیث:** علم کو طلب کرو اگرچہ وہ چین میں ملے۔

**فائدہ:** اور ضعف کے شبہ کا جواب خطبہ میں ہو چکا ہے اس عبارت میں اور بعض اوقات ان روایات میں سے بعض میں ضعف بھی پاؤ گے۔

۳- **حدیث:** اچھی بات بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اس کا کرنے والا

**فائدہ:** یہ تینوں حدیثیں علم سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت پر دال ہیں اور اس میں جہلاء صوفیہ کی اصلاح ہے جو علم کی مذمّت کیا کرتے ہیں اور اس کو مقصود کا حجاب سمجھتے ہیں۔

۴- **حدیث:** وہ چیز جو تجھ میں کھٹک پیدا کرے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جو کھٹک نہ پیدا کرے۔

## ذوق سلیم کا معتبر ہونا

۵- **حدیث:** اپنے دل سے فتویٰ لے اگرچہ فتویٰ دینے والے تجھ کو فتویٰ بھی دیدیں۔

**فائدہ:** دونوں حدیثیں اس پر دال ہیں کہ ذوق و وجدان بھی معتبر چیز ہے ایسے شخص کا جس کو ایمان کامل حاصل ہو (اور وہ) ایسے امور میں (معتبر ہے) جن میں دو دلیلیں متعارض ہوں اور یہ (عمل بالوجدان) عارفین میں مثل عادات طبعیہ کے ہے۔

---

(۱) (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے حدیث انسؓ سے اور اس کو احمد و بیہقی وغیرہما نے ضعیف کہا ہے) (۲) (ابن عدی و بیہقی نے مدخل اور شعب میں انس کی حدیث سے روایت کیا بیہقی نے کہا کہ یہ متن تو مشہور ہے مگر اسناد اس کے ضعیف ہیں) (۳) (روایت کیا اس کو ترمذی نے حدیث انس سے اور کہا کہ یہ غریب ہے اور اس کو مسلم و ابوداؤد و ترمذی نے مع تصحیح ابو مسعود بدری سے اس لفظ سے روایت کیا ہے من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله. (اس میں کفاعلہ کی تفسیر بھی ہو گئی کہ تشبیہ اجر میں ہے) (۴) روایت کیا اس کو ترمذی نے مع تصحیح کے اور ابن حبان نے حدیث حسن بن علی سے۔ (۵) روایت کیا اس کو احمد نے حدیث وابصہ سے۔

## علوم واحوال باطنیہ

**۶- حدیث:** بعض علوم مخفی اشیاء کی شکل میں ہوتے ہیں۔

روایت کیا اس کو ابو عبدالرحمٰن سلمی نے اپنی تصوف کی چہل حدیث میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ اس علم کو بجز عارفین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا پھر جب وہ اس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اس سے وہی لوگ جہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں دھوکہ کھائے ہوئے ہیں اور (مراد انکار و تکذیب ہے کیونکہ اجمالاً تصدیق کر لینا بھی ایک قسم کا علم ہے اور دھوکہ یہ کہ وہ اپنے علم و عمل کو عنداللہ صحیح و مقبول سمجھتے ہیں پس تم ایسے عالم کو حقیر مت سمجھو جس کو خدا تعالیٰ نے اس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اس کو دیا۔

**۷- حدیث:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اور لوگوں سے افضل ہو گئے تو نماز و روزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے الخ (مراد نفل نماز و روزہ ہے کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہے)

**فائدہ:** اس حدیث اور اثر میں اثبات ہے علوم باطنہ و احوال باطنہ کا (اول میں ان علوم کا ذکر ہے ثانی میں ان احوال کا)

## اختلافی امور میں لوگوں سے نرمی برتنا

**۸- حدیث:** میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے اس عادت کی جس پر صوفیہ عامل ہیں کہ اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی برتتے ہیں۔

---

(۷) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوبکر بن عبداللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اس کو مرفوع نہیں پایا اور پورا مضمون احیاء میں جو اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جو لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰۃ سے نہ کثرت روایات سے زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں جو ان کے سینے میں بیٹھ گئی ہے۔ (۸) ذکر کیا اس کو بیہقی نے اپنے رسالہ اشعریہ میں معلقاً اور مدخل میں حدیث ابن عباسؓ سے ان الفاظ سے مسنداً اختلاف اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے اور اسناد اس کے ضعیف ہیں۔

## علم غیر نافع کا جہل ہونا

**۹- حدیث:** بعض علم جہل ہے۔

**فائدہ:** اس میں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہے کہ وہ ایسے علم کو جہل کہتے ہیں جو موصل الی اللہ نہ ہو (کما قال الشیرازی علمے کہ بحق نہ نماید جہالت است)۔

## مجالس صوفیہ کی فضیلت

**۱۰- حدیث:** جب تم جنت کے باغوں پر گزرا کرو تو (ان میں) چرا کرو (یعنی ان سے غذائے روحانی حاصل کیا کرو۔

**فائدہ:** اس میں کھلی فضیلت صوفیہ صافیہ کی مجالس کی ہے کیونکہ وہ مجالس خالص ذکر ہی ہیں خواہ علماً خواہ عملاً (یعنی وہاں افادہ علوم کا ہوتا ہے یا تسبیح وتہلیل کا شغل ہوتا ہے)۔

## تائید عادت صوفیہ کے معارف کو اکثر اشعار میں ضبط کرتے ہیں

**۱۱- حدیث:** بعض اشعار حکمت ہیں۔

**فائدہ:** اس میں تائید ہے اس عادت کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہے کہ علوم وحقائق کو اشعار میں ضبط کرتے ہیں۔

## مخاطب کی رعایت تعلیم اور معاملہ میں

**۱۲- حدیث:** جب کبھی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات کہی جس کو وہ سمجھتے نہ ہوں تو وہ بات ضرور ان کے لئے فتنہ ہوگئی۔

**۱۳- حدیث:** لوگوں سے وہی بات کرو جس کو وہ سمجھ سکیں اور اس چیز کو چھوڑ

---

(۹) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حدیث بریدہ سے اور اسکے اسناد میں ایک مجہول ہے۔ (۱۰) روایت کیا اس کو ترمذی نے حدیث انسؓ سے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے عرض کیا گیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں ارشاد ہوا ذکر کی مجلسیں۔

(۱۱) روایت کیا اس کو بخاریؒ نے حدیث ابی بن کعب سے۔ اھ (۱۲) روایت کیا اس کو عقیلی نے ضعفاء میں اور ابن السنی نے اور ابونعیم نے ریاء میں حدیث ابن عباسؓ سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ابن مسعودؓ سے موقوفاً روایت کی ہے۔

(۱۳) روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت علیؓ سے موقوفاً اور ابومنصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابونعیم کے طریق سے اس کو مرفوع کیا ہے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے (یعنی جب بات تو ہو قرآن و حدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں اور اس لئے کسی نے اس کو سچ نہ سمجھا تو تم سب نے خدا اور رسول کی تکذیب کی)۔

دو جس کو وہ نہ سمجھ سکیں۔

**۱۴- حدیث:** ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہوا کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھیں

**فائدہ:** اس میں دلالت ہے اس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہے اور بعض علوم کو عوام سے مخفی رکھتے ہیں۔

## علم رسمی کی مذمت

**۱۵- حدیث:** علم دو قسم ہے ایک علم (محض) زبان پر الخ

**فائدہ:** اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ (اس کا علم نافع کے ساتھ) اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو اور اس کو نافع فرمایا ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی جس کی صوفیہ مذمت کیا کرتے ہیں جو ظاہر محض ہے جس کا اثر قلب پر نہ پہنچا ہو (کہ قلب میں محبت وخشیت وغیرہ پیدا کرے اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

## علم باطن کی اصل

**۱۶- حدیث:** جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اس کو خاموشی اور زہد عطا کیا گیا ہے الخ

**تنبیہ:** آگے جہاں تمامہ کا لفظ کہوں گا وہ احیاء سے ہوگا۔ اب احیاء کا نام بار بار نہ لوں گا۔

**۱۷- حدیث:** جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہے جو اس نے حاصل کیا ہو اللہ

---

(۱۴) ہم سے ابوبکر شیخر کی حدیث کے ایک جزو میں اس کی روایت حدیث عمرؓ سے اس سے مختصر روایت کی گئی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ تم لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیاء میں ہے کہ ہم کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ ان سے ان کے عقول کے موافق کلام کیا کریں۔ اھ (۱۵) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں اور ابن عبدالبر نے حسن کی روایت سے جابر سے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہے اور ابن الجوزی نے اس کو معلول کہا ہے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی ہے کہ یہ علم (زبانی) تو اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اس کی مخلوق پر (یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام دیا جائے گا کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا) اور ایک علم ہے قلب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم نافع ہے۔

(۱۶) (اس کو ابن ماجہ نے ابن خلاد کی حدیث سے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے اور پورا مضمون احیاء میں اس طرح ہے کہ ایسے شخص سے قریب ہوا کرو کیونکہ اس کو حکمت (یعنی علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے فقط (منجانب اللہ)

تعالیٰ اس کو ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اس نے حاصل نہیں کیا۔

## قرب فرائض و قرب نوافل

**۱۸- حدیث:** (حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں پھر جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا سمع و بصر ہو جاتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ میں بخاری سے یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کا بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے اور شروع کا جزو حدیث کا یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) میرے بندہ نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک ادائے فرض سے زیادہ محبوب ہو۔

**فائدہ:** اور یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کی ان دو اصطلاحوں کی قرب فرائض و قرب نوافل اور میں نے ان دونوں کی حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے موافق ہونا کلید مثنوی و مسائل مثنوی میں ذکر کیا ہے۔

## اثبات نور باطنی و بعض احوال وھبیہ و بعض علامات کاملین

**۱۹- حدیث:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آیات کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہدایت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں الخ۔

---

(۱۷) اس کو ابونعیم نے حلیہ میں انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے یہ دونوں حدیث اصل ہیں اس کی جس کو علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور جس میں درس تدریس کو کچھ دخل نہیں (چنانچہ ورث کے لفظ میں اس کے غیر مکتسب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۸) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ان الفاظ سے کنت سمعہ وبصرہ اور وہ حلیہ میں مؤلف کے الفاظ (کنت لہ سمعا وبصرا) کے موافق حضرت انس کی روایت سے بسند ضعیف وارد ہے اور مؤلف نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ ہیں کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث۔ (۱۹) اس حدیث کو حکم نے اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعودؓ کی روایت سے نقل کیا اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اس کے سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ نے فرمایا ہاں دارالغرور (دنیا) سے ہٹ جانا اور دارالخلود (آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیار ہو جانا)۔

**فائدہ:** اس حدیث میں نور باطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال موہوبہ کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات مذکور ہیں۔

## شیخ کا اپنی قوم میں مقام اور اہل ارشاد کی فضیلت

**۲۰- حدیث:** پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں

میں کہتا ہوں کہ پیر سے مراد پیرانہ سال (بوڑھا) ہے نہ کہ (پیر بمعنی) مرشد کیونکہ یہ اطلاق جدید ہے (زمانہ نبوی میں نہ تھا اس لئے یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے) اور اسی لئے امام غزالیؒ اس کو شرف عقل کے بیان میں لائے ہیں اور اس کی وجہ میں یہ کہا ہے کہ یہ فضیلت نہ اس کی کثرت مال کے سبب ہے نہ اس کے عظیم الجثہ ہونے کے سبب نہ زیادت قوت کے سبب بلکہ زیادتی تجربہ کے سبب ہے جو کہ اس کی عقل کا ثمرہ ہے اھ (یہ تقریر صاف دلالت کرتی ہے مدعائے مذکور پر) البتہ یہ مضمون (فضیلت مرشد کا) ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ علماء وارث ہوتے ہیں انبیاء کے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابوالدرداء کی روایت سے جیسا کہ تخریج عراقی میں مذکور ہے۔)

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت پر ظاہر ہی ہے اور (بعد تامل) اس کا استنباط حدیث اول سے بھی اس طرح ممکن ہے کہ جب (بوڑھے شخص کی) فضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو ٹھہرایا گیا تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہوگا وہ تو بدرجہ اولیٰ مدار فضیلت ہوگا اور ایسے عقل و تجربہ کا مرشدین میں ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت کے زیادہ مستحق ہوں گے۔

## فضیلت معرفت و عارفین

**۲۱- حدیث:** جب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب حاصل کرو۔

---

(۲۰) روایت کیا اس کو ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں ابن عمرؓ کی روایت سے بسند ضعیف۔ (۲۱) اس کو ابونعیم نے حلیہ میں حضرت علیؓ کی روایت سے ذکر کیا ہے اس طرح کہ جب اور لوگ نیکی کی انواع کا اکتساب کریں تم عقل کی انواع کا اکتساب کرو۔ تم ان سب سے نزدیکی اور قرب میں بڑھ جاؤ گے اور اس کے اسناد ضعیف ہیں۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومیؒ اپنی مثنوی میں لاتے ہیں اور اس کی نہایت خوبی سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور اس میں اثبات ہے علوم دینیہ کا اور اس کے علماء کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس (عقل مذکور فی الحدیث) کا سب سے بڑا مصداق عارفین اہل طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود پہنچتے اور دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

## قرآن کے بعض معانی کا اہل ظاہر سے مخفی ہونا

**۲۲- حدیث:** قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے۔

**فائدہ:** اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ نیز قرآن (کے ظاہر و باطن) کی ایک حد (بھی) ہے (کہ وہاں اہل ظاہر یا اہل باطن کا ادراک ختم ہو جاتا ہے) اور ایک طریق اطلاع (بھی) ہے (کہ اس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے ادراک کا طریق لغات وعربیۃ واسباب نزول وغیرہا کی مہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق علوم مذکور کے ساتھ ذوق اجتہاد و نور معرفت و امثالہا ہے علی اختلاف مراتب البطون) یہ حدیث اس پر دال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں ایسے ہیں جن تک عوام اور خواص کالعوام کے افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہل ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہل باطن پر ایسے علوم میں نکیر (واعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی لغوی یا شرعی ان علوم کی نفی نہ کرتی ہو (ورنہ انکار واجب ہے)۔

## حق تعالیٰ کا مدرک بالکنہ نہ ہونا اور علم نبوی کا محیط بجمیع الواقعیات نہ ہونا

**۲۳- حدیث:** (ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ) میں آپ کی ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود ثناء فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی

---

(۲۲) اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

اللہ عنہا کی روایت سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سنا۔

**فائدہ:** حدیث دو امر پر دال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک بالکنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہوا تو دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا احاطہ یہ ہے کہ اس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفا ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعیات کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے کمالات واقعیات میں سے ہیں اور آپ نے اپنے علم کو ان کے لئے اس کو غیر محیط فرمایا ہے۔

## رویت حق کا ممتنع ہونا دنیا میں اور ادراک بالکنہ کا آخرت میں بھی

۲۴- **حدیث:** حق تعالیٰ کے (سامنے) ستر حجاب ہیں نور کے اگر وہ ان کو کھول دیں تو ان کی ذات کے انوار تمام ان چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو ان کی بصر ادراک کرتی ہے (اور ظاہر ہے کہ ان کے ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں)۔

میں کہتا ہوں کہ مسلم کی ایک روایت میں بجائے (النور کے) النار ہے (یعنی ان کا حجاب نار ہے اسی نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرمادیا) اور کنز العمال میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد کے وظلمۃ کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کو سن لے کہ فوراً نہ نکل جائے۔

---

(۲۴) روایت کیا اس کو ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب العظمۃ میں ابوہریرہؓ کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور ان ملائکہ کے درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی ہیں ستر حجاب نور کے ہیں اور اس کے اسناد ضعیف ہیں اور اسی کتاب میں حضرت انسؓ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان میں ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طبرانی کے اکبر میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالیٰ کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور مسلم میں ابوموسیٰ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب نور ہے اگر وہ ان کو کھول دیں تو ان کی ذات کے انوار تمام ان مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک ان کی بصر پہنچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ ان کی بصر کی رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ بصرہ ہے (جیسا سب سے اول روایت میں تھا)

**فائدہ:** اس حدیث میں اثبات ہے حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا ممتنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور فی المال (یعنی آخرت میں) حجاب کبریا کے مرتفع ہو جانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہے (دلالت علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم انعدام مدرک فرمایا اور انعدام میں رویت ممتنع ہے)۔

## احوال قلبیہ کا غیر اختیاری ہونا

۲۵- **حدیث:** بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر اختیاری ہونا اور بعض کا اختیار مستقل کے اعتبار سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے (اور انگلیوں کے معنی کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے)۔

## کائنات کا مظاہر تجلیات ہونا

۲۶- **حدیث:** حجر اسود (گویا) حق تعالیٰ کا دست مبارک ہے دنیا میں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات معظمہ بعض تجلیات الٰہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور اسی مظہریت کی بنا پر حجر اسود کو دست مبارک مجازاً فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون میں نہ کرنا چاہئے۔

## مسئلہ مذکورہ در حدیث بالا

۲۷- **حدیث:** میں حق تعالیٰ کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں۔

**فائدہ:** اس میں بھی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کاملین کی برکات خاصہ کو رحمٰن کا دم مبارک فرمایا اسی تجلی خاص کی مظہریت) کی بنا پر۔

---

(۲۵) ذکر کیا اس کو مسلم نے عبداللہ بن عمرو کی روایت سے۔ (۲۶) حاکم نے مع تصحیح اس کو عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج میں ابن عباسؓ کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرمائیں گے۔ (۲۷) (احمد نے ابو ہریرہؓ کی روایت سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہارے رب کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

## شعور جمادات

**۲۸- حدیث:** سنگریزوں کی تسبیح کی حدیث۔

**فائدہ:** اس میں جمادات کے ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے نزدیک تو یہ منجملہ محسوسات کے ہے۔

## تدقیق در طریق

**۲۹- حدیث:** شرک میری امت میں (یعنی) بعض میں صاف چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔

**فائدہ:** اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہل ارشاد و سالکان طریقت کو جتلاتے رہتے ہیں یعنی اعمال باطنہ میں تدقیق (وکاوش) اور اہل ظاہر اس کو غلو اور تشدد شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے اہل طریق پر انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا خفی ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تنبیہ سے اہتمام تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر تعمق نہیں ہے)۔

# کتاب الصلوٰة

## قرب خاص کے علاوہ قرب علمی کا ہونا

**۳۰- حدیث:** سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قرب علمی کے سوا ہے کیونکہ قرب علمی تو اہل عبادت کے ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قرب خاص ہے جس کی تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

---

(۲۸) اس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر کی روایت سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ صالح بن ابی الاخضر حافظ نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم الاسم کی روایت ہے (۲۹) ذکر کیا اس کو ابو یعلی اور ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعفاء میں ابوبکر کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے قریب ابوموسیٰ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

(۳۰) روایت کیا اس کو مسلم نے ابوہریرہؓ کی روایت سے۔

## نماز میں مذمومات نفس کا تعین

**۳۱- حدیث:** جو شخص ایسی دو رکعتیں پڑھے جن میں اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال صلوٰۃ میں مخل ہے وہ وہ ہے جو قصد و اختیار سے ہو جیسا کہ یحدث کا لفظ اس پر دال ہے کیونکہ تحدیث اور ہے اور تحدث اور (اور حدیث میں تحدث آیا ہے) پھر وہ (حدیث النفس اختیاری) بھی علی الاطلاق مذموم نہیں بلکہ وہ (مذموم ہے) جو دنیا کی قبیل سے ہو اور جو غیر یعنی دین ہے وہ مذموم نہیں لیکن یہ (مذموم نہ ہونا) ضروری کے ساتھ خاص ہے اور اسی سے اس اشکال کا جواب نکل آیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر وارد کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے لشکر کی تیاری کیا کرتا ہوں اور نماز کی حالت میں ہوتا ہوں (حاصل جواب یہی ہے کہ یہ حدیث النفس گو اختیاری ہو مگر دین اور ضروری ہے) باقی جو غیر ضروری ہو اس کی نفی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی ہی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ان دو رکعتوں پر اپنے قلب سے متوجہ رہے (اور یہ نفی) اس لئے ہوتی ہے) کہ توجہ الی الصلوٰۃ توجہ الی غیر الصلوٰۃ کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور اس ضروری (دینی حدیث النفس) کے جائز رکھنے کی طرف میری رائے کی رسائی ہوئی ہے جس کو من الدنیا اور الا بخیر سے اخذ کیا ہے جو اس حدیث میں ہے۔ دوسرے محققین سے بھی رجوع کر لیا جائے۔

## نماز میں خشوع اور نماز کے بعد دعا

**۳۲- حدیث:** نماز تو ان چیزوں کا نام ہے اظہار مسکنت اور دعا اور تضرع۔

---

(۳۱) روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے صلہ بن اشیم کی حدیث سے مرسلا اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت عثمانؓ کی روایت سے اول میں زیادت کیساتھ ہے اور اس میں بشئی من الدنیا نہیں ہے اور طبرانی نے اوسط میں الا بخیر بڑھایا ہے۔

(۳۲) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور نسائی نے اس کے قریب قریب فضل بن عباس کی حدیث سے باسناد مضطرب اور پوری حدیث (احیاء میں) اس طرح ہے کہ نماز صرف ان چیزوں کا نام ہے اظہار مسکنت اور تواضع اور تضرع اور رقت قلب اور اظہار ندامت اور یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللھم اللھم کہو (یعنی دعا کرو) جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادھوری ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تقنع یدیک الخ کو ترغیب میں بھی ترمذی اور نسائی اور صحیح ابن خزیمہ سے نقل کیا ہے یعنی دونوں ہاتھ پروردگار سے دعا کرنے کے لئے اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرے کی طرف رہے اور یارب یارب کہو اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے اور اس کے ترک کو جو موجب نقصان فرمایا گیا ہے۔ یہ نقصان فضیلت میں ہے نہ کہ صحت (نماز) میں۔

**فائدہ:** دو چیزوں پر اس سے دلالت ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے نماز کے بعد دعا کا مشروع ہونا جیسا صلحاء اور نمازیوں میں معتاد ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔

## طریقہ تکمیل نماز

۳۳- **حدیث:** جب تم نماز پڑھو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑنے والا ہو (اور اس وجہ سے اس نماز کو آخری نماز سمجھنے والا ہو)۔

**فائدہ:** اس حدیث میں تعلیم ہے طریقہ تکمیل نماز کی اس مراقبہ سے کہ یہ احتمال رکھے کہ شاید یہ آخری نماز ہو اور یہ طریق عجیب ہے جو تجربہ کرے گا مشاہدہ کر لے گا۔

## ولولہ و عشق

۳۴- **حدیث:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آ جاتا تو آپ کی یہ حالت ہو جاتی گویا نہ آپ ہم کو پہچانتے ہوں اور نہ ہم آپ کو۔

**فائدہ:** یہ وہی از خود رفتگی اور عشق ہے جس کے اکثر اہل ظاہر منکر ہیں (اور صوفیہ اس کے قائل ہیں)

---

(۳۳) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابوایوب کی حدیث سے اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے زہد میں ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا اور انسؓ کی حدیث سے اس کے قریب قریب۔ (۳۴) ازدی نے ضعفاء میں سوید بن غفلہ کی حدیث سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے تھے تو یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں پہچانتے۔

## احضار قلب کا شرط قبول ہونا

۳۵- **حدیث:** اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر بھی نہیں فرماتے جس میں آدمی اپنے قلب کو اپنے بدن کے ساتھ حاضر نہ کرے۔

**فائدہ:** اس میں صریح دلالت ہے اس پر کہ قلب کا حاضر رکھنا جو کہ فعل اختیاری ہے شرط ہے قبول اطاعت کی نہ کہ قلب کا حاضر رہنا جو کہ امر غیر اختیاری ہے (اور احضار کا شرط نہ کہنا تفریط ہے اور حضور کا شرط کہنا افراط ہے)۔

## اصلاح باطن کا اصلاح ظاہر کے لئے مستلزم ہونا

۳۶- **حدیث:** آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کا قلب خشوع والا ہوتا تو اس کے جوارح بھی خشوع والے ہوتے۔

**فائدہ:** اس میں اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعویٰ کرنا کذب ہے جبکہ ظاہری حالت اس کے خلاف ہو (بلکہ باطن جب درست ہوگا ظاہر ضرور ہی درست ہوگا)۔

## قطع اسباب مشوشہ

۳۷- **حدیث:** جس میں ممانعت ہے نماز پڑھنے سے ایسے شخص کے جس پر پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول کی کہ وہ اسباب مشوشہ قلب کو قطع کرتے رہتے ہیں۔

---

(۳۵) میں نے اس حدیث کو ان لفظوں سے نہیں پایا اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں عثمان بن ابی دہرش کی روایت سے مرسلاً یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتے یہاں تک کہ اس کا قلب اس کے بدن کے ساتھ حاضر ہو اور اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی بن کعب کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد ضعیف ہیں۔ (۳۶) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابو ہریرۃؓ سے سند ضعیف سے روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن المسیب کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص ہے جس کا نام نہیں بتایا گیا۔ (۳۷) اس قول تک کہ مسلم نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ کھانے کے سامنے آنے پر نماز نہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ پیشاب پاخانہ اس سے کشاکشی کرتے ہوں۔

# غیرت

**۳۸- حدیث:** یہ روایت کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک باغ میں نماز پڑھی جس میں ایک درخت تھا اس درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خوشنما معلوم ہوا پوری حدیث سہوفی الصلوٰۃ ان کے اس باغ کو تصدق کر دینے کے باب میں ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں حال غیرت کی اصل ہے یعنی ایسی چیز کو اپنے سے جدا کر دینا جو کہ محبوب اور مطلوب سے مانع ہو (جیسا ان صحابی کو باغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک سے خارج کر دیا)۔

**۳۹- حدیث:** اے بلال ہم کو راحت دے۔

**فائدہ:** اس حدیث کے دو محمل ہیں ایک راحت دینا نماز میں اور اس کے مقدمات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرا راحت دینا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ پہلی راحت لقاء کی ہے اور دوسری راحت رضا کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں) باقی یہ راحت کہ بوجھ اتر گیا یہ خط ہے محجوبین کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزے سے خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے ان کو روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (فرحت لقاء) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے (فرحت رضا)

## اللہ سے حیاء اور اس کا طریق

**۴۰- حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ سے حیا کرنا کیسے ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس سے ایسی حیا کرو جیسا اپنی قوم کے مرد صالح سے کرتے ہو۔

**فائدہ:** اس میں آسان طریقے کی تعلیم ہے حیاء کی جو کہ مانع ہے معصیت سے اس

---

(۳۸) امام مالک نے عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ انصاری نے الخ پھر اسی طرح ذکر کیا (جیسا اوپر گزرا)
(۳۹) دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت کیا اور ابوداؤد نے اس کے قریب باسناد صحیح ایک ایسے صحابی کی حدیث سے روایت کیا جن کا نام نہیں لیا گیا۔ (۴۰) خرائطی نے مکارم اخلاق میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب میں حدیث سعید بن زید سے مرسلاً روایت کیا اسی کے قریب اور بیہقی نے سند میں ابن عمرؓ کی زیادتی کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دارقطنی نے ابن عمرؓ سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے بوجہ اس کے کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارد ہوا ہے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

طور پر کہ اس امر کو مستحضر رکھا جائے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ میری قوم کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا تو حق تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

## عدم تحدید صلوٰۃ اللیل

۴۱- **حدیث:** وتر (یعنی صلوٰۃ اللیل جس میں تہجد اور وتر دونوں آگئے) سترہ رکعت ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ صلوٰۃ اللیل دس یا بارہ رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت پر انکار نہ کیا جائے گا کہ بعض مشائخ شب میں سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت تحدیدات پر زیادت نہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا اکثر مواقع پر مجتہدین ہی کا کام ہے)۔

## حقیروں سے استفادہ

۴۲- **حدیث:** اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے اور کوزہ پشت بوڑھے نہ ہوتے۔

**فائدہ:** اس میں خود بینی کی جڑ قطع کر دی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کا مراقبہ کیا جائے جو حقیر سمجھے جاتے ہیں

## عمل میں مداومت

۴۳- **حدیث:** سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو وہ عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو۔

**فائدہ:** اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل طریق میں سے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں۔

## وبال ترک معمولات

۴۴- **حدیث:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو شخص کوئی عبادت

---

(۴۱) ابن مبارک نے طاؤس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ شب میں سترہ رکعت پڑھتے تھے (تہجد و وتر کی)

(۴۲) اس کو بیہقی نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم پر عذاب بارش کی طرح برستا۔

(۴۳) اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

شروع کرے پھر اس کو اکتا کر چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مبغوض رکھتا ہے۔

**فائدہ:** مبغوضیت کے درجات ہیں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو جانا ہے اور اگر معنی متبادر ہی مراد لئے جائیں (یعنی نفرت وعداوت) تو اس پر محمول کیا جائے گا کہ اس (درجہ متبادرہ) کی طرف اکثر مفضی ہو جاتا ہے اور اہل طریق میں اہل بصیرت واہل تجربہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ اعراض کی ایک ابتدا ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہا ہے اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو موجب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے بغض کو بندہ کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے تنزل سے بعد ترقی کے پس (اس تقریر کے بعد) یہ اعتراض واقع نہیں ہوتا کہ اس سے مستحب کا واجب ہونا لازم آتا ہے اور ملالت کی جو قید لگائی یہ احتراز ہے عذر سے (کیونکہ عذر سے ترک کرنا اس کے لئے بلکہ نقص اجر کے لئے بھی موجب نہیں)۔

# کتاب الزکوٰۃ

## معاد اور معاش ضروری کے درمیان مزاحمت نہیں ہے

۴۵- **حدیث:** حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے۔ بعد (دینی) فرائض کے

**فائدہ:** اس میں دلالت ہے اس پر کہ معاد میں مشغول ہونا مانع نہیں ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے جیسا اہل غلو سمجھتے ہیں (بلکہ معاد میں اعانت وتقویت کا سبب ہوتا ہے)۔

## حقوق عباد خصوصاً مشائخ کے حقوق کی تاکید

۴۶- **حدیث:** جو شخص آدمیوں کا شکر گزار نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ حق تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلائق کو ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو مؤکد کرتا ہے خصوصاً ایسے بندوں کے حقوق کو جو کہ

---

(۴۴) ابن السنی نے اس کو ریاض المتعبدین میں حضرت عائشہؓ پر موقوفاً روایت کیا ہے۔

(۴۵) اس کو طبرانی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا۔

(۴۶) اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے روایت کیا اور تحسین کی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے اس کے قریب قریب ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا اور اس کو حسن صحیح کہا۔

وصول الی الحق میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (وہادین) اوران حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت وتعظیم کے مؤکد ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور مستقل دلائل بھی ہیں۔

۴۷- **حدیث**: جو شخص تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تم اس کی مکافات کرو۔

**فائدہ**: اس میں بھی وہی مضمون ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھا (یعنی شکریہ محسن)

## عدم تنافی درمیان توکل واذخار ضروری

۴۸- **حدیث**: آپ نے اپنے عیال کے لئے ایک سال کا غلہ جمع فرمایا۔

**فائدہ**: اس سے ثابت ہوا کہ کسی مصلحت سے (بقدر ضرورت) ذخیرہ رکھ لینا نہ توکل کے منافی ہے اور نہ کمال توکل کے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں پھر وہ مصلحت عام ہے خواہ عیال کی مصلحت ہو خواہ نفس کی مصلحت ہو یعنی تحصیل اطمینان وازالہ تشویش کیونکہ طبائع فطرتاً مختلف ہوتی ہیں بعضوں کو یکسوئی بدوں اسباب یکسوئی کے میسر نہیں ہوتی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذخیرہ فرمالینا ایسے لوگوں پر رحمت اور شفقت تھی باوجودیکہ آپ کو یکسوئی میں اسباب کی حاجت نہ تھی خوب سمجھ لو۔

## تعمیم حسن معاشرہ

۴۹- **حدیث**: جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف آئے تو تم اس کا اکرام کرو۔

**فائدہ**: اس میں اس عادت کی دلیل ہے جو اہل طریق کا معمول ہے کہ ہر شخص کے ساتھ (بلاتخصیص نیک وبد کے) ایسی حسن معاشرت کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہے۔

---

(۴۷) اس کو ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر کی حدیث سے باسناد صحیح لفظ من صنع سے روایت کیا ہے (بجائے اسدی کے اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے) اور پوری حدیث یہ ہے کہ اگر تم کو (مکافات کرنے کی) استطاعت نہ ہو تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ معلوم ہونے لگے کہ تم نے اس کی مکافات کردی۔

(۴۸) اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا کہ آپ اپنے اہل کا سال بھر کا خرچ جدا رکھ لیتے تھے۔

(۴۹) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی کی حدیث سے بسند صحیح روایت کیا اور کہا کہ یہ متصلاً بھی روایت کیا گیا ہے مگر ضعیف ہے اور حاکم نے اس کے قریب قریب معبد بن خالد انصاری کی حدیث سے نقل کیا جس کو انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا اور اس کے اسناد کی تصحیح کی۔

# كتاب الصوم

## عدم استحقار صغائر

۵۰- **حدیث**: نظر (بد) ایک زہر آلود تیر ہے ابلیس کے تیروں میں سے۔

**فائدہ**: اس میں دلالت ہے کہ صغیرہ گناہوں کو سرسری نہ سمجھے کبھی اس کا مفسدہ کبائر سے بھی بڑھ جاتا ہے (گو وہ ذات خاص ہی کی طرف راجع ہو اور کبیرہ جو مفسدہ میں قوی ہوتا ہے وہ مفسدہ عامہ ہے) بالخصوص نظر جو شہوت سے ناشی ہو یا اس سے شہوت ناشی ہو فی الحال یا فی المال (بسبیل احتمال) اور اس کی وہی حالت ہے جس کو بعض اہل تجربہ نے فارسی (شعر) میں ظاہر کیا ہے۔

درون سینہ من زخم بے نشاں زدہ　　　بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

میرے سینے میں تو نے ایک بے نشان زخم پیدا کر دیا ہے' میں حیرت میں ہوں کہ تو نے بغیر کمان کے عجب تیر مارا ہے۔

# كتاب الحج

## اتباع معاملات حق مع عبد

۵۱- **حدیث**: جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اس کو چاہئے کہ اس میں لگا رہے اور جس کی معاش کسی چیز میں ہو گئی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک کہ اس میں خود تغیر ہو جائے۔

**فائدہ**: (اہل طریق نے) اسی پر تمام معاملات کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ واقع ہوتے ہیں قیاس کیا ہے جن کی معرفت بصیرت و فراست و خصوصیات واقعات سے ہو جاتی ہے (اس معرفت کے بعد وہ ان میں تغیر و تبدل از خود نہیں

---

(۵۰) اس کو حاکم نے حذیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی۔

(۵۱) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے انس کی حدیث سے بسند حسن جملہ اولیٰ کے ساتھ اور عائشہ کی حدیث سے ایسی سند کے ساتھ جس میں جہالت ہے اس لفظ سے کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص ذریعہ سے مسبب فرما دے اس کو چھوڑنا نہ چاہئے جب تک کہ اس میں تغیر یا ناموافقت نہ ہو جائے۔

کرتے) اور یہ امر قوم کے نزدیک مثل بدیہیات کے بلکہ مثل محسوسات کے ہے جس کی وہ اپنے احوال میں رعایت رکھتے ہیں۔

## زیارت قبر نبویؐ

۵۲- **حدیث:** جو شخص میری زیارت میری وفات کے بعد کرے اس نے گویا میری زیارت میری حیات میں کی۔

۵۳- **حدیث:** جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آئے اور اس کا مقصود بجز میری زیارت کے اور کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ میں اس کا شفیع بنوں۔

**فائدہ:** ان دونوں حدیثوں کا مدلول ظاہر ہے اور یہ زیارت (قبر نبوی) مستحبات میں اوروں سے مؤکد ہے خصوصاً عشاق کے نزدیک اور لاتشد الرحال والی حدیث ان اعمال میں ہے جن کا دوسروں سے افضل ہونا منقول نہیں کیونکہ ایسے اعمال کی افضلیت کا محض رائے سے اعتقاد کر لینا بدعت ہے۔

## صالحین کی وضع اختیار کرنا

۵۴- **حدیث:** جو شخص کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔

**فائدہ:** یہ عام ہے تشبہ محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ اصل ہے صلحاء کی وضع اختیار کرنے کی بہ نیت برکت کے نہ بہ نیت دعویٰ کمال غیر حاصل و شہرت کے۔

۵۵- **حدیث:** اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کیلئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ آپکو اس شخص کا سلام پہنچاتا ہے جو آپ پر آپکی امت میں سے سلام بھیجے۔

**فائدہ:** اور چونکہ یہ امر غیر مدرک بالقیاس ہے اس لئے غیر منصوص کی طرف متعدی نہ ہوگا پس دوسرے اولیاء و مقبولین کے خطاب کا اذن نہ دیا جائے گا خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں کیونکہ ایسی نص ان کے باب میں نہیں آئی اور ایسے امور میں محض امکان کافی نہیں۔

---

(۵۲) روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابن عمر کی حدیث سے۔ (۵۳) روایت کیا اس کو طبرانی نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابن السکن نے اس کی تصحیح کی۔ (۵۴) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے ابن عمرؓ کی حدیث سے بسند صحیح۔

(۵۵) روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے ہیں۔

# کتاب القرآن

## غلبہ ذکر میں بعض طاعات غیر واجبہ کا ترک کرنا

**۵۶- حدیث:** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو تلاوت قرآن مجھ سے دعا کرنے اور حاجت مانگنے کی فرصت نہ لینے دے میں اس کو شاکرین کا ثواب دوں گا۔

**فائدہ:** اس میں اصل ہے مشائخ کے اس معمول کی کہ وہ بعض مریدوں کو بعض طاعات پر محدود کر دیتے ہیں اور بعض طاعات سے روک دیتے ہیں اور مفصل تقریر اس کی رسالہ حقیقۃ الطریقہ میں حدیث بست وسوم کے تحت میں ہے۔

## اصل بعض القاب صوفیہ

**۵۷- حدیث:** اہل قرآن اللہ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص ہیں۔

**فائدہ:** اس میں اصل ہے ان القاب کی جو صوفیہ میں متعارف ہیں جیسے اہل اللہ اور خاصان خدا اور اسی قسم کے۔

## ثابت کرنا ظلمت اور نور کا قلب کے لئے

**۵۸- حدیث:** یہ قلوب (کبھی) زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسا لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ اس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوت قرآن اور موت کا یاد کرنا۔

**فائدہ:** اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع ہیں جیسے ظلمۃ اور جلا قلوب کے لئے۔

---

(۵۶) اس کو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر یا دعا سے مشغول کر دے میں جس قدر اور سائلوں کو دیتا ہوں اس شخص کو سب سے زیادہ دوں گا اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور ابن شاہین نے اس کو مصنف کے الفاظ سے روایت کیا۔

(۵۷) روایت کیا اس کو نسائی نے سنن کبری میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے باسناد حسن۔

(۵۸) روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف۔

## تواجد بہ غرض محمود

۵۹- حدیث: قرآن مجید کی تلاوت کرو اور روؤ اور اگر رونہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ۔

فائدہ: اس میں اثبات ہے تواجد یعنی اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمود کا پیدا کرنا ہو نمائش مقصود نہ ہو (کہ اس کو تشبع بما لم یعط فرمایا گیا ہے)۔

## ذکر جلی و خفی کی فضیلتوں کا فرق

۶۰- حدیث: بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے اور بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو۔

فائدہ: یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہر میں کسی عارض کے سبب بھی خیریت اور افضلیت نہ ہو (اور اس عارض کو حضرات صوفیہ جانتے ہیں اور اس پر دلائل رکھتے ہیں۔

## بعض احوال میں جمع خاطر کو کثرت ثواب پر ترجیح ہے

۶۱- حدیث: آپ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کچھ قرآن پڑھو۔ انہوں نے عرض کیا میں پڑھوں حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں۔

فائدہ: اس میں دلالت ہے کہ اجتماع خواطر بعض احوال میں اس درجہ مقصود ہے کہ (اس کی رعایت سے) اس طاعت پر قناعت کر لی جاتی ہے جو اجر میں کم ہے اس لئے کہ اس میں کلام نہیں کہ پڑھنے کا ثواب سننے سے زیادہ ہے۔

## عبادات شاقہ کا منکر نہ ہونا

۶۲- حدیث: ابوذر کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک شب

---

(۵۹) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے باسناد جید۔

(۶۰) روایت کیا اس کو احمد اور ابن حبان نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے۔

(۶۱) روایت کیا اس کو شیخین نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے۔

(۶۲) روایت کیا اس اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بسند صحیح

اس آیت کے ساتھ قیام فرمایا اسی کو بار بار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے ان تعذبهم الخ۔

**فائدہ:** اس میں اصل ہے کہ عبادات شاقہ بھی مشروع ہیں جو بکثرت اہل شوق یا اہل خشیۃ سے منقول ہیں (جس پر خشک مزاجوں کا اعتراض ہے)

## مغائر شریعت علم کا ابطال اور علم وہبی کا اثبات

۶۳- **حدیث:** حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی خفیہ بات ایسی نہیں فرمائی جس کو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا فرمادے۔

**فائدہ:** اس میں ابطال ہے جہلاء کے اس (بے بنیاد) زعم کا کہ وہ لوگ ایک علم باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول کے علاوہ اور نیز اس میں اثابت ہے علم وہبی کا جس کی حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے (اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم کی نفی ہے)۔

## عبادت میں نشاط کی رعایت

۶۴- **حدیث:** قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارا دل لگے اور تمہارے بدن میں اثر ہو اور جب الجھنے لگو تو اس وقت گویا تم پڑھتے ہی نہیں اور بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجھنے لگو تو کھڑے ہو جاؤ۔

**فائدہ:** اس میں رعایت ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اکتا جائے تو اس کو دوسرے وقت پر رکھے لیکن یہ حکم اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو عادت عبادت میں

---

(۶۳) اس کو نسائی نے ابوجحیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علیؓ سے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بجز قرآن کچھ اور شے بھی ہے انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا فرمائے۔ الحدیث اور وہ بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک بار یہ کہا کہ ایسی چیز جو لوگوں کے پاس نہیں۔

(۶۴) روایت کیا اس کو شیخین نے جندب بن عبداللہ بجلی کی حدیث سے لفظ ثانی (یعنی فقوموا) میں مگر اس میں ولالت لہ جلود کم نہیں ہے۔

راسخ ہو (ایسے شخص کا جب جی گھبرائے تو مؤخر کردے) باقی قبل رسوخ سو اس وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ عادت میں راسخ ہو جائے (کیونکہ ابتدا میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اس وقت بھی ایسا کرنے لگے تو پھر عادت کی نوبت ہی نہ آئے)۔

# کتاب الاذکار والدعوات

## ذکر کی فضیلت اور ذکر قلبی ولسانی میں جمع کرنے کی فضیلت

۶۵- **حدیث**: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے اور میرے نام پر اس کے ہونٹ ملتے رہیں۔

**فائدہ**: اس حدیث میں فضیلت ہے ذکر کی اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی و ذکر لسانی کو جمع کرنا (جیسا کہ مجموعہ ذکرنی اور تحرکت اس پر دال ہے) بمقابلہ خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی کے افضل ہے رہی یہ بات کہ ان دونوں (یعنی خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی) میں کون افضل ہے سو یہ ایک مستقل بحث ہے اور ظاہر روایات کا یہ ہے خالی ذکر قلبی خالی ذکر لسانی سے افضل ہے۔

## ذکر فی النفس کی تفسیر اور اس کی تمثیلات میں صوفیائے کرام کا عذر

۶۶- **حدیث**: حق تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اپنے جی میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اپنے جی میں الحدیث۔

**فائدہ**: ذکر فی النفس کو ذکر فی الجماعۃ کے مقابلے میں لانا اس پر دال ہے کہ مراد ذکر فی النفس سے وہ ذکر ہے جس پر جماعت مطلع نہ ہو خواہ بالقلب ہو خواہ باللسان ہو

---

(۶۵) روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے اور حاکم نے ابوالدرداء کی حدیث سے اور حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے۔ (۶۶) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے اور پوری حدیث یہ ہے کہ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے جماعت میں۔ میں اس کا ذکر کرتا ہوں ایسی جماعت میں کہ اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے (یعنی ملائکہ وارواح طیبہ) اور جب وہ مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع (یعنی دونوں ہاتھ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی قدر) نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

پس ذکر فی النفس کی تفسیر صرف ذکر بالقلب کے ساتھ کرنا (جیسا بعض نے یہ تفسیر کر کے اس سے ذکر قلبی کی افضیلت علی الاطلاق ثابت کی ہے) بلا دلیل ہے اور نیز اس میں صوفیہ کرام کا عذر ہے اس باب میں کہ وہ ذات وصفات کی تمثیلات لایا کرتے ہیں جیسا اس حدیث میں تقربت واتیت کے جملوں میں، قرب معنوی (الٰہی) کو قرب حسی کے ساتھ تمثیل دی ہے (باعا وذراعا وہرولۃ کے قیود میں)۔

## حقیقت قبر

۶۷- **حدیث:** قبر یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔

۶۸- **حدیث:** مومنین کی ارواح سبز پرندوں کے قالبوں میں عرش کے نیچے معلق رہتی ہیں۔

**فائدہ:** مجموعہ حدیثین اس پر دلیل ہے کہ لفظ قبر جو نصوص میں وارد ہے اس کی تفسیر عالم برزخ ہے نہ یہ خاص گڑھا۔ چنانچہ مومن قبر میں ہے پھر (اسی حالت میں) وہ عرش سے بھی معلق ہے حالانکہ عرش عین حفرہ نہیں (اور اس تفسیر سے بہت سے اشکالات متعلقہ قبر رفع ہو جائیں گے)۔

## بیان تفویض دعا

۶۹- **حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ بندہ سب سے زیادہ جو اپنے رب سے قریب ہوتا ہے اس حالت میں جب وہ سجدہ میں ہو سو (اس میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔

(۶۷) روایت کیا اس کو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ اور ترمذی نے اس کو غریب کہا میں کہتا ہوں کہ اس (کی سند) میں عبیداللہ بن الولید وصافی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(۶۸) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے کعب بن مالک کی حدیث سے کہ مومنین کی ارواح سبز پرندوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہتی ہیں اور نسائی نے اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ مومن کا نسمہ (یعنی جان گویا) ایک طائر ہے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے اس لفظ سے کہ شہداء کی ارواح الخ اور کہا کہ حسن ہے صحیح ہے۔

(۶۹) روایت کیا اس کو مسلم نے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ذکر کو عام ہے کیونکہ سجدہ میں جس کی کثرت مطلوب ہے وہ تسبیح ہے جو کہ ذکر ہے اور دعا کثرت سے (سجدہ میں) مطلوب نہیں جیسا کہ اس حدیث کا ظاہر ہے (اور یہ قواعد شرع سے ظاہر ہے پس (صاف) معلوم ہوا کہ تسبیح کو دعا فرما دیا گیا اس سے ثابت ہوا کہ اہل تفویض (جو کہ دعا نہیں کرتے وہ) بھی اہل دعا ہیں (کیونکہ اہل ذکر تو یقیناً ہیں پس ان پر ترک دعا کا یا حرمان عن برکات الدعا کا شبہ غلط ہے)۔

## مجاہدہ اضطراریہ اور اہل اللہ کے بعض شکووں کی حکمت

**۷۰- حدیث:** جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو کسی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ اس کے عجز وزاری کو سنیں۔

**فائدہ:** یہ مجاہدہ اضطراریہ (کہلاتا) ہے اور اس میں اس شکایت کی حکمت بھی مذکور ہے جو بزرگوں سے منقول ہے۔ یعنی حضرات مقبولین جو ظاہراً کبھی اظہار تکلیف کا کر دیتے ہیں گو صورتاً شکایت ہے مگر معنیً اظہار تضرع ہے یہ سمجھ کر کہ حق تعالیٰ کو یہ محبوب ہے۔

## عدم تحقیر عاصی باحتمال توبہ

**۷۱- حدیث:** اصرار کرنے والا نہیں ہے جس شخص نے استغفار کر لیا اگرچہ دن بھر میں ستر مرتبہ (معصیت کی طرف) عود کرے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں استغفار کی فضیلت ہے اور یہ بھی ہے کہ کسی عاصی کو جو کہ توبہ کر چکا ہو یا اس کے توبہ کر لینے کا احتمال ہو حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تائب ذم اصرار سے بری ہے اور ہر عاصی میں احتمال تائب ہونے کا ہے اور مدار ذم کا

---

(۷۰) روایت کیا اس کو ابو منصور دیلمی نے۔ مسند الفردوس میں حضرت انس کی حدیث سے اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس پر بلا کی بارش کرتے ہیں اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں اس کو اسی حالت میں رہنے دیا جائے کیونکہ میں اس کی آواز سننا چاہتا ہوں اور طبرانی کے نزدیک ابوامامہ کی حدیث سے یہ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے بندہ کی طرف جاؤ اور اس پر بلا خوب برساؤ اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں اس کی آواز سننا چاہتا ہوں اور ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے۔

(۷۱) روایت کیا اس کو ابوداؤد ترمذی نے ابوبکر کی حدیث سے اور ترمذی نے اس کو غریب کہا اور اسکے اسناد قوی نہیں ہیں۔

اصرار ہی تھا پھر کیا حق رہا لوم واستحقار کا اسی لئے اہل اللہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے۔

## اعتدال درمجاہدہ

**۷۲- حدیث:** شب کی مشقت مت جھیلو

**۷۳- حدیث:** عمل میں اتنا ہی بار اٹھاؤ جس قدر کہ طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ (جزا دینے سے) نہیں اکتاتے یہاں تک کہ تم ہی (عمل کرنے سے) اکتا جاؤ گے۔

**۷۴- حدیث:** سب سے اچھا دین (کا کام) وہ ہے جو آسان ہو۔

**۷۵- حدیث:** کوئی ایسا شخص نہیں جو (اعمال میں) شدت کر کے دین پر غالب ہونا چاہے (یعنی) اس کی کوشش کرے کہ دین کا کوئی عمل کسی درجہ کا مجھ سے فوت نہ ہونے پائے) مگر دین ہی اس پر غالب رہے گا (یعنی وہ اس طرح دین پر محیط نہ ہو سکے گا) پس طریق اعتدال پر چلو جو (کہ افراط وتفریط کے درمیان ہو) اور اگر اعتدال حقیقی سے عاجز ہو تو اس سے قریب قریب رہو (کذافی حاشیۃ البخاری عن ط)

**فائدہ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی نہ کرو بلکہ بعد قصد اعتدال کے اگر ناکامی ہو تو اس کے قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو۔ روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

**فائدہ:** متعلقہ باحادیث چہارگانہ یہ سب حدیثیں اس پر دال ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار کرے (مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ مشقت جو قابل برداشت نہ ہو) اور حکمت اس اختیار ایسر) میں چند ہیں نمبرا خدا تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہونا (کیونکہ اصل منشاء یسر کا رحمت ہے اور جہاں صورۃً عسر مشروع ہے معنیً وہ بھی یسر ہے) نمبر۲ خدا تعالیٰ

---

(۷۲) روایت کیا اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث انس سے سند ضعیف کے ساتھ اور جامع سفیان میں ابن مسعود پر موقوف کر کے اس طرح ہے کہ اس شب پر غالب آنے کا اہتمام مت کرو (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ ہم تمام شب بیداری میں گزاریں اور نیند سے مغلوب ہو کر کسی حصہ میں نہ سوئیں)

(۷۳) (روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور اس میں تکلفوا کی جگہ اکلفوا ہے (اس کے بھی وہی معنی ہیں)۔ (۷۴) روایت کیا اس کو احمد نے محجن بن ادرع کی حدیث سے (مطلب یہ کہ قصداً ایسی مشقت میں مت پڑو جو مطلوب نہ ہو)

کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر۳ دوام کی توفیق ہونا (جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے۔

## ترک دوام پر نکیر

۷۶- حدیث: سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو اعمال میں وہ ہے جس پر دوام ہو اگر چہ یہ (عمل) قلیل ہی ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں ایک لطیف نکیر ہے ترک دوام پر۔ (اس طرح سے کہ اس کی تحصیل کیلئے قلت عمل کو گوارا فرمالیا تو عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو بھی پسند نہیں کیا گیا تو ترک دوام ایسا ناپسند ہے کہ اس کا تدارک کثرت عمل سے بھی نہیں ہوسکا)۔

## ہزاری روزہ کی اصل

۷۷- حدیث: ابو ہریرہ کی حدیث جو شخص رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھیں گے۔ اور وہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے (کوئی خاص ہبوط مراد ہے مثلاً معراج کے لئے)

فائدہ: اگر یہ مہینے آدھے تیس کے لئے جائیں اور آدھے انتیس کے تو ان روزوں کی تعداد سات سو ستر ہوتی ہے اور عجب نہیں کہ یہ اصل ہو اس کی جو عام لوگوں میں اور عام عابدین میں مشہور ہے کہ یہ روزہ ہزار روزہ کے برابر ہے اور اس کا لقب ہزاری روزہ رکھتے ہیں اور شاید انہوں نے کسر کو سہولت کے لئے حذف کر دیا ہو اور میں نے جو اپنے بعض رسائل میں اس کی نفی کی ہے تو وہ اس اثر پر مطلع ہونے کے قبل ہے بشرطیکہ یہ اثر سند کی رو سے ثابت ہو اور مجھ کو سند کا علم نہیں۔

## رمضان کی عبادت کا تمام سال پر اثر

۷۸- حدیث: انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جب جمعہ کا دن (معاصی سے) محفوظ

---

(۷۶) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے حدیث عائشہؓ سے۔ (۷۷) روایت کیا اس کو ابو موسیٰ مدینی نے کتاب فضائل اللیالی والایام میں شہر بن حوشب کی روایت سے وہ ابو ہریرہؓ سے۔

رہے (ہفتہ کے) تمام ایام محفوظ رہتے ہیں اور جب رمضان کا مہینہ محفوظ رہے تو تمام سال محفوظ رہتا ہے۔ باب صلوٰۃ کے باب خامس ذکر یوم جمعہ میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں دلیل ہے اس قول کی جس کو بعض اہل طریق نے فرمایا ہے کہ رمضان کی عبادت کو پورے سال کی عبادت وتقویٰ میں دخل ہے (یعنی اگر رمضان میں کوشش کرکے عبادت کرے تو سال بھر تک عبادت سہل ہو جاتی ہے۔

## کتاب آداب الاکل (عادات)

### توجیہ کلام مجازی

۷۹- **حدیث:** اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت کے روز فرمائیں گے اے ابن آدم میں بھوکا ہوا تو نے مجھ کو کھانا نہیں دیا۔

**فائدہ:** اس حدیث میں جواب ہے اس اعتراض کا جو صوفیہ کے اس کلام پر کیا جاتا ہے جس میں اس قسم کے مجازات وارد ہیں۔

### اختیار جانب سہل

۸۰- **حدیث:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے سہل چیز کو اختیار فرمایا۔

**فائدہ:** اس میں وہ معمول مذکور ہے جس پر محققین قائم ہیں یعنی بلا ضرورت مشقتوں میں نہ پڑنا کیونکہ یہ دو چیزیں وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہنچانے میں برابر ہیں (اور طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود میں مشقت کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اس فائدہ کو مکرر دیکھ لو جو باب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے متعلق گزر چکا ہے (اس میں بھی اس کے متعلق مضمون ہے)

---

(۷۸) اس کو بتمامہ ابن حبان نے ضعفا میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے۔ (۷۹) اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہیں دیا۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور اس میں یہ زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہ ہو اور اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر نہیں کیا

## ریاء کی مذمت

۸۱- **حدیث:** ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کے طعام (قبول کرنے) سے منع فرمایا ہے جو ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے ہوں۔

**فائدہ:** اس میں ریاو تفاخر کی جو مذمت ہے ظاہر ہے

# کتاب آداب النکاح

## توجیہ کلام مجازی

۸۲- **حدیث:** حق تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ کو کسی چیز میں ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے مسلمان بندہ کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے جیسا اپنے مسلمان بندہ کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اس کو موت ناگوار ہے (سو اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ اس کو موت نہ دوں) اور بہت سی حکمتوں سے) موت بھی اس کیلئے ضروری ہے (اس کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو موت دوں یہ سبب ہو جاتا ہے تردد کا)

**فائدہ:** اس سے بھی وہی امر مستفاد ہوتا ہے جو اس کتاب آداب الاکل کی سب سے پہلی حدیث میں ہے (کیونکہ) توقف کو تردد سے تعبیر فرمایا گیا)۔

## احوال کا غیر مقصود ہونا

۸۳- **حدیث:** ہر عمل کرنے والے کو (ابتداء میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (اخیر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جس کا سکون میری سنت پہنچی ہو وہ ہدایت پر رہا۔

**فائدہ:** اس میں اس پر دلالت ہے کہ (ایسے) احوال (جوش و خروش جو) نفسانی ہیں ہمیشہ نہیں رہا کرتے اور اصل مقصود عمل بالسنہ ہے نہ کہ ایسے کیفیات و احوال اور

---

(۸۲) اس کو بخاری نے ابوہریرہ کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی روایت) میں خالد بن مخلد قطوانی منفرد ہے اور اس میں کلام کیا گیا ہے۔ (۸۳) روایت کیا اس کو احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث سے اور ترمذی کے نزدیک بھی اسی کے قریب قریب ہے ابوہریرہ کی حدیث سے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

اہل طریق نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

## مجاہدہ اضطراریہ

۸۴- **حدیث:** جب بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تا کہ ان گناہوں کا کفارہ کر دیں۔

**فائدہ:** اس میں وہ مضمون ہے جس کی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنی حزن کے منافع اور یہ مجاہدات اضطراریہ سے ہے۔

## محض محبت کی خاطر ہدیہ دینا

۸۵- **حدیث:** آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو باہم محبت بڑھ جائیگی۔

**فائدہ:** اس میں اس عادت پر دلالت ہے جس پر اہل طریق عامل ہیں یعنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالص محبت کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا جاتا کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ غرض ہوتی ہے۔

# کتاب آداب الکسب والمعاش

## کسب میں اعتدال کے ساتھ توکل

۸۶- **حدیث:** آپ نے پرندوں کا ذکر (اس طرح) فرمایا کہ (اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق دیں جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔

**فائدہ:** اس میں صراحۃً توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃً سعی فی کسب المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے کیونکہ (پرندوں کی) یہ آمد و رفت صبح و شام کی یہ بھی سعی ہے (طلب معاش میں)

---

(۸۴) روایت کیا اس کو احمد نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے مگر اس میں (ہم کی جگہ) بالحزن ہے (یعنی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں) اس میں لیث بن ابی سلیم ہے جو مختلف فیہ ہے۔ (۸۵) روایت کیا اس کو بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ سے سند جید کیساتھ۔ (۸۶) روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر کی حدیث سے ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

## نرمی

۸۷- **حدیث**: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت فرمائے جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کا حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو۔

**فائدہ**: اس میں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت کی تعلیم ہے ظاہر ہے باستثناء اس موقع کے جہاں سختی کا حکم ہے۔

# کتاب الحلال و الحرام

## اصلِ چلہ

۸۸- **حدیث**: ابونعیم نے حلیہ میں ابوایوب کی حدیث سے یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اختیار کرے حکمت (وعلم) کے چشمے اس کے قلب سے اس کی زبان پر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس اس کے قریب قریب ہے ابوموسیٰ کی حدیث سے اور انہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔

**فائدہ**: اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی ( کیونکہ اس کا حاصل بھی چالیس روز تک اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے) اور برکات ہیں چلہ کے اور اثبات ہے علم لدنی کا کیونکہ جس علم کا اس میں ذکر ہے بلاواسطہ کسب وہ ثمرہ عمل واخلاص کا ہے)

## معیار تقویٰ

۸۹- **حدیث**: جو چیز تم کو کھٹکے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو تم کو کھٹکے نہیں۔

**فائدہ**: اس حدیث میں تقویٰ کا معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹک کی چیز کو چھوڑ دے گا وہ کبھی حرام میں واقع ہو ہی نہیں سکتا۔

---

(۸۷) روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث سے۔ (۸۹) روایت کیا اس کو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن بن علی کی حدیث سے اور ترمذی وحاکم نے اس کی تصحیح بھی کی۔

## دعوت قبول کرنے کو کسی شرط مباح سے مشروط کرنا

۹۰- حدیث: ایک فارس کے رہنے والے شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپ نے فرمایا میں اور عائشہ دونوں چلیں گے آخر حدیث تک۔

فائدہ: اس میں اس پر دلالت ہے کہ اگر دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے مشروط کرلے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور نہ حسن اخلاق کے (جیسا آپ نے یہ شرط لگائی کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں بھی منظور کرتا ہوں اور اس کا منظور نہ کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ کھانا ایک ہی کو کافی ہوگا اس نے چاہا ہو کہ حضور شکم سیر ہو کر کھالیں پھر آخراً منظور کرلینا اس خیال سے ہو کہ آپ کی تطییب قلب آپ کے شبع سے اہم ہے اور اس وقت تک حجاب نازل نہ ہوا ہوگا)

۹۱- حدیث: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

فائدہ: اس میں انسان کے مظہر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ صورۃ حقیقتاً ظہور ہی ہے۔

۹۲- حدیث: آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے۔

فائدہ: اس میں بلیغ احتیاط کی تعلیم ہے پیر بنانے میں جو سب دوستوں میں اعظم ہے اور دوستی کے تعلق میں سب سے ادوم ہے۔

## طریقہ نصیحت

۹۳- حدیث: مومن آئینہ ہے دوسرے مومن کا (وجہ تشبیہ عنقریب آتی ہے)

---

(۹۰) اس کو مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا اور پوری حدیث یہ ہے کہ اس فارسی نے کہا کہ نہیں (یعنی حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں (یعنی میں بھی نہیں جاتا) پھر بعد میں اس نے آپ کی شرط کو منظور کرلیا پس آپ اور حضرت عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے چلے اس نے دونوں کے روبرو چربی پیش کی۔

(۹۱) روایت کیا اس کو مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔

(۹۲) اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن اور حاکم نے انشاء اللہ کے ساتھ اس کو صحیح کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے کہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے کس سے دلی دوستی کرتا ہے۔

(۹۳) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے ابوہریرہ کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ۔

**فائدہ:** اس میں تعلیم ہے ایسے شخص کو نصیحت کرنے کے طریقہ کی جس میں کوئی عیب دیکھے وہ طریقہ یہ ہے کہ خود اس پر تو ظاہر کردے اور دوسرے پر ظاہر نہ کرے جیسی آئینہ کی شان ہوتی ہے (کہ جب سامنے رکھو تمہارا عیب تم کو تو دکھلا دے گا مگر دوسروں سے کہتا نہ پھرے گا اور تم پر بھی اظہار ایسے طور پر نہ کرے گا جس سے تمہاری دل آزاری ہو)۔

## شیخ سے معاملات جبکہ اس سے لغزش صادر ہو

۹۴- **حدیث:** بچو عالم کی لغزش سے (یعنی اس لغزش میں اس کا اتباع مت کرو) اور اس سے (اس لغزش کے سبب قطع تعلق مت کرو اور اس کے رجوع (الی الصواب) کے منتظر رہو (انتظار کی غایت یہ ہے کہ اگر وہ رجوع نہ کرے اور اسی غلطی پر اصرار رکھے تو قطع تعلق کردو)

**فائدہ:** اس حدیث کے عموم میں (شیخ کے) یہ معاملات بھی آگئے نمبرا شیخ سے اگر کوئی لغزش ہو جائے اس سے قطع تعلق کرنے میں جلد نہ کرے نمبر۲ اس کے ساتھ ہی اس فعل میں اس کا اتباع بھی نہ کرے (غرض نہ عقیدت میں غلو کرے کہ اس معصیت میں اتباع کرنے لگے نہ سوء عقیدت میں غلو کرے کہ فی الفور اس سے قطع کردے) نمبر۳ اس میں اس سے قطع تعلق کا بھی مشورہ دیا گیا ہے جبکہ وہ اس امر غیر مشروع پر اصرار کرے۔

## نہی از غلو

۹۵- **حدیث:** دوستی کر اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ۔ ممکن ہے کہ وہ کسی دن تیرا دشمن ہو جائے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں نہی ہے معاملات میں غلو کرنے سے (اور اہل طریق میں اس کی تعلیم کا خاص اہتمام ہے)

---

(۹۴) روایت کیا اس کو بغوی نے معجم میں اور ابن عدی نے کامل میں عمرو بن عوف کی حدیث سے اور دونوں نے عمرو کو ضعیف کہا ہے۔ (۹۵) اس کو ترمذی نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا اور اس کو غریب کہا میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقات ہیں جو مسلم کے رجال ہیں لیکن راوی نے اس کے مرفوع ہونے میں تردد کیا ہے اور پوری حدیث یہ ہے کہ دشمنی کر اپنے دشمن سے اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کسی دن تیرا دوست ہو جائے۔

۹۶- **حدیث**: جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیرزن کے بزرگ داشت فرمانے کا قصہ ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ یہ ہمارے پاس حضرت خدیجہ کے زمانہ میں آتی تھی اور خوبی کے ساتھ نباہ کرنا ایمان کی بات ہے (اس لئے میں اس کی خاطر داری کرتا ہوں)

**فائدہ**: اس میں رعایت ہے حقوق واجبہ ومناسبہ کی۔

## اصل عظیم حسن اخلاق

۹۷- **حدیث**: مسلمان (کامل) وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں (یعنی کسی کو ناحق ایذا نہ پہنچے۔

**فائدہ**: اس میں حسن اخلاق کا بڑا قاعدہ مذکور ہے جس پر ہزاروں احکام متفرع ہوتے ہیں (اگر اس کا استحضار رکھا جائے کہ ہم سے کسی کو اذیت نہ پہنچے تو وہ حسن اخلاق کے ہزاروں شعبوں کو علماً وعملاً محیط ہو جائے گا)

## اعزاز معززین ہر قوم

۹۸- **حدیث**: جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تم اس کا اکرام کرو اور اس کے اول میں ایک قصہ ہے جریر ابن عبداللہ کے آنے کے متعلق۔

**فائدہ**: یہ حدیث اپنے عموم میں دلالت کرتی ہے ہر رئیس کی مدارات کے مندوب ہونے پر گو وہ کافر ہو اس لئے کہ اس میں مصلحت ہے خواہ خیر پر اس کی تالیف قلب یا شر سے بچاؤ لیکن محض طمع (دنیوی) کی غرض سے نہ ہو (کہ وہ جائز نہیں)۔

## وضع تہمت میں احتیاط اور اس کی حقیقت

۹۹- **حدیث**: مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (یعنی شیطان) تمہارے قلب میں کوئی بری بات ڈال دے اور (اس لئے) آپ نے (ان دونوں صحابی سے) فرمایا تھا کہ ذرا تھم جاؤ

---

(۹۶) حاکم نے اس کو حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے شرط شیخین پر اور اس میں کوئی علت نہیں۔ (۹۷) روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے ابوموسیٰ کی حدیث سے۔
(۹۸) روایت کیا اس کو حاکم نے جابر کی حدیث سے اور اس کو صحیح الاسناد کہا

(پھر فرمایا کہ) یہ بی بی (جو میرے پاس بیٹھی تھیں) صفیہ تھیں (کوئی اجنبیہ نہ تھیں)

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہئے اور یہ موقعہ وہ امور ہیں جن کی ظاہری صورت بعض منکرات کی سی ہو (جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مدافعت ضروری ہے) باقی جو امور ایسے نہ ہوں (گو عوام اس میں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) ان کی فکر میں پڑنا (اور عوام کے شبہات کو دور کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے ترک پر مدح کی گئی ہے (قال تعالیٰ لا یخافون فی اللہ لومة لائم ایسا خوف محمود نہیں)

## تطییب خاطر اور اس کی شرط

**۱۰۰- حدیث:** اللہ تعالیٰ کے نزدیک (من وجہ) سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل سرور کا داخل کرنا ہے مومن پر۔

**فائدہ:** یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہے اور (قواعد شرعیہ سے) اس کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ اس سرور کے داخل کرنے سے خود شرور (ومعاصی) میں دخل نہ ہو جائے جیسا ان لوگوں کا طریقہ ہے جنہوں نے اپنے مشرب کا لقب صلح کل رکھا ہے (کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر تک نہیں کرتے کہ کسی کا جی برا نہ ہو کیا ان کو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا۔ ولا تاخذ کم بھما رافة فی دین اللہ)

## معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا

**۱۰۱- حدیث:** (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ) فلانی عورت

---

(۹۹) روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے صفیہ کی حدیث سے (خلاصہ واقعہ یہ ہے کہ آپ مسجد میں معتکف تھے حضرت صفیہ آپ کی بی بی آپ کی زیارت کو حاضر ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپ نے پردہ کی وجہ سے ان دونوں سے فرمایا تھم جاؤ یعنی یہاں پردہ ہے کبھی سامنا نہ ہو جائے جب حضرت صفیہ چلی گئیں ان دونوں کو آنے کی اجازت ہوگئی اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہ صفیہ تھیں۔ انہوں نے عرض کیا توبہ توبہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ پر کوئی شبہ ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا انی خشیت الخ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان کا وسوسہ ڈال دینا بعید نہیں خواہ اس وسوسہ پر تم کاربند نہ ہوتے اس لئے میں نے اس کا انسداد کر دیا ہے۔

(۱۰۰) اس کو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے۔

دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو بیدار رہتی ہے مگر اپنے ہمسایوں کو تکلیف بھی دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔

**فائدہ:** اس میں اسکی شناعت ہے کہ لوگوں کو ناحق ایذا دی جائے اور اس میں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی مذکور ہے (یہ باب کس درجہ متروک ہوگیا ہے عملاً بھی تعلیماً بھی)

# کتاب آداب العزلة

## اصل تدوین حالات بزرگان

**۱۰۲- حدیث:** بزرگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

**فائدہ:** یہ اصل ہے بزرگوں کے حکایات جمع کرنے کی اور تبع تابعی کا قول ایسے امر میں حجت ہے۔

## توسط در عمل

**۱۰۳- حدیث:** اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤ گے یہ حدیث پہلے آچکی ہے۔

**فائدہ:** اس میں ترغیب ہے عمل میں توسط اختیار کرنے پر تا کہ مداومت ممکن ہو (کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت کے)۔

## پنجشنبہ وشنبہ کے دن سفر

**۱۰۴- حدیث:** کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجز جمعرات وشنبہ کے اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لے جاتے۔

**فائدہ:** یہ اصل ہے اس کی جو اکثر بزرگوں کا معمول ہے کہ ان دونوں دنوں میں

---

(۱۰۱) روایت کیا اس کو احمد اور حاکم نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔
(۱۰۲) حدیث مرفوع میں اس کی کچھ اصل نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ کے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔ (۱۰۳) (میں کہتا ہوں میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ مشکوٰۃ سے شیخین کی روایت حضرت عائشہؓ سے نقل کر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کر سکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤ گے۔ (۱۰۴) بزار نے صرف یوم الخمیس پر اکتفا کر کے اور خرائطی نے صرف یوم السبت پر اکتفا کر کے اس کو روایت کیا ہے اور دونوں ضعیف الحدیث ہیں۔

سفر شروع کرتے ہیں۔ مگر خمیس زیادہ ثابت ہے چونکہ صحاح میں آیا ہے (بخاری میں اس حدیث کعب میں خمیس آیا ہے۔

# کتاب السماع

## صاحب وجد کا معذور ہونا

۱۰۵- **حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ پر تھا اس نے اپنی ماں سے (کہ وہ بھی وہاں ہی تھی) پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا (یہ نہیں کہ وہ جانتا نہ تھا بلکہ اپنے محبوب کا نام سننے کے لئے پوچھا کہ سننے میں اور ہی لطف ہے) اس نے کہا کہ اللہ نے (پیدا کیا اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر اس نے اپنے کو پہاڑ سے گرا دیا اور پاش پاش ہو گیا۔

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ صاحب وجد معذور ہوتا ہے اگرچہ غلبہ میں اپنے کو ہلاک بھی کر ڈالے اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔

## قطع اسباب تشویش

۱۰۶- **حدیث:** جس میں وہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ابوجہم کا کپڑا اس لئے اتار دیا کہ اس میں پھول بوٹے تھے جس نے آپ کے قلب کو مشغول کر دیا (یعنی مشغولی کے قریب کر دیا جیسا آگے آتا ہے)

**فائدہ:** اس میں قلب کو اسباب تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہے۔

## فراست کی اصل اور اس کا حکم

۱۰۷- **حدیث:** مومن کی فراست سے ڈرو (ڈرنا یہ کہ۔ پیش اہل دل نگہدارید

---

(۱۰۵) روایت کیا اس کو ابن حبان نے۔ (۱۰۶) یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو اصحاب ستہ نے جن میں بجائے ابن ماجہ کے امام مالک ہیں) بجز ترمذی کے روایت کیا ہے جیسا کہ تیسیر میں ہے اور اسی لئے کتاب الصلوٰۃ میں اس کا موقع میں نے تلاش نہیں کیا اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ میری نظر نماز میں اس کی طرف جاتی نہیں تھی مجھ کو اندیشہ ہوا کہ مجھ کو مشغول نہ کر دے (گو اس کی نوبت نہیں آئی)۔

دل+تا نباشید از گمان بد خجل) کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہے اور جماعت صوفیہ میں کوئی شاذ و نادر ہوگا جس کو اس میں سے کچھ نہ کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشف کے حجت شرعیہ نہیں (گو غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک شخص کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تنہا اس کی حجت نہیں)

## رقص وجد و تواجد کی اصل

**۱۰۸- حدیث:** حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (سب کی اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (تو یہ فرمایا کہ) تم میرے اور میں تمہارا وہ (ایک خاص ہیئت پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو وہ بھی رقص کرنے لگے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو وہ بھی رقص کرنے لگے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے اہل وجد کے رقص کی جو فرح یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیاری سے نہ ہو (اس کو تواجد کہتے ہیں)

(۱۰۷) روایت کیا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے اور اس کو غریب کہا ہے۔

(۱۰۸) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حضرت علیؓ کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث بخاری کے پاس بھی ہے اس میں حجل نہیں ہے اور احیاء میں ہے کہ حجل رقص کو کہتے ہیں اور یہ فرح یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجھ کو یہ حدیث نہ سنن ابوداؤد میں ملی اور نہ ان کی مراسیل میں البتہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے باب عمرۃ القضا میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک اور اسی طرح مرسل امام باقر میں ہے کہ حضرت جعفر کھڑے ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رقص کیا اور چکر لگایا (جیسے کوئی قربان ہوتا ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایک شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ نجاشی (شاہ حبشہ) جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش ہوتا تو وہ شخص اٹھ کر نجاشی کے گرد گھومتا ہوا رقص کرتا اور حجل بفتح حاءو کسر جیم کے معنی ہیں کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت پر رقص ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا۔ اھ اور قاموس میں حجل کے معنی ہیں ایک پاؤں اٹھالیا اور رفتار میں آہستگی کی اور اس میں یہ بھی ہے کہ اچھلا (تو حاصل اس رقص کی ہیئت مخصوصہ کا یہ ہوا کہ ایک پاؤں اٹھالے اور ایک پاؤں سے آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اچھلتے ہوئے چکر کاٹتے ہوئے چلے۔

کیونکہ ہئیت مذکورہ حدیث اختیار سے تھی) بشرطیکہ کسی غرض فاسد ریا وغیرہ سے نہ ہو۔

## مباحات میں لوگوں کی موافقت

**۱۰۹- حدیث:** حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان ہی کے اخلاق (وعادات) کے موافق برتاؤ کرو۔

**فائدہ:** اس میں اس کی تعلیم ہے کہ معاشرت مباحہ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کی رعایت رکھنا چاہئے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت نہ ہو۔

قواعد سے حدیث کا محل اور اس کی حکمت بھی متعین ہے اس میں موافقت صاحب وجد فی القیام بھی داخل ہو گئی لیکن قیام مولد کو اس میں داخل نہ کیا جائے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اس لئے وجد نہیں اور التزام اعتقادی و عملی سے مباح کی قید بھی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب معاشرات کی بھی قید نہیں جب قیود منتفی ہیں مقید بھی منتفی ہے اور حکم مخصوص تھا۔ مقید کے ساتھ پس حکم بھی منتفی ہوا واللہ یھدی الی الحق۔

## عداوت نفس

**۱۱۰- حدیث:** تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیری بغل میں موجود ہے۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں لیکن یہ مضمون قرآن میں ہے کہ نفس بری بات کی بہت فرمائش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فرمائش کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آئے گی کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔

## جہاد نفس

**۱۱۱- حدیث:** ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس آئے۔

---

(۱۰۹) حاکم نے اس حدیث کو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے۔ (۱۱۰) روایت کیا اس کو بیہقی نے کتاب الزہد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمن بن غزوان ہے جو منجملہ وضاعین حدیث کے ہے (۱۱۱) روایت کیا اس کو بیہقی نے کتاب الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ ان اسناد میں ضعف ہے اور یہ پوری حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں ہے وہ یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا نفس کے ساتھ جہاد کرنا

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ روح المعانی میں وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غازیوں کی آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے عرض کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا مجاہدہ کرنا اپنی ہوائے نفسانی کے ساتھ (اور اس کی اسناد میں ایسا ضعف ہے جو ایسے مضمون میں معاف ہے)

**فائدہ:** ان دونوں حدیثوں کے مضمون کا (کہ مجاہدہ نفس کی ترغیب ہے) مقاصد فن سے ہونا ظاہر ہے۔

## دوام انتظار فیوض

۱۱۲- **حدیث:** تمہارے ایام عمر میں تمہارے پروردگار کے فیوض (وارد ہوتے) ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے اور اس مضمون میں کسی نے خوب کہا ہے گویا اس کا ترجمہ ہی ہے۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی　　　شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

## شوق ومحبت

۱۱۳- **حدیث:** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نیک بندوں کا شوق میرے ملنے کا بہت بڑھ گیا الخ

---

(۱۱۲) روایت کیا اس کو شیخین نے ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ کی حدیث سے اور یہ پہلے بھی آ چکی ہے اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ ہاں سن لو اور ان فیوض کے لئے آمادہ رہو۔ میں کہتا ہوں کہ خدا جانے عراقیؒ نے اس حدیث کو شیخین کی طرف کیسے منسوب کر دیا کیونکہ عزیزی نے اس کو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے محمد بن مسلمہ سے اسی لفظ کے ساتھ اور اس کے ایک نسخہ میں (فتعرضوا کے بعد) لہ ہے اور ایک نسخہ میں لہا ہے (اور اس میں یہ بھی ہے) شاید تم کو ان (فیوض) میں سے کوئی فیض پہنچ جائے جس کے بعد پھر کبھی تم شقی نہ ہو۔ شیخ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس میں نفحات کے معنی میں یہ کہا ہے یعنی ایسی تجلیات جو (خدا تعالیٰ کا) مقرب بنا دیں اپنے بندوں میں جس کو چاہیں پہنچا دیں۔

(۱۱۳) میں نے اس حدیث کی اصل نہیں پائی مگر صاحب فردوس نے اس کو ابو الدرداء کی حدیث سے روایت کیا اور ان کے بیٹے نے مسند الفردوس میں اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ میں ان کے ملنے کا ان سے زیادہ مشتاق ہوں۔ میں کہتا ہوں۔ پس یہ حدیث منجملہ تعلیقات صاحب فردوس کے ہے اور اس کا مضمون صحیح حدیث میں وارد ہے وہ حدیث یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت میں سے ایک اثر ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اثبات ہے بندہ کے محب ہونے کا بھی اور محبوب ہونیکا بھی۔

## تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا

۱۱۴- **حدیث:** جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتے ہیں تو اس کے لئے اس کے قلب میں سے ایک واعظ مقرر کر دیتے ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث سے تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

## تجلی خاص کے لئے وسعت قلب

۱۱۵- **حدیث:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ کو نہ میری زمین سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور مجھ کو میرے مومن بندہ کا قلب جس میں نرمی اور اطمینان (کی صفت) ہے سمو لیتا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے حضرات صوفیہ کے اس قول کی کہ مومن کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی اعظم کا جس کو وسع کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

---

(۱۱۴) روایت کیا اس کو ابو منصور نے مسند الفردوس میں ام سلمہ کی حدیث سے اور اس کی اسناد جید ہے۔

(۱۱۵) میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں دیکھی اور اس کے قبل جو ابو عتبہ کی حدیث طبرانی میں ہے اس میں اس قول کے بعد (و آنية ربكم قلوب عباده الصالحين) یہ ہے (واحبها اليه الينها وارقها) ان دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کے ظروف اس کے صالح بندوں کے قلوب ہیں اور سب قلوب میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ قلوب ہیں جو بہت نرم اور بہت رقیق ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث عتبہ کی جو اس کے قبل وارد ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی میں عتبہ خولانی کی یہ حدیث ہے جس کو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ ظروف ہیں اور تمہارے پروردگار کے ظروف ان کے صالح بندوں کے قلوب ہیں (اور ظروف کی صفت ہے وسعت تو وسعنی قلب المومن کا مضمون ثابت ہو گیا) اور اس حدیث (کی سند) میں بقیہ بن الولید ہیں اور وہ مدلس ہیں مگر اس حدیث میں انہوں نے تحدیث کی تصریح کی ہے (اس لئے تدلیس مضر نہیں) اور مقاصد حسنہ میں اس (وسعت) کے معنی یہ کہے ہیں کہ مومن کا قلب مجھ پر ایمان لانے کو اور میری محبت و معرفت کو سما لیتا ہے (کہ دوسری مخلوق مثل ارض و سما کے اس درجہ کو نہیں سما سکتے) اور کلید مثنوی دفتر سادس میں (اس حدیث کی تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے زہد میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے لئے آسمانوں کو کشادہ فرما دیا یہاں تک کہ انہوں نے عرش پر نظر فرمائی پھر حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ کی ذات پاک ہے آپ کی کتنی بڑی شان ہے اے میرے پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین سب عاجز ہو گئے اس سے کہ مجھ کو سما لیں اور مجھ کو مومن کے قلب نے جو کہ اطمینان اور نرمی سے موصوف ہے سمو لیا۔

## صحت الہام

۱۱۶- حدیث: اکثر جنتی لوگ بھولے ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس میں مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مومن کو امور دنیویہ سے دلچسپی نہیں ہوتی اور جس چیز کی طرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے کہ اس میں کثرت سے غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سوراخ میں دوبار نہیں کٹواتا اس کا محمل امور دینیہ ہیں مومن ان امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے (بس دونوں میں کچھ تعارض نہیں)۔

۱۱۷- حدیث: میری امت میں کچھ لوگ محدث و مکلم بھی ہوں گے (یعنی جن کو الہام صحیح ہوتا ہو)

فائدہ: اس حدیث میں الہام کے صحیح ہونے کا مذکور ہے۔

## مذمت غلو در حب خلق

۱۱۸- حدیث: کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا (حقیقت شناسی سے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔

فائدہ: اس میں مذمت ہے محبت خلق میں غلو کرنے کی۔

## امور غیر مشروعہ کے شبہات میں احتیاط

۱۱۹- حدیث: تہمت (واشتباہ) کے موقع سے بچو۔

---

(۱۱۶) اس کو بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی حدیث سے اور اس کو ضعیف کہا اور قرطبی نے اس کو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں کیونکہ ابن عدی نے اس کو منکر کہا ہے۔

(۱۱۷) روایت کیا اس کو بخاری نے ابو ہریرہؓ کی حدیث کہ پہلی امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمرؓ ضرور ہیں اور روایت کیا اس کو مسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے۔

(۱۱۸) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث سے اسناد ضعیف کے ساتھ

(۱۱۹) میں نے (ان الفاظ سے) اس کی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت صفیہ کی حدیث سے ثابت ہے جو کتاب العزلۃ کے ذرا قبل گزری ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں احتیاط (کا حکم ہے) خلاف شرع کے شبہ پیدا کرنے والے امور سے خصوص مقتدا کے لئے (اور اصل طریق یہی ہے اور کسی اہل طریق سے اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی عذر قوی سے ہے جو اپنے محل میں معلوم ہے)

## محل تقویٰ

**۱۲۰- حدیث:** تقویٰ یہاں ہے اور قلب کی طرف اشارہ فرمایا۔

**فائدہ:** اس میں ظاہر تقویٰ کا بدوں باطنی تقویٰ کے غیر معتد بہ ہونا مذکور ہے۔

# کتاب تہذیب نفس

## امور طبعیہ اور کمال ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں

**۱۲۱- حدیث:** میں بشر ہوں مجھ کو بھی ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشروں کو آتا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ امور طبعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں (البتہ ان کے غیر مشروع مقتضاء پر عمل کرنا یہ کمال ایمان کے بھی خلاف ہے)۔

## مجاہدہ میں اعتدال

**۱۲۲- حدیث:** سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث اپنے عموم سے توسط فی المجاہدہ کو بھی شامل ہے (کہ اس میں مشقت بھی ہو اور تحمل بھی ہو)

---

(۱۲۰) روایت کیا اس کو مسلم نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے اور اس میں الی صدرہ ہے۔

(۱۲۱) روایت کیا اس کو مسلم نے حدیث انسؓ سے اور مسلم ہی کے نزدیک ابوہریرہؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں ان کو ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشروں کو آتا ہے۔

(۱۲۲) روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں مطرف بن عبداللہ سے ایسی سند سے کہ اس کے درمیان سے دو راوی متصل ساقط ہو گئے۔

## کراہت طبعی اور رضا میں انتفاء

۱۲۳- **حدیث:** اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کے ساتھ اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو ناگوار چیز پر صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ رضائے کامل میں کراہت طبعی بھی نہیں ہوتی گو الم طبعی ہو ورنہ (اگر کراہت طبعی ہو صرف کراہت عقلی نہ ہو تو) کراہت عقلی تو صبر میں بھی نہیں (تو رضا میں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی۔ حالانکہ حدیث میں فوقیت منصوص ہے) اور نیز اس حدیث سے تربیت میں استعداد کی رعایت بھی ثابت ہوتی ہے (کہ بعض سے رضا کا مطالبہ کیا گیا بعض سے صبر کا۔

## جہاد کفار سے جہاد نفس افضل ہے

۱۲۴- **حدیث:** (اصل) مجاہدہ وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس پر موقوف ہے (اس لئے کہ اگر جہاد کے حدود ظاہری و باطنی محفوظ نہ ہوں تو وہ جہاد ہی نہیں اور حدود کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہے)۔

# کتاب علاج شہوت فرج و بطن

## ماکول و مشروب میں توسع اور زہد ایک دوسرے کے منافی نہیں

۱۲۵- **حدیث:** ابوسعید خدری کی جو یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱۲۳) روایت کیا اس کو طبرانی نے میں کہتا ہوں اور روایت کیا اس کو ترمذی نے ابن عباس کی حدیث سے اسی طرح کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکر میں)۔ (۱۲۴) روایت کیا اس کو ترمذی نے ایک حدیث کے اثناء میں اور اس کی تصحیح کی اور ابن ماجہ نے اس کو فضالہ بن عبید کی حدیث سے روایت کیا (۱۲۵) میں نے (عراقی نے) اس کی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ جو حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور ایک دن میں دو بار کھانا اسراف میں داخل ہے اس کو بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں) میں (یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اس کے خلاف پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے جس کو (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

جب صبح کو کھانا نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے۔

**فائدہ:** اس میں دلالت ہے کھانے پینے کی چیزوں میں اور اوقات میں (ایک ظرف زمان ہے) اور ایک ظرف مکان) توسع کرنا بدوں غلو کے یہ زہد کے منافی نہیں اور اکتفا فرمانا (وقت میں یا ماکول میں جو وارد ہے) یہ ضرورت سے تھا (کہ سامان مہیا نہ ہوا) قصداً نہ تھا (جیسا بعض غالین مدعین زہد نے سمجھا ہے)۔

## اہل خانہ کے ساتھ خلوت میں گفتگو سے خلل نہیں پڑتا

**۱۲۶- حدیث:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنا ہاتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر مارتے تھے اور فرماتے تھے اے عائشہ مجھ سے باتیں کر لے۔

**فائدہ:** اس میں اس پر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتھ باتیں کرنا مقصود خلوت کے منافی نہیں (وہ مقصود اجتماع خواطر ہے اور تجربہ ہے کہ اہل خانہ سے چونکہ غایت بے تکلفی ہوتی ہے اس سے باتیں کرنے سے قلب مشوش نہیں ہوتا۔ تشویش رعایت سے ہوتی ہے۔

# کتاب آفات اللسان

## ترک اقوال وافعال عبث

**۱۲۷- حدیث:** آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ جو چیز اس کو مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ابوداؤد میں باب صفت نبیذ میں حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صبح کے وقت خرما بھگو دیتیں جب شام کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے تو کھانے پر نبیذ نوش فرما لیتے اگر کچھ بچ جاتا تو میں اس کو گرا دیتی (لفظ میں راوی کو شک ہے مگر دونوں لفظ ہم معنی ہیں) پھر شب کو خرما بھگو دیتیں جب صبح ہوتی تو صبح کا کھانا نوش فرماتے اور کھانے پر نبیذ نوش فرماتے اور حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اس مشک کو (جس میں نبیذ تیار ہوتا تھا صبح وہ شام دھو ڈالتے (تا کہ اس میں پہلے نبیذ کا اثر نہ رہے جس سے نئے نبیذ میں تغیر کا احتمال ہو جائے راوی کہتے ہیں کہ) میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ایک دن میں دوبار (نوش فرماتے) انہوں نے فرمایا ہاں۔ (۱۲۶) میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے جس کو مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑھ چکتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے تھے ورنہ لیٹ رہتے تھے۔

(۱۲۷) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو غریب کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی ابوہریرہؓ کی حدیث سے۔

**فائدہ:** تربیت نفس کے لئے یہ حدیث اصل عظیم ہے (جس سے فروع کثیرہ کی حقیقت معلوم ہو کر ان کالازم الترک ہونا ثابت ہوتا ہے)۔

## ترک جدال

۱۲۸- **حدیث:** احمد کے نزدیک ان لفظوں سے ہے کہ بندہ (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے حتیٰ کہ خوش طبعی میں بھی اور جب تک بحث مباحثہ کو نہ چھوڑ دے (فالمراء معطوف علی الکذب) گو سچا ہی ہو۔

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحث ومباحثہ سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کا کامل نہ ہونا ظلمت ہے اور اسی لئے تم اہل طریقت کو دیکھو گے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں۔

## میت کی غیبت اشد ہے

۱۲۹- **حدیث:** مرے ہوؤں کو برا مت کہو کہ اس سے تم زندوں کو ایذا دو گے۔

**فائدہ:** اس میں دلالت ہے اس پر کہ مرے ہوئے کی غیبت کرنا (زندہ کی غیبت کرنے سے) زیادہ شدید ہے اس لئے کہ وہ دو خرابیوں پر مشتمل ہے۔ ایک مرے ہوئے کی اہانت دوسرے زندہ کی ایذا رسائی۔

۱۳۰- **حدیث:** ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے اور ترمذی نے غریب بھی کہا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مردوں کی خوبیاں ذکر کیا کرو اور ان کی برائیوں (کے ذکر سے رکے رہا کرو اور نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ کی روایت سے یہ ہے کہ اپنے مردوں کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کیا کرو اور اس کی اسناد جید ہیں۔

**فائدہ:** اس میں بھی وہی مضمون ہے جو اس کی قبل والی حدیث میں ہے اور شاید کسی خاص حکمت کا بیان نہ کرنا (جیسے حدیث سابق میں بیان کی گئی تھی) اشارہ ہو دوسری حکمتوں کی طرف جیسے مردہ سے معاف کرانے کا دشوار ہونا اور جیسے یہ احتمال ہونا کہ اس کی مغفرت

---

(۱۲۹) روایت کیا اس کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

ہوگئی ہو اور اس احتمال پر یہ غیبت کرنے والا گویا خدا تعالیٰ کے حکم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

# کتاب مذمت غضب

## غضب کی مذمت

۱۳۱- **حدیث:** ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون چیز مجھ کو غضب الٰہی سے دور کر سکتی ہے آپ نے فرمایا تو غضب مت کرنا۔

گفت از خشم خدا چہ بود اماں　　گفت ترک خشم خویش اندر زماں

**فائدہ:** اس حدیث کا مضمون سلوک طریق کا ایک باب عظیم ہے (یعنی غصہ کا ضبط کرنا)

## قناعت و عافیت

۱۳۲- **حدیث:** جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اسکے نفس میں امن ہو اسکے جسد میں عافیت ہو اسکے پاس اس دن کا کھانے کو ہو تو گویا دنیا بتمامہا اس کیلئے جمع کر دی گئی۔

چوں ترا نانے و خرقا نے بود　　ہر بن موئے تو سلطا نے بود

**فائدہ:** اس حدیث میں تعلیم ہے قناعت کی اور (اعمال کے لئے) امن و عافیت کو غنیمت سمجھنے کی۔

## بعض طرح کے فقر کی مذمت

۱۳۳- **حدیث:** فقر (یعنی محتاجی) قریب ہے کہ کفر ہو جائے اور حسد قریب ہے کہ قدر پر غالب آجائے۔

---

(۱۳۱) روایت کیا اس کو طبرانی نے مکارم اخلاق میں اور ابن عبدالبر نے تمہید میں اسناد حسن سے اور یہ حدیث احمد کے یہاں بھی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن عمرو سوال کرنے والے ہیں فقط میں کہتا ہوں کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ (۱۳۲) روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن محصن کی حدیث سے بجز اس لفظ کو یعنی بحذافیرہا۔ ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا ہے (۱۳۳) روایت کیا اس کو ابو مسلم کشی نے اور بیہقی نے شعب میں یزید رقاشی کی روایت سے وہ انسؓ سے روایت کرتے ہیں اور یزید ضعیف ہے اور روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں دوسرے طریق سے ان لفظوں سے کادت الحاجۃ الخ اور اس طریق میں بھی ضعف ہے۔

**فائدہ:** اس میں فقر کا مطلقاً محمود نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

## شیخ سے محبت میں نفع عظیم ہے

۱۳۴- **حدیث:** ایک شخص کسی جماعت سے محبت رکھتا ہے اور اس کو ان کے درجہ تک رسائی نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ان ہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت سے نفع عظیم ہوتا ہے (اسی لئے اہل طریق کو اس کا بہت اہتمام ہے)

# کتاب مذمت دنیا

## وحشت از دنیا

۱۳۵- **حدیث:** دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی باغ و بہار ہے۔

**فائدہ:** اس میں دلالت ہے اس پر کہ مومن کی شان یہ ہونا چاہئے کہ اس کا دل دنیا میں نہ لگنا چاہئے (جس طرح) قید خانے سے گھبراتا ہے)۔

## دنیا سے نفرت

۱۳۶- **حدیث:** دنیا بھی راندۂ درگاہ ہے اور جو دنیا میں ہے وہ بھی۔

۱۳۷- **حدیث:** ابو موسیٰ کی حدیث کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کو ضرور پہنچائے گا الخ

---

(۱۳۴) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے۔

(۱۳۵) روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے۔

(۱۳۶) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور ابن ماجہ نے۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث سے اور اتنا زیادہ کیا کہ مگر (یہ چیزیں مستثنیٰ ہیں) ذکر اللہ اور جو (چیز) اس کے تابع (اور اس کے متعلق ہے اور عالم اور طالب علم (یہ تخصیص بعد تعمیم ہے کیونکہ ذکر اللہ میں علم داخل ہے اور عالم و طالب علم کا تعلق علم سے ظاہر ہے اسی طرح سب سامان دین۔

(۱۳۷) اس کو احمد اور بزار اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح بھی کی اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کو ضرور پہنچائے گا۔ پس تم باقی کو فانی پر ترجیح دو (جبکہ دونوں کی کامل طلب کا جمع ہونا غیر ممکن ہے)۔

۱۳۸- **حدیث:** دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے

۱۳۹- **حدیث:** دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو الخ

**فائدہ:** ان چاروں حدیثوں میں دنیا سے نفرت دلائی گئی ہے۔

## کتاب مذمت بخل

## مثل سابق

۱۴۰- **حدیث:** جائیداد کا سامان مت کرو کہ اس سے تم میں دنیا کی محبت ہو جائیگی۔

**فائدہ:** اس حدیث میں بھی اوپر کی چار حدیثوں والا مضمون ہے اتنی زیادت اور ہے کہ جائیداد میں دنیا کے ساتھ زیادہ تعلق ہو جاتا ہے۔

## دنیا جو معین آخرت ہو اس کی مذمت نہیں

۱۴۱- **حدیث:** نیک مال نیک آدمی کے لئے اچھا ہے۔

**فائدہ:** اس میں دلالت ہے کہ دنیا جب دین میں معین ہو تو وہ مذموم نہیں۔

## استغنا میں عزت ہے

۱۴۲- **حدیث:** مومن کی عزت یہ ہے کہ سب لوگوں سے مستغنی رہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں عزت کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ وہ استغناء سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ دنیا کے مال وجاہ میں زیادہ کوشش کرنے سے اور اس کا مشاہدہ ہے۔

---

(۱۳۸) روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا نے ذم دنیا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن ابی الدنیا کے طریق سے حسن کی روایت سے مرسلا (۱۳۹) روایت کیا اس کو احمد نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اس طور پر کہ اس جملہ (مذکورہ) پر اور (اس کے ساتھ) دوسرے اس جملہ پر کہ اس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو اکتفا کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب میں ابن ابی الدنیا کے طریق سے یہ اور زائد کیا ہے کہ وہ دنیا اس شخص کا مال ہے جس کا کچھ مال نہ ہو اور اس کی سند جید ہے۔ (۱۴۰) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حاکم نے مع تصحیح سند ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ سے کہ تم کو (دنیا کی) رغبت ہو جائیگی۔ (۱۴۱) روایت کیا اس کو احمد اور طبرانی نے کبیر واوسط میں عمرو بن عاص کی حدیث سے صحیح سند کے ساتھ بلفظ نعما اور دونوں نے للرجل جگہ للمرء کہا ہے (معنی دونوں کے ایک ہیں) (۱۴۲) روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اور اس کی اسناد کو صحیح کہا ان کے آخر قول تک

## افادہ میں بخل کرنے کی مذمت

۱۴۳- **حدیث:** ابن عمر کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نعمتوں کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے بندوں کے نفع کے لئے الخ

**فائدہ:** اس میں تہدید ہے بندوں کو نفع پہنچانے بخل کرنے پر خواہ دنیوی منفعت ہو خواہ دینی بالخصوص اگر کمال پر ناز اس کا منشا ہو بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

# کتاب مذمت جاہ

## حرص دنیا کی مذمت

۱۴۴- **حدیث:** دو حریص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا الخ

**فائدہ:** اس حدیث میں حرص علم کی مدح اور حرص دنیا کی مذمت ہے۔

## اصل ذکر قلبی محض اور بعض اعمال پر ملائکہ کا مطلع نہ ہونا

۱۴۵- **حدیث:** ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ ذکر خفی جس کو ملائکہ حافظین اعمال نہ سنتے ہوں اس ذکر پر جس کو وہ سنتے ہوں ستر درجہ فضیلت رکھتا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی کراماً کاتبین کو بھی اطلاع نہیں ہوتی اور اسی سے بعض نے کہا ہے۔

---

(۱۴۳) اس کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور اس میں محمد بن حسان سمتی راوی ہے جس میں قدرے ضعف ہے اور ابن معین نے اس کو توثیق کی ہے وہ اس کو ابی عثمان عبداللہ بن زید حمصی سے روایت کرتے ہیں ان کو ازدی نے ضعیف کہا ہے اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص ان منافع میں بندوں پر بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس سے منتقل فرما کر دوسروں کی طرف متصرف کر دیتا ہے۔ (۱۴۴) روایت کیا اس کو طبرانی نے ابن مسعود کی حدیث سے سند ضعیف کے ساتھ اور بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس کی حدیث سے بھی سند ضعیف سے روایت کیا ہے میں (اشرف) کہتا ہوں کہ دارمی کی حدیث میں یہ ہے (کہ وہ دو حریص ایک) طالب علم اور (دوسرا) طالب دنیا اور روایت کیا بیہقی نے انسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریصوں کا پیٹ نہیں بھرتا ایک علم کا حریص کہ اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک دنیا کا حریص کہ اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

میاں عاشق و معشوق رمزیست    کراما کاتبیں راہم خبر نیست

اور اسی سے اس ذکر قلبی محض کی بھی اصل نکلتی ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہ ہو (جس کا بعض اہل ظاہر نے انکار کیا ہے البتہ بعض احکام فقہیہ میں جیسے قرأت ونکاح وغیرہ مستقل دلائل سے تلفظ شرط ہے)۔

## مذمت نمائش

۱۴۶- **حدیث**: بخاری و مسلم میں جندب کی حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص شہرت کے واسطے (کچھ عمل کرے گا اور جو شخص اظہار کے لئے کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ اس (کے عیوب) کا اظہار کرے گا۔

**فائدہ**: اس میں ریاء و نمائش کی جو مذمت سے ظاہر ہے

## وساوس میں مغموم ہونا

۱۴۷- **حدیث**: مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مختصراً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا کہ یہ خالص ایمان کی علامت ہے۔

۱۴۸- **حدیث**: ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ خدا کے لئے حمد ہے جس نے شیطان کی چالوں کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا کہ اعمال و عقائد سے اس کا تعلق نہ ہونے دیا۔

**فائدہ**: ان دونوں حدیثوں میں امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ کا نہ ہونا مذکور ہے۔ بلکہ (اس سے بڑھ کر) ان دونوں میں ان وساوس پر مسرور ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہی تدبیر بھی ہے اس سے نجات کی کہ کچھ پرواہ نہ کرے بلکہ خوش ہو ایک بزرگ کا قول ہے کہ شیطان کو مومن کی خوشی گوارا نہیں جب وساوس پر خوش ہوتا دیکھے گا وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا۔

---

(۱۴۶) اور روایت کیا اس کو مسلم نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے۔ (۱۴۷) اور نسائی نے یوم ولیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے مگر نسائی نے یوم ولیلہ میں اس کو حضرت عائشہؓ کی حدیث سے روایت کی ہے۔ (۱۴۸) روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور نسائی نے یوم ولیلہ میں کیدہ کے لفظ سے بجائے لفظ کید الشیطان کے

## ضعفا کے لئے تعلقات میں ضرر

۱۴۹- **حدیث:** مسلم نے ابی ذر کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کبھی دو شخصوں پر بھی حکم نہ بننا اور کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی مت بننا۔

**فائدہ:** اس حدیث میں دلالت ہے کہ ضعفاء کو تعلقات غیر واجبہ میں واقع نہ ہونا چاہئے۔ جیسا کہ اسی حدیث میں اس ارشاد کی بنا میں یہی فرمایا ہے کہ (میں تم کو ضعیف دیکھتا ہوں) اور ایسا شخص ایسے تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتا یا تو ان تعلقات کے حقوق ضائع کرے گا یا دوسرے واجبات میں اخلال کرے گا۔

# کتاب مذمت کبر

## سادگی وضع

۱۵۰- **حدیث:** ترک زینت (بھی) ایمان (کے شعبوں میں) سے ہے۔

**فائدہ:** مدلول اس کا ظاہر ہے یعنی براہ تواضع ترک زینت کرنا (یعنی نہ تو تکلف وتزین کا اہتمام ہو اور نہ میلا کچیلا رہے کہ نظافت کی تاکید آئی ہے)

## ترک تعرض بعوام

۱۵۱- **حدیث:** ابوثعلبہ کی حدیث کہ جب تم یہ حالت دیکھو کہ حرص کی اطاعت کی جارہی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو (اس وقت) تم اپنے نفس کی خبر لو (اور عامہ ناس سے تعرض مت کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے۔ ودع امر العامة. اور جن پر باقاعدہ حکومت ہے وہ عامہ سے خارج ہیں)

**فائدہ:** اس میں اس کا ذکر ہے جو بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع وجوب

---

(۱۵۰) روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ بن ثعلبہ کی حدیث سے

(۱۵۱) روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ترمذی نے اس کی تحسین بھی کی ہے۔

کے) کسی سے تعرض نہیں کرتے (کیونکہ ان غدروں کے ہوتے ہوئے عدم تعرض کی اجازت ہے) اور ان غدروں کا وجود (اس وقت ظاہر ہے (اور چونکہ یہ عدم تعرض واجب نہیں اس لئے جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے خلاف نہیں ہیں)۔

## گناہوں میں بعض تکوینی حکمتیں ہیں

**۱۵۲- حدیث:** اگر تم سے گناہ صادر نہ ہوں تو مجھ کو تم پر اس سے بھی بڑی بات کا اندیشہ ہے اور وہ خود بینی خود بینی ہے۔

**فائدہ:** اس میں وہ مضمون ہے جس کو عارفین ذکر کیا کرتے ہیں یعنی معاصی کی بعض تکوینی حکمتیں اور اس سے معاصی کے ارتکاب کی اجازت لازم نہیں آتی۔ صرف مقصود (اس مضمون) سے مرتکب معصیت کے اس غم کا تحفظ کرنا ہے جو درجہ یاس تک پہنچ جائے۔ (جس سے پھر وہ نہ معصیت سے توبہ کرے نہ معصیت کو ترک کرے)

## اصلاح باطن اصل چیز ہے

**۱۵۳- حدیث:** اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتے۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے میں (اشرف) کہتا ہوں کہ (چونکہ وہ موقع میں نے تلاش نہیں کیا اس لئے دوسری جگہ سے سند نقل کرتا ہوں سو) عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو جن میں اعمال ظاہرہ محضہ بھی آ گئے کہ وہ بھی خاص ہیئات ہیں صورت کی) اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔

**فائدہ:** حدیث صریح ہے اصلاح باطن کے اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اس کا منافی نہ سمجھا جائے) کیونکہ اعمال بھی بدوں اصلاح باطن معتد بہا نہیں ہیں (چنانچہ عقیدہ صحیحہ واخلاص اعمال میں شرط ہے اور یہ دونوں باطن ہیں) اور مولانا رومیؒ

---

(۱۵۲) اس کو بزار نے اور ابن حبان نے ضعفا میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت انسؓ کی حدیث سے اور اس میں سلام بن ابی الصہباء ہے اور اس کو بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے اور احمد نے حسن الحدیث کہا ہے اور اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو سعید کی حدیث سے ایسی سند سے روایت کیا ہے........جو غایت درجہ ضعیف ہے۔

(۱۵۳) روایت کیا اس کو مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے۔

کا یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے۔

ما بروں را ننگریم وقال را　　　　ما دروں را بنگریم و حال را

# کتاب التوبہ (منجیات)

## حقیقت توبہ

۱۵۴- حدیث: نادم ہونا توبہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے

## مغلوب کی غلطی سے درگزر

۱۵۵- حدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ایک ایسی زمین میں ہو جو بے آب و گیاہ اور ہلاکت کا مقام ہے الخ (اور ایسے جنگل میں اس کا اونٹ گم ہو گیا جس پر اس کا خورد ونوش کا سامان تھا اب نہ کھانے پینے کو رہا نہ سواری رہی پس ہلاکت کا منتظر ہو کر لیٹ رہا آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان کے پاس کھڑا ہے اس وقت کس قدر خوش ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں)

فائدہ: اس حدیث میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہے (کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کو نقل کر کے نکیر نہیں فرمایا) اگر چہ وہ فرح ہی سے ہو (جو کہ ایک حالت ناشی عن الدنیا ہے) تو بھلا جو محبت وشوق سے مغلوب ہو اس کا تو کیا پوچھنا ہے جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہے۔

---

(۱۵۴) روایت کیا اس کو ابن حبان اور ابن ماجہ نے اور حاکم نے اور انہوں نے اس کی اسناد کو بھی صحیح کہا ہے اور ابن مسعود کی حدیث اور ابن حبان اور حاکم نے انس کی حدیث سے بھی اس کو روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر　(۱۵۵) روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے ابن مسعود اور انس کی حدیث سے اور مسلم نے انس کی حدیث میں یہ زیادہ کیا ہے یعنی پھر اس شخص نے شدت خوشی میں یہ کہہ دیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (حضور فرماتے ہیں کہ) وہ شدت فرح سے چوک گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے بدوں اس زیادتی کے مختصراً روایت کیا ہے۔

## کامل پر تغیرات کا طاری ہونا

**۱۵۶- حدیث:** میرے قلب پر (بھی) غبار چھا جاتا ہے سو شب و روز میں ستر بار استغفار کرتا ہوں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ منتہی پر تغیرات طاری ہوتے ہیں جو اس کی شان کے مناسب ہوتے ہیں سو سالک کو ان سے تنگ دل نہ ہونا چاہئے جبتک وہ معاصی تک نہ پہنچادیں (اور افضا الی المعصیت اختیاری ہے جس سے بچنے کی قدرت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تغیر دوسرے سالکین کی تمکین سے بھی ارفع ہے مگر آپ کے تمکن کے مقابلہ میں تغیر ہے)

## فرق درمیان تدقین و تعمق

**۱۵۷- حدیث:** ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اور دوسرے صحابہ کی حدیث کہ تم لوگ ایسے اعمال کر گزرتے ہو کہ وہ تمہاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (یعنی تم ان کو بہت خفیف سمجھتے ہو) اور ہم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبائر میں سے سمجھتے تھے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے صوفیہ کے اس طریق کی کہ وہ اعمال میں بال کی کھال نکالتے ہیں اور تدقیق مغائر ہے تعمق کے (جس کی نہی آئی ہے) کیونکہ تدقیق میں تو وہ حدود محفوظ رکھے جاتے ہیں جو لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں (اس لئے وہ اس کو تشدد سمجھتے ہیں) اور تعمق میں حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے اور وہ حدود سب پر ظاہر (اور سب کو معلوم) ہوتے ہیں۔ پس تدقیق مذکور تو مطلوب اور کمال تقویٰ ہے اور تعمق غلو فی الدین اور بدعت ہے تدقیق کی مثال کوئی چیز راستے میں گر پڑے اور اس

---

(۱۵۶) روایت کیا اس کو مسلم نے اغر مزنی کی حدیث سے مگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ دن بھر میں سو بار (استغفار کرتا ہوں) اور اسی طرح ابوداؤد کے یہاں ہے اور بخاری کے یہاں ابوہریرہ کی حدیث سے یہ ہے کہ میں استغفار کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ اور بیہقی کی روایت میں شعب میں ستر ہے یہ نہیں کہا کہ ستر سے زیادہ

(۱۵۷) روایت کیا اس کو احمد اور بزار نے سند صحیح سے اور بجائے کبائر کے یہ کہا کہ مہلکات سے سمجھتے تھے اور روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت انس کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے عبادہ بن قرص کی حدیث سے

کو خود اٹھالے کسی اور سے فرمائش اٹھانے کی نہ کرے اس احتمال سے کہ دوسرے کا حرج یا اس کو گرانی نہ ہو حضرات صحابہ کا یہی معمول تھا اور تعمق کی مثال اپنے گھر اپنی ملک کا کھانا کھانے بیٹھا اور کھانا کم پڑگیا اور گھر والوں سے مانگا نہیں کہ مشابہ ہے سوال کہ چنانچہ میں نے ایک متقی کو جو اس غلطی میں مبتلا تھے متنبہ کیا بلکہ اس میں ایذاء پہنچانا ہے گھر والوں کو کہ جب ان کو اس کی اطلاع ہوگی کہ باوجود حاجت کے مانگا نہیں۔

## دنیا آخرت کا آلہ ہے

۱۵۸- **حدیث:** دنیا جائے زراعت ہے آخرت کی مجھ کو اس لفظ کے ساتھ مرفوعاً نہیں ملی اور عقیلی نے ضعفا میں اور ابوبکر بن لال نے مکارم اخلاق میں طارق بن اشیم کی حدیث سے روایت کی ہے کہ دنیا اچھا مقام ہے اس شخص کے لئے جو اس سے آخرت کے لئے سامان جمع کرے (پس بالمعنیٰ ثابت ہے اور اسناد ضعیف ہے۔

**فائدہ:** مدلول اس کا ظاہر ہے کہ دنیا بالذات تو مقصود نہیں مگر آخرت کے لئے مقصود ہے پس اہل دنیا کو تو پہلی بات کی خبر نہیں (اس لئے اس کو مقصود بالذات بنائے ہوئے ہیں) اور تارکین دنیا میں جو زاہد ہیں ان کو دوسری بات کی خبر نہیں (اس لئے وہ اس کے ترک میں مبالغہ کرتے ہیں) اور عارفین کو دونوں باتوں کی خبر ہے (اس لئے وہ اس سے اعانت فی الآخرۃ کا کام لیتے ہیں اور علی الاطلاق اس سے نفور نہیں۔

## غلبہ تیسیر

۱۵۹- **حدیث:** (قدسی) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

**فائدہ:** اس میں اصل ہے محققین کے مذاق کی کہ ان پر اس کا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو بشارت اور آسانی کی باتیں بتایا کرتے ہیں (کہ مشاہدہ رحمت سے یہ مذاق پیدا ہو جاتا ہے)

## بلا ولایت کی علامات میں سے ہے

۱۶۰- **حدیث:** ترمذی نے مع تصحیح روایت کیا اور نسائی نے کبریٰ میں اور

(۱۵۹) روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے۔

ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون شخص اشد ہیں بلا میں۔

**فائدہ:** اس میں بلا کا جومع الرضاء سے علامات ولایت سے ہونا مذکور ہے اور تم اکثر اولیاء کو دیکھو گے کہ وہ مبتلا ضرور ہوتے ہیں خواہ کسی مرض میں خواہ کسی مخالف (کی مخالفت) میں۔

## کسی پر داخل نار ہونے کا حکم نہ لگانا چاہئے

**۱۶۱- حدیث:** بزار نے ابوسعید خدری کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی سبت سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور وہ اپنے باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس ان کو شہادت تو دخول نار سے مانع ہوگئی اور وہ کہنا نہ ماننا دخول جنت سے مانع ہوگیا اور ا سے لوگ ایک دیوار پر ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں ہوگی (اعراف یہی ہے)

**فائدہ:** اس میں یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے کسی پر دوزخی ہونے کا حکم نہ کیا جائے ممکن ہے کہ کوئی حسنہ اس کے لئے دوزخ میں جانے سے مانع ہو جائے۔

## کاملین کی لغزشوں کی حکمت

**۱۶۲- حدیث:** سن رکھو میں (نماز میں غفلت سے) نہیں بھولتا بلکہ بھلا دیا جاتا ہوں تا کہ (اس کے احکام کو) مشروع کروں۔

---

(۱۶۰) پس اس حدیث کو ذکر کیا مگر اس میں اولیا کا ذکر نہیں ہے (صرف یہی ہے کہ سب سے زیادہ اشد بلا میں انبیاء ہیں) اور طبرانی کے یہاں حضرت فاطمہؓ کی حدیث یہ ہے کہ سب سے زیادہ بلاء میں حضرات انبیاء ہیں پھر صالحین ہیں (صالحین بھی مرادف اولیاء کے ہیں (۱۶۱) اس حدیث (کی سند) میں عبدالرحمان بن زید بن اسلم ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف ایک قوم ہے کہ ان کی حسنات نے ان کو دوزخ سے تو پار کر دیا اور ان کی سیئات جنت (میں داخل کرنے) سے قاصر رہیں الخ اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (۱۶۲) ذکر کیا اس کو مالک نے بطور بلاغ کے بلا سند اور اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بجز طریق مالک کے مروی نہیں ہوتی اور ابو طاہر انماطی نے کہا اس کے متعلق ائمہ و حفاظ سے میری بحث اور تحقیق بہت طویل رہی سو مجھ کو (سند سے) پتہ نہیں لگا اور نہ میں نے کسی سے یہ سنا کہ اس کو پتہ لگا ہو اور بعض طلبہ حدیث نے (البتہ) یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کے پاس یہ مسنداً واقع ہوئی ہے (مگر مالک کا بلاغ اس کے بے اصل ہونے کے لئے کافی ہے۔

**فائدہ:** اس میں حکمت ہے کاملین کی لغزشوں کی (جو کہ بلا قصد نافرمانی اتفاقاً واقع ہو جاتی ہیں) تا کہ اس وقت وہ حضرات (ان کے تدارک کے متعلق) جو معاملہ کرتے ہیں ان معاملات میں ان کا اقتدار کیا جائے (اور اسی بنا پر مولانا فرماتے ہیں۔

خون شہیدان را از آب اولیٰ ترست　　　　این خطا از صد صواب اولیٰ ترست

اور ع۔ کفر گیرد کاملے ملت شود

## عدم اعتبار توبہ زبانی محض

۱۶۳- **حدیث:** جو شخص گناہ سے توبہ کرے اور اس پر مصر بھی ہو (یعنی نادم نہ ہو) ایسا ہے جیسے احکام الٰہیہ سے استہزاء کرتا ہے (کہ ظاہر کچھ باطن کچھ)

**فائدہ:** اس میں ایسی زبانی توبہ کا قابل اعتبار ہونا مذکور ہے جس کے ساتھ (دل میں) ندامت نہ ہو اور یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے۔

سبحہ برکف توبہ برلب دل پراز ذوق گناہ　　　　معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

## بہ سبب بعض اقسام معصیت سے قبض

۱۶۴- **حدیث:** بے شک بندہ بعض اوقات محروم ہو جاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جس کو اختیار کرتا ہے۔

**فائدہ:** اس میں معصیت کی بعض مضرتیں مذکور ہیں جیسے رزق سے محروم ہو جانا اور یہ رزق معنوی کو بھی شامل ہے جیسے بسط (باطنی) پس بعض اقسام قبض کے معصیت سے بھی ہوتے ہیں اور اسی احتمال کے سبب اہل اللہ قبض کے وقت استغفار کرتے ہیں۔

---

(۱۶۳) روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے بیہقی نے شعب میں ابن عباس کی حدیث سے اس لفظ سے کہ ایسا ہے جیسے اپنے رب سے استہزاء کرتا ہو اور سند اس کی ضعیف ہے۔

(۱۶۴) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور حاکم نے مع تصحیح سند کے اور لفظ حاکم کے ہیں مگر حاکم نے بجائے لفظ عبد کے لفظ رجل کہا ہے بمعنی شخص کے ثوبان کی حدیث سے۔

# کتاب صبر و شکر

## ظاہر کے لئے باطن اصل ہے

۱۶۵- **حدیث:** مہاجر وہ ہے جو برے کاموں کو چھوڑ دے اور (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے (اور اس کو مغلوب کرے)

**فائدہ:** اس میں باطن کا ظاہر کے لئے اصل ہونا مذکور ہے اور جملہ ثانیہ آخر کتاب ریاضۃ النفس میں گزر چکا ہے۔

## خواص بعض درجات توکل مسمی بہ یقین

۱۶۶- **حدیث:** کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پانی پر چلے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان کا یقین اور زیادہ ہوتا تو وہ ہوا پر چلتے یہ حدیث منکر ہے (یعنی غیر ثقہ نے ثقات کے خلاف روایت کیا ہے) یہ اس طرح معروف نہیں ہے (معروف مقابل ہے منکر کا) اور معروف وہ ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں بکر ابن عبداللہ مزنی کا قول نقل کیا ہے کہ حواریین نے اپنے پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام) کو (ایک بار) نہ پایا کسی نے کہا کہ وہ دریا کی طرف گئے ہیں۔ وہ (دریا کی طرف) ان کو تلاش کرتے ہوئے چلے جب دریا پر پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے چلے آ رہے ہیں پھر حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ابن آدم کو ایک بال برابر بھی یقین ہو تو پانی پر چلنے لگے شرح زبیدی میں ہے کہ میں کہتا ہوں کہ نیز ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کس چیز سے پانی پر چلتے ہیں فرمایا ایمان اور یقین سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم بھی ایمان رکھتے ہیں جیسا آپ ایمان رکھتے ہیں

---

(۱۶۵) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اول جملہ کے ساتھ اور نسائی نے سنن کبریٰ میں دوسرے جملہ کے ساتھ دونوں نے فضالہ ابن عبید کی حدیث سے دو جید سندوں سے۔

اور ہم بھی یقین رکھتے ہیں جیسا آپ یقین رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تو اس حالت میں چلو وہ ان کے ساتھ چلے پھر ایک موج آ گئی تو لگے غوطہ کھانے ان سے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم کو کیا ہوا کہنے لگے ہم موج سے ڈر گئے آپ نے فرمایا تم رب موج سے کیوں نہ ڈرے پھر ان کو آپ نے (دریا سے) نکالا زبیدی کا قول ختم ہوا اور ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں سند ضعیف سے معاذ بن جبل کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی ایسی معرفت ہوتی جیسا معرفت کا حق ہے تو آپ دریاؤں پر چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑ (اپنی جگہ سے) ٹل جاتے۔

**فائدہ:** مراد یقین سے اس مقام پر یہ ہے کہ بعض واقعات یومیہ کی نسبت بعض تصرفات حق کا ایسا جازم خیال ہو جس میں جانب مخالف کا احتمال ہی نہ ہو (مثلاً یہ پختہ خیال کر لیا کہ میں اگر پانی پر چلوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو غرق نہ کریں گے) اور یہ توکل کی ایک قسم ہے اور یقین (بالمعنی المذکور) کی عادۃً یہ خاصیت ہے مگر کسی مانع خاص سے (اس کا تخلف بھی ہو جاتا ہے) اور یہ یقین (بالمعنی) نہ لوازم ایمان سے ہے (ممکن ہے کہ ایک شخص کامل الایمان ہو اور یہ خیال اس درجہ کا اس کو حاصل نہ ہو) اور نہ خواص ایمان سے ہے (ممکن ہے کہ یہ خیال اس درجہ کا کسی غیر مومن کو بھی حاصل ہو جائے) البتہ ایمان سے اس (خیال) میں برکت زائد ہو جاتی ہے اور یہی (ازدیاد برکت) معنی میں عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے کہ ایمان اور یقین سے اور (یہی معنی ہیں) حدیث معاذ کے اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوتی یعنی اگر تم کو یقین اور معرفت حاصل ہوتی اور مقصود (ان روایت میں) یقین کی خاصیت کا بیان کرنا ہے نہ کہ اس کی فضیلت کا بیان کرنا اور اگر تم کو یہ اشکال واقع ہو کہ امام غزالیؒ نے اس روایت منکرہ کو کیسے جائز رکھا (کہ اپنی کتاب میں ذکر کر دیا) جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا قول منقول ہے کہ اگر میرے لئے سب پردے اٹھا دیئے جائیں تب بھی میرے یقین میں ترقی نہ ہو (بلکہ جتنا یقین اس وقت حاصل ہوتا وہ اب بھی حاصل ہے اور اشکال) اس لئے (ہو سکتا ہے) کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو انتہائی مراتب یقین تک پہنچے ہوئے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام اس مرتبہ تک پہنچے ہوئے

نہ تھے اور اس سے ولی کی فضیلت نبی پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے پس جس سے یہ بات لازم آئی ہے وہ بھی باطل ہے (پس اس روایت کی صحت کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا پھر غزالیؒ اس کو کیوں لائے) سو اس اشکال کو اس طرح زائل کرو کہ مراد یقین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں بشرطیکہ یہ قول ثابت بھی ہو ایمان ہے (معنی مراد نہیں جس میں کلام ہے) اور اس کی کوئی دلیل نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایمان کے انتہائی مراتب تک پہنچے ہوئے نہ تھے (نعوذ باللہ منہ) بلکہ ولی کا انتہائی مرتبہ ایمان کا نبی کے ایمان کے ابتدائی مرتبہ تک بھی نہیں پہنچا چہ جائیکہ اس کے انتہائی مرتبہ تک پہنچ سکے خوب اچھی طرح سمجھ لو (مزید شرح اس کی کلید مثنوی دفتر سادس کے عشر ثالث میں ہے)

## جذب کا علت وصول ہونا

۱۶۷- **حدیث**: بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا کہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہ کرے گا لوگوں نے عرض کیا اور نہ آپ (عمل سے داخل جنت ہوں گے) یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور نہ میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل و رحمت میں ڈھانک لے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس کا عمل اس کو جنت میں داخل کر دے۔ الخ

**فائدہ**: حدیث صریح ہے اس مضمون میں جو اہل طریق نے فرمایا کہ اصل مدار اور علت وصول جذبہ (الہیہ) ہے نہ کہ محض سلوک (اور اعمال) البتہ عمل کے شرط ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا اکثر احوال میں اور بعض نے اس کو اس عبارت سے تعبیر کیا ہے کہ حق تعالیٰ کا ایک جذبہ جن و انس کے تمام اعمال سے افضل ہے۔

## گناہوں کیساتھ احوال کا باقی رہنا استدراج ہے

۱۶۸- **حدیث**: عقبہ بن عامر کی حدیث کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اللہ

---

(۱۶۷) اور بخاری و مسلم دونوں اس پر متفق ہیں حضرت عائشہ کی حدیث سے اور مسلم اس میں منفرد ہیں جابر کی حدیث سے۔

(۱۶۸) روایت کیا اس کو احمد اور طبرانی نے اور بیہقی نے شعب میں سند حسن سے۔

تعالیٰ اس کو اس کی خواہشیں اور مرادیں دے رہا ہے اور وہ اپنے معصیت پر مصر ہے تو سمجھ لو کہ یہ استدراج ہے۔

**فائدہ:** مراد میں مواجید واذواق بھی داخل ہو گئے پس ان کی بقاء سے نسبتہ باطنیہ پر استدلال نہ کیا جائے جیسا کہ اہل باطل کو دھوکا ہو گیا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی نسبت باطنیہ ایسی قوی ہے کہ معاصی سے بھی زائل نہیں ہوتی اس لئے کہ جو چیز معاصی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے وہ نسبت مطلوبہ نہیں ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ عبد کی جانب سے حق کے ساتھ ذکر وطاعت کا تعلق ہو اور حق کی جانب سے (عبد کے ساتھ) رضا کا تعلق ہو (اور ظاہر ہے کہ معاصی کے ساتھ رضا کہاں)

# کتاب الخوف و الرجاء

## بغیر عمل کے رجا غرور ہے

۱۶۹- **حدیث:** زید خیلی کی جو یہ حدیث ہے کہ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے یہ پوچھوں کہ اللہ تعالیٰ کی کیا علامات ہیں اس شخص کے متعلق جس کو وہ چاہتے ہوں اور اس شخص کے متعلق جس کو وہ نہ چاہتے ہوں۔

**فائدہ:** اس میں وہ مسئلہ ہے جس کی محققین نے تصریح کی ہے کہ رجاء محض بدوں عمل کے باوجود عمل پر قادر ہونے کے محض نفس کا فریب ہے۔

---

(۱۶۹) اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا تو زید خیر ہے (آپ نے خیل کو خیر سے بدل دیا) اور اسی طرح کہا ہے ابن ابی حاتم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام خیر رکھ دیا ان سے کوئی حدیث مروی نہیں اور انہوں نے ان کا ذکر صرف ایک حدیث میں کیا ہے جو مروی ہے یعنی زید خیر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اخیر حدیث تک میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ یہ فرماتے تھے۔ اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ آپ نے فرمایا تم نے کس حال میں صبح کی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں خیر سے اور اہل خیر سے محبت کرتا ہوں اور جب میں کسی چیز پر قادر ہوتا ہوں تو اس کی طرف دوڑتا ہوں اس کے ثواب کا یقین کرتا ہوں اور جب کوئی خیر میرے ہاتھ سے نکل جاتا ہے میں اس پر غمگین ہوتا ہوں اور اس کی طرف مشتاق ہوتا ہوں آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی علامت ہے اس شخص کے متعلق جس کو وہ چاہتے ہیں اور اگر تم کو کسی دوسری بات کے لئے چاہتے (یعنی ضلال ووبال کے لئے) تو تم کو اس کے لئے تیار کرتے پھر پروا بھی نہ کرتے کہ ہم اس کے کسی وادی میں بھی ہلاک ہو جاتے۔

## بغیر عمل کے رجاء عاجز کا اعتبار

**۱۷۰- حدیث:** تم میں سے کسی کو موت نہ آنے پائے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گمان نیک رکھتا ہو۔

**فائدہ:** یہ حدیث اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ رجاء عمل کے ساتھ مشروط نہیں جبکہ عمل پر قدرت نہ ہو جیسا موت کے قرب میں حالت ہوتی ہے۔

## اجمال حدیثین بالا

**۱۷۱- حدیث:** (قدسی) میں (یعنی حق تعالیٰ) اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں پس میرے ساتھ جو چاہے گمان کرے۔

**فائدہ:** یہ حدیث مجمل ہے اوپر کی دو حدیثیں اس کی تفصیل کرتی ہیں (یعنی) یہ حسن ظن قدرت کے وقت عمل کے ساتھ معتبر ہے اور عجز کے وقت بدوں عمل بھی معتبر ہے) اور ایمان ہر حال میں شرط ہے۔

## عامل آخرت کے لئے رجاء کا خوف سے زیادہ مفید ہونا

**۱۷۲- حدیث:** اگر تم کو ان باتوں کی خبر ہو جس کی مجھ کو خبر ہے تو تم بہت کم ہنسو اور کثرت سے رویا کرو اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔الخ

**فائدہ:** اس حدیث میں مشیخت کا ادب ہے کہ خوف پر رجا کو غالب رکھا کرے ایسے لوگوں کے لئے جو کہ خوف کی حکمت یعنی اہتمام آخرت کے سامان کی کوشش میں لگے ہوں جیسے صحابہ کی شان تھی (کہ اہتمام آخرت میں شدت سے مشغول تھے جس

---

(۱۷۰) روایت کیا اس کو مسلم نے جابر کی حدیث سے۔ (۱۷۱) روایت کیا اس کو ابن حبان نے واثلہ بن الاسقع کی حدیث سے اور یہ حدیث صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے ہے اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے گمان کر لے۔ (۱۷۲) اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پس اس حدیث کا اول حصہ شیخین کا روایت کیا ہوا ہے۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے اس کو اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا) اور تم جنگلوں کو نکل جاتے اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ پس جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کے پروردگار فرماتے ہیں کہ آپ میرے بندوں کو ناامید کیوں کرتے ہیں پس آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ان کو امید دلائی اور شوق دلایا (تا کہ زیادت تخویف کا تدارک ہو جائے)۔

سے خوف کی غایت حاصل تھی تو ان کے لئے خوف سے زیادہ ضرورت رجا کی ہے)۔

## فضیلت مومن بر کعبہ

۱۷۳- **حدیث:** مومن کعبہ سے افضل ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث سے ان الفاظ سے کہ (اے کعبہ) تو کس قدر عظیم ہے اور تیری حرمت کس قدر عظیم ہے مگر) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (کہ) البتہ مومن کی حرمت تیری حرمت سے اعظم ہے اس کا مال بھی اور اس کی جان بھی اور اس کے ساتھ خیر ہی کا گمان کیا جا سکتا ہے۔

**فائدہ:** اس احدیث میں مومن کا کعبہ پر فضیلت رکھنا مذکور ہے اگر چہ یہ فضیلت جزئیہ ہو (اسی لئے اس کا جہت سجدہ ہونا لازم نہیں آتا) اور اسی سے بعض کا مقولہ ہے۔

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کیونکہ مومن قلب ہی ہے حسب ارشاد حق تعالیٰ کے کہ ابھی تک ایمان تمہارے قلوب میں داخل نہیں ہوا (پس مومن کا افضل ہونا جیسا کہ حدیث میں ہے اور دل کا افضل ہونا جیسا قول بعض میں ہے ہم معنی ہے اور تم کو یہ خلجان نہ ہو کہ حدیث کا مدلول تو صرف حرمت میں اعظم ہوتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس (مومن) کی حرمت پر حملہ کرنے سے بہ نسبت بے ادبی کعبہ کے من وجہ گناہ زیادہ لازم آتا ہے بوجہ اس کے کہ حق العبد اشد ہے حق اللہ سے اور یہ مستلزم فضیلت (ذات) کو نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ مال مسلم کی افضیلت کے بھی قائل ہوں (کہ وہ بھی دم کے ساتھ مذکور ہے) حالانکہ یہ باطل ہے (سو یہ خلجان نہ ہو) کیونکہ ہم اس قول سے استدلال نہیں کرتے لحرمة المومن الخ بلکہ ما اعظمک سے۔ استدلال کرتے ہیں جو کہ عظمت ذات (کعبہ) پر دال ہے۔ پس چونکہ مقصود مقابلہ کرنا ہے اس سے یہ قول مومن کی عظمت ذات پر دال ہوگا ورنہ عظمت ذات (کعبہ) کا ذکر بے فائدہ ہوگا اور (حدیث میں) اس کا قائل ہونا جائز نہیں۔

---

(۱۷۳) اور ابن ماجہ کے شیخ یعنی نصر بن محمد بن سلیمان حمصی کو ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

## بعض ملائکہ پر مومن کی جزوی فضیلت

۱۷۴- حدیث: مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملائکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے۔

فائدہ: اس میں دلیل ہے مسئلہ تفاضل بین البشر والملائکہ کے بعض اجزا پر اور بعض بشر کی فضیلت (ملائکہ پر) جزئی ہے جیسے عوام مومنین کی کہ باوجود موانع طبعیہ کے کچھ اطاعت کرتے ہیں اور بعض کی کلی ہے (جیسے حضرات انبیاء کی کہ قرب میں بھی افضل ہیں)۔

## استحالہ استکمال حق تعالیٰ بالغیر

۱۷۵- حدیث: ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے مخلوق کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں اور اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل کروں (عراقی کہتے ہیں کہ) میں اس حدیث کی کسی اصل پر واقف نہیں ہوا۔ اھ۔ میں کہتا ہوں کہ اسی مضمون کی طرف مولوی رومی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

من نہ کردم خلق تا سودے کنم ۔۔۔ بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

اور اس مضمون کی اصل قرآن مجید (کی ان آیات) میں ہے نمبر ا وہ اوروں کو کھلاتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا۔ نمبر ۲ ہم تم سے رزق نہیں مانگتے ہم تم کو خود رزق دیتے ہیں نمبر ۳ میں ان (جن وانس) سے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھانا کھلا دیں بے شک اللہ تعالیٰ وہ خود رزاق ہیں اھ اور یہ مسئلہ (مذکورہ فی الحدیث) عقلی ہے کہ حق تعالیٰ پر استکمال بالغیر محال ہے پس حدیث اس حالت میں بالمعنی ثابت ہے گو باللفظ ثابت نہیں۔

## ایجاد گناہ میں بعض تکوینی مصلحتیں ہیں

۱۷۶- حدیث: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کرتے جو گناہ

---

(۱۷۴) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابوالمہزم یزید بن سفیان کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں ابوہریرہ سے ان لفظوں سے کہ مومن اللہ کے نزدیک بعض ملائکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے اور ابوالمہزم کو شعبہ نے ترک کر دیا ہے اور ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور روایت کیا اس کو ابن حبان نے ضعفا میں اور بیہقی نے شعب میں اسی طریق سے مصنف کے الفاظ سے (یعنی اس میں لفظ بعض نہیں ہے)

کرتی تا کہ اسکی مغفرت فرماتے اور ایک لفظ میں یہ ہے کہ تم کو (اس عالم سے) لے جاتے۔

**فائدہ:** اس میں گناہ کے وجود کی حکمت (مذکور) ہے (مگر) اس حیثیت سے کہ وہ حق تعالیٰ کا ایجاد کیا ہوا ہے کیونکہ یہ ایجاد حسن ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ خلق سے صادر ہوا ہے کیونکہ یہ صدور قبیح ہے اور حاصل اس حکمت کا ظہور مغفرت ہے اور اس نکتہ تک بجز عارفین کے کسی کے ذہن کی رسائی نہیں ہوئی۔

## طاعات پر تکیہ نہ کرنا

**۱۷۷- حدیث:** حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو آیت ہے یوتون ما اتوا و قلوبھم وجلۃ (یعنی دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور ان کے دل خوف زدہ ہیں) یہ تمام افعال کو عام ہے کیونکہ یہ سب میں ان کو عدم سے ہستی میں لانا اور وجود دینا ہے) کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو چوری اور زنا کرے۔ (کیونکہ خوف تو ان ہی افعال کے بعد ہوتا ہے) آپ نے فرمایا نہیں (آگے تتمہ آتا ہے)

**فائدہ:** اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ اعمال پر اعتماد نہ چاہئے اور نیز اس میں قطع ہے غرور و ناز کا اور یہ مضمون نہیں ہے کہ خوف کو غالب کیا جائے رحیم ذی افضال سے امید رکھنے پر کیونکہ جس شخص کو ان طاعات میں مشغولی ہو جیسے نماز ہے روزہ ہے اموال کا تصدق کرنا ہے اس کے لئے تو اس کا عکس ثابت ہے چنانچہ یہ مضمون قریب ہی گزر چکا ہے اس حدیث کے تحت میں لو تعلمون ما اعلم الخ۔

## تغیر طبعی کمال کے منافی نہیں

**۱۷۸- حدیث:** حضرت حنظلہ کی حدیث ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(۱۷۶) روایت کیا اس کو مسلم نے ابوایوب کی حدیث سے اور لفظ ثانی کو ابو ہریرہؓ کی حدیث سے اسی کے قریب اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ (تم کو تو اس عالم سے لے جاتے) اور (بجائے تمہارے) ایک دوسری مخلوق کو لاتے جو گناہ کرتی پھر اس کی مغفرت فرماتے۔ (۱۷۷) اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ بلکہ یہ منقطع ہو عائشہؓ اور عبدالرحمان بن سعد بن وہب کے درمیان میں ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث عبدالرحمن بن سعد سے مروی ہے وہ ابوحازم سے روایت کرتے ہیں اور تتمہ حدیث کا (حضور کے اس ارشاد کے بعد نہیں) یہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) بلکہ مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور صدقہ دے اور (پھر) ڈرے کہ یہ اس سے قبول نہ کیا جائے۔ (۱۷۸) روایت کیا اس کو مسلم نے مختصراً

وسلم کی خدمت میں تھے آپ نے ہم کو نصیحتیں فرمائیں اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ (حضرت حنظلہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ) حنظلہ (یعنی میں) تو منافق ہو گیا جس کی وجہ یہ بیان کی کہ جب ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہماری یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا جنت و دوزخ کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بیوی بچوں میں مشغول ہو کر وہ حالت نہیں رہتی اور یہ بظاہر نفاق ہے حضرت صدیق بولے کہ یہ حالت تو میری بھی ہے) اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ (پھر دونوں صاحب حضور میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کی سی حالت رہے تو تم سے ملائکہ مصافحہ کیا کریں) لیکن اے حنظلہ ایک ساعت کیسی ایک ساعت کیسی۔

**فائدہ:** اس حدیث میں یہ ہے کہ تغیر طبعی سے کامل بھی خالی نہیں (چنانچہ صحابہ سب کامل ہی تھے خصوصاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) اور یہ تغیر (مقصود میں) مضر نہیں بلکہ اس میں ایسی مصلحتیں ہیں جو اہل طریق کو ذوقی طور پر معلوم ہوتی ہیں۔

## اجتماع حال مع کمال

**۱۷۹- حدیث:** آپ نے یوم بدر میں فرمایا اے اللہ اگر یہ جماعت (مسلمانوں کی) ہلاک ہو جائیگی تو روئے زمین پر کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے گا جو آپکی عبادت کریگا۔

**فائدہ:** اس کا فائدہ آگے آتا ہے۔

**۱۸۰- حدیث:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز میں داخل ہوتے تھے تو آپ کے سینے کی ایسی آواز سنائی دیتی تھی جیسے ہنڈیا کے جوش کی آواز ہوتی ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اور حدیث سابق میں دلالت ہے اس پر کہ غلبہ حال کا کمال کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے اگرچہ یہ علی سبیل القلۃ ہوتا ہے (چنانچہ حدیث سابق

---

(۱۷۹) روایت کیا اس کو بخاری نے ابن عباس کی حدیث سے ان الفاظ سے کہ اگر آپ کو یہی منظور ہے تو آج کے دن کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جائے گی۔ (۱۸۰) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے عبداللہ بن الشخیر کی حدیث سے۔

میں دعا کا انداز اور اس حدیث میں سینہ کی آواز اسی غلبہ حال سے ناشی ہے)۔

# کتاب الفقر و الزھد

## فضیلت فقر

**۱۸۱- حدیث:** ابونعیم نے حسین بن علی سے بسند ضعیف حلیہ میں روایت کیا ہے کہ فقراء کے پاس احسانات مہیا کیا کروالی آخرہ حاشیہ میں برہان حلبی سے انہوں نے بخط بعض فضلاء ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث مذکور اور اسی طرح حدیث **الفقر فخری** کو دونوں غلط ہیں اور مقاصد حسنہ میں ہے کہ **الفقر فخری** کو ہمارے شیخ نے باطل موضوع کہا ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اس کی سند میں کچھ مضائقہ نہیں (اشارہ ہے قدرے ضعف کی طرف)۔

**فائدہ:** اور اصل یعنی ان دونوں حدیثوں کی (جن کو موضوع کہا گیا ہے) یعنی فقر اور فقراء کی فضیلت اور ان کے ساتھ احسان کرنا یہ بلا کسی اشتباہ کے ثابت ہے۔

## قبولیت ہدیہ کو مناسب شرائط سے مشروط کرنا

**۱۸۲- حدیث:** میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں کسی کا ہبہ قبول نہ کروں گا بجز قریشی یا ثقفی یا انصاری یا دوسی کے (یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ ایک اعرابی نے آپ کو ایک اونٹ ہدیہ دیا تھا) آپ نے اس کے عوض میں کئی اونٹ عطا فرمائے مگر وہ راضی نہ ہوا اور اس کو توقع اور زیادہ کی تھی اس فرمانے کا حاصل یہ تھا کہ یہ خاص قبائل یا) ان کے امثال عالی حوصلہ ہوتے ہیں کہ محض محبت سے ہدیہ دیتے ہیں کسی غرض کی طمع سے نہیں دیتے)

**فائدہ:** اس حدیث میں اصل ہے اس کی کہ قبول ہدیہ کو ایسے خاص شرائط کے ساتھ مقید کرلیا جائے جن کو مصالح مقتضی ہوں (اور ان شرائط کے نہ ہونے پر رد ہدیہ کو خلاف سنت نہ کہا جائے۔

---

(۱۸۲) روایت کیا اس کو ترمذی نے حدیث ابوہریرہ سے اور کہا کہ یہ حدیث کئی طریق سے ابوہریرہ سے روایت کی گئی ہے میں (عراقی) کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

## قبول ہدیہ کا عدم اشراف کے ساتھ مشروط ہونا

۱۸۳- **حدیث:** صحیحین میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جو مال تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ تم کو نہ اس کا انتظار ہو اور نہ تم اس کا سوال کرو تو اس کو لے لیا کرو۔

**فائدہ:** اس حدیث میں قبول ہدیہ کا ایک ادب ہے یعنی اس میں شرط یہ ہے کہ اس کا انتظار نہ ہو اور انتظار کی یہ علامت ہے کہ اس مال کے نہ آنے سے اس کو ناگواری ہو۔

## عدم حکم بقرائن محتملہ

۱۸۴- **حدیث:** سائل کا حق ہے اگر چہ وہ گھوڑے پر آئے۔

**فائدہ:** اس میں یہ مضمون ہے کہ صاحب معاملہ کو جس میں ضرر ہو اس میں قرائن غلبیہ پر حکم نہ کرنا چاہئے جیسے سوار دیکھ کر اس کو غنی سمجھ لیا جائے اور یہی عادت ہے صوفیہ کی۔

## بعض صفات کاملین

۱۸۵- **حدیث:** جب آپ سے حارثہ نے عرض کیا کہ میں مومن ہوں آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ الخ

**فائدہ:** اس میں صفات کاملین کی مذکور ہیں اور اس حدیث کے مضمون کو مولانا رومی

---

(۱۸۴) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حسین بن علیؓ کی حدیث سے اور نیز حضرت علی کی حدیث سے اور اول طریق میں یعلی بن ابی یحییٰ ہے جس کو ابو حاتم نے مجہول کہا ہے اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اور دوسرے طریق میں ایک شیخ ہے جس کا نام معلوم نہیں ہوا اور دونوں (طریق کی) حدیثوں پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے (تو ثابت ہوا کہ حدیث بے اصل نہیں) اور ابن الصلاح نے جو علوم حدیث میں (اس کے خلاف) ذکر کیا ہے کہ ان کو احمد بن حنبل سے یہ خبر پہنچی ہے کہ چار حدیثیں ہیں جو بازاروں میں دائرہ ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ان میں سے ایک یہ ہے للسائل حق الخ تو یہ قول احمد سے صحیح نہیں ہے کیونکہ خود احمد نے اس حدیث کو اپنی مسند میں حسین بن علی سے روایت کیا ہے۔ (۱۸۵) روایت کیا اس کو بزار نے حدیث انس سے اور طبرانی نے حدیث حارث بن مالک سے اور دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ حارثہ نے (حقیقت ایمان کے سوال کے جواب میں) عرض کیا کہ میرا نفس دنیا سے ہٹ گیا پھر میرے نزدیک دنیا کا سنگ اور زر برابر ہو گیا اور (مجھ کو مشاہدہ قلب سے نہ کہ مشاہدہ عین سے ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا میں جنت دوزخ پر مطلع ہوں اور گویا میں اپنے پروردگار کے عرش پر مطلع ہوں کہ نمایاں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (واقعی) تم کو معرفت حاصل ہو گئی پس اسی پر جمے رہو (اور ان کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ) یہ ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قلب کو ایمان سے منور فرما دیا ہے۔

اپنی مثنوی میں دفتر اول کے چار خمس کے بعد لائے ہیں مع مضمون اس حدیث کے جو کتاب الخوف میں سب سے پہلی حدیث ہے اور دونوں حدیثوں کو ایک کر دیا حالانکہ دونوں الگ الگ ہیں (مگر اس سے اصل مقصود میں کوئی خلل نہیں ہوا) اور اس تعدد کی تحقیق انشاءاللہ تعالیٰ شطر باقی میں غیر العراقی میں آئے گی اور اس میں بجائے حارثہ کے عوف بن مالک ہیں۔

## تکلف اور ترفع کی مذمت

۱۸۶- **حدیث:** طبرانی نے ابوالعالیہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک بالاخانہ (بلاضرورت بنایا تھا ورنہ بضرورت خود حضور کے یہاں بالاخانہ تھا) ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو منہدم کرادو الخ۔ اور یہ حدیث منقطع ہے اور یہ حدیث کہ آپ ایک بلند قبہ پر گزرے اور پوچھا کہ یہ کس کا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں کا ہے۔ جب وہ شخص آپ کے پاس حاضر ہوا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

**فائدہ:** ان دو حدیثوں میں مذمت ہے تفاخر اور ترفع اور تکلف زائد از حاجت کی اور یہ مسئلہ علماً وعملاً اہل طریق میں مثل متفق علیہ کے ہے۔

---

(۱۸۶) اس حدیث کو ابوداؤد نے حدیث انس سے باسناد جید نقل کیا ہے ان الفاظ سے کہ حضور نے ایک بلند قبہ دیکھا اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ آپ (آنے کے وقت) اس کی طرف اتنے متوجہ نہیں ہوئے جیسے پہلے ہوتے تھے اس نے اپنے دوستوں سے یا آپ کے اصحاب سے آپ کے رخ بدلنے کی وجہ پوچھی۔ لوگوں نے بتا دیا اس نے جا کر اس کو منہدم کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر گزر ہوا تو اس کو نہ دیکھا اور آپ کو خبر دی گئی کہ اس نے اس کو منہدم کر دیا آپ نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

# کتاب توحید و توکل

## اسرار تقدیر کے انکشاف کا امکان اور کشف غوامض کی ممانعت

۱۸۷- **حدیث:** ابن عدی اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ مسئلہ قدر راز اللہ تعالیٰ کا راز ہے سو اللہ عزوجل کے راز کا افشاء مت کرو۔

**فائدہ:** مسئلہ قدر کو سرّ الٰہی فرمانے میں اور اس میں کلام کرنے سے ممانعت فرمانے میں دو امر پر دلالت ہے ایک یہ کہ مسئلہ قدر دنیا میں بھی بقدر استعداد منکشف ہو سکتا ہے ورنہ اس کے انکشاف سے ممانعت نہ فرمائی جاتی کیونکہ ممانعت کرنا اس کو مقتضی ہے کہ اس چیز پر قدرت بھی ہو (اور قدرت علی الافشاء موقوف ہے انکشاف پر) اور دوسرا امر یہ ہے کہ امور کشفیہ کے اور ایسے غوامض کے افشاء سے ممانعت ہے کہ نااہل اس کا تحمل نہ کر سکے اور یہ دوسرا امر تو (عام طور سے) کلام قوم میں معروف ہے اور امر اول (صرف) خواص کو معلوم ہے (باقی عام خیال یہی ہے کہ سر قدر دنیا میں منکشف نہیں ہو سکتا گو آخرت میں ہو جائے) اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ اس کا انکشاف (مطلقاً) ممتنع ہے حتیٰ کہ جنت میں بھی (انکشاف نہیں ہوگا) تو مراد انکشاف بکنہہ ہے کیونکہ وہ موقوف ہے انکشاف صفات (الٰہیہ) بکنہہا پر اور وہ ممتنع ہے (حتیٰ کہ آخرت میں بھی) کیونکہ اس سے ممکن کا احاطہ کرنا واجب کو لازم آتا ہے (اور یہ احاطہ عقلاً ممتنع ہے جس میں سب مواطن برابر ہیں)۔

## توہم دعویٰ قوت کی مذمت

۱۸۸- **حدیث:** حضرت علی رضی اللہ عنہ مریض ہوئے سو ان کو رسول اللہ صلی اللہ

---

(۱۸۷) یہ الفاظ ابونعیم کے ہیں اور ابن عدی نے بجائے ان الفاظ کے یہ کہا ہے کہ قدر میں کلام مت کرو کیونکہ وہ راز ہے اللہ تعالیٰ کا (اس کا بھی وہی حاصل ہے) اور یہ حدیث ضعیف ہے (یعنی لفظاً باقی معنی حدیث صحیح سے ثابت ہے جس میں قدر میں کلام کرنے پر ناخوشی ظاہر فرمائی ہے)۔

علیہ وسلم نے دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجھ کو بلا پر صبر دیجئے آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے بلا مانگی (کیونکہ صبر تو اسی میں ہوتا ہے) سو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو (عراقی کہتے ہیں کہ) یہ حدیث پہلے گزر چکی مع کسی قدر اختلاف کے میں (اشرف) کہتا ہوں کہ مجھ کو وہ موقع نہیں ملا اور مشکوٰۃ کے باب دعوات فی الاوقات کی فصل ثانی میں ترمذی سے منقول دیکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے سنا کہ اللہ میں آپ سے صبر مانگتا ہوں آپ نے فرمایا تو نے اللہ سے بلا مانگی سو اس سے عافیت مانگ۔

**فائدہ:** اس حدیث میں ایسے امر پر نکیر ہے جو دعوے قوت کو موہم ہو چہ جائیکہ قوت کا دعویٰ ہو جیسے بعض مغلوبین سے اس کا صدور ہو جاتا ہے جیسے سمنون محب کا قول ہے۔

جز تیرے مجھ کو کوئی بھاتا نہیں  آزما لے جس طرح چاہے مجھے

اور اس سے ان پر عتاب ہوا اور (جس بول میں) مبتلا ہو گئے پھر استغفار کیا اور آرام ہو گیا اور وہ جو نصوص میں جو صبر کا سوال آیا ہے وہ صبر فی الاعمال ہے جیسے جہاد میں ثابت قدم رہنا اور اس کے ساتھ ساتھ غلبہ علی الکفار کا بھی سوال ہے جو زوال بلا کے سوال کو مستلزم ہے سو دونوں سوالوں میں فرق ہو گیا (یعنی جس سے نہی آئی اور جس کا امر آیا ہے)۔

# کتاب المحبت والشوق

## حظوظ مباح اور کمال زہد ایک دوسرے کے منافی نہیں

۱۸۹- **حدیث:** ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا جب وہ آپ کی روح قبض کرنے آئے کیا آپ نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست کی جان لیتا ہو (عراقی کہتے ہیں) میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی کیا تم نے کسی محب کو دیکھا ہے کہ اپنے محبوب سے ملنا ناگوار سمجھتا ہو۔ انہوں نے فرمایا اے ملک الموت بس اب جان لے لو۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں اس کے معنی مرکب ہیں ادلال اور شوق سے اور یہ دونوں ثابت ہیں اور نیز ایک تیسرے جزو سے بھی یعنی اللہ تعالیٰ کا مومن کے رنج

کو ناگوار سمجھنا اور یہ مضمون (حدیث میں) صریحاً وارد ہوا ہے (کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ کو مومن کا رنج گوارا نہیں اور اس کو موت سے رنج ہوتا ہے) اور یہ حدیث اس رسالہ کے کتاب النکاح میں گزر چکی ہے پس اس روایت کا مضمون (جو کہ اصل مقصود ہے وہ) ثابت ہے۔ لیکن اس کو روایت بالمعنی نہ کہیں گے گو للمعنی کہہ دیں اور نیز میں کہتا ہوں کہ ایسی روایات کے ذکر کرنے میں جس کی اصل نہیں پائی گئی۔ دو فائدے ہیں ایک تو وہی جو اسی رسالہ کے خطبہ میں میرے اس قول میں مذکور ہے کہ شاید کسی کو وہ روایت (مع سند) مل جائے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اس کی روایت سے احتیاط رکھی جائے جب تک کہ سند نہ مل جائے۔

۱۹۰۔ **حدیث**: ابونعیم نے طب نبوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سبزی اور آب جاری کی طرف نظر کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

**فائدہ**: اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ مباح سے انتفاع جب تک کہ اس میں غلو نہ کرے کمال زہد کے منافی نہیں جیسا کہ خشک لوگ سمجھتے ہیں۔

## شیخ وطالب کے درمیان مناسبت کی شرط

۱۹۱۔ **حدیث**: فما تعارف منها ائتلف یہ آداب صحبت میں گزر چکی ہے اور اس مقام پر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ارواح (اپنے عالم میں) جمع کی ہوئی جماعتیں ہیں سو جن (ارواح) میں (وہاں) تعارف ہو گیا (یہاں) ان میں باہم الفت ہو گی اور جن میں (وہاں) اجنبیت رہی (یہاں) ان میں باہم اختلاف رہے گا۔

**فائدہ**: اس حدیث میں اصل ہے اس مسئلہ کی جو صوفیہ کے نزدیک مقرر ہے کہ شیخ اور طالب میں مناسبت شرط ہے کیونکہ اہم مقصود اس واقعہ کی خبر دینے سے یہی ہے۔

---

(۱۹۰) اور اسناد اس کی ضعیف ہیں۔
(۱۹۱) روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور بخاری نے معلقاً حضرت عائشہؓ کی حدیث سے۔

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اللہ کے اثبات کو اس کی نفی پر ترجیح ہے

۱۹۲- حدیث: صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے جھوٹ بولا اور مسلم کے نزدیک ابوذر کی یہ حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں اس کو کہاں دیکھ سکتا ہوں اور حضرت ابن عباس اور اکثر علماء آپ کی اثبات رویت للرب کی طرف گئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ جلال سیوطی نے اپنی تفسیر (جلالین) میں مستدرک حاکم سے وارد کیا ہے وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے اھ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو (یعنی نفی رویت کو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا (محض ان کی رائے ہے میں کہتا ہوں اور ابن عباسؓ نے اثبات رویت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور حکم بالاثبات میں اس کا احتمال نہیں کہ اجتہاد سے ہو اور نفی میں اس کا احتمال ہے اس آیت کی وجہ سے لاتدرکه الابصار اھ) اور ابوذر کی جو حدیث ہے (جس میں نفی رویت مذکور ہے) امام احمد فرماتے ہیں کہ میں اس کو ہمیشہ منکر سمجھتا رہا۔ اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ قلب میں اس کی صحت اسناد کی طرف سے کھٹک ہے اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ امام احمد کی ایک روایت میں ابوذر کی حدیث میں یہ ہے کہ میں نے اس کو ایک نور دیکھا الحدیث (پس یہ صریح ہے اثبات رویت میں) اور اس روایت کے سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں (اور کسی امام نے) اس پر نکارت یا تردد کا حکم نہیں کیا پس اس کو ترجیح ہوگی میں کہتا ہوں کہ مسلم پر ایک حاشیہ میں فتح الباری سے یہ مضمون ہے کہ ابن خزیمہ کے نزدیک ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ آپ نے رب کو قلب سے دیکھا اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس سے ابوذر رضی اللہ عنہ کی مراد ذکر نور سے ظاہر ہوتی ہے یعنی نور درمیان رویت اور بصر کے حائل ہو گیا حاشیہ ختم ہوا میں کہتا ہوں کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے ہے جس سے اثبات و نفی کی روایتوں کے درمیان وہ

جمع کررہے ہیں اور جمع فرع ہے تعارض کی اور تعارض ہے نہیں کیونکہ نص اور وہ اثبات ہے ظاہر پر اور وہ نفی ہے مقدم ہوگی اور اگر تعارض تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی دوسرے طریق پر جمع کرنا ممکن ہے اور وہ طریق یہ ہے کہ اثبات کو مطلق رویت پر محمول کیا جائے اور نفی کو ادراک بالکنہ پر اور قیامت میں بھی رویت ایسی ہی ہوگی اور یہ رویت اس حیات میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہے بدلیل دوسرے نصوص کے جو رویت قبل الموت کو ممتنع قرار دے رہی ہیں اور درمیان درمیان کی عبارتیں میری بڑھائی ہوئی ہیں جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہیں کہ میں کہتا ہوں اور اس لفظ پر ختم ہوجاتی ہیں اھ یعنی انتہے اور باقی عبارت عراقی کی ہے)

## بطلان مذہب اباحیہ

۱۹۳- **حدیث**: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں اس کو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس کے مشابہ ہے جس کے پاس کوئی گناہ ہی نہیں۔

**فائدہ**: یہ فرقہ اباحیہ کے مذہب کے ابطال میں صریح ہے (جو کہتے ہیں کہ بعد تقرب کے معاصی بھی مباح ہوجاتے ہیں) ورنہ وہ گناہ ہی نہ رہتا (پس اس کو گناہ فرمانا صاف اباحت کی نفی کررہا ہے) باقی ضرر نہ کرنا اس کی وجہ یا یہ ہے کہ گناہ اس سے لاحق ہی نہیں ہوتا (یعنی اس سے گناہ کا صدور ہی نہیں ہوتا تا کہ ضرر پہنچا سکے) اور (اس صورت میں) اس کا مابعد اس کا مقابل ہوگا (یعنی بعض وہ ہیں جن سے گناہ ہی نہیں ہوتا اور بعض ان کے مقابلہ میں وہ ہیں جن سے گناہ ہوتا ہے مگر توبہ کرکے ایسے ہوجاتے ہیں جن سے نہیں ہوا)۔ اور یا (عدم ضرر) توفیق توبہ کی وجہ سے ہے اور (اس صورت) میں اس کا مابعد اس کا مفسر ہوجائے گا (یعنی عدم ضرر کی تفسیر یہ ہے کہ وہ توبہ کرلیتا ہے) اور یا (عدم ضرر) غلبہ حسنات کے سبب ہے (جس سے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے) اور اس صورت میں) اس کا مابعد اپنے مقصود میں مستقل ہوجائے گا (نہ مقابل ہوگا نہ مفسر ہوگا) نیز میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اہل بدر کے باب میں جو حدیث میں ہے فقد غفرت لکم وہ بھی (ابطال اباحت کی دلیل ہے چنانچہ) شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث (سے استدلال)

(۱۹۳) ذکر کیا اس کو صاحب فردوس نے اور ان کے ولد نے اس کو مسند الفردوس میں تخریج نہیں کیا۔

میں کہا ہے کہ (حدیث میں غفرت لکم فرمایا ہے جو نود دلیل ہے اس فعل کے ذنب ہونے کی) بحت لکم یا احللت لکم نہیں فرمایا (جو اباحت پر دال ہو)۔

## شوق کے مارے موت کی تمنا کرنا

**۱۹۴- حدیث:** تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کسی تکلیف کے سبب جو اس پر نازل ہو۔

**فائدہ:** یہ قید (لضر) اس پر دال ہے کہ شوق الیٰ لقاء اللہ کے سبب جو موت کی تمنا ہو اس کی ممانعت نہیں اور یہ بے شمار بزرگوں سے منقول ہے۔

## اہتمام خوف سے زیادہ اہتمام محبت

**۱۹۵- حدیث:** ابونعیم نے حلیہ میں اس کا مرفوع حصہ حضرت عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ سالم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ سالم کو اللہ تعالیٰ سے بہت شدید محبت ہے (حتیٰ کہ) اگر ان کو اللہ عزوجل کا خوف بھی نہ ہوتا تب بھی یہ اس محبت کے سبب) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ اصل (مؤثر ترک معصیت میں محبت ہی ہے رہا خوف سو وہ (اس تاثیر میں) اس (محبت) سے بعد کے درجہ میں ہے اور اسی وجہ سے محققین اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ طالبین کے قلوب میں محبت کا القا کریں۔

## رضا و صبر

**۱۹۶- حدیث:** حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص میری بلا پر صبر نہ کرے الحدیث (احیاء میں اس حدیث میں یہ بھی ہے اور میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میری (قضا) پر راضی نہ ہو الخ)

---

(۱۹۴) روایت کیا اس کو شیخین نے انسؓ کی حدیث سے۔ (۱۹۵) اور (اس کی سند) میں عبداللہ بن لہیعہ ہے (جو ضعیف ہے)۔ (۱۹۶) روایت کیا اس کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے ضعفا میں ابی ہند داری کی حدیث سے جس میں صرف یہی قول ہے کہ جو شخص میری بلا پر صبر و رضا نہ کرے (اس میں شکر کا مضمون نہیں) اس کو چاہئے کہ میرے سوا کسی اور رب کو تلاش کرے اور اسناد اس کے ضعیف ہیں۔

**فائدہ:** یہ حدیث صریح ہے وجوب صبر ورضا میں جو کہ مقامات سلوک میں سے ہیں۔

## اسباب شر سے احتراز

**۱۹۷- حدیث:** دلالت کرنے والا شر پر مثل اس کے کرنیوالے کے ہے۔

**فائدہ:** صریح ہے تسبب اللشر سے ممانعت میں خواہ قول ہو یا فعل کیونکہ لفظ دلالت دونوں (کے تسبب) کو عام ہے اور اسی وجہ سے تم اہل خشیت کو دیکھتے ہو کہ گمنامی کو پسند کرتے ہیں تا کہ کوئی ان کا ایسے امر میں اقتدار نہ کرنے پائے جس میں یہ احتمال ہو کہ وہ دین کو مضر ہو اور اس کی نظر اس کے ضرر (فی الدین) تک نہ پہنچی۔

## ہر وقت اصلاح کا اہتمام

**۱۹۸- حدیث:** جابر کی حدیث کہ ہر بندہ اسی حالت پر مبعوث ہو گا جس پر مرا ہے۔

**فائدہ:** چونکہ موت کا کوئی وقت نہیں اور بعث ہو گا موت کی حالت میں اسی لئے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنی اصلاح ظاہر و باطن کا ہر وقت شدت سے اہتمام کرتے ہیں۔

## اللہ کے لئے خوشبو لگانا اور اس طرح خوشبو لگانے کا عمل داخل دین ہونا

**۱۹۹- حدیث:** جو شخص اللہ کے لئے خوشبو لگائے وہ قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہو گی۔

**فائدہ:** اس میں اس مضمون کی اصل ہے جو میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ ہماری نیت تو خوشبو لگانے میں یہ ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے معلوم ہوں (کیونکہ جو چیز واقع میں اچھی ہے وہ خدا تعالیٰ کو بھی اچھی ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ان کا علم مطابق واقع کے ہے اور للہ میں اور سب نیک نیتیں بھی داخل ہو گئیں)۔

---

(۱۹۷) روایت کیا اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسناد ضعیف سے۔ (۱۹۸) روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (۱۹۹) روایت کیا اس کو ابو الولید صفار نے کتاب الصلوٰۃ میں اسحاق بن ابی طلحہ کی حدیث سے مرسلاً۔

## نیت کو عمل پر فوقیت ہے

۲۰۰- **حدیث:** نیت مومن کی زیادہ بہتر ہے اس کے عمل سے۔

**فائدہ:** اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نیت میں کوئی آفت کا احتمال نہیں (کیونکہ اس پر کسی کو اطلاع ہی نہیں) اور عمل میں اس کا احتمال ہے (مثلاً ریا ر وغیرہ) اور اسی وجہ سے تم اس جماعت (صوفیہ) کو دیکھتے ہو کہ مناشی اعمال پر اس قدر نظر کرتے کہ عمل پر اس قدر نہیں کرتے (اور منشا عمل وہی نیت ہے۔

## قلب مدار اصلاح ہے

۲۰۱- **حدیث:** بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے وہ جب سنور جاتا ہے تو تمام جسد سنور جاتا ہے (مراد قلب ہے کہ اس کی اصلاح سے تمام جسد کے اعمال درست ہو جاتے ہیں۔

**فائدہ:** یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ اصلاح قلب اصل مدار ہے تمام اصلاح کا اور یہ مسئلہ گویا فن کی روح ہے۔

تنبیہ متعلق مابعد:۔ حدیث آئندہ یعنی مصعب بن سعد کی حدیث رسالہ ہذا ہی کا جزو ہے مگر اس کے مدلول کے مہتم بالشان ہونے کے سبب اس کو مستقل رسالہ کی شکل میں لکھ دیا گیا ہے اس کا مابعد اس کے ماقبل ہی کی صورت میں لکھ دیا گیا۔

## الحدیث مع شرحه الملقب بالادراک والتوصل الیٰ حقیقة الاشراک والتوسل

بعد البسملة والحمد له والصلوٰة یہ ایک حدیث ہے رسالہ تشرف کی جس میں دو معرکۃ الآرا مسئلوں کی ایک بدیع تحقیق ہے جو غالباً نہ تلاش سے ملتی ہے نہ عامہ افکار کو وہاں تک رسائی ہوتی ہے ایک مسئلہ توسل جو موضوع رسالہ (تشرف) میں

---

(۲۰۰) روایت کیا اس کو طبرانی نے سہل بن سعد کی حدیث اور نواس بن سمعان کی حدیث سے اور دونوں کے دونوں ضعیف ہیں۔ (۲۰۱) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے۔

داخل ہونے کے سبب قصداً وارد کیا گیا ہو (دوسرا معیار فرق شرک اکبر و اصغر کا جو ضمناً مذکور ہوا ہے۔ ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے معتنی بہ ہونے کے سبب اس کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بنا دیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو اور استقلال کی بنا پر اس کا ایک لقب بھی رکھ بھی دیا گیا جو عنوان میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور شبہات کے لئے دافع فرما دے۔ اشرف علی آغاز محرم ۱۳۴۶ھ

۲۰۲- **حدیث:** مصعب بن سعد کی حدیث وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ان کو یہ خیال ہو گیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہؓ پر (بوجہ ریاست کے) کچھ فوقیت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت اس امت کی ساتھ ہے وہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص ہی کے ہے (تو روسا ان کے محتاج ہوئے نہ کہ برعکس)۔

**فائدہ:** یہ حدیث دو امر پر دال ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور اسی وجہ سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو روسا پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرا مقبولین سے توسل کا ثبوت ان کی ذات سے بھی اور ان کے اعمال ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ بھی چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص کے (لفظ عاجز ذات پر دال ہے اور دعا عمل ظاہر پر اور اخلاص عمل باطن پر) اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق کی تین تفسیریں ہیں۔ ایک مخلوق سے دعا کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا طریقہ ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے باقی یہ کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں سو اس کا معیار[1] یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس مخلوق کے مؤثر

---

(۲۰۲) روایت کیا اس کو نسائی نے اور یہ حدیث بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے۔ تمہاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق ملتا ہے یہ صرف تمہارے عاجزوں کی بدولت ہے۔

[1] حاصل اس اعتقاد تاثیر و عدم اعتقاد تاثیر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرما دی ہے کہ اس کا اپنے معتقد و مخالف کو نفع و ضرر پہنچانا مشیت جزئیہ حق پر موقوف نہیں گو اگر روکنا چاہے پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے نائبین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دے دیتے ہیں کہ ان کا اجرا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ شرک کفری ہے جیسا کسی مخلوق کے لئے نماز و روزہ ایسی عبادت کرنا جو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ عملاً و معاملۃً شرک کفری ہے نہ کہ سجدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس وقت سلطان اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو روکنا چاہئے تو سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا۔ سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے الٰہہ باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کے لئے سفارش کرتے ہیں پھر اس سفارش کے بعد قبول میں تخلف کبھی نہیں ہوتا اور سفارش کی تحصیل کے لئے اس کے ساتھ بلا واسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ اعتقاد تاثیر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت اعتقادیہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اس کو شرک کہہ دیا جاتا ہے ھذا ما سنح لی واللہ اعلم۔

**تتمیم لزیادة التفہیم:** تقریر مذکور فارق بین الشرکین جو کہ ماخوذ ہے کلیات شرعیہ سے اپنے دونوں دعووں کے اعتبار سے ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے دوسرے یہ کہ تصرف مقید بالاذن کا قائل ہونا شرک اکبر نہیں زیادت اقناع میں محتاج تھی ادلہ جزئیہ کی جن سے ایک مدت تک باوجود فکر ذہن خالی رہا الحمد للہ کہ پرسوں اور کل میں علی التعاقب تین دلیلیں ذہن اور نظر میں گزریں جن کا مجموعہ دونوں دعووں میں تردد کے لئے نافی ہے۔

دلیل اول عقلی: بر اصول میزانیین جو اپنی جزئیت کے سبب کلیات سے زیادہ کافی ہے وہ یہ ہے کہ مسئلہ توحید الٰہی واجب عقلی ہے خواہ بدیہی ہو یا نظری یہ دوسری بحث ہے اور کسی حکم کا وجوب عقلی مستلزم ہوتا ہے اس کی نقیض کے امتناع عقلی کو پس نقیض توحید کا حکم ممتنع ہوگا اور اس نقیض کی دو قسمیں ہیں ایک نفی الٰہ کہ کفر ہے دوسری تشریک الٰہ آخر معہ کہ شرک ہے اور ہر مقسم کا امتناع مستلزم ہوتا ہے اس کے سب اقسام کے امتناع کو پس شرک کے لئے لازم ہوا کہ وہ کسی امر ممتنع کا اعتقاد ہوگا اور اس امتناع و استحالہ کی طرف نصوص بھی مشیر ہیں۔

**كقوله تعالىٰ لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا و قوله تعالىٰ لو كان معه الٰهة كما يقولون اذا لابتغوا الىٰ ذى العرش سبيلاً وقوله تعالىٰ مااتخذ الله من ولد وما كان معه من اله اذالذهب كل اله بما خلق ولعلىٰ بعضهم علىٰ بعض وقوله تعالىٰ لواراد الله ان يتخذ ولدالاصطفىٰ مما يخلق مايشاء سبحانه ونحوها من الايات على مافسرت فى بيان القرآن**

اور تصرف مقید بالاذن عقلاً ممتنع نہیں پس وہ شرک نہ ہوگا گو کسی تصرف منفی بالنص کا اعتقاد بوجہ مخالفت نص کے معصیت یا کفر یا بدعت ہو علی اختلاف مراتب النص و مراتب المخالفۃ مگر شرک کسی حال میں نہ ہوگا اور جاہلان عرب کا شرک ہونا نص سے ثابت ہے پس لامحالہ وہ تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ اس سے بحمد اللہ دونوں دعوے ثابت ہو گئے۔

دلیل ثانی نقلی: **من الاقوال المنقوله عن العلماء الربانيين** جو بوجہ صراحت موافقت اکابر کے دلیل عقلی سے زیادہ شافی ہے **قال القاضى محمدا على التهانوى فى كتابه كشاف اصطلاحات الفنون الشرك على اربعة انحاء الى ان قال منهم من يقول ان الله سبحانه خلق هذه الكواكب و فوض تدبير العالم السفلى اليها و قال بعد ورقة ان القوم يعتقدون ان الله فوض تدبير كل من الاقاليم الىٰ ملك معين وفوض تدبير كل قسم من اقسام العالم الىٰ روح سماوىٰ بعينه.** (ص ۷۷۱، ۷۷۲) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تحیت کو معصیت ہے باستثناء اس فعل کے جو شعار کفر ہو جیسے سجدہ صنم وشد زنار ورنہ نہیں (صرف معصیت ہے) اور مستقل بالتاثیر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس کے سپرد ایسے طور پر کر دیئے ہیں کہ وہ ان کے نافذ کرنے میں حق تعالیٰ کی مشیت خاصہ کا محتاج نہیں ہے گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ اس کو اس تفویض (واختیارات) سے معزول کر دے اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق سے دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست ممکن ہے اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے ثابت نہیں پس یہ معنی (توسل کے) زندہ کے ساتھ خاص ہوں گے اور تیسری تفسیر یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس مقبول مخلوق کی برکت سے اور اس کو جمہور

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وقال ابن القیم فی اغاثة اللهفان ماحا صله انه تعالیٰ قال ام اتخذوا من دون الله شفعا قل اولو کانو الا یملکون شیاء ولا یعقولن قل لله الشفاعة جمیعاً له ملک السمٰوٰت والارض اخبر ان الشفاعة لمن له ملک السمٰوٰت والارض وهوا لله وحده فهوا الذی یشفع بنفسه الیٰ نفسه فیرحم عبده فیاذن هو لمن یشاء ان یشفع فیه فصارت الشفاعة فی الحقیقة انما هی له والذی بشفع عنده انما یشفع باذنة له وامره بعد شفاعته سبحانه تعالیٰ وهی ارادته من نفسه ان یرحم عبده وهذا ضد الشفاعة الشرکیة التی اثبتها هؤلاء ماالمشرکون ومن وافقهم وهی التی ابطلها سبحانه وتعالیٰ فی کتابه بقوله لیس لهم من دونه ولی ولا شفیع فاخبر سبحانه انه لیس العباد شفیع من دونه بل اذااراداللہ تعالیٰ رحمت عبده اذن هولمن یشفع فیه بشفاعة باذنه ولیست بشفاعة من دونه والفرق بین الشفیعین کالفرق بین الشریک والعبد المامورالی ان قال فالرب تعالیٰ هوالذی بحرک الشفیع حتیٰ یشفع والشفیع عندالمخلوق هوالذی یحرک المشفوع الیه حتیٰ یفعل. (ص ۱۱۵ الیٰ ۱۱۸)

ان اقوال سے دعوے اولیٰ منطوقاً اور دعوے ثانیہ مفہوماً ثابت ہے۔

دلیل ثالث نقلی: من آیات رب العالمین جو عالم السرائر والضمائر کی شہادت ہونے کے سبب حجیت میں سب سے زیادہ وافی ہے۔

وهوقوله تعالیٰ قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضرعنکم ولا تحویلا وقوله تعالیٰ ولا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الامن اذن وامثالهما من الایات التی تفوت الحصر وجہ دلالت دعویٰ اولیٰ پر یہ ہے کہ ان نصوص میں ملک تصرفات کی نفی کی گئی ہے اور ملک ملک من حیث الملک کا مقتضا بلکہ حقیقت تصرف غیر مقید بالاذن ہے اور سیاق سے مقصود مزعومات مشرکین کا ابطال ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ ایسے اختیارات وتصرفات کے قائل تھے جو کہ مقید بالاذن نہ ہوں پس دعویٰ اولیٰ ثابت ہو گیا اور محل زم کی قیود میں مفہوم مخالفت معتبر ہوتا ہے اس سے دعویٰ ثانیہ پر بھی دلالت ہو گئی۔ والحمد لله علی اتمام النعم والهام الحکم. سلخ جلد ۲، ۱۳۴۵ھ ۱۲ منہ

نے جائز رکھا ہے اور ابن تیمیہ نے اور ان کے اتباع نے منع کیا ہے اس خیال سے کہ کسی نے علماء میں سے اس کو ذکر نہیں کیا کہ توسل یا استقا کسی نبی یا صالح کے وسیلے سے ان کی وفات یا غیر حاضری کی حالت میں مشروع ہے جیسا کہ ان کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ تقریر مذکور ہے اور ان سے تعجب ہے کہ خود انہوں نے اپنے رسالہ مذکور میں مجوزین کا قول اور ان کی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر کی ہے کہ وہ مجوزہ لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ مخلوق سے دعا ہے اور نہ ان سے التجا ہے لیکن اس میں صرف اس کی جاہ (ومقبولیت) کے ذریعہ سے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں ان لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس چلنے کے حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض اخلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا ہے اپنے قول کے ختم تک اور دور تک کہتے چلے گئے اور (اس حق کے اثبات کے لئے) آیات واحادیث بیان کی ہیں (غرض مجوزین کے دلائل خود ذکر کئے ہیں) اور ان دلائل کا کچھ جواب نہیں دیا لیکن باوجود اس (جواب نہ دینے کے) اس کے منع ہی پر جمے رہے اس معانی ثالث کی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا یا فلاں بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول وپسند ہے اور ہم کو اس (بندہ یا عمل) سے تلبس اور تعلق ہے خواہ تو اس عمل میں ارتکاب کا اور خواہ اس بندہ یا اس کے عمل میں اس سے محبت رکھنے کا اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت فرمانے کا وعدہ کیا ہے جس کو یہ تلبس (وتعلق) ہو پس ہم اس رحمت (موعودہ) کا آپ سے سوال کرتے ہیں (یہ حقیقت ہے اس توسل کی) پس کاش مجھ کو کوئی یہ بتا دے کہ اس (معنی) میں کونسی خرابی نقلی یا عقلی ہے البتہ اگر عوام کی (دینی) مصلحت کے لئے اس سے منع کیا جائے تو ہم بھی ابن تیمیہ کی مخالفت نہ کریں گے لیکن کلام مسئلہ کی تحقیق میں ہے سو اس میں حق ہمارے[1] ساتھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس

---

[1] اس تحریر کے بعد ایک تحقیق علامہ شوکانیؒ کی جواز توسل کے باب میں نظر سے گزری چونکہ ابن تیمیہ کے معتقدین شوکانی کو بھی حجت کہتے ہیں اس لئے اس کو نقل کرنا نافع معلوم ہوا وھو ہذا (از العدل ۲۹ جون ۲۷ء)
قاضی شوکانی کا بیان: رہی یہ بات کہ انسان اپنے مقصد کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تحریر کو غنیمت سمجھو جس سے حقیقت توسل کی اور حقیقت شرک کی مکشوف ہو گئی جن میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کے دربار میں کسی شخص کو بطور وسیلہ پیش کرے تو اس میں شیخ عزالدین عبدالسلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا جائز ہوگا لیکن بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جو توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں پیش کی جاتی ہے۔ شاید حدیث توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ عزالدین کی مراد وہ حدیث ہو جو نسائی نے اپنے سنن اور ترمذی نے اپنے صحیح اور ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں باسند نقل کی ہے کہ ایک اندھا دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں اندھا ہو گیا ہوں میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ میں بینا ہو جاؤں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر یہ دعا پڑھو اے اللہ میں تیرے نبی کے طفیل تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمدؐ میں اپنی بینائی واپس کرانے میں تجھے (خدا کے دربار میں) سفارشی پیش کرتا ہوں اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ازیں بعد بھی اگر تمہیں کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح مجھے وسیلہ بناؤ (اس شخص نے نبی کریم کو وسیلہ بنایا اور آنکھوں کے لئے دعا کی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینا کر دیا علماء حدیث مذکورہ بالا حدیث کا مطلب دو طرح بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث میں توسل کا مطلب وہی ہے جو حضرت فاروقؓ نے بیان کیا ہے کہ اے اللہ جب قحط پڑ جاتا تھا تو ہم تیرے نبی کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کیا کرتے تھے پس تو ہم پر بارش کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ حضرت عمرؓ کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے تو حضرت عمرؓ کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بارش کی دعا کے وقت صحابہ کرامؓ آپ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے پھر آنحضرت کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباسؓ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا تو صحابہ کے توسل بالنبی کا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح طلب باراں کیا کرتے تھے کہ نبی کریم دعا فرماتے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے تو اس طرح آنحضرت صحابہ کے لئے خدا کے دربار میں وسیلہ ہوتے کہ سفارشی بھی ہوتے اور ان کے لئے دعا بھی فرماتے اور دوسرا مطلب حدیث توسل بالنبی کا یہ ہے (جو قاضی شوکانی کا مذہب ہے) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجات میں وسیلہ بنانا زندگی کی حالت سے مخصوص نہ تھا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور جس طرح آپ کی موجودگی میں آپؐ سے توسل جائز تھا اسی طرح عدم موجودگی میں بھی جائز تھا یہ بالکل واضح ہے کہ نبی کریم کو آپ کی زندگی میں وسیلہ بنانا اور آپ کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرامؓ کے اجماع سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت فاروقؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا تو کسی صحابی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا۔ میرے خیال میں جواز توسل کو نبی کریم سے مخصوص کر دینا جیسا کہ عزالدین کو وہم ہوا ہے اس کی کوئی وجہ نہیں اس عدم تخصیص کی دو دلیلیں ہیں پہلے تو وہی صحابہ کا اجماع جس سے ہم مطلع کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ارباب فضل و کمال کو بطور وسیلہ پیش کرنے کا دراصل یہ مطلب ہے کہ ان کے اعمال صالحہ اور کمالات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص وسیلہ بننے کے قابل ہی تب ہوتا ہے جبکہ وہ اعمال صالحہ کرے تو گویا جب کوئی شخص یوں کہے کہ اے اللہ میں فلاں صاحب کمال کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تو اس کا وسیلہ بننا بلحاظ کمال کے ہوگا اور نیک عمل کو وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مسلم و بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ نبی کریم نے ان تین شخصوں کا قصہ بیان کیا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہت فضلا و عقلا متحیر رہتے ہیں۔

تنبیہ: مسئلہ توسل کی ضروری تحقیق مع احادیث رسالہ نشر الطیب کی اڑتیسویں

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جو غار میں تھے اور غار کے منہ پر پتھر آ گیا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے بڑے عمل کو وسیلہ بنایا اور پتھر غار سے ہٹ گیا تو اگر اعمال صالحہ سے توسل ناجائز ہوتا یا شرک ہوتا جس طرح عز الدین وغیرہ سخت گیر لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تین آدمیوں کی دعا قبول نہ کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا قصہ بیان کر کے بعد ان کے فعل توسل کو ضرور ناجائز قرار دیتے (قاضی مرحوم توسل کو ثابت کر کے اب منکرین توسل کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب یہ واضح ہو گیا کہ توسل جائز ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ جو دلائل منکرین توسل پیش کرتے ہیں مثلاً

**ما نعبد هم الا ليقر بونا الى الله زلفى اور فلاتدعوا مع الله احدا اور له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشيء)**

ہمارے دعویٰ جواز توسل بالنبی والصالحین کے لئے مضر نہیں بلکہ اگر ان آیات کو امتناع توسل کے لئے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ محل نزع اور امتناع توسل سے یہ دلائل بالکل اجنبی ہیں کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے کہ **مانعبد هم الا** الخ صاف یہ واضح ہے کہ مشرک قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر کہ خدا کے دربار میں اس کی عزت ہے اس کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسی طرح یہ آیت (**فلاتدعوا مع الله** الخ) جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں صرف یوں کہا گیا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور یوں نہ کہو یا اللہ یا فلاں اور جو کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ تو صرف اللہ کو پکارتا ہے ہاں اللہ کے کسی نیک آدمی کو بوجہ کمال وسیلہ بناتا ہے جس طرح ان غار والے تین اشخاص نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا اور اسی طرح آیۃ **والذين يدعون من دونه** الخ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ مشرک تو ان کو بلاتے تھے جو ان کی سنتے نہیں تھے اور خدا کو جو ان کو سنتا ہے اس کو نہیں بلاتے لیکن کسی بزرگ کو وسیلہ بنانے والا تو صرف اللہ کو بلاتا ہے کسی دوسرے کو نہیں بلاتا۔

ہمارے کلام سابق سے منکرین توسل کے تمام دلائل کی بھی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دلائل کو منع توسل سے دور کا بھی واسطہ نہیں مثلاً ان کا یہ استدلال کہ **يوم لاتملك نفس لنفس شيئاً والامر يومئذ لله** الخ) جواز توسل کے منافی نہیں کیونکہ اس آیت میں صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کو سب اختیارات اللہ کو ہوں گے اور کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں ہوگا لیکن جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اس کا تو کبھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ یہ بزرگ اختیارات اخروی میں خدا کا شریک ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ غیر اللہ کو امر آخرت میں کچھ اختیار ہے اس کو تو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن متوسل کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اسی طرح منکرین توسل کا آیت **ليس لك من الامر شيء** و آیۃ **قل لا املك لنفسي نفعاً ولا ضراً** سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ ان آیتوں میں تو اس کی تصریح ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کے نفع نقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں لیکن کسی نبی یا ولی یا عالم کے توسل کے عدم جواز میں ان آیتوں کو کیا دخل متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع نقصان میں کوئی اختیار ہے۔ توسل کا انکار نبی کریم کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت کا انکار قرآن کا انکار ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فصل میں بھی قابل ملاحظہ ہے فقط

خاتمہ: مصعب بن سعد کی حدیث جو بشکل رسالہ مستقلہ ہے ختم ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یعنی مقام شفاعت عظمیٰ کے اعزاز سے مشرف فرمایا ہے اور مخلوق کو یہ ہدایت کی ہے کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس شرف عظیم کی درخواست کیا کریں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ مقام محمود کی درخواست کیا کرو۔ آپ کو دیا جائے گا اور امت کی سفارش کرو تمہاری سفارش قبول ہوگی۔ ہاں شفاعت کا حق اللہ کی اجازت سے ہوگا پھر خاص اس کو جس کو اللہ پسند فرمائیں اسی طرح منکرین توسل کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو کہ اے فلاں بن فلاں میں اللہ کی طرف سے تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں پیش کرنا جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ جب کسی کو اللہ نفع یا نقصان پہنچانا چاہے تو میں اس کا خلاف نہیں کرسکتا اور یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ توسل ناجائز ہے کیونکہ متوسل کا یہ عقیدہ تو نہیں ہوتا کہ وسیلہ امر اللہ میں دخیل ہے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اختیار کلی صرف اللہ کو ہے اور میں اسی سے درخواست کرتا ہوں۔ ہاں کسی ایسے بزرگ کو جس کے طفیل دعا قبول ہو سفارشی بناتا ہوں اور وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ (ترجمہ در تحفہ مصنفہ قاضی شوکانی)

حاشیۃ الحاشیہ: حاشیہ بالا کے شروع ہی میں جس حدیث کا نسائی و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم محدثین کے حوالہ سے ذکر ہے میں نے اس کی دعا کا تتمہ قربات معروف بمناجات مقبول میں وارد کیا ہے اور حفاظت عوام کے لئے صیغہ ندا کو اس سے مختصر کر کے ایک حاشیہ لکھ دیا ہے واختصرته لان النداء الوارد فيه لا دليل على بقائه بعد حياته عليه السلام اس پر امرتسر سے بطور طعن کے جو کہ آداب اہل علم کے خلاف ہے۔

ایک سوال آیا کہ آپ نے اندھے کی روایت میں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ترمیم کر دیا ہے شاید قعدہ میں بھی آپ السلام علی النبی کی تلقین کرتے ہوں گے اذکار ماثورہ میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار غالباً نہیں ہے اھ اس کا جواب جو یہاں لکھا گیا (جو بتامہ النور ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوا ہے اور قابل ملاحظہ ہے) اس کا نہایت مختصر خلاصہ اس مام پر نقل کرنا اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ تحقیق بالا سے جس طرح مسئلہ توسل میں افراط کی اصلاح کی گئی ہے کہ توسل کو استغاثہ میں داخل کر کے ناجائز سمجھیں اسی طرح اس جواب سے مسئلہ مذکور میں تفریط کا انسداد ہو جائے کہ استغاثہ کو توسل میں داخل کر کے جائز نہ سمجھ لیں جیسا کہ اس مصلحت کا قابل رعایت ہونا متن رسالہ کے ختم کے قریب عبارت نعم لو منع عنہ لمصلحۃ العوام میں مذکور ہوا ہے وہ ملخص یہ ہے۔ میں تو تشہد میں السلام علی النبی کی تلقین نہیں کرتا مگر بعض اجلہ صحابہ نے یہ بھی کیا ہے رواه البخاری فی کتاب الاستیذان باب الاخذ بالیدین من قول ابن مسعودؓ اور عامہ ائمہ کا ایسا نہ کرنا اس بنا پر ہے کہ یہ خطاب بوجہ اقتران بالسلام کے بواسطہ ملائکہ کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے اس لئے اس میں کسی مفسدہ کا احتمال نہیں بخلاف قصہ اعمیٰ کے کہ وہاں نہ کوئی دلیل بلاغ ہے اور واقعہ میں خود حضور اقدس سامنے تشریف رکھتے تھے اور بعد میں اس وقت کے عوام خوش عقیدہ تھے اس کو حکایت پر محمول کر لیتے تھے بخلاف اس وقت کے اکثر عوام کے کہ فساد عقیدہ ان کا مشاہدہ ہے البتہ اگر کسی عامی کا عقیدہ یقیناً صحیح ہو اس کے لئے اب بھی منقول کا اتباع اولیٰ ہے اھ۔

تمت الرسالہ مع تحقیقا تها و تعلیقاتها والحمد لله على مواهبه من العلوم و تدقیقاتها۔ کتبہ اشرف علی تھانوی ۵ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ

## امتناع ادراک کنہ حق تعالیٰ

**۲۰۳- حدیث:** حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کہ ایک قوم نے حق تعالیٰ میں تفکر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اطلاع پاکر) فرمایا خلق اللہ میں تفکر کرو اللہ میں تفکر مت کرو تم اس کا اندازہ نہ کرسکو گے۔

**فائدہ:** یہ صریح ہے اس مضمون میں جو عارفین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات یا صفات کا ادراک بالکنہ ممتنع ہے مگر فعل کا ادراک ممتنع نہیں کیونکہ فعل مخلوق میں داخل ہے (جس میں تفکر کی اجازت ہے)۔

# کتاب ذکر الموت

## فضیلت موت

**۲۰۴- حدیث:** مومن کا تحفہ موت ہے۔

**۲۰۵- حدیث:** دیگر موت کفارہ ہے ہر مسلمان (کے گناہ) کا۔

**فائدہ:** یہ دونوں حدیثیں فضیلت موت میں صریح ہیں اسی لئے اہل اللہ اس کو محبوب رکھتے ہیں (اس سے متوحش نہیں ہوتے)

## مراقبۂ موت

**۲۰۶- حدیث:** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرؓ کو فرمایا کہ جب تم صبح کرو تو اپنے نفس سے شام کی بابت باتیں مت کرو (کہ شام کو یہ کروں گا)۔

**۲۰۷- حدیث:** دیگر ابن عباسؓ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر

---

(۲۰۳) روایت کیا اس کو ابونعیم نے حلیہ میں اس کے مرفوع حصہ کو اسناد ضعیف سے اور روایت کیا اس کو اصبہانی نے ترغیب وترہیب میں دوسرے طریق سے جو اس سے اصح ہے۔ (۲۰۴) روایت اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الموت میں اور طبرانی اور حاکم نے عبداللہ بن عمر کی حدیث سے مرسلا سند حسن سے۔ (۲۰۵) روایت کیا اس کو ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب میں اور خطیب نے تاریخ میں انسؓ کی حدیث سے ابن العربی نے شرح المریدین میں کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے اور ابن الجوزی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور میں نے اس کے طرق کو ایک جزو میں جمع کردیا ہے۔

تشریف لے جاتے اور پیشاب کرتے اور دروازہ پر تیمم فرما لیتے میں عرض کرتا کہ پانی تو آپ سے قریب ہے آپ فرماتے شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں۔

**فائدہ:** دونوں حدیث صریح ہیں استحضار موت میں اور یہ صوفیہ کی مثل عادت عامہ کے ہے۔

## ادراک میت

**۲۰۸- حدیث:** حضرت عائشہ کی حدیث کوئی ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس بیٹھے مگر وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کو (سلام کا) جواب دیتا ہے یہاں تک کہ یہ اٹھ کھڑا ہوا۔

**فائدہ:** صریح ہے میت کے صاحب ادراک ہونے میں اور اس پر اہل کشف متفق ہیں۔

## احیاء کے اعمال اموات کو نافع ہوتے ہیں

**۲۰۹- حدیث:** میت کی حالت اپنی قبر میں بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا ہو اور مدد چاہتا ہو۔ منتظر دعا کا رہتا ہے جو اس کو اس کے باپ کی یا بھائی کی یا کسی دوست کی طرف سے پہنچ جائے الحدیث۔

**فائدہ:** یہ صریح ہے اس میں کہ احیاء کے اعمال اموات کو نافع ہوتے ہیں خواہ دعا ہو جیسا اس حدیث میں ہے خواہ طاعت مالیہ ہو خواہ طاعت بدنیہ ہو جیسا دوسری نصوص میں ہے اور اول تمام امت میں متفق علیہ ہے (حتیٰ کہ فرق باطلہ بھی اس کے قائل ہیں اسی لئے اس حدیث کا مجروح ہونا مضر نہیں اجماع سے اس کا مضمون ثابت

---

(۲۰۷) روایت کیا اس کو ابن المبارک نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے قصر امل میں اور بزار نے بہ سند ضعیف۔
(۲۰۸) روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا نے قبور میں اور اس کی سند) میں عبداللہ بن سمعان ہے اور میں اس کے حال سے واقف نہیں ہوں اور روایت کیا اس کو ابن عبدالبر نے تمہید میں ابن عباس کی حدیث سے اسی کے قریب قریب اور تصحیح کی اس کی عبدالحق اشبیلی نے۔ (۲۰۹) روایت کیا اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن عباس کی حدیث سے اور اس میں حسن بن علی بن عبدالرحمان ہے ذہبی نے کہا ہے کہ اس نے ہشام بن عمار سے ایک غلط حدیث روایت کردی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ جب وہ دعا اس کو پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور احیاء کے ہدایا اموات کے لئے دعا و استغفار ہے۔

ہے) اور ثانی اہل سنت کے درمیان (متفق علیہ) ہے اور ثالث میں اہل سنت کا بھی اختلاف ہے اور حنفیہ اس کا اثبات کرتے ہیں۔

## تحقیق مسئلہ رویت

۲۱۰- **حدیث:** صہیب کی حدیث اس آیت کے متعلق کہ جن لوگوں نے نیک کام کئے ان کے لئے اجر نیک ہے اور ایک زائد انعام ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث رویت باری تعالیٰ پر صریح دال ہے اور یہ حدیث اپنے ظاہر الفاظ سے رویت ذات پر دلالت کرتی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض اس رویت کے تجلی مثال ہونے کی طرف گئے ہیں جیسا کہ مسلم ہی کی دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جبکہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے آپ کے اس ارشاد تک کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس تشریف لائیں گے اپنی اس صورت میں جس کو یہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں وہ لوگ عرض کریں گے آپ ہمارے رب ہیں الخ (تو اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ صورت وارد ہے) اور اللہ تعالیٰ صورت سے منزہ ہیں (پس لامحالہ یہ مؤول ہوگا) اور سب تاویلات میں قریب تر تاویل تجلی مثالی ہے اور مبہم کو مفسر پر محمول کیا جاتا ہے (پس رویت کا بطریق مثالی ہونا ثابت ہوگیا) یہ وہ قول ہے جو (اپنے مطلوب پر استدلال میں) انہوں نے کہا ہے لیکن (یہ استدلال کافی نہیں کیونکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ رویت جو قیامت کے دن

---

(۲۱۰) روایت کیا اس کو مسلم نے جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ (جس کا ترجمہ اوپر گزرا ہے اور) فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل نار نار میں داخل ہوچکیں گے ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک وعدہ ہے وہ تم سے اس کو پورا کرنا چاہتا ہے اہل جنت (تعجب سے) کہیں گے وہ وعدہ کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری میزان کو (نیکیوں سے) وزنی نہیں فرمادیا اور کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کردیا اور کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کردیا اور کیا ہم کو دوزخ سے نہیں بچالیا (اب اس سے بڑھ کر کیا ہوگا جو ابھی باقی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس حجاب اٹھادیا جائے گا اور حق تعالیٰ کے روئے مبارک کی طرف نظر کریں گے سوان کو کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوئی جو ان کے نزدیک حق تعالیٰ کی طرف نظر کرنے سے زیادہ محبوب ہو۔

مؤقف میں ہوگی اس رویت سے مغائر ہوگی جو جنت میں مقبولان حق کے اکرام کے لئے ہوگی اور یہ (مؤقف کی رویت) تو محض امتحان کے لئے ہوگی (جیسا عنقریب آتا ہے) خطابی نے اس تغائر کی تصریح کی ہے جیسا کہ نووی نے شرح مسلم میں ان سے نقل کیا ہے اور ہم ابہام کو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ قول ینظرون الی وجہ اللہ تعالٰی رویت عین میں صریح ہے پس اس کی تجلی مثالی کے ساتھ مفسر نہ کریں گے اور تتمیم فائدہ کے لئے میں اس حدیث کو مع اس کے بعض اجزاء کی توجیہ بناپر اصول قوم کے ابوسعید خدریؓ کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جبکہ اہل مؤقف سے کہا جائے گا ہر جماعت کو چاہئے کہ اپنے معبود کے ساتھ جائے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالٰی کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بد اس وقت رب العالمین ان کے پاس ایسی صورت میں تشریف لائیں گے جو اس صورت سے مابعد کے درجہ میں ہوگی جس میں پہلے دیکھا تھا (یعنی جس صورت سے پہلے معرفت حاصل تھی جیسے ابوہریرہؓ کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ یہ امت باقی رہ جائے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے۔ پس اللہ تعالٰی ان کے پاس ایک ایسی صورت میں آئیں گے جو اس کی اس صورت سے غیر ہوگی جس کی ان لوگوں کو معرفت حاصل تھی یعنی اس سے قبل دنیا میں پس میں نے جو دیکھنے کی تفسیر معرفت سے کی ہے وہ اس دلیل سے ثابت ہوگئی اور یہ رویت تجلی مثالی ہوگئی جب لفظ صورت کا ظاہر مدلول ہے) پھر ارشاد ہوگا تم کس چیز کے منتظر ہو ہر جماعت اپنے معبود کے ساتھ جائے وہ لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم (صرف آپ کے لئے) دوسرے لوگوں سے ایسی حالت میں جدا ہوئے کہ ہم کو ان کی طرف سخت احتیاج تھی اور ان کا ساتھ نہیں دیا (پس اس وقت آپ کو چھوڑ کر کہاں جائیں) حق تعالٰی ارشاد فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں (چونکہ اس تجلی میں حق تعالٰی کو پہچانیں گے نہیں اس لئے) وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالٰی کی پناہ مانگتے ہیں تجھ سے ہم اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دو بار یا تین بار ایسا کہیں گے یہاں تک کہ بعض تو بالکل اس کے

قریب ہو جائیں گے کہ (امر صواب سے) منقلب ہو جائیں (اور اس سے ہٹ جائیں بسبب امتحان شدید کے جو کہ جاری ہوگا یہ نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں کے اس انکار کی کہ تو ہمارا رب نہیں شاید یہ وجہ ہے کہ جس وصف سے حق تعالیٰ کی ان کو دنیا میں معرفت حاصل ہے وہ بھی تجلی مثالی ہے جو اذہان مختلفہ میں اوضاع مختلفہ پر ہے اور یہ تجلی مثالی ذہنی اس وقت کی تجلی مثالی محشری پر منطبق ہوگی نہیں جیسا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دال ہے فی ادنیٰ صورۃ من التی راوٗہا اور شاید حکمت اس تغائر تجلی کی امتحان ہو جیسا خطابی ونووی سے اوپر مذکور ہوا ہے یعنی امتحان ان کے ایمان کا اور ان دعوے توحید کا اور ان کے اس قول کا کہ ہم لوگوں سے جدا ہو گئے تھے۔ پس اس امتحان کے لئے ان کے لئے ان کی صورت ذہنیہ سے مغائر صورت میں تجلی فرمائی اور اس کے ساتھ ان میں اس کا علم ضروری پیدا نہیں فرمایا کہ یہ بھی تجلی ربانی ہے پس جب انہوں نے اس صورت کا انکار کیا تو ان کے دعوے توحید کا صدق ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے غیر کی ربوبیۃ کا انکار کر دیا اور شاید انقلاب عن الصواب کا سبب ان کے عقول پر اہوال کا غلبہ ہوا اس طرح کہ مستبعد نہ تھا کہ اس پر قیاس کر کے اس تجلی مثالی کا بھی انکار کر بیٹھیں جس کا ذکر عنقریب اسی حدیث میں آتا ہے) پھر ارشاد فرمائیں گے کیا تمہارے اور رب تعالیٰ کے درمیان کوئی علامت ہے جس سے تم اس کو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں پس ساق کو کھول دیا جائے گا پس کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ کو سجدہ کرتا ہو دل سے مگر اس کو سجدہ کی توفیق ہو جائے گی اور کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو تقیہ اور ریا سے سجدہ کرتا ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو ایک تختہ کر دیں گے وہ جب بھی سجدہ کرنا چاہے گا فوراً ہی قفا کے بل گر پڑے گا (قاضی عیاض نے کہا ہے جیسا کہ نووی نے ان سے نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مراد ساق سے اس جگہ ایک نور عظیم ہے اور یہ ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اھ میں اشرف کہتا ہوں کہ ان لوگوں میں اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے تجلی ربانی ہونے کا علم ضروری پیدا کر دیں گے اگرچہ اس کے قبل اس تجلی سے ان کو اس کی معرفت نہ تھی واللہ اعلم) پھر یہ لوگ سجدہ

سے اپنا سر اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی ایسی صورت میں منتقل ہو چکے ہوں گے جس میں ان لوگوں نے ان کو اول بار (یعنی دنیا میں) دیکھا تھا (یعنی پہچانا تھا) پھر فرمادیں گے میں تمہارا رب ہوں وہ لوگ کہیں گے آپ ہمارے رب ہیں" الحدیث (مسلم ج ا باب اثبات رویۃ المومنین) اور اس میں میں جو سمجھا ہوں یہ ہے کہ اس انتقال کی حقیقت اس صورت مثالیہ ذہنیہ میں ظہور ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگ حق تعالیٰ کو اس کے قبل دنیا میں پہچانتے تھے اور یہی تجلی ہے جس کے مذکور ہونے کا ہم نے اپنے اس قول میں وعدہ کیا تھا وہ قول یہ ہے جس کا ذکر عنقریب حدیث میں آتا ہے" اور تجلیات مثالیہ میں ایسا انتقال ایک سے دوسرے کی طرف جائز ہے اور یہ صورت مثالیہ اگرچہ واحد بالشخص ہوگی لیکن ممکن ہے کہ ابصار مختلفہ میں جب تصورات مختلفہ مختلف اطوار میں نظر آئے۔ پس یہ اشکال واقع نہیں ہوتا کہ تصورات مختلفہ صورت متعینہ پر کیسے منطبق ہوں گے۔ خوب سمجھ لو اور (بجائے ادنیٰ صورت میں تجلی فرمانے کے) ایسی صورت میں تجلی نہ فرمانا جو ان کی پہچانی ہوئی صورت سے اعلیٰ ہو اس وجہ سے ہے کہ اس سے امتحان کی حکمت حاصل نہ ہوتی اس لئے کہ ہر مومن کا یہ تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اعتقاد سے کم نہیں ہے اور یہ کسی کا بھی اعتقاد نہیں کہ مرے اعتقاد سے فوق بھی نہیں ہے پس اگر صورت اعلیٰ میں تجلی فرماتے تو اس کو یہ احتمال ہوتا کہ شاید تجلی ربانی ہو اور اس کی نفی نہ کرتا پس امتحان حاصل نہ ہوتا اور جب صورت ادنیٰ میں تجلی فرمائی اور اس کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ ادنیٰ نہیں ہے اس لئے نفی کا حکم کر دیا خوب سمجھ لو اور جاننا چاہئے کہ میں نے اس جگہ حدیث کی شرح میں اصول قوم پر جو کچھ ذکر کیا ہے ان میں کوئی جزو قطعی نہیں البتہ دوسرے علماء نے جو کچھ ذکر کیا ہے ان سب سے اقرب ضرور ہے مثلاً بعض نے کہا ہے کہ ادنیٰ صورت میں تجلی کسی فرشتہ کا ظہور ہوگا اور اس کا پورا ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد انا ہم رب العالمین کا اس سے آبی ہونا ظاہر ہے اور غالباً تم اس تقریر سے ہمارے اس دعوے پر آگاہ ہو گئے ہو گے کہ جنت میں تجلی رویت ذات سے ہوگی اگرچہ اس کی کنہ کا ادراک نہ ہوگا اور موقف میں مثال

سے ہوگی جیسا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بصورت نار ہوئی تھی اور حق تعالیٰ پر مثال بمعنی مشارک فی الوصف ممتنع نہیں چنانچہ ارشاد ہے ولہ المثل الاعلی اور مثل بمعنی مشارک فی الماہیۃ ممتنع ہے جیسا ارشاد ہے لیس کمثلہ شیئ اور مثال قدیم نہیں ہوتی۔ لیکن تشارک کامل کے سبب قدیم کا مرآۃ ہو جاتی ہے اور اس وقت ذہن کو وجوہ تغائر وتمائز کی طرف التفات نہیں ہوتا خوب بصیرت اور فکر سے کام لوتا کہ غلطی اور لغزش میں نہ پڑ جاؤ کیونکہ مقام بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اور اسی حدیث کے متعلق وہ بات بھی ہے جو نووی نے کہی ہے کہ اس حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے کہ منافقین کو بھی اللہ تعالیٰ کی رویت ہوگی صرف حدیث میں یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جس میں مومنین ومنافقین دونوں ہوں گے رویت ہوگی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ہی کو رویت ہو اور کتاب وسنت کے دلائل اس پر قائم ہیں کہ منافق کو حق سبحانہ تعالیٰ کی رویت نہ ہوگی (جیسے ارشاد ہے (کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون) اھ اور جاننا چاہئے کہ حدیث سے ایک مسئلہ مہمہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو معذور کہا جس نے حق کے ایسے وصف کی نفی کی جس کی اس کو معرفت نہ تھی باوجودیکہ کسی مرتبہ میں وہ وصف مثبت تھا۔ اسی طرح وہ شخص بھی معذور رکھا جائے گا جو ایسے وصف کو ثابت کرے جس کی اس کو معرفت ہے گو وہ بعض مرتبہ میں منفی ہو کیونکہ دونوں جگہ علت معذوریت کو مشترک ہے اور وہ علت تکلیف ہے حسب العلم جیسا بعض مکاشفین نے تجلی روح کو تجلی حق سمجھ لیا امید ہے کہ معذور ہوں گے اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول ھذا ربی کو اسی قسم کے عذر پر محمول کیا ہے انہی میں سے عارف رومیؒ بھی ہیں۔ دفتر خامس کے تین خمس کے بعد شیخ محمد کے قصہ سے ذرا قبل اس قول میں۔

گفت ہذا ربی ابراہیم راد    چونکہ اندر عالم وہم افتاد

اور ہمارے مشائخ میں سے حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اگرچہ مجھ کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں یہ پسند نہیں لیکن بعض اہل حق کا اس طرف جانا اس کے عذر محتمل ہونے کے لئے تو کافی ہے۔ واللہ اعلم

## حقوق عباد میں تقویت رجاء

۲۱۱- **حدیث:** قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا (حق تعالیٰ کی جانب سے) زیر عرش سے ندا کرے گا۔ اے امت محمدؐ میرا جو کچھ حق تمہاری طرف تھا اس کو تو معاف کر چکا اور تمہارے باہمی حقوق باقی رہ گئے سو تم آپس میں ایک دوسرے کو بخش دو اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

**فائدہ:** اس حدیث میں حقوق العباد میں بھی رجاء کی تقویت ہے اور یہ رجاء اس شخص کے لئے اور زیادہ قوی ہو جائے گی جو حقوق العباد کی نگرانی واہتمام رکھے اور اسی مقام سے صوفیہ کی رجاء اوروں سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ان کا خوف بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

---

(۲۱۱) ہم سے یہ حدیث سباعیات ابی اسعد قشیری میں حدیث انسؓ سے روایت کی گئی ہے اور اس میں حسین بن داؤد بلخی ہے خطیب نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

# حصہ دوم

مثنوی معنوی
شرح مثنوی
مقاصد حسنہ

## تخریج[۱] بعض الروایات الواردۃ فی الدفتر الاول من المثنوی المعنوی اور شرحہ کلید عن بعض الرسائل وغیرہ

### زکوۃ نہ دینے کا وبال اور زنا پر وباء کے ثبوت میں

زکوۃ نہ دینے سے بارش بند ہوجاتی ہے اور زنا سے ہر قسم کی تباہی وبربادی شروع ہوجاتی ہے (عرصہ حیات تنگ ہوجاتا ہے)

۲۱۲- **حدیث:** کنز العمال میں ہے کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس قوم نے زکوۃ دینا بند کیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتے ہیں اور کنز العمال میں یہ بھی ہے کہ جو قوم اپنے اموال کی زکوۃ کو بند کرلیتے ہیں وہ آسمانی بارش سے محروم کیے جاتے ہیں۔

### صبر کلید کشائش ہونے کے ثبوت میں

۲۱۳- **حدیث:** (طبیب الٰہی نے کہا) اللہ کا نور (معرفت) موجب دفع نقصان ہے صبر کشائش و فارغ البالی کی کنجی ہے۔

---

[۱] لما کان ما یدل علیہ الادیث مصرحا ومقدما علیھا فی ھذا التخریج والذی یلیہ لم یحتج الی تقریر مدلولاتھا. بعد مردھا کما کان فیما قبل الا للضرورۃ بعد زیادۃ حرف الفاء ثم بعد ھذین التخریجین بماد الی الطریقہ السابقۃ ۱۲ منہ

---

(۲۱۲) روایت کیا اس کو ترمذی نے مرفوعاً (یہ تو مصرعہ اولیٰ کا ماخذ ہے آگے مصرعہ ثانیہ کا ماخذ ہے) اور (وہ یہ ہے کہ) ابن ماجہ نے مرفوعاً ایسی روایت کی ہے کہ جس کا مضمون یہ ہے کہ فحش افعال کا شائع ہوجانا طاعون کا سبب ہے اور طبرانی نے مرفوعاً ایسی روایت کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ زنا سبب ہے ظہور (یعنی کثرت) موت یعنی وباء کا۔

(۲۱۳) مصرعہ معنی الصبر مفتاح الفرج مقاصد حسنہ میں ہے کہ دیلمی نے اس (متن) کو بلا سند حضرت حسین بن علیؓ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے اور قضاعی کی روایت میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباس سے مرفوعاً منقول ہے کہ صبر کے واسطے دفع بلا کا انتظار کرنا عبادت ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۱۴- حدیث: استعینوا انی الحوائج بالکتمان اور مقاصد حسنہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اپنی حوائج کے پورے ہونے پر اخفاء سے استعانت کرو کیونکہ ہر صاحب نعمت پر (بعضے) لوگ حسد کرتے ہیں اور اس (کی سند) میں سعید بن سلام عطار ہے اس کے بارے میں عجلی نے لاباس بہ کہا ہے اور احمد وغیرہ نے اس کو کاذب کہا ہے چنانچہ یہ بھی مقاصد میں ہے اور ایسا اختلاف ایسے مضامین میں مضر نہیں۔

## صاحب کلید کا قول

۲۱۵- حدیث: من تقرب منی شبرا الخ

## صاحب کلید کا قول

۲۱۶- حدیث: حدیث اذا خالط بشاشۃ القلوب۔

## بدبخت کی تعریف پر غضب کا نزول

بدبخت کی تعریف سے عرش بھی گریز کرتا ہے نیک بخت ایسی تعریف سے بدگمان ہوتے اور پناہ مانگتے ہیں۔

## مصرعہ می بلطرزد عرش از مدح شقی

۲۱۷- حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے حق تعالیٰ غضبناک ہوتے ہیں اور عرش کانپنے لگتا ہے۔

## ضمیر کی آواز کی اہمیت

آنکہ گفت استفت قلبک مصطفیٰ — آں کسے داند کہ پربود از وفا

---

(۲۱۵) روایت کیا اس کو مسلم نے اسی طرح مشکوٰۃ میں۔

(۲۱۶) روایت کیا اس کو بخاری نے ہرقل کے قول سے اور حضرت ابن عباس نے اس کی تقریر فرمائی (یعنی اس کو ثابت قرار دیا) چنانچہ اس کو ابی سفیان سے نقل کیا ہے اور رد نہیں کیا پس یہ حدیث (ابن عباسؓ پر) موقوف ہے۔

(۲۱۷) روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں مشکوٰۃ میں اسی طرح ہے۔

**۲۱۸- حدیث:** حضرت وابصہ بن معبد سے۔

**فائدہ:** اس استفتاء پر یہ فیصلہ ان مواقع میں ہے کہ حکم تو صاف ہے مگر محل حکم مشتبہ ہے یعنی اس میں تردد ہے کہ یہ جزئیہ خاصہ اس کلی میں داخل ہے یا نہیں جس سے حکم خاص متعلق ہے۔

## صاحب کلید کا قول

**۲۱۹- حدیث:** ان لنفسک علیک حقا الخ عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ کیا یہ خبر مجھ کو (صحیح) نہیں پہنچی کہ تم ہمیشہ دن میں روزہ سے رہتے ہو اور رات میں (نوافل وغیرہ میں) قیام بھی کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی آپ نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور قیام بھی کرو اور سو کر آرام بھی کرو اس لئے کہ تمہارے جسد کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بی بی کا بھی تم پر حق ہے۔

## صاحب کلید کا قول

**۲۲۰- حدیث:** من الاسراف الخ ترغیب وترہیب میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی منجملہ اسراف کے ہے کہ جس چیز کو جی چاہے اس کو کھالو۔

---

(۲۱۸) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وابصہ تم (میرے پاس) اس لئے آئے ہو کہ نیکی اور گناہ کے متعلق (مجھ سے) پوچھو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وابصہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر میرے سینہ پر مارا (توجہ اور اثر بڑھانے کیلئے) اور فرمایا اپنے نفس سے استفتاء کر لیا کرو اپنے قلب سے استفتاء کر لیا کرو اس کو تین بار فرمایا (پس) نیکی وہ ہے جس کی طرف نفس مطمئن ہو جائے اور قلب مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور سینہ میں تردد پیدا کرے اگرچہ لوگ تم کو فتوی دیں۔ روایت کیا اس کو احمد نے مشکوۃ میں اسی طرح ہے

(۲۱۹) روایت کیا اس کو بخاری نے اسی طرح مشکوۃ میں الخ۔

(۲۲۰) اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں اور بیہقی نے اور حاکم نے اس سند کی تصحیح کی۔ ایک دوسرے متن کے لئے اور اوروں نے اس کی تحسین کی۔

**فائدہ:** کیونکہ اس کا التزام بعض اوقات موقوف ہوگا ایسے اہتمام پر جس میں حدود کی بھی رعایت نہ رہے گی اور یہی اسراف ہے۔

## اخلاص وسر کا بیان صاحب سر رسول اللہؐ سے

گفت زان فصلے حذیفہ با حسن    تابداں شد وعظ و تذکیرش حسن

**۲۲۱- حدیث:** میری نظر سے نہیں گزرا کہ کسی نے حضرت حذیفہ سے حضرت حسن سماع کی تصریح کی ہو۔ بجز اس کے جو زبیدی کے شرح احیاء میں مسلسلات حافظ ابی مسعود سلیمان بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن سلیمان اصبہانی سے (جس کی انہوں نے نظام الملک کے نام سے تخریج کی ہے) منقول ہے زبیدی نے کہا ہے کہ وہ مسلسلات میرے پاس ہیں اور اس میں وہ عبارت ہے کہ میں نے ابوالوفاء مہدی بن احمد بن محمد طراز واعظ سے اخلاص کے متعلق سوال کیا اور حسن بصری کے اس قول تک سند بیان کی کہ میں نے حضرت حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے الخ اور اس کے آخر میں اخلاص کی تفسیر اللہ تعالیٰ سے یہ مذکور ہے کہ وہ میرے اسرار میں سے ایک سر ہے جس کو اس شخص کے قلب میں ودیعت رکھتا ہوں جس کو اپنے بندوں میں سے دوست رکھتا ہوں میں کہتا ہوں کہ لکھے ہوئے صحیفہ سے روایت کرنے کے باب میں کلام معروف ہے لیکن مواعظ اور رقاق کے امثال میں وہ مضر نہیں۔

## صاحب کلید کا قول

**۲۲۲- حدیث:** تا حذیفہ مشکوۃ میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اور لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی تحقیق کیا کرتے اور میں ان سے شر کی تحقیق کیا کرتا اس خوف سے کہ مجھ پر آ نہ پہنچے۔ الحدیث

## صاحب کلید کا قول

**۲۲۳- حدیث:** النوم اخو الموت بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت

---

(۲۲۲) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے قولہ لاصلوۃ ثم الا للحضور رواہ الدیلمی مرفوعاً لاصلوۃ لمن لا یتخشع کما فی کنز العمال لاصلوۃ ثم الا بحضور القلب دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا کہ اس شخص کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو خشوع نہ کرے جیسا کہ کنز العمال میں ہے۔ پس یہ روایت بالمعنی ہے۔

جابر سے مرفوعاً روایت کیا کہ نوم نظیر ہے موت کی اور اہل جنت کو موت نہ آئیگی (اس سے مفہوم ہوا کہ وہ سوویں گے بھی نہیں) اور سند اس کی ضعیف ہے جیسا کہ جامع صغیر میں ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۲۴- **حدیث**: الدنیا سبحن المومنین حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۲۵- **حدیث**: انا عندالمنکسرۃ قلوبھم شرح احیاء میں ہے کہ ابونعیم نے حلیہ میں اپنی سند سے مالک بن دینار سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ ان لوگوں کے پاس ڈھونڈوں جن کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں۔

## صاحب کلید کا قول

۲۲۶- **حدیث**: خیار هم فی الجاھلیتہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھی معدن ہیں جیسے سونے اور چاندی کے معدن ہوتے ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے (باعتبار اخلاق وغیرہ کے) وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جب دین کی سمجھ حاصل کرلیں۔

## صاحب کلید کا قول

۲۲۷- **حدیث**: اذا سمعتم۔ حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہونے والی باتوں کا مذاکرہ کر رہے تھے اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی پہاڑ کی نسبت سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اس کو (چاہئے) تصدیق کرلو اور جب تم کسی شخص

---

(۲۲۴) روایت کیا اس کو مسلم نے اسی طرح ہے مشکوۃ شریف میں۔ (۲۲۶) روایت کیا اس کو مسلم نے۔
(۲۲۷) روایت کیا اس کو احمد نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

کی نسبت سنو کہ وہ اپنی جبلی خصلت سے ہٹ گیا تو اس کی تصدیق مت کرو کیونکہ وہ پھر اپنی جبلت ہی کی طرف عود کر آوے گا۔

## صاحب کلید کا قول

۲۲۸- **حدیث**: المرء مع من احب حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا کمبختی مارے (یہ ترحم کی راہ سے فرمایا) اور تو نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے اس نے عرض کیا میں نے اور تو کچھ سامان نہیں کیا مگر اتنی بات ہے کہ مجھ کو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت ہے آپ نے فرمایا کہ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھ کو محبت ہوگی۔

## صاحب کلید کا قول

۲۲۹- **حدیث**: لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق روایت کیا اس کو شرح السنہ میں اسی طرح ہے مشکوۃ میں اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں۔ طاعت صرف امر مشروع میں ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۳۰- **حدیث**: استطعمتک فلم تطعمنی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرمائیں گے اے ابن آدم۔ میں مریض ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی وہ عرض کریگا۔ کہ اے میرے رب میں آپ کی عیادت کس طرح کرتا حالانکہ (یہ امر محال ہے کیونکہ) آپ رب العالمین ہیں (جس پر مرض کا طاری ہونا محال ہے اور عیادت اسی پر مبنی ہے وہ بھی محال ہے) ارشاد ہوگا تجھ کو معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ مریض ہوا تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی تجھ کو معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس

---

(۲۲۸) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اسی طرح مشکوۃ میں۔ (۲۲۹) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔ (۲۳۰) روایت کیا اس کو مسلم نے۔

پاتا۔(اس لئے اس کی عیادت سے میرا قرب ایسا ہی میسر ہوتا جیسا بفرض محال میری عیادت سے ہوتا پھر فرماویں گے کہ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہیں دیا۔الیٰ آخرالحدیث (اس میں ایسا ہی سوال و جواب ہوگا)

## صاحب کلید کا قول

**۲۳۱- حدیث:** فاذا احببته الخ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کی شنوائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے۔

**۲۳۲- حدیث:** ان الله خلق آدم علی صورته. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (باعتبار صفات باطنی کے) اپنے ظہور پر پیدا کیا (اور باعتبار صورت ظاہری کے ایسا پیدا کیا کہ) ان کا طول ساٹھ ہاتھ تھا الخ۔

## خطاب میں مخاطب کی رعایت

**۲۳۳- حدیث:** کلموا الناس علی قدر عقولهم۔حضرت علی نے فرمایا کہ لوگوں سے ایسی قریب الفہم بات کہو جس سے وہ مانوس ہوں۔(ان سے بہت باریک باریک باتیں جو دین میں ضروری بھی نہیں مت کرو کیونکہ وہ ان کا انکار کریں گے تو) کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ خدا کی اور خدا کے رسول کی تکذیب کی جائے (کیونکہ جب وہ خدا اور رسول کی فرمائی ہوئی ہیں تو وہ ان کا انکار خدا اور رسول کی تکذیب ہے جیسے متشابہات وغیرہ میں بلاضرورت کلام کرنا)

---

(۲۳۱) روایت کیا اس کو بخاری نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ میرے بندے نے میرا قرب کسی ایسی چیز سے حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک اس چیز سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ (۲۳۲) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔ (۲۳۳) روایت کیا اس کو بخاری نے اور دیلمی نے مرفوعاً بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ ہم کو حکم کیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کی عقل کے موافق کلام کریں جیسا کہ مقاصد حسنہ میں ہے۔

## لوگوں کے مدارج کا لحاظ

۲۳۴- **حدیث:** قولہ امرنا ان ننزل الناس منازلھم ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بسند صحیح حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھا کریں اور اس کو اپنے مقدمہ میں تعلیقاً روایت کیا ہے جیسا کہ مقاصد میں ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۳۵- **حدیث:** اذا راؤ الخ اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کیا میں تم کو تمہارے اچھے لوگوں کی خبر نہ دوں لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم میں اچھے لوگ وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ یاد آ جائے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۳۶- **حدیث:** حدیث من سن فی الاسلام الخ جس کا ترجمہ یہ ہے جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کو اس اچھے طریقہ کا اجر بھی ملے گا اور اس شخص کا بھی اجر ملے گا جو اس کے بعد اس پر عمل کرے بدوں اس کے کہ ان لوگوں کے اجر میں سے کچھ گھٹ جاوے (یعنی دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا) اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے اس پر اس طریقہ کا بھی گناہ ہوگا اور اس شخص کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کرے بدوں اس کے کہ ان لوگوں کے گناہ میں سے کچھ گھٹ جائے (یعنی دونوں کو پورا پورا گناہ ہوگا)

---

(۲۳۵) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں اور حکیم نے حضرت ابن عباسؓ سے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا تعالیٰ یاد آ جائیں اور بیہقی نے بسند حسن مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تم میں اچھے لوگ وہ ہیں کہ جب ان پر نظر پڑے تو ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ یاد آ جائے الحدیث جیسا کہ جامع صغیر میں ہے۔ (۲۳۶) روایت کیا اس کو مسلم نے (مشکوٰۃ)

## صاحب کلید کا قول

۲۳۷- حدیث: ھذا جبل الخ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوہ احد رونما ہوا آپؐ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

## مومن کی احتیاط تجربہ کے بعد

گوش من لایلدغ المومن شنید قول پیغمبر بجاں و دل گزید

۲۳۸- حدیث: قولہ لایلدغ الخ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں کٹواتا۔

## صاحب کلید کا قول

۲۳۹- حدیث: المومن غر کریم حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن بھولا صاحب کرم ہوتا اور فاجر مکار لئیم ہوتا ہے۔ (ترمذی)

## توکل کے ساتھ اسباب کا تعلق

گفت پیغمبر بآواز بلند باتوکل زانوئے اشتر بہ بند

۲۴۰- حدیث: مقاصد میں ہے حدیث اعقلھا وتوکل (روایت کیا اس کو ترمذی نے زہد میں اور علل میں اور بیہقی نے شعب میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن ابی الدنیا نے توکل میں مغیرہ بن ابی قرہ سدوسی کی روایت سے کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا میں اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا کھلی چھوڑ کر توکل کروں۔ آپؐ نے فرمایا اس کو باندھ دو اور توکل کرو۔ ترمذی کا قول ہے کہ عمرو بن علی فلاسی نے جو ترمذی کے شیخ ہیں کہا ہے کہ یحیٰی بن سعید قطان نے کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے پھر ترمذی نے کہا کہ یہ غریب ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت سے بجز اس

---

(۲۳۷) روایت کیا اس کو بخاری نے۔ (مشکوٰۃ) (۲۳۸) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (مشکوٰۃ)

طریق کے ہم اس کو نہیں پہچانتے اور قطان نے جو اس کو منکر کہا ہے وہ حضرت انسؓ کی روایت سے اور یہ حدیث عمرو بن امیہ ضمیری سے بھی مروی ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے قریب روایت کیا ہے۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابونعیم نے بھی جعفر بن عمرو بن امیہ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی ناقہ کو کھول کر توکل کروں آپ نے فرمایا باندھ کر توکل کرو۔

## خالق و مخلوق کا تعلق

ما عیال حضرتیم و شیر خواہ　　گفت الخلق عیال للالہ

۲۴۱- حدیث: الخلق عیال للاٰلہ۔ الخ جامع صغیر میں ہے کہ ابو یعلی نے اپنے مسند میں اور بزار نے حضرت انسؓ سے اور طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ خلق تمام اللہ تعالیٰ کی عیال (یعنی زیر پرورش) ہیں سو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو زیادہ تر نفع پہچانے والا ہو۔

## تقدیر سے بھاگنا اور تقدیر میں پھنس جانا

گفت عزرائیل درمن اینچنیں　　یک نظر انداخت پراز خشمگیں

۲۴۲- حدیث: قولہ نگریستن عزرائیل علیہ السلام الخ امام سیوطیؒ کی کتاب شرح الصدور میں ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اسی سند سے یعنی عبداللہ بن نمیر نے اعمش سے انہوں نے خیثمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کے اہل مجلس میں سے ایک شخص کی طرف دیکھنے لگے اور تکنے لگے جب ملک الموت چلے گئے اس شخص نے کہا یہ کون تھے۔ حضرت سلیمان عم نے فرمایا یہ ملک الموت تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف اس طرح نظر کرتے تھے جیسے میرا ہی قصد کرتے ہوں۔ آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو ہوا پر سوار کر دیجئے تا کہ مجھ کو ہند میں اتار دے آپ نے ہوا کو

بلایا اور اس شخص کو اس پر سوار کر دیا اور اس نے ہند میں اتار دیا پھر ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے جلیسوں میں سے ایک شخص کی طرف تک رہے تھے (یہ کیا بات تھی) انہوں نے کہا کہ میں اس پر تعجب کر رہا تھا مجھ کو حکم ہوا تھا کہ اس کی روح ہند میں قبض کروں اور وہ آپ کے پاس حاضر تھا۔ (اس پر تعجب تھا کہ اس حکم کی تعمیل کیسے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سامان کر دیا)۔

## اچھے مال کی خوبی

مال را کز بہر دیں باشی حمول　　　نعم مال صالح گفت آں رسول

۲۴۳- **حدیث**: امام احمد نے اس کو روایت کیا جیسا کہ کنوز الحقائق میں ہے۔

**فائدہ**: یعنی نیک مال نیک آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۴۴- **حدیث**: ارشاد الخ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کا ایک تعلق اور اثر ہے آدمی کے ساتھ اور فرشتے کا ایک تعلق اور اثر ہے۔ سو شیطان کا اثر تو بری بات کا وعدہ اور حق کی تکذیب اور فرشتے کا اثر اچھی بات کا وعدہ اور حق کی تصدیق، سو جو شخص اس (مابعد کے) اثر کو محسوس کرے۔ سو وہ یقین کر لے کہ یہ من جانب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور جو شخص دوسری حالت محسوس کرے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے شیطان رجیم سے۔

## مشورہ جس سے لیا جائے اس کی ذمہ داری

گفت پیغمبر بکن اے رای زن　　　مشورت کالمستشار مؤتمن

۲۴۵- **حدیث**: قولہ گفت پیغمبر الیٰ قولہ کالمستشار مؤتمن۔

**فائدہ**: یعنی جس سے مشورہ لیا جائے اس کو چاہئے کہ امین ہو نہ مشورہ میں خیانت کرے نہ اس راز کو کسی پر ظاہر کرے۔

---

(۲۴۴) روایت کیا ترمذی نے مشکوٰۃ　(۲۴۵) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

# صاحب کلید کا قول

۲۴۶- **حدیث**: اذا غزا. حضرت کعب ابن مالکؓ سے (روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ (سفر جہاد کا ارادہ فرماتے تھے کسی اور طرف کے سفر کی صورت ظاہر فرماتے تھے (جس کی مثال سعدی کے اس شعر میں ہے)۔

سکندر کہ باشرقیاں حرب داشت　　　درخیمہ گویند در غرب داشت

# جبرئیل کی طرح عقل کی پرواز کے حدود

۲۴۷- **حدیث**: جبرئیلؑ کی عقل نے کہا اے سرور عالمؐ اگر میں یہاں سے ایک قدم بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا۔

## شعر مثنوی

عقل چوں جبرئیل گوید احمد　　　گر یکے گا مے نہم سوز دمرا

خصائص کبریٰ میں معراج کی ایک طویل حدیث میں ابن ابی حاتم کی روایت سے منقول ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام مجھ کو آگے لے چلے یہاں تک کہ شجرہ (سدرۃ المنتہیٰ) تک پہنچے پھر مجھ کو ایک بادل نے چھپالیا جس میں ہر قسم کے رنگ تھے۔ سو جبرئیل نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور نشر الطیب میں ہے کہ ابوالحسن بن غالب نے ابوالربیع ابن سبع کی طرف شفاء الصدور میں حضرت ابن عباسؓ سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے میں میرے ہم سفر رہے یہاں تک کہ ایک مقام تک پہنچے پھر ٹھہر گئے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے۔ انہوں نے کہا اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں۔ شیخ سعدی نے اسی کا ترجمہ کیا ہے۔

بدو گفت سالار بیت الحرام　　　کہ اے حامل وحی و برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی　　　عنانم زصحبت چرا تافتی

---

(۲۴۶) روایت کیا اس کو بخاری نے مشکوٰۃ میں۔

بکفتا فراتر مجالم نماند | بماندم کہ نیروے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم | فروغ تجلی بسوزد پرم

## بیماری کو دعوت دینا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ | رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ

**شعر مثنوی** گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ الخ۔

۲۴۸- **حدیث:** مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ حدیث کہ تم بیماروں کی سی صورت مت بناؤ کہ سچ مچ بیمار ہو جاؤ گے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۴۹- **حدیث:** المومن مراٰۃ المومن

## صاحب کلید کا قول

۲۵۰- **حدیث:** اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله

## جہاد کی قسمیں اور مجاہد نفس کی اہمیت

قد رجعنا من جهاد الاصغریم | بانبی اندر جہاد اکبریم

**قول مثنوی** رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر۔

۲۵۱- **حدیث:** دیلمی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ غزوہ کرنے والے حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا تم

---

(۲۴۸) ذکر کیا اس کو ابن ابی حاتم نے علل میں حضرت ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ حدیث منکر ہے اور دیلمی نے اس کو ابی حاتم رازی کی جہت سے بسند بیان کیا ہے کہ ہم سے عاصم بن ابراہیم نے منذر بن نعمان سے انہوں نے وہب ابن قیس سے اس کو مرفوعاً روایت کیا اور ہر حال میں یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچی۔ اگرچہ ہمارے بعض اصحاب کے کلام میں واقع ہوئی ہے۔ اھ میں کہتا ہوں کہ صحت کے درجہ تک (جو کہ ثبوت کا اعلیٰ درجہ ہے) نہ پہنچنے سے مطلقاً عدم ثبوت لازم نہیں آتا اگرچہ سند ضعیف ہی سے ہو۔

(۲۴۹) اس کو ابوداؤد نے روایت کیا جیسا کہ جامع صغیر میں ہے۔ (۲۵۰) روایت کیا اس کو ترمذی وغیرہ نے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ (۲۵۱) اسی طرح ہے کنز العمال میں

بہت اچھا آنا آئے (کیونکہ) جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے یعنی مجاہدہ کرنا بندہ کا اپنے ہوائے نفسانی سے۔

## صاحب کلید کا قول

**۲۵۲- حدیث:** **اعدی عدوک الخ** میں کہتا ہوں کہ روایت کیا اس کو بیہقی نے مرفوعاً ان الفاظ سے کہ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں کے درمیان میں ہے جیسا کہ کنوز الحقائق میں ہے۔

## خوف خدا کے باعث ہر چیز کا خوف زدہ رہنا

## شعر مثنوی

ترسد از وے جن وانس و ہر کہ دید　　ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید

**۲۵۳- حدیث:** مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ حدیث کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔

## صوفیہ کی ہم نشینی اللہ کی ہم نشینی ہے

**۲۵۴- حدیث:** **قول صاحب مثنوی من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصوف** مولف تشرف کہتا ہے کہ جن بعض رسائل سے یہ تخریج نقل کر رہا ہوں اس میں اس قول کی تخریج نہیں کی یہ میں نے بڑھایا ہے کہ یہ الفاظ تو منقول نہیں دیکھے گئے لیکن دوسرے منقول الفاظ سے یہ قول ماخوذ ہوسکتا ہے وہ ماخوذ الفاظ یہ ہیں **انا جلیس من ذکرنی.**

---

(۲۵۳) روایت کیا اس کو ابوالشیخ نے ثواب میں اور دیلمی قضاعی نے واثلہ سے اور عسکری نے حسین بن علیؓ سے مرفوعاً اور عسکری کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے خائف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس سے خائف کر دیتا ہے اور یہ حدیث عسکری کے نزدیک ابن مسعود سے مع زیادت دوسرے جزو کے ان ہی کا قول مروی ہے اور منذری نے اپنی ترغیب میں کہا ہے کہ اس کا مرفوع کرنا منکر ہے اور اس باب میں حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے اور بعض روایات بعض کی تقویت کرتی ہیں۔ (۲۵۴) مقاصد حسنہ میں ہے کہ اس کو دیلمی نے بلا سند حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً اسی لفظ سے روایت کیا ہے اور بیہقی کے نزدیک شعب الایمان کے باب ذکر میں حسین بن حفص کی روایت سے اور وہ سفیان سے اور وہ عطاء بن ابی مروان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابی بن کعب نے روایت کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

## صاحب کلید کا قول من عرف نفسه فقد عرف ربه

۲۵۵- **حدیث:** روایت کیا اس کو دیلمی نے مرفوعاً ان الفاظ سے اذا عرف نفسه عرف ربه اسی طرح ہے کنوز الحقائق میں مولف تشرف کہتا ہے کہ مقاصد میں ابوالمظفر بن سمعان کا قول اس حدیث کی نسبت نقل کیا ہے انه لایعرف مرفوعاً وانما یحکی عن یحییٰ بن معاذ یعنی من قولہ اور نووی کا قول نقل کیا ہے۔ انه لیس بثابت واللہ اعلم مگر باوجود غیر ثابت کہنے کے اس کے معنی کو اس تاویل سے صحیح کیا ہے۔ من عرف نفسه بالحدوث عرف ربه بالقدوم و من عرف نفسه بالغناء عرف ربه بالبقاء اھ

## غیرت کی فضیلت

جملہ عالم زاں غیور آمد کہ حق ۔۔۔ بردر غیرت بریں عالم سبق

۲۵۶- **حدیث:** **قول مثنوی** ان سعد الغیور الخ۔ خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اے گروہ انصار کے بے شک سعد بہت غیرت دار ہیں اور میں ان سے بھی زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت دار ہیں۔ اور بخاری اور امام احمد نے مغیرہ بن شعبہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ (آپ نے ارشاد فرمایا کہ) کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو اور میں ان سے بھی زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اے موسیٰ میں اس شخص کا جلیس ہوں جو میرا ذکر کرے اور ابوالشیخ کے نزدیک عبداللہ بن عمیر کی روایت سے اور وہ کعب سے روایت کرتے ہیں اور ثور بن یزید کی روایت سے اور وہ عبدہ سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا کہ یا موسیٰ انا جلیس من ذکر نی اھ اس حدیث سے حدیث متن اس طرح ماخوذ ہوسکتی ہے کہ حدیث مقاصد سے حق تعالیٰ کا جلیس اہل ذکر ہونا ثابت ایک مقدمہ تو یہ ہوا۔ دوسرا مقدمہ عقلی بدیہی ہے کہ اگر ایک ہی شخص کے دو جلیس ہوں تو وہ باہم بھی جلیس ہوتے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ ذاکر کا جلیس ہے اور دوسرا شخص بھی ذاکر کا جلیس ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کا بھی جلیس ہوگا اور اہل ذکر و اہل تصوف مرادف ہیں تو اہل تصوف کے جلیس کا جلیس حق ہونا ثابت ہوگیا اور یہی تفصیل ہے حضرت مرشدیؒ کے ارشاد کی کہ حدیث میں اہل التصوف کا تو لفظ نہیں مگر اہل الذکر کا لفظ ہے۔ آہ سو لفظ اہل الذکر کے ورود کی یہ صورت ہے جو احقر نے لکھی غرض یہ روایت بالمعنی ہے جو کہ مثل روایت باللفظ کے معتبر ہے۔

غیرت دار ہیں اور غیرت الٰہیہ کے سبب اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کی باتوں کو حرام فرمایا ہے ان میں جو ظاہر ہیں وہ بھی اور جو باطن ہیں وہ بھی اور کوئی شخص ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر محبوب ہو اسی طرح ہے کنز العمال میں۔

## اللہ کب اپنا ہوسکتا ہے

چوں شدی من کان اللہ ازولہ    حق تراباشد کہ کان اللہ لہ

**۲۵۷- حدیث: قول مثنوی من کان للہ کان اللہ** طبرانی نے صغیر میں اور ابن ابی الدنیا نے اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے بیہقی نے شعب میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص سب سے منقطع ہو کر اللہ عزوجل ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کی تمام مشقتوں میں کفایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص بالکل دنیا ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے اھ اس کی اسناد منقطع ہے اور اس (کی) سند میں ابراہیم بن اشعث ہے جس میں ابو حاتم نے کلام کیا ہے جیسا کہ عراقی نے کہا ہے۔ اسی طرح ہے شرح احیاء میں۔

## اصحاب کرام کا مقام اور ان کی پیروی

مقتبس شوز ودچوں یابی نجم

**۲۵۸- حدیث:** قولہ گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی اقتدا کرلو (دین کا) راہ پالو گے۔

## صحابہ تابعین، تبع تابعین کی فضیلت

گفت طوبیٰ من رانی مصطفیٰ    والذی ینظر کمن وجھے بری

**۲۵۹- حدیث:** عبید بن حمید نے ابوسعید سے اور ابن عساکر نے واثلہ سے مرفوعاً بسند حسن روایت کیا ہے کہ بڑی خوشحالی ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھ کو

---

(۲۵۸) روایت کیا اس کو رزین نے۔ (۲۵۹) اسی طرح ہے سیوطی کی جامع صغیر میں۔

دیکھا ہے اور اس کے لئے بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اس کے لئے بھی جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہے۔

## مبداء فیاض کی فیاضیاں

**۲۶۰- حدیث:** ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا الیھا.

قولہ طبرانی نے بسند ضعیف محمد بن سلمہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بے شک تمہارے ایام عمر میں تمہارے رب کے کچھ فیوض ہوتے ہیں سو تم اس کے لئے آمادہ رہا کرو شاید اس میں سے کوئی فیض تم کو پہنچ جائے پھر اس کے بعد تم کبھی بھی شقی نہ ہو اسی طرح ہے جامع صغیر میں۔

## ام المومنین حضرت عائشہ کو حمیرا سے خطاب اور ہمکلامی کا حکم اور حضرت بلالؓ سے اقامت صلوٰۃ سے راحت پہنچانے کا حکم

مصطفیٰ آمد کہ ساز دہمدلے کلمینی یا حمیرا کلمی

**۲۶۱- حدیث: قولہ** کلمینی یا حمیراء و قولہ ارحنا یا بلال الخ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حمیرا فرمانا نسائی میں سند صحیح سے مروی ہے جیسا عمدۃ القاری میں ہے اور کلمینی فرمانا نظر سے نہیں گزرا لیکن مضمون حدیث مسلم سے لیا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ چکتے تھے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے تھے ورنہ لیٹے رہتے تھے تو آپ کا ان سے باتیں کرنا گویا ان کو باتیں کرنے کا حکم دینا ہے (جو مدلول ہے کلمینی کا) اور شرح احیاء میں ہے کہ روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور بغوی نے خزاعہ کے ایک شخص سے اور طبرانی کبیر اور مختار ضیاء میں اس شخص کے نام کی تصریح ہے یعنی سلمان بن خالد خزاعی اور خطیب نے اس کو حضرت علیؓ اور حضرت بلالؓ سے روایت کیا ہے اور ان سب کے الفاظ یہ ہیں کہ یا بلال اقم الصلوٰۃ و ارحنا بھا یعنی نماز کی اقامت کرو اور اس کے ذریعہ سے ہم کو راحت دو اور اس لفظ

(اقامت کا جس کو اس جماعت نے نقل کیا ہے ظاہر مفہوم یہ ہے کہ مراد اس سے اقامت ہو اگرچہ اقامت صلوٰۃ اذان اور اقامت دونوں کو عام ہے اھ اور اسی شرح احیاء میں یہ بھی ہے کہ صاحب قوت نے کہا کہ ارحنا کا استعمال جب باء کے ساتھ ہو جیسا اس حدیث میں ہے (ارحنا بھا) تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس شئے کے ذریعہ سے راحت دینا اور جب من کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس شئے کا بوجھ اتار دینا اھ اشرف کہتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کی کچھ تحقیق شطر اول میں گزر چکی ہے۔ حدیث اول کی تو کتاب کسر الشہوتین میں اور حدیث ثانی کی کتاب الصلوٰۃ میں۔

## مومن کے لئے بہار کا زمانہ

**۲۶۲- حدیث: قول مثنوی اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل باید انکم کما یعمل باشجارکم واجتنبو ابرد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم۔**

اس کے قریب قریب وہ روایت ہے جس کو ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت معاذؓ سے مرفوعاً بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ بنی آدم کے قلوب جاڑوں میں نرم ہو جاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو گارے سے پیدا کیا اور گارا جاڑوں میں نرم ہو جاتا ہے۔

**فائدہ:** دوسری روایت مشیر ہے کہ مقصود مدح اس برد کی ہے جو مشابہ ربیع کے ہو اور برد خریف اس کے مشابہ نہیں پس اس کے لئے حکم مقابل ہوگا واللہ اعلم۔

## اسطوانہ کے بارے میں روایتی حکایت

**قول مثنوی**۔ استن حنانہ الخ اس قصہ میں کئی جزو ہیں جو روایات ذیل کے مجموعہ سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

**۲۶۳- حدیث: پہلی روایت:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد قسم

---

(۲۶۲) اور امام احمد نے اپنی مسند میں بسند حسن اور ابو یعلی نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جاڑا مومن کیلئے ربیع ہے۔

(۲۶۳) روایت کیا اس کو امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے اور ترمذی نے بھی۔

اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو اپنے سے چمٹا نہ لیتا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم (فراق) میں اسی حالت (گریہ و نالہ) میں رہتا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جاتی۔

۲۶۴- **حدیث: دوسری روایت:** ترمذی کی روایت میں ہے بس اتنی ہی بات ہوئی کہ اس (میز) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور کلام فرمایا اور اس ستون نے آپ کو (اپنے پاس) نہ پایا (بس اس میں سے رونے کی آواز شروع ہو گئی)

۲۶۵- **حدیث: تیسری روایت:** بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تھے تو کھجور کے ایک تنہ سے لگ کر کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے اس تنہ کی آواز (گریہ کی) سنی۔

۲۶۶- **حدیث: چوتھی روایت:** حضرت سعد کی بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ منبر پر بیٹھ گئے پس جب آپ کو اس تنہ نے نہ پایا تو ایسی دردناک آواز سے رویا کہ لوگوں کو پریشان کر دیا۔

۲۶۷- **حدیث: پانچویں روایت:** ابوالقاسم بغوی کی روایت میں ہے کہ اس (ستون) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو تجھ کو جنت میں لگوا دوں سو نیک لوگ تیرا پھل کھایا کریں اور اگر تو چاہے تو ہم پھر تجھ کو ہرا بھرا کر دیں جیسا تو پہلے تھا۔ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔

۲۶۸- **حدیث: چھٹی روایت:** محمد بن سعد کی روایت میں وارد ہے کہ وہ ستون ایسا چلایا کہ پھٹ گیا اور شق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اترے اور اس پر اپنا دست مبارک پھیرا یہاں تک کہ (رونے سے) تھم گیا اور آپ جب نماز پڑھتے تھے تو اس ستون کی طرف پڑھتے تھے (یعنی اس کو سترہ بناتے تھے)۔

۲۶۹- **حدیث: ساتویں روایت:** امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے تو اپنی کمر

ایک لکڑی سے لگالیتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہوگئے آپ نے فرمایا کہ ایک منبر بناؤ (تاکہ اونچے کھڑے ہونے سے آواز دور تک پہنچ سکے) لوگوں نے آپ کیلئے منبر بنایا الخ۔

۲۷۰- حدیث: آٹھویں روایت: اور دارمی میں بریرہؓ کی روایت سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف کان لگایا اس کی بات سننا چاہتے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں آپ مجھ کو جنت میں لگا دیجئے۔

## اہل خیر کے لئے دعاء

**قولہ** اے خدایا منفقان را سیر دار　　ہر درم شان را عوض دہ صد ہزار

۲۷۱- حدیث: بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں بندوں کو صبح ہوتی ہو (اور ظاہر ہے کہ ہر دن ایسا ہی ہوتا ہے) مگر دو فرشتے (آسمان سے) نازل ہوتے ہیں ان میں ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو عوض دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ نہ کرنے والے کو تلف (نقصان) دے اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

## صاحب کلید کا قول

۲۷۲- حدیث: الفقر فخری مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ غلط اور موضوع ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اس کی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اھ

## عورتوں کی عاقل کی مغلوبیت اور جاہل مرد کا عورتوں پر غلبہ

**قول مثنوی**

پیغمبر کہ زن برعاقلاں　　غالب آمد سخت برصا حبدلاں

۲۷۳- حدیث: انھن یغلبن العاقل ویغلبھن الجاھل ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کیا کہ میں نے کسی ذی عقل پر غالب آجانے والا تم عورتوں سے جو کہ ناقص العقل

---

(۲۷۰) اور کل روایات شرح احیاء میں ہیں

والدین بھی ہو زیادہ کسی کو نہیں دیکھا الحدیث اس سے روایت مذکور کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

## محبت کے اثر سے اندھا و بہرا ہو جانا

**۲۷۴- حدیث: قول مثنوی** حب یعمی و یصم حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اربعین میں ان کی سند سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمہارا کسی چیز سے (حد سے زیادہ) محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے (کہ محبوب کی برائی چشم و گوش میں نہیں آتی)

## صاحب کلید کا قول

**۲۷۵- حدیث:** غالباً سیوطی الی قولہ قیامت ترمذی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا لکھ۔ بس ابد تک جو ہونے والا ہے اس کی (کتابت کی) ساتھ وہ (قلم) جاری ہو گیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور در منثور میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مراد (ماھو کائن الی الابد سے) وہ چیزیں ہیں جو قیامت تک ہونے والی ہیں (پس ابد سے مراد قیامت ہوئی) اور اسی طرح ابو ہریرہؓ نے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ حاشیہ ترمذی میں علی قاری سے منقول ہے۔

## عورتوں سے مشورہ لینے اور ان کے مطیع نہ بننے کا حکم

**۲۷۶- حدیث: قول صاحب مثنوی** شاوروھن الخ مقاصد حسنہ میں ہے کہ حدیث شاورھن و خالفوھن میں نے مرفوعاً نہیں دیکھی لیکن عسکری کے نزدیک حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ ان کی مخالفت میں برکت ہے۔ محصلاً اور فوائد مجموعہ میں مرفوعاً ہے کہ مرد ہلاک ہو جائیں گے جس وقت عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں گے کیونکہ ان کے خلاف میں برکت ہے۔

**فائدہ:** مترجم کہتا ہے کہ یہ باعتبار اکثر عورتوں کے اور اکثر امور کے ہے ورنہ جس عورت میں فہم اور دین ہو اور اس کی رائے دل کو لگے وہ مستثنیٰ ہے خود حضور صلی اللہ

---

(۲۷۶) روایت کیا اس کو طبرانی اور حاکم نے۔

علیہ وسلم نے بعض امور میں حضرت ازواج مطہرات سے مشورہ لے کر عمل فرمایا ہے۔

## کاتب وحی کے مرتد ہونے کے ثبوت میں

**۲۷۷- حدیث: قول صاحب مثنوی مرتد شدن کاتب وحی الخ**

لباب النقول سورہ انعام میں ہے ابن جریر نے عکرمہ سے اس آیت کے ذیل میں ومن قال سانزل مثل مآ انزل اللہ نقل کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے باب میں نازل ہوئی الخ پھر فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسلام کی تجدید کی۔

## صاحب کلید کا قول

**۲۷۸- حدیث:** سیکون الخ مشکوٰۃ میں مرفوعاً ہے۔ تم سے پہلی امتوں میں صاحب الہام لوگ تھے سو اگر کوئی میری امت میں ایسا ہو (اور ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت سب امم سے افضل ہے) تو عمر (بھی) ضرور ہیں روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

## حقیقت ایمان اور اس کی روشنی میں

**۲۷۹- حدیث: قول صاحب مثنوی- اصبحت مومنا حقاً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ اخر القصہ۔**

صاحب تشرف کہتا ہے کہ یہاں دو قصوں میں خلط واقع ہو گیا ہے اور میں دونوں کو رحمۃ مہداۃ کی کتاب الایمان سے (الگ الگ) نقل کرتا ہوں سو ایک قصہ تو یہ ہے کہ محمد بن صالح انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالکؓ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ اے عوف بن مالک تم نے کس حالت میں صبح کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ میں پختہ مومن ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ (جس سے اس قول کا حق ہونا معلوم ہوتا ہے) سو (تمہارے اس قول) کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے آزاد کر دیا اور راتیں جاگنے میں گزاریں اور دوپہر پیاس میں

گزاری (غالباً روزہ مراد ہے کہ اس میں دوپہر کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور کثرت استحضار عالم آخرت سے میری یہ حالت ہے کہ) گویا میں اپنے پروردگار کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ اس میں باہم ملاقات کرر ہے ہیں اور گویا اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس میں چیخ چلا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (واقعی) تم نے (حقیقت کو) پہچان لیا یہ فرمایا کہ (واقعی) تم کو (حقیقت کی) تلقین کی گئی (پس تمہارا دعویٰ ایمان حق ہے) پس اسی پر جمے رہنا اور دوسرا قصہ یہ ہے کہ زید خیر سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی علامت (نشانی) ایسے شخص کے متعلق جس کو وہ چاہیں (یعنی اس سے محبت کریں) کیا ہے اور (اسی طرح) اللہ تعالیٰ کی علامت ایسے شخص کے متعلق جس کو وہ نہ چاہیں کیا ہے آپ نے مجھ سے (یعنی زید سے) فرمایا اے زید تم نے کس حالت میں صبح کی میں نے عرض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ امر خیر سے اور اہل خیر سے محبت رکھتا ہوں (اور) اگر اس پر (خیر پر) قدرت پاتا ہوں تو اس کی طرف دوڑتا ہوں اور اگر وہ (یعنی خیر) مجھ سے فوت ہو جاتی ہے تو اس پر مغموم ہوتا ہوں اور اس کی طرف مشتاق ہوتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اس شخص کے متعلق جس کو وہ چاہتے ہوں اور اگر تم اس کے خلاف کے لئے چاہتے تو اسی کے لئے تم کو تیار کرتے (یعنی ویسا ہی سامان کر دیتے) روایت کیا اس کو رزین نے۔

**فائدہ:** یہ دونوں روایتیں شطر اول کے کتاب الرجا کے اول میں اور ختم کے قریب میں قدرے تفاوت سے گزر چکی ہیں۔

## سعادت وشقاوت کا آغاز

**السعید من سعد بطن امه　　　والشقی من شقی فی بطن امه**

۲۸۰- **حدیث: قول صاحب مثنوی** الشقی الخ اس کو امام سیوطیؒ نے جامع صغیر میں طبرانی کی صغیر سے بسند صحیح ان الفاظ سے مرفوعاً وارد کیا ہے کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں سعید ہو جائے اور (اسی طرح) شقی وہ ہے جو

اپنی ماں کے پیٹ میں شقی ہو جائے۔

## ثبوت اس ارشاد میں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے

چوں ابیت عندربی فاش شد　　　یطعم ویسقی کنایت راش شد

۲۸۱- حدیث: **قول صاحب مثنوی ابیت عند ربی.** امام بخاری نے حضرت ابی ہریرہؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (صوم) وصام سے اپنے آپ کو بچانا یہ دو بار فرمایا عرض کیا گیا آپ تو (صوم میں) وصال فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے (اس لئے مجھ کو ظاہری کھانا پینا ترک کر دینا مضر نہیں اور تم کو مضر ہوگا سو عمل کا اتنا ہی بار اٹھاؤ جس کی طاقت رکھتے ہو۔

## ثبوت مدینۃ العلم کی روایت کا

۲۸۲- حدیث: **قولہ انامدینۃ العلم و علی بابھا** حاکم اور طبرانی اور ابوالشیخ وغیرہم نے سب نے ابی معاویہ الضریر کی روایت سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں سو جو شخص علم میں داخل ہو وہ دروازہ سے داخل ہو اور سند کی تفصیل مقاصد حسنہ میں ہے۔

## اللہ واسطے ہی کی محبت وعداوت وغیرہ سے کامل ایمان نصیب ہونے کے ثبوت میں

۲۸۳- حدیث: **قول۔** من احب للہ وابغض للہ۔ یہ حدیث کہ جو شخص اللہ ہی کے لئے محبت کرے اللہ ہی کے لئے بغض رکھے اللہ ہی کے لئے دے اللہ ہی کے لئے دینے سے ہاتھ روکے اس نے ایمان کو کامل کر لیا اس کو علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں ابی امامہ سے مرفوعاً ابوداؤد سے اور ضیا مقدسی کی روایت سے وارد

کیا ہے پھر اس کی تصحیح کی ہے۔

## ثبوت میں کہ ہمارے اندر نبی مرسل نہیں سما سکتے

۲۸۴- **حدیث: قول صاحب مثنوی** لایسع فینا بنی مرسل الخ
صاحب تشرف کہتا ہے کہ اس حدیث کی تحقیق شطر اول کتاب عجائب القلوب کی پانچویں چھٹی حدیث کے بعد گزر چکی ہے اور اسی طرح مثنوی کی بعض دوسری احادیث کی تحقیق بھی۔

## تخریج بعض الروایات الوارده فی الدفتر السادس من المثنوی المعنوی اوشرحه کلید من نفس کلید

## صاحب کلید کا قول

۲۸۵- **حدیث:** علماء امتی انبیا بنی اسرائیل میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث گو لفظاً منقول نہیں۔ لیکن معنی صحیح ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ میں تحقیق کیا ہے۔

## صاحب کلید کا قول

۲۸۶- **حدیث:** قال اللہ تعالیٰ اعطیھم من حلمی و علمی بیہقی نے اس امت کی فضیلت میں ام الدرداؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہا اے عیسیٰ میں تمہارے بعد ایک ایسی امت قائم کرنے والا ہوں کہ جب ان کو کوئی محبوب حالت پیش آئے گی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور اگر ان کو کوئی ناگوار حالت پیش آئے گی تو وہ اس میں ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر کریں گے حالانکہ ان میں نہ حلم ہوگا نہ عقل ہوگی انہوں نے عرض کیا اے رب یہ بات ان کو کیسے میسر ہوگی حالانکہ انہیں حلم ہوگا نہ عقل ہو گی ارشاد ہوا کہ میں ان کو اپنے حلم اور علم میں سے دیدوں گا اسی طرح ہے مشکوۃ میں

**فائدہ:** یعنی ان کے علم و حلم ضعیف سے کام لینے میں اکتساب کا حصہ کم ہوگا وہب کا حصہ زیادہ ہوگا دوسری امتوں میں اس کا عکس ہے یہ وجہ ہے تخصیص کی ورنہ جس میں علم و حلم ہوا ہے وہ عطائے حق ہی ہے۔

## قول صاحب کلید

۲۸۷- **حدیث: آل محمد کل تقی** اسکو جامع صغیر میں طیالسی سے وارد کیا ہے اور کنوز الحقائق میں طبرانی سے۔

## فیضان رحمانی منجانب یمن

۲۸۸- **حدیث: قول مثنوی** ہمچو احمد کو برد بواز یمن اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ میں رحمٰن کا دم اس طرف سے پاتا ہوں اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔

**فائدہ:** اس حدیث کے معنی کی تحقیق شطر اول میں کتاب الصلوٰۃ سے ذرا پہلے گزر چکی ہے۔

## نور الٰہی کی خلق پر ضیا پاشی

۲۸۹- **حدیث: قول مثنوی** واں گلے کز رش حق نورے نیافت یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جس کو اس نور میں سے کچھ پہنچ گیا وہ ہدایت پالے گا اور جس کو وہ نور نہیں پہنچا وہ گمراہ ہوگا۔

**فائدہ:** یہ پہنچنا نہ پہنچنا اضطراری نہیں حق تعالیٰ کا اختیاری ہے۔

## سخاوت و بخل کے اخروی نتائج

۲۹۰- **حدیث: قول صاحب مثنوی** نے نبی فرمود جود محمدہ الخ یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں سو جو شخص سخی ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے ہوئے ہے وہ شاخ اس کو نہ چھوڑے گی جب تک کہ اس کو جنت میں داخل نہ کرے گی اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں سو جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے

---

(۲۸۸) اس کو طبرانی نے روایت کیا اسی طرح ہے کنز العمال ج ۶ صفحہ ۲۰۵ میں

(۲۸۹) روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

(۲۹۰) روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

ہوئے ہے وہ شاخ اس کو نہ چھوڑے گی جب تک کہ اس کو دوزخ میں داخل نہ کرلے گی۔

۲۹۱- **حدیث: صاحب کلید کا قول**۔ دربارہ رمل کے مسلم کی مرفوع حدیث ہے کہ انبیاء میں ایک نبی تھے جو خطوط بنایا کرتے تھے (جیسے رمل میں خطوط ہوتے ہیں) سو جس کا خط (رمل) ان (کے خط) کے موافق ہو ٹھیک ہے (اور جس کا موافق ہونا معلوم نہ ہو وہ ممنوع ہے اور چونکہ کوئی سند صحیح موجود نہیں اس لئے موافقت ثابت نہیں اس لئے جواز بھی نہیں اسی طرح ہے مشکوۃ میں

## سن رسیدگی کی اہمیت

۲۹۲- **حدیث: قول صاحب مثنوی** مصطفیٰ فرمود الٰی قولہ برنایا صبی مقاصد حسنہ میں ہے اس حدیث کی تحقیق مین کہ کوئی نبی چالیس برس کی عمر سے کم میں نبی نہیں بنائے گئے۔

۲۹۳- **حدیث: صاحب کلید کا قول** حاشیہ میں جامع صغیر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو واقعات تم کو بعد موت کے پیش آنے والے ہیں اگر تم کو انکی پوری خبر ہو جائے تو کبھی کھانا رغبت سے نہ کھاؤ (اور بضرورت حفاظت جان کھانا اور بات ہے اور نہ کسی گھر میں سایہ ڈھونڈھنے کیلئے داخل ہو اور جنگلوں کی طرف نکل جاؤ اپنے سینے کوٹتے ہوئے اور اپنی جانوں پر (یعنی حالت پر) رویا کرو۔

## بیع میں دھوکا کھانے کا انتظام

۲۹۴- **حدیث: قول صاحب مثنوی فاجتهد فی البیع ان**

---

(۲۹۲) ابن الجوزی نے اس کو موضوع کہا ہے۔

(۲۹۳) روایت کیا اس کو ابن عساکر نے ابوالدرداء سے اسی طرح ہے منح قوی میں۔

(۲۹۴) (اسی طرح ہے ہدایہ میں اور حاکم نے اس کا مضمون روایت کیا ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک اختیار مقرر فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ بیع کردیا کرو اور یوں کہہ دیا کرو کہ دھوکہ کی بات نہیں اور روایت کیا اس کو شافعی نے اور بیہقی نے اور ابن ماجہ نے اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں اسی طرح ہے ابن حجر کے نصب الرایہ میں۔

لایخدعوک اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں بیع میں دھوکا کھا جاتا ہوں (پھر بعد میں پچھتاتا ہوں) آپ نے فرمایا جب بیع کیا کرو یوں کہہ دیا کرو کہ دھوکہ کی بات نہیں اور مجھ کو تین دن تک اختیار ہے (خواہ بیع کو باقی رکھوں خواہ فسخ کر دوں)

## عالم کی نیند کا عبادت ہونا

**۲۹۵- حدیث: قول صاحب مثنوی**۔ نوم عالم الخ مناوی کے کنوز الحقائق میں غربی سے منقول ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا سانس تسبیح ہے۔

**فائدہ:** عالم سے مراد عارف ہے چونکہ اس کی نیت مباحات میں بھی دین ہی کی ہوتی ہے اسلئے اس کو نوم پر بھی ثواب ملتا ہے اسی طرح اس کو سانس میں اسکے من اللہ نعمت ہونیکا استحضار رہتا ہے جو حقیقت ہے شکر کی اس لئے اس پر بھی مثل تسبیح کے ثواب ملتا ہے۔

## مومن، حافظ، نمازی کی آتش دوزخ سے نجات

**۲۹۶- حدیث: قول صاحب مثنوی** در سرخی مجلس کشیدن بادشاہ ہے قجبے را۔ الخ نار دوزخ جز کہ قشر افشار نیست۔ نار را با ہیچ مغزے کار نیست۔ ور بود ہر مغز نار شعلہ زن۔ بہر نجین دان نہ بہر سوختن۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ مومنین دوزخ سے رہائی پا کر ایک پل پر روک لئے جائیں گے یہاں تک مضمون چلا گیا ہے کہ جب صاف اور پاک کر دیئے جائینگے اس وقت انکو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی اور مرقات میں ابوامامہ سے روایت ہے قرآن مجید کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ ایسے قلب کو دوزخ کا عذاب نہ دیں گے جس نے قرآن مجید کو یاد کیا ہوگا روایت کیا اس کو شرح سنت میں اور یہ حکماً مرفوع ہے۔ پھر میں نے زبیدی کی شرح احیاء میں حکیم ترمذی کی روایت سے جو نوادر الاصول میں ذکر کی ہے اور امام رازی کی روایت سے جو ان کے فوائد میں ہے ابوامامہ سے مرفوعاً دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے قلب کو عذاب نہ دیں گے جس نے قرآن یاد کیا ہوگا اور بخاری و مسلم کی حدیث

میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نار پر اس بات کو حرام کیا ہے کہ وہ سجدہ کے اثر کو کھائے پس آدمی کے تمام بدن کو آگ کھالے گی۔ بجز اثر سجدہ کے

## سچائی کا یقین اور جھوٹ کا شک

**۲۹۷- حدیث: قول مثنوی حدیث الصدق طمانینة والکذب ریبة** حاشیہ میں ہے کہ حدیث ترمذی اور احمد ونسائی سے روایت کی گئی ہے اور ترمذی نے اس کی تحسین کی اور حاکم نے اس کی تصحیح کی۔

## مومن سے دوزخ کی آگ کا بجھنا

**۲۹۸- حدیث: قول صاحب مثنوی حدیث جزیا مومن فان نورک اطفا ناری۔** اس کو مقاصد حسنہ باب التاء میں مرفوعاً کبیر طبرانی سے اور کامل ابن عدی سے اور نوادر الاصول حکیم ترمذی سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ دوزخ مومن سے قیامت کے روز کہے گی کہ اے مومن (جلدی سے) گزر جا' تیرا نور میرے شعلہ کو بجھائے دیتا ہے اور اس میں ایک راوی منصور بن عمار ہے۔ اس کے باب میں بعض نے کہا ہے کہ قوی نہیں اور بعض نے منکر الحدیث کہا ہے اور بعض نے اس حدیث کے بارے میں یہ کہا ہے کہ مجھ کو امید ہے کہ یہ صحیح ہوگی یہ اس کا خلاصہ مضمون ہے۔

**۲۹۹- حدیث: قول صاحب کلید حدیث** الخ مقاصد حسنہ میں خطیب سے اور جعفر سراج سے اور ابن مرزبان سے اور دیلمی سے اور طبرانی سے اور خرائطی اور بیہقی سے مع ایسی تضعیف کے جو تعدد طرف سے منجبر ہوسکتی ہے اس کو وارد کیا ہے اور اس کے یہ الفاظ ہیں جو شخص عاشق ہو جائے پھر عفیف رہے (کہ کوئی فعل خلاف شرع نہ کرے حتیٰ کہ معشوق کا تصور تک قصداً نہ کرے اور اس سے بات چیت کرنا یا اس کو دیکھنا تو بڑی بات ہے) اور عشق کو پوشیدہ رکھے (تاکہ معشوق بدنام نہ ہو) اور (فراق پر) صبر کرے پھر مر جائے وہ شہید ہوتا ہے۔

# بوڑھیوں کا دین لائق تقلید ہونا

**۳۰۰- حدیث: قول صاحب مثنوی** دین عجائز را گزید اشارہ ہے روایت مشہورہ کی طرف کہ تم بوڑھیوں کے دین کو لازم پکڑو۔ مقاصد حسنہ میں ان الفاظ کی تو نفی کی ہے مگر اس مضمون کو اس حدیث سے ثابت مانا ہے جو دیلمی کے نزدیک محمد بن عبدالرحمٰن بن البیلمانی کی روایت سے ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب آخری زمانہ ہوگا اور اہوا مختلفہ پیدا ہو جائیں تو اس وقت دیہاتیوں اور عورتوں کا دین اختیار کیجو۔ (یعنی دین میں سادگی اختیار کرنا بہت تدقیق سے کام مت لینا کہ اس سے شبہات پیدا ہوتے ہیں) اور ابن البیلمانی بہت ضعیف ہے اور زرین کے نزدیک حضرت عمر کی روایت ہے کہ تم لوگ بہت صاف طریقہ پر چھوڑے گئے ہو کہ اس کی رات بھی مثل اس کے دن کے ہے (یعنی اس کا کوئی جزو تاریک نہیں) تم لوگ دیہاتیوں کے اور لڑکوں اور معلموں کے دین پر رہنا (کہ یہ لوگ چوں و چرا نہیں کرتے چنانچہ دیہاتیوں کا حال تو ظاہر ہے اور لڑکوں سے مراد کم عمر لڑکے جو عادۃً کم علم ہوتے ہیں اور معلموں سے مراد ایسے لڑکوں کے معلم جن کو میاں جی کہتے ہیں۔ ان سب کی عدم تدقیق میں ایک ہی شان ہے) تخریج روایت دفتر سادس مثنوی وکلید ختم ہوئی۔

## ضميمة فى تحقيق بعض الروايات المتفرقة المذكورة فى رسائل القوم

**۳۰۱- حدیث:** لولاک لما خلقت الافلاک میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ان الفاظ سے نہیں ملی مگر اس کا مضمون اس حدیث سے ثابت ہے جس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی (اے محمد) اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اس حدیث کو مواہب میں ابن طغریک کی

طرف منسوب کر کے اس لفظ سے وارد کیا ہے کہ اگر وہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا یہ آدم علیہ السلام سے خطاب کیا گیا۔ اور نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو پیدا کرتا۔ اسی طرح کہا ہے علامہ محمد مرادمکی نے مکتوبات مجددیہ کی عربی میں دفتر اول کے حصہ ثانیہ کے حاشیہ میں اور اس سے زیادہ میرے رسالہ ظرائف ظرائف میں ہے۔

۳۰۲- **حدیث**: من کثر سواد قوم فھو منھم یعنے جو شخص کسی قوم کے مجمع کو بڑھائے وہ ان ہی میں سے ہے۔

۳۰۳- **حدیث**: جس سے شیعوں پر اور جو صوفیہ اہل رسوم میں سے قبور کی نقلیں بناتے ہیں ان کے طریقے پر چلتا ہوا ایسے صوفیہ پر احتجاج کیا جاسکتا ہے حضرت امیر المومنین علیؓ سے روایت ہے کہ جس نے کوئی قبر ایجاد کر لی یا کوئی نقل بنالی (اس میں مصنوعی قبر اور تعزیہ وضریح وغیرہ سب آگئے) وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس کو من لا یحضرہ الفقیہ کے باب النوادر میں وارد کیا ہے اسی طرح ہے رسالۃ النجم دور جدید نمبر ۲ جلد ۳ صفحہ ۱۲ میں۔

# تخریج بعض الروایات من المقاصد الحسنه مع التلخیص علے ترتیب الحروف الهجائیته

## مقاصد حسنہ کی روایات کی تلخیص کی تخریج حروف ہجا کی ترتیب پر

## (حرف الالف)

## فضیلت کتاب اللہ

۳۰۴- **حدیث**: کتاب اللہ کی ایک آیت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے۔ میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا اور طبرانی نے ابن مسعود کی روایت سے موقوفاً وارد کیا ہے کہ کتاب اللہ کی ہر آیت ان تمام چیزوں سے افضل ہے جو آسمان وزمین میں موجود ہیں اھ۔

---

(۳۰۲) علامہ محمد مراد نے جن کا ابھی ذکر ہوا کتاب مذکور کے حاشیہ میں کہا ہے کہ روایت کیا اس کو ابو یعلی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً اس زیادت کے ساتھ اور (وہ زیادت یہ ہے کہ) جو شخص کسی قوم کے عمل سے راضی ہوتا ہے وہ بھی اس کا شریک ہوتا ہے جو اس پر عمل کرتا ہے۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں اس مسئلہ سے گونہ تعرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں کون افضل ہے جس روایت کی دلالت اس پر صریح ہے وہ تو ثابت نہیں اور جو ثابت ہے اس کی دلالت عموم سے ہے جس میں بدلیل احتمال تخصیص کا بھی ہے اب دلیل میں وجود و عدم دونوں کا احتمال ہے اس لئے مسئلہ مختلف فیہ ہے جس میں تین قول ہیں۔

(۱) افضلیت قرآن کی مطلقاً (۲) افضلیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقاً (۳) تفصیل اس طرح کہ کلام کے دو مرتبے ہیں نفسی اور لفظی۔ اول آپ سے افضل ہے کیونکہ صفات الٰہیہ میں سے ہے اور موجود غیر مخلوق افضل ہے مخلوق سے اور ثانی سے آپ افضل ہیں کیونکہ وہ مخلوق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں ایک بار میں نے زمانہ طالب علمی میں اس مسئلہ کو اکابر کی خدمت میں پیش کیا یہ تینوں جواب حاصل ہوئے فالاول من مولانا الگنگوہی والثانی من مولانا محمد یعقوبؒ والثالث من مولانا سید احمد الدہلوی اور ان جوابوں کے بعد حضرت گنگوہی اتفاق سے مدرسہ دیوبند میں تشریف لائے پھر کسی طالب علم نے پوچھ لیا۔ مولانا نے وعظ میں ایسے سوالات پر نکیر فرمایا اور حقیقت میں مسلک محقق واحوط واسلم یہی ہے کہ بلاضرورت کوئی سوال نہ کیا جائے خصوص ایسے نازک مسائل جن میں بحث کرنا صفات الٰہیہ تک راجع ہو جائے اور وہ بھی دلائل تخمینیہ وظنیہ سے جن میں غلطی کا احتمال بہت قریب ہو آیت مالیس لک بہ علم عموماً اور حدیث نہی عن الخوض فی مسئلۃ القدر خصوصاً ایسے مباحث سے ناہی ہے۔

## ابدال کا ہونا

**۳۰۵- حدیث:** ابدال کی حدیث کے بالفاظ مختلفہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً کئی طریق ہیں اور سب ضعیف ہیں پھر ان اسانید کو بیان کر کے یہ کہا ہے کہ ان سب مذکورہ سابق سے احسن وہ طریق ہے جو امام احمد کے نزدیک تشریح بن عبید سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا اور حضرت علیؓ عراق میں تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ان پر لعنت کیجئے۔ اے امیر المومنین انہوں نے فرمایا نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال شام میں

ہوتے ہیں اور وہ چالیس شخص ہیں کہ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور ان کی برکت سے اعدا سے انتقام لیا جاتا ہے اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب ہٹایا جاتا ہے اھ اور اس حدیث کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں بجز شریح کے مگر وہ بھی ثقہ ہیں اور ان کا سماع ان حضرات سے بھی ثابت ہے جو حضرت علی سے بھی قدیم تر ہیں (اس لئے حضرت علیؓ سے ان کا سماع مستبعد نہیں) پھر سخاوی نے اس حدیث کے حضرت علیؓ پر موقوف ہونے کو ترجیح دی۔

**فائدہ:** یہ حدیث اصل ہے اس قول کی جو صوفیہ میں مشہور ہے یعنی ابدال کا ہونا اور ان کا چالیس ہونا اور ان کا صاحب کرامات ہونا جیسے ان کی برکت سے بارش کا ہونا اور دشمنوں کا دفع ہونا اور عذاب کا ٹل جانا البتہ حدیث ان کے اور تصرفات سے ساکت ہے جیسے طی ارض اور ہوا پر اڑنا وغیرہ وغیرہ لیکن حدیث اس کی نفی بھی نہیں کرتی اور تواتر واقعات کا اس کا اثبات کرتا ہے اس لئے ان تصرفات کا بھی انکار نہ کیا جائے گا۔

## طلاق ناپسندیدہ ہے

**۳۰۶- حدیث:** حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔

**فائدہ:** راز اس میں یہ ہے کہ بعض اشیاء معصیت تو نہیں ہوتیں لیکن مشابہ معصیت کے ہوتی ہیں سو معصیت نہ ہونے کی بنا پر تو وہ مباح ہوتی ہیں اور مشابہ معصیت ہونے کے سبب سے وہ مبغوض ہوتی ہیں کیونکہ یہ مشابہت مبغوضیت کو مقتضی ہے اور طلاق ایسی ہی چیز ہے چنانچہ اس کا معصیت نہ ہونا تو ظاہر ہے باقی مشابہ معصیت ہونا وہ اس لئے ہے کہ اس کی صورت ظلم کی صورت ہے یعنی ایذا و اضرار و ایحاش لیکن ظلم نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد اپنے کو ظلم سے بچانا ہے نہ کہ دوسرے کو ضرر

---

(۳۰۶) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں احمد بن یونس سے انہوں نے معروف بن واصل سے انہوں نے محارب ابن دثار سے انہوں نے اس کو ان الفاظ سے مرفوع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا جو اس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسند ہو اور یہ مرسل ہے۔

میں واقع کرنا اور اسی مقام سے تم مشائخ کو دیکھتے ہو کہ اپنے تابعین کو بہت سے ایسے مباحات سے روک دیتے ہیں جن کی ایسی ہی شان ہو جیسے شغل رابطہ ہے جس کی صورت شاغل کے نزدیک مخلوق کے مقصود (بالذات) ہونے کی سی صورت ہے۔ جو بعید نہیں کہ کسی شاغل کو شرک میں واقع کردے۔

## اختلاف امت کی حکمت

**۳۰۷- حدیث:** میری امت کا اختلاف رحمۃ اللہ ہے۔ اس کو بیہقی نے مدخل میں سلیمان ابن کریمہ کی روایت سے نقل کیا ہے وہ جویبر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباسؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم کو جو حکم کتاب اللہ سے ملا ہے اس کو ترک کرنے میں تو کسی کے پاس کوئی عذر نہیں اور اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت پر (عمل کرنا چاہئے) جو (باعتبار ثبوت کے) نافذ ہو (کتاب اللہ میں یہ قید نہ لگانا اس وجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت تو بنا بر تواتر قطعی ہے) اور اگر میری سنت بھی نہ ہو تو جو میرے اصحاب کے اقوال ہوں (ان پر عمل کیا جائے کیونکہ) میرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے سو جس کو بھی لے لو گے راہ پالو گے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے اور اسی طریق سے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور دیلمی نے بھی اپنی مسند میں برابر اسی کے لفظ سے اور جویبر (راوی) بہت ضعیف ہے اور ضحاک (کی روایت) ابن عباس سے منقطع ہے۔

**فائدہ:** یہی حالت اختلاف مسالک شیوخ کی وہ بھی رحمت ہے بلکہ اس میں اختلاف مذکور حدیث سے بھی زیادہ توسیع ہے کیونکہ مشائخ میں حلال و حرام کا اختلاف نہیں اور اہل فتاویٰ کا اس میں بھی اختلاف ہے اور اختلاف مشائخ کے رحمت ہونے کا راز یہ ہے کہ (طالبین کی) استعدادیں مختلف ہیں پس ایک شخص ایک مسلک سے مستفید ہوتا ہے دوسرا دوسرے سے جیسا کہ اہل فتاویٰ کے اختلاف کے رحمت ہونے کا یہ راز ہے کہ امت پر وسعت ہو جائے۔

## تربیت رسول

۳۰۸- **حدیث**: مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ادب سکھلایا سو خوب ادب سکھلایا اس کو عسکری نے امثال میں سدی کے طریق سے نقل کیا ہے انہوں نے ابوعمارہ سے انہوں نے حضرت علیؓ سے ایک قصہ کے وارد کرنے کے بعد روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب (یعنی آپ اور ہم) ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور ایک ہی شہر میں ہمارا سب کا نشو ونما ہوا مگر آپ اہل عرب سے ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں کہ ہم اس کا اکثر حصہ نہیں سمجھتے (چنانچہ بہت حدیثوں میں صحابہ کا لغات کی تفسیر کا پوچھنا منقول ہے) آپؐ نے فرمایا کہ حق عزوجل نے مجھ کو ادب سکھلایا ہے۔ پھر خوب ادب سکھلایا ہے (اصل وجہ تو یہ ہے) اور (اس کے ساتھ ہی پھر کچھ ظاہری سامان بھی اس کا مہیا فرمادیا چنانچہ) میرا نشو ونما (ارضاع کی تقریب سے) بنی سعد میں ہوا (اس لئے ان کی زبان سے بھی اس میں اضافہ ہوا)۔

**فائدہ**: حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق صحیح ہو جاتا ہے) اللہ تعالیٰ اکثر اس شخص کے کمالات ظاہر میں بھی ترقی فرماتے ہیں جیسے ادراکات اور فصاحت اور قوت اور لطافت اور نظافت اور انتظام اور ہر شے میں اعتدال اور یہ بالکل مشاہدے اور اس ترقی میں بعض ایسے اسباب ظاہرہ کا جمع ہو جانا بھی معین ہو جاتا ہے جو اوروں کے لئے جمع نہیں ہوتے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رضاع کے سلسلہ میں بنی سعد میں نشو ونما پانا مقدر فرمادیا (جہاں لغات کی واقفیت میں اور وسعت ہوگئی)۔

## مہمان کی تعظیم

۳۰۹- **حدیث**: جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے اس کا اکرام کرو۔

---

(۳۰۹) اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں سعید بن مسلمہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے اس کو اسی طرح مرفوع کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

**فائدہ:** یہ امر مشائخ میں مثل عادت لازمہ کے ہے اس میں وہ مسلمان اور کافر میں فرق نہیں کرتے اور مقتضی اطلاق حدیث کا بھی یہی ہے مگر جس کو دلیل شرعی نے مستثنیٰ کر دیا ہو جیسے محارب اسلام الا بضرورت۔

## اعلان محبت

**۳۱۰- حدیث:** جب کسی کو اپنے بھائی (مسلمان) سے محبت ہو (جس کا منشا دین ہو نفس نہ ہو جیسا لفظ اخاہ اس طرف مشیر ہے) تو اس کو چاہئے کہ اس کو خبر کر دے کہ مجھ کو تجھ سے محبت ہے (تاکہ اس کو بھی محبت ہو جائے پھر اس سے اس کی محبت بڑھ جائے اور اسی طرح اس دوسرے کی بھی)

**فائدہ:** چونکہ اس خبر دینے کی خاصیت یہ ہے کہ محبت اور بڑھ جاتی ہے (جیسا کہ ابھی مذکور ہوا) اس بنا پر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مخلوق سے اللہ کے واسطے محبت کرنا یہ خود حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کے منافی نہیں جس کا راز یہ ہے کہ مقدمہ مقصود کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے اس سے مانع نہیں ہوتا اور ایسی محبت اہل طریقہ کو اپنے شیوخ کے ساتھ اور جو لوگ شیوخ کی طرف منسوب ہوں ان کی ساتھ مثل امر طبعی کے ہوتی ہے (جس کا مطلوب ہونا حدیث سے مفہوم ہوتا ہے)

## نماز عشاء اور طعام شب

**۳۱۱- حدیث:** جب عشاء کا وقت اور شب کا کھانا دونوں جمع ہو جائیں تو کھانے کو مقدم کرو۔

**فائدہ:** علماء نے اس حدیث کو شدت اشتیاق (طعام) پر محمول کیا ہے اور اس تقدیر پر یہ اصل ہے صوفیہ کے اس معمول کی کہ وہ جمعیت باطن کا اور تشویش سے بچنے کا

---

(۳۱۰) اس کو بخاری نے ادب مفرد میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے بھی اور الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور ترمذی نے بھی اور نسائی نے بھی اور اوروں نے بھی ان سب نے ابن عبید کی حدیث سے اور انہوں نے مقدام معدیکرب سے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ (۳۱۱) عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ اس لفظ سے حدیث کی کوئی اصل نہیں اور اصل حدیث کی بخاری و مسلم کی روایت سے اس لفظ سے ہے کہ جب شب کا کھانا (دسترخوان پر) رکھا جائے اور نماز بھی تیار ہو تو کھانے کو مقدم کرو۔

خاص اہتمام کرتے ہیں اور یہ طریق (باطن) میں ایک اصل عظیم ہے مگر کوئی خاص دلیل اس کے معارض ہو جائے تو دلیل ہی پر عمل کیا جائے گا۔

## قابل شخصیتیں

۳۱۲- **حدیث:** (تین شخصیتوں پر (خاص طور پر) رحم کرو ایک وہ شخص جو کسی قوم میں پہلے معزز ہو اور اب ذلیل ہو گیا ہو۔ اور ایک وہ جو پہلے غنی تھا اور اب محتاج ہو گیا ہو اور تیسرا وہ عالم جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں یہ مضمون مرفوعاً بھی ان لفظوں سے وارد ہوا ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگوں کو ان کے درجوں پر رکھیں اور یہ حدیث رسالہ ہذا کے شطر ثانی میں مثنوی کے دفتر اول کی روایات کی تخریج میں گزر چکی ہے ان تین شخصیتوں پر رحم کرنا ان کو ان کے درجوں پر رکھنا ہے (جیسا کہ ظاہر ہے) اور اس قسم کی رعایتیں رکھنا اس جماعت میں مثل امر فطری کے ہے۔

## تقدیس ارض

۳۱۳- **حدیث:** مقدس زمین کسی کو مقدس نہیں بناتی آدمی کو صرف اس کا عمل مقدس بناتا ہے۔ امام مالک نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ ابودرداء نے سلمان فارسیؓ کو لکھا کہ ارض مقدسہ کی طرف آؤ سلمانؓ نے ان کو لکھا کہ مقدس زمین الخ اور اس حدیث کو ذکر کیا (مطلب یہ کہ پھر آنے سے کیا فائدہ) اور یہ حدیث باوجود موقوف ہونے کے منقطع بھی ہے (کیونکہ یحییٰ بن سعید کی ابودرداء سے بلاواسطہ روایت نہیں) لیکن مجالسہ دینوری کے نویں جز میں یحییٰ بن سعید کی روایت سے ہے کہ وہ عبداللہ بن ہبیرہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء نے لکھا الخ

---

(۳۱۲) ابن جوزی سے یہ موضوعات میں منقول ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ فضیل بن عیاض کے کلام سے معروف ہے اور حاکم کی جہت سے اس کی سند بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن محمد بن الفضیل سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے وہ کہتے تھے میں نے سعید بن منصور سے سنا ہے وہ کہتے کہ فضیل بن عیاض نے کہا کہ کسی قوم کے اس معزز پر رحم کرو جو ذلیل ہو گیا اور اس غنی پر جو محتاج ہو گیا اور اس عالم پر جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو۔

(تو انقطاع نہ رہا) اوراس حدیث کوذکر کیا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ارض جہاد کی طرف آ ؤ اور مقاصد میں اول اس حدیث پر جرح کیا ہے کہ اپنے مردوں کو قوم صالحین کے درمیان دفن کیا کرو کیونکہ میت کو برے پڑوس سے ایسی اذیت ہوتی ہے جیسے زندہ کو برے پڑوسی سے اذیت ہوتی ہے پھر بعد جرح کرنے کے کہا ہے کہ (گویا یہ حدیث مجروح ہے) لیکن عمل سلف وخلف کا ہمیشہ سے اسی پر رہا ہے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے اصل نہیں ہے) باقی اس مضمون میں جو مروی ہے کہ ارض مقدسہ کسی کو مقدس نہیں بناتی آدمی کو صرف اس کا عمل مقدس بناتا ہے وہ اس (عمل) کے منافی نہیں۔

**فائدہ:** وجہ منافی نہ ہونے کی ظاہر ہے کیونکہ اصل تقدس تو عمل ہی سے ہے مگر اس سے کسی زمین کی فضیلت و برکت کی نفی نہیں ہوتی اور اہل طریق کا یہی معمول ہے کہ اس کا اعتنا کرتے ہیں (یعنی صلحاء کے پاس دفن کرنے کا)۔

## تعارف ارواح

۳۱۴- **حدیث:** روحیں مجتمع لشکر ہیں سو ان میں سے جن میں تعارف ہو گیا ان میں الفت ہو جاتی ہے اور جن میں تعارف نہیں ہوا ان میں اختلاف ہوتا ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث اصل ہے اس مسئلہ کی نفع باطنی میں مناسب کو دخل ہے کیونکہ نفع باطنی کا مدار مشاہدہ سے الفت پر ہے اور الفت کا مدار مناسبت پر ہے۔ جس کو تعارف سے تعبیر کیا گیا ہے۔

## حکمت قیلولہ

۳۱۵- **حدیث:** سحر کے کھانے سے دن کے روزہ پر اور قیلولہ سے شب بیداری پر مدد حاصل کرو۔

---

(۳۱۴) مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب الادب میں عبدالعزیز بن محمد دراوردی کی حدیث سے روایت کیا ہے انہوں نے سہل سے انہوں نے اپنے باپ سے اور نیز جعفر بن برقان کی حدیث سے انہوں نے یزید بن اصم سے اور ان دونوں نے ابوہریرہؓ سے الفاظ مذکورہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (۳۱۵) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی صحیح میں ابی عامر عقدی کی حدیث سے وہ کہتے ہیں کہ حدیث کی ہم سے زمعہ بن صالح نے سلمہ بن دہرام سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے ان الفاظ سے مرفوع کیا ہے۔

ف: یہ اصل ہے اہل طریق کی عادت قیلولہ کی۔

## رازداری دعا

۳۱۶- **حدیث**: اپنی حاجات کی کامیابی پر کتمان سے مدد حاصل کرو اس لئے کہ ہر صاحب نعمت محسود ہوتا ہے۔

**فائدہ**: اہل طریق کی عادت سے ہے حاجت اور فقر اور مصیبت کا پوشیدہ رکھنا بھی اور نعم اور منن کا ظاہر کرنا بھی خواہ وہ من اللہ ہوں یا من العبد ہوں (تو دونوں حدیثوں پر ان کا عمل ہے) اور امر بالکتمان کی حدیث اس کتمان (مذکور) کو بھی شامل ہے (گو اس کتمان کی علت خوف حسد نہیں) اور اس شمول سے اس کا معلل بالمحسودیۃ ہونا (جیسا حدیث میں مذکور ہے) آبی نہیں کیونکہ وہ (محسودیۃ) منجملہ حکمتوں کے ایک حکمت ہے علت نہیں (جس کے ساتھ معلول نفیاً و اثباتاً دائر ہو اور) جس کے انتفاء سے حکم (معلول) منتفی ہو جائے۔

## غلبہ اسلام

۳۱۷- **حدیث**: اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

---

(۳۱۶) روایت کیا اس کو طبرانی نے اپنے تینوں معجم میں اور ابونعیم نے طبرانی سے اور غیر طبرانی سے بھی حلیہ میں سعید بن سلام عطار کی حدیث سے وہ روایت کرتے ہیں ثور بن یزید سے وہ خالد بن معدان سے وہ معاذ بن جبل سے انہوں نے لفظ مذکور کے ساتھ مرفوع کیا۔ اور اسی طرح اس کو ابن الدنیا نے اور شعب میں بیہقی نے اور امثال میں عسکری نے اور اپنے فوائد میں خلعی نے اور مسند میں قضاعی نے روایت کیا ہے اور سعید (مذکور) کو احمد وغیرہ نے کاذب کہا ہے اور عجلی نے ان کے بارہ میں کہا ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں پھر (عجلی نے) اور طریق بیان کئے ہیں۔ علاوہ طریق سعید کے پھر انہوں نے کہا کہ جو حدیثیں اظہار نعمت میں وارد ہوئی ہیں وہ مابعد وقوع نعمت پر محمول ہیں سو وہ اس حدیث کے معارض نہیں البتہ اگر (بعد وقوع نعمت کے بھی) اس کے اظہار پر حسد مرتب ہو (نے لگے) تو پھر (بعد وقوع کے بھی) کتمان ہی اولیٰ ہے۔ (۳۱۷) روایت کیا اس کو دار قطنی نے اپنی سنن کے کتاب النکاح میں اور رویانی نے اپنی مسند میں اور رویانی کے طریق سے ضیاء نے مختارہ میں اور ان دونوں نے شباب بن خیاط عصفری کی جہت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حشرج بن عبداللہ بن حشرج نے حدیث کی وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث کی میرے دادا سے انہوں نے عائذ بن عمرو مزنی سے انہوں نے اس لفظ سے مرفوع کیا اور طبرانی نے اس کو اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں عمرؓ سے اور اسلم میں سہل نے تاریخ واسط میں معاذؓ سے دونوں نے اس لفظ سے اس کو مرفوع کیا ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو تعلیقاً وارد کیا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث کا اعتقاد صوفیہ کے لئے مثل حال لازم کے ہے کیونکہ وہ حضرات بعد ثبات علی الحق کے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے اور ان میں اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

## انبیاء علیہم السلام اور ابتلاء

**۳۱۸- حدیث:** سب سے زیادہ ابتلا والے انبیاء ہوتے ہیں پھر (ان کے بعد) جو افضل ہو پھر (اس کے بعد) جو افضل ہو۔

**فائدہ:** حدیث اس پر دال ہے کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونا یہ مطرودیت کی علامات سے نہیں جیسا بعض جہلا خیال کرتے ہیں بلکہ اغلب حالات میں علامات قبول سے ہے (گو قبول کے لئے) لازم نہیں اور یہ بلا عام ہے (ہر بلا کو یعنی) بلا جسمانی کو بھی جیسے مرض اور فقراء اور بلا نفسانی کو بھی جیسے غم اور فکر خواہ دنیوی ہو یا اخروی ہو اور اہل اللہ میں سے ایسے بہت کم ہیں جو کسی نہ کسی بلا سے خالی ہوں اگرچہ خالی ہونا ممکن ہے اس طرح سے کہ کسی پر شوق غالب ہو یا رجا غالب ہو (اس لئے کوئی غم اور فکر نہ ہو) اور ساتھ ہی صحت بدنی اور وسعت مالیہ بھی ہو اس لئے جسمانی بلا بھی نہ ہو۔

## خوب رویوں سے حاجت روائی

**۳۱۹- حدیث:** خیر (وحاجت روائی) کو خوبرو لوگوں کے پاس تلاش کرو۔

---

(۳۱۸) روایت کیا اس کو ترمذی نے اپنی جامع میں عاصم بن بزلہ کی حدیث سے انہوں نے مصعب بن سعد کی حدیث سے انہوں نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ سب آدمیوں سے ابتلا والے کون ہیں آپ نے فرمایا انبیاء پھر (ان کے بعد) جو افضل ہو پھر (اس کے بعد) جو افضل ہو الحدیث اسی طرح سے یہ حدیث نسائی کے یہاں ہے کبریٰ میں اور ابن ماجہ کے یہاں ان کی سنن کے کتاب الفتن میں اور مسند دارمی کے رقاق میں اور روایت کیا اس کو احمد بن حنبل نے اور ابن منیع نے اور ابن ابی عمر نے اپنی مسندوں میں ان سب نے عاصم کی حدیث سے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور نیز حاکم نے اس کو علاء بن مسیب کی حدیث سے روایت کیا ہے اور انہوں نے مصعب سے اور طبرانی کے نزدیک فاطمہ کی حدیث سے جس کو مرفوع کیا ہے یہ لفظ ہیں کہ سب سے زیادہ ابتلاء والے انبیاء ہیں پھر صالحین الحدیث۔

(۳۱۹) صاحب مقاصد حسنہ نے اس حدیث کا مرفوع اور ضعیف الاسانید ہونا ذکر کر کے کہا ہے کہ باوجود ضعف کے اس متن پر موضوع ہونے کا حکم درست نہیں ہو سکتا جیسا ہمارے شیخ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ پھر صاحب مقاصد نے اس باب میں سلف کے اشعار ذکر کئے ہیں۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ ایسے مضامین میں ضعف (دلیل کا) مضر نہیں اور اس حدیث کو اگر خوبصورتی پر محمول کرو تو یہ حکم باعتبار اصل یا غالب احوال کے ہے جیسا کہ علم فراستہ میں مقرر ہو چکا ہے کہ ظاہری حسن علامت ہے باطنی حسن کی اور اسی طرح ظاہری زشت روی علامت ہے باطنی زشتی کی اور اس کے خلاف بھی کسی عارض سے یا احیاناً ہونا ممکن ہے اور اسی وجہ سے اس علم کے احکام کا جزم جائز نہیں اور شیخ سعدی نے اپنی بوستاں کے اس شعر میں اسی پر محمول کیا ہے ؎

گنہ عفو کرد آں یعقوب را — کہ معنی بود صورت خوب را

سو اس حدیث میں اصل ہے سعدیؒ کے تمسک کی پس صوفیہ پر تمسک بالموضوعات کا گمان نہ کیا جائے اور اگر اس کو خوشخوئی پر یعنی شگفتہ روی پر محمول کرو (یعنی ایسے شخص کے پاس حاجت لے جاؤ جو حاجت سن کر خندہ پیشانی سے پیش آئے تو یہ حکم کلی ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے اسی پر محمول کیا ہے جیسا مقاصد حسنہ میں نقل کیا ہے۔

## بلاؤں میں بعض اہل اللہ کی شان

**۳۲۰- حدیث:** اکثر جنتی لوگ ابلہ یعنی بھولے ہوتے ہیں۔

**فائدہ:** تم اکثر اہل اللہ کو اس شان کا دیکھو گے لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام اور جو شخص انبیاء کی طرح بندگان خدا کی سیاست و اصلاح کرتا ہے ان کی دوسری شان ہے یعنی زیرکی اور

---

(۳۲۰) اس کو بیہقی نے شعب میں اور بزار اور دیلمی نے اپنے مسندوں میں اور خلعی نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے اور ان سب نے سلامہ بن روح ابن خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے سلامہ کہتے ہیں کہ عقیل نے (جو کہ ان کے باپ کے دادا ہیں) کہا ہے کہ مجھ سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی حضرت انسؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس حدیث کو ذکر کیا اور سلامہ میں قدرے ضعیف ہے اور انہوں نے اپنے باپ کے دادا عقیل سے سنا بھی نہیں صرف ان کی کتابوں سے لیا ہے لیکن یہ حدیث قضاعی کے یہاں یحییٰ بن ایوب کی روایت سے اس طرح ہے کہ ہم سے عقیل نے یہی حدیث بیان کی ہے (تو انقطاع بھی جاتا رہا) آگے ابلہ کی تفسیر ہے) اور سہل بن عبداللہ تستری سے اس کی تفسیر میں منقول ہے وہ لوگ ہیں جن کے قلوب شیدا اور حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گئے ہیں اور ابو عثمان سے روایت ہے انہوں نے فرمایا وہ وہ ہے جو اپنی دنیا میں بے سمجھ ہو اور اپنے دین میں سمجھدار ہو اور اوزاعی سے منقول ہے انہوں نے کہا وہ وہ شخص ہے جو شر سے نابینا (یعنی بے خبر) ہو اور خیر کا بینا (یعنی باخبر) ہو ان سب اقوال کو بیہقی نے شعب میں نقل کیا ہے (مجموعہ اقوال کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ وہ حق تعالیٰ اور دین کے ساتھ زیادہ مشغول ہے اسی لئے دنیا کی طرف اس کو توجہ اور اس کی باتوں کی خبر نہیں رکھتا)۔

فراست اور ہر امر میں بیداری تا کہ حکمت سیاست مرتب ہو جو خدا نے ان کے سپرد کی ہے۔

## خوف ملامت سے ترک طاعت نہ کرنا

**۳۲۱- حدیث:** ذکر اللہ اس کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

**فائدہ:** حدیث اس پر دال ہے کہ کسی کے طعن یا ملامت ریا کے خوف سے ذکر کو نہ ترک کرے اور نہ اس کا اخفا کرے اور محققین کا مسلک یہی ہے برعکس اس طریق کے جو ضعفا نے تجویز کیا ہے کہ اخفا کرتے ہیں یا تقلیل پھر اس سے شیطان کو ایک راہ ملتا ہے کہ اسکو ترک پر آمادہ کرتا ہے۔ اور ریا اس کا یہ بڑا فریب ہے جس پر اہل بصیرت متنبہ ہو جاتے ہیں۔

## رزق کا احترام

**۳۲۲- حدیث:** روٹی کا ادب کرو۔

**فائدہ:** اور اسی وجہ سے تم اکثر اہل ادب کو دیکھتے ہو کہ روٹی کو پاؤں میں آنے سے بچانے کا بہت اہتمام کرتے ہیں اور مقاصد حسنہ میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ گیہوں جب پاؤں میں آتا ہے تو خدا تعالیٰ سے شکایت کرتا ہے اور اس کے سبب قحط ہو جاتا ہے۔

## صوفیا میں بعض مجدد ہوتے ہیں

**۳۲۳- حدیث:** اللہ تعالیٰ اس امت (کی اصلاح) کے لئے ہر صدی

---

(۳۲۱) روایت کیا اس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے اور بیہقی نے شعب وغیرہ میں ابن وہب کی حدیث سے انہوں نے عمرو بن الحارث سے انہوں نے دراج ابو السمح سے انہوں نے ابو الہیثم سے انہوں نے ابو سعید سے مرفوع کر کے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منسوب کر کے) اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی عمرو بن مالک کی روایت سے وہ ابو الجوزاء سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اس کو مرسلاً مرفوع کیا ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ یہاں تک کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریا کار ہو۔ (۳۲۲) مستدرک میں حاکم سے غالب بن قطان کی روایت سے ہے وہ کریمہ بنت ہمام سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

(۳۲۳) اس کو ابوداؤد نے ملاحم میں (اپنی سند کے ساتھ) ابو ہریرہؓ سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی راوی کہتے ہیں کہ میرے علم میں اسی طرح (موصول) ہے اور اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور سند اس کی صحیح ہے اور اس کے سب رجال ثقہ ہیں اور اسی طرح حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور راوی کا یہ کہنا کہ میرے علم میں اسی طرح ہے یہ اس حدیث کے موصول ہونے میں شک کیلئے نہیں بلکہ اپنے نزدیک اس کے موصول ہونے کا یقینی ہونا بتلایا ہے۔

کے سرے پر ایسا شخص مقرر فرمائے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کر دے گا۔

**فائدہ:** اور (حدیث کے موافق) ہر صدی میں ایسا شخص ہوتا رہا ہے جس نے دین کی تجدید کی ہے اور تجدید کے یہ معنی ہیں کہ دین کو ان چیزوں سے صاف کر دیا جو کہ غیر دین تھیں اور لوگوں نے دین میں داخل کر لی تھیں اور جو دین کی چیزیں دین سے خارج کر دی تھیں ان کو داخل دین کرنے کا اہتمام کیا اور بعض مجددین حضرات صوفیہ میں سے بھی ہوئے ہیں۔

## حدیث سین بلال کی عدم صحت

**۳۲۴- حدیث:** بلالؓ شین کی جگہ آذان میں سین کہتے تھے مزنی نے برہان سے نقل کیا ہے کہ عوام کی زبان پر یہ مشہور ہو گیا ہے اور ہم نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا آگے سین میں بھی اس کا ذکر آئے گا پھر سین میں یہ کہا ہے کہ بلال کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے (ابن کثیر نے کہا ہے کہ اس کی کچھ اصل نہیں اور یہ صحیح نہیں۔

**فائدہ:** اور بعض کتب تصوف میں جو پایا جاتا ہے وہ حجت نہیں مگر انہوں نے راوی کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر لکھ دیا ہے اس لئے وہ معذور ہیں۔

## حرف الباء

## حدیث زمان پیدائش کی صحت

**۳۲۵- حدیث:** میں عادل بادشاہ (نوشیروان) کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں اس کی کچھ اصل نہیں اور حلیمی نے شعب میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں اور بعض کتابوں میں جو پایا جاتا ہے۔

جیسا بوستان میں ہے ؎

سرذ گر بدورش بنازم چناں      کہ سید بد ور ان نوشیرواں

اس کا جواب ابھی (اوپر) گزر چکا ہے (یعنی حسن ظن بالراوی کی بنا پر نقل کر دیا)۔

# حرف الجیم

## تقدیر پر اعتقاد تقویت بخش ہے

۳۲۶- **حدیث:** خشک ہو چکا قلم ہونے والی چیز پر قضاعی کی مسند میں مسعر بن کدام کی روایت ہے جس کو وہ منبعث اثرم سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے کردوس سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے ابن مسعود سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قلم خشک ہو چکا ہے شقی اور سعید پر اور چار چیزوں سے وہ فارغ ہو چکا صورت سے اور اخلاق سے اور وقت موت سے اور رزق سے۔

**فائدہ:** اس حدیث کے متحضر رکھنے سے توکل اور تفویض میں قوت ہوتی ہے جس کو تم صوفیہ میں دیکھتے ہو۔

# حرف الحاء

## حب الوطن داخل ایمان نہیں ہے

۳۲۷- **حدیث:** وطن کی محبت ایمان میں داخل ہے میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا۔

**فائدہ:** عذر وہی ہے جو ابھی ان بلالا میں اور بعثت میں گزرا۔

## تیز مزاجی

۳۲۸- **حدیث:** تیز مزاجی میری امت کے نیک لوگوں کو پیش آتی ہے۔ یہ حدیث حسن بن سفیان کی مسند میں لیث کی جہت سے منقول ہے وہ زوید بن نافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو منصور فارسی سے کہا کہ اگر تمہارے اندر تیز مزاجی نہ ہوتی (تو خوب ہوتا) انہوں نے فرمایا مجھ کو اس تیزی کے بدلہ اتنا اتنا ملے تب بھی میرے لئے موجب مسرت نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیزی

---

(۳۲۶) اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو دیلمی نے اس لفظ سے کہ قلم چل چکا ہے بعوض اس لفظ کے کہ قلم خشک ہو چکا اور کلمہ تعرف کے تحت میں کہا ہے کہ طبرانی سے اس کی سند کے ساتھ ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں یہ بھی ہے کہ قلم خشک ہو چکا ہے ہونے والی چیز پر۔

میری امت کے نیک لوگوں کو پیش آتی ہے (اور بعض نے ان کا نام یزید بن منصور بتا ہے اوران کو صحابی کہا ہے) اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں۔ کوئی شخص تیزی کا مستحق قرآن والے سے زیادہ نہیں بوجہ عزت قرآن کے۔

**فائدہ:** بعض اہل اللہ میں ایسی تیزی پائی جاتی ہے اور اس کی حقیقت حق پر غیرت ہے اور اس کے ظاہر کرنے کی حقیقت ترک تکلیف ہے۔

## حرف الخاء

## خدمت خلق کی حدود وفضیلت

**۳۲۹- حدیث:** مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال (کے مشابہ) ہے سو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔

تو مخلوق مثل اس کی عیال کے ہوئی۔

**فائدہ:** اور اسی معنی کو مولانا رومی نے لفظ اطفال سے تعبیر کیا ہے اور اپنے اس قول میں

اولیا اطفال حقند اے پسر　　غائبی و حاضری بس باخبر

اور یہ بھی مجاز ہی پر محمول ہے (بطور تشبیہ کے) اور وجہ جامع (تشبیہ کی) تربیت ہے۔ جسمانی تو کل مخلوق کے لیے اور روحانی خاص اولیاء کے لئے اور نفع عام ہے دنیوی ہو یا دینی اور یہ خصلت (نفع رسانی مخلوق) اہل اللہ کے لئے مثل

---

(۳۲۹) روایت کیا اس کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب میں ان سب نے ابراہیم کی روایت سے اور وہ اسود سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن مسعود سے مرفوعاً اسی لفظ سے (جو اوپر مذکور ہوا) نیز اس کو بیہقی اور ابونعیم اور ابویعلی اور بزار اور طبرانی نے اور حارث بن ابی اسامہ اور ابن ابی الدنیا اور عسکری نے اور بھی بعضوں نے یوسف ابن عطیہ کی جہت سے روایت کیا ہے وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً سے کہ سب میں زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے اور یہ حدیث دیلمی کے نزدیک بشیر ابن رافع کی روایت سے اور وہ یحییٰ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہؓ سے جنہوں نے اس کو مرفوع کیا ہے ان الفاظ سے ہے کہ خلق اللہ سب اللہ کی عیال ہے اور اس کی حفاظت (اور ذمہ داری) میں ہیں (یہ بمنزلہ تفسیر عیال کے ہے) پس سب سے زیادہ محبوب مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے اور اس کلام کا محمل جیسا عسکری نے کہا ہے مجاز اور توسع پر ہے گویا جب اللہ تعالیٰ بندوں کے رزق کا ضامن اور کفیل (یعنی ذمہ دار) ہے

امر طبعی ہے وہ آدمیوں کو بھی نفع پہنچاتے ہیں مومن کو بھی کافر کو بھی بلکہ مواشی اور بہائم کو بھی ان کے حوائج میں خواہ وہ حاجت دنیوی ہو یا دینی ہو مگر اذن شرعی کے بعد اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کو افضل الاعمال شمار کرتے ہیں جیسا شیخ شیرازی فرماتے ہیں۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

یعنی

طریقت فقط خدمت خلق ہے — نہ تسبیح و سجادہ و دلق ہے

اور یہ حضرات ان سب امور میں حدیث پر عمل کرنے والے ہیں اور اذن شرعی (کی جو اوپر قید لگائی ہے اس) میں مبتدی صاحب طریق کے لئے شیوخ کی اجازت بھی داخل ہوگئی سو ان کے لئے اذن شیوخ کی بھی ضرورت ہے کیونکہ حدود شرعیہ کو شیوخ ہی جانتے ہیں اور وساوس نفسانیہ کی ان ہی کو بصیرت حاصل ہے جو ایسے اعمال میں مل جاتے ہیں جن کی صورت تو طاعت خداوندی ہوتی ہے اور ان کی حقیقت طاعت نفس ہوتی ہے خوب سمجھ لو اور (اپنی رائے پر عمل کرنے میں) جلدی مت کرو۔

## اعتدال مطلوب ہے

۳۳۰- **حدیث:** سب امور میں افضل اوساط ہیں۔ روایت کیا اس کو سمعانی نے ذیل تاریخ بغداد میں سند مجہول کے ساتھ حضرت علیؓ سے مرفوعاً ان ہی الفاظ سے اور یہ حدیث ابن جریر کے نزدیک ان کی تفسیر میں مطرف بن عبداللہ اور یزید بن مرہ جعفی کا قول ہے۔

**فائدہ:** اور محققین کی تربیت کا اسی اصل پر مدار ہے۔

---

(۳۳۰) اور اسی طرح بیہقی نے مطرف سے نقل کیا ہے اور دیلمی نے بلا سند ابن عباس سے مرفوعاً ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ سب اعمال میں افضل اوسط ہے اور (یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مضمون صحیح ہے کیونکہ) اس سب (مضمون) کی شہادت حق تعالیٰ کا ارشاد دیتا ہے کہ وہ لوگ نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (اور اس کے علاوہ اور آیات واحادیث بھی)۔

## ذکر خفی کی فضیلت

۳۳۱- **حدیث:** سب سے افضل ذکر وہ ہے جو خفی ہو اور سب سے افضل رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے۔

**فائدہ:** اور یہ حدیث اصل ہے ان لوگوں کی جو ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس میں قول فیصل یہ ہے کہ فی نفسہ تو یہی افضل ہے اور جہر کی فضیلت ایسے مصالح سے ہے جو خفی سے حاصل نہیں ہوتیں یا ذوق وشوق کے غلبہ سے (بلا قصد) جہر ہو جائے اور اس حدیث کو مع میرے لکھے ہوئے مضمون کے دیکھ لو جو قریب ہی گزری ہے یعنی اکثروا ذکر اللہ حتیٰ یقولوا مجنون.

## حرف الدال

## مولانا روم کے بعض اشعار کا مآخذ

۳۳۲- **حدیث:** لوگوں کی مداراۃ کرو جب تک تم ان کے گھر میں ہو۔ مجھ کو یہ حدیث معلوم نہیں ہوئی لیکن زوجہ کے باب میں یہ حدیث آئی ہے کہ اس کی مداراۃ کرو تو اس کے ساتھ بسر کر سکتے ہو (اور زیادہ کاوش کرنے سے بوجہ اس کے ضعف عقل کے یا شقاق ہوگا یا افتراق)

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ جب (اس حدیث میں) زوجہ کی مداراۃ کا حکم وارد ہوا ہے اس وجہ سے کہ اس کی عقل ضعیف ہے اور اس کے ساتھ گزر کرنے کی تم کو حاجت ہے تو جس شخص کی حالت ضعیف عقل اور اس کے حاجت واقع ہونے میں زوجہ کی سی حالت ہو (اشتراک علت سے) یہ حکم اس کی طرف بھی متعدی ہو جائے گا پس یہ

---

(۳۳۱) روایت کیا اس کو ابو یعلی اور عسکری نے محمد بن عبدالرحمان ابن ابی لبابہ کی روایت سے انہوں نے سعد ابن ابی وقاص سے اور انہوں نے مرفوع کیا ہے۔ ان ہی لفظوں سے اور صحیح کی اس کی ابن حبان اور ابو عوانہ نے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ عمل کا اخفا کرنا اور شہرت اور انگشت نمائی نہ ہونا اس کی ضد سے بہتر ہے اور دنیا اور دین میں اسلم ہے اور (اسی طرح) مال قلیل جو آخرت سے غافل نہ کرے اس کثیر سے بہتر ہے جو اس سے غافل کرے۔

(۳۳۲) روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں سمرہ سے۔

حدیث معناً ثابت ہوگئی اور یہی حدیث مولانا رومی کے اس شعر کا ماخذ ہے۔

لا تخالفهم حبیبی دارهم　　　یا غریبا نازلاً فی دارهم

اور یہی طریقہ ہے حکماء اہل اللہ کا کہ بدعقلوں کی مداراۃ کرتے ہیں جس میں بڑی حکمت اپنے قلب کو تشویش سے محفوظ رکھنا ہے جس کی صاحب طریق کو سخت حاجت ہے۔

## طالب کی دلالت شیخ کامل کے ساتھ ہے

**۳۳۳- حدیث:** کسی اچھی بات کا بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اس کا کرنے والا (یعنی ثواب میں)

**فائدہ:** اس میں یہ بھی داخل ہوگیا کہ کسی طالب کو کسی شیخ کامل کا پتہ بتلا دے بلکہ یہ تو سب اچھی باتوں کی اصل ہے (کیونکہ شیخ کامل ہی کی بدولت سب اچھی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

## ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے'' کی صحت کی تحقیق اور اس کے معنی

**۳۳۴- حدیث:** دنیا آخرت کی کھیتی کی جگہ ہے۔ (میں اس پر آگاہ نہیں ہوا۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون قرآن مجید میں موجود ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تجھ کو (دنیا میں) جو دے رکھا ہے تو اس میں آخرت کی بھی جستجو کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لے جانا) فراموش مت کر۔

## حرف الراء

## حدیث ردالشمس کی تحقیق

**۳۳۵- حدیث:** حضرت علیؓ کے لئے (جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

(۳۳۳) روایت کیا اس کو عسکری نے اور ابن جمیع نے اور اس کے طریق سے منذری نے طلحہ بن عمرو کی روایت سے وہ عطا سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن عباس سے مرفوعاً ایک حدیث میں جس کے الفاظ یہ ہیں ہر نیک کام صدقہ ہے اور اچھی بات بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اس کا کرنے والا اور اللہ تعالیٰ پریشان آدمی کی مدد کرنے کو محبوب رکھتا ہے (اور روایت کیا اس کے مضمون کو مسلم نے ابو مسعودؓ سے (ایک طویل حدیث میں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی اچھی بات بتلا دے اس کو کرنے والے ہی کے برابر اجر ملے گا۔

خدمت میں مشغول ہونے کے سبب عصر کی نماز نہیں پڑھ سکے) آفتاب کا واپس ہو جانا (جس سے وہ وقت میں نماز پڑھ سکے) احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس کی کچھ اصل نہیں اور ابن الجوزی نے ان کی موافقت کی اور اس کو موضوعات میں لائے ہیں لیکن طحاوی اور صاحب شفاء نے اس کی تصحیح کی ہے اور ابن مندہ اور ابن شاہین نے اسماء بنت عمیس کی روایت سے اس کی تخریج کی ہے میں کہتا ہوں سیوطی نے تعقبات علی الموضوعات کے باب المناقب میں (اسماء کی اس حدیث کی ان راویوں کے بارہ میں جن کے سبب حدیث مجروح کی گئی ہے کہا ہے کہ فضیل ثقہ راستبازر ہے اس سے مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے احتجاج کیا ہے اور ابن شریک کی توثیق بجز ابو حاتم کے اوروں نے کی ہے اور اس سے بخاری نے ادب میں روایت کی ہے اور ابن عقدہ اکابر حفاظ سے ہے اور اس کی لوگوں نے توثیق کی ہے۔ اھ مختصراً

**فائدہ:** (جب ایسا حاذق واقع بھی ہو چکا ہے اور تخصیص بالنبی کی کوئی دلیل نہیں) پس تم ایسے واقعہ کی جلدی تکذیب مت کرو جو بعض اولیاء کی دعا سے حبس شمس کا قصہ منقول ہے جیسا حضرت قلندر صاحب کی حکایت مشہور ہے کہ انہوں نے (ناراض ہوکر) یہ دعا کردی تھی یاالٰہی تا قیامت برنیاید آفتاب (پھر لوگوں کے معاف کرانے پر دعا کردی تھی) پھر جب ان کی دعا سے وہ طلوع ہوا ہے تو ٹھیک سر پر تھا۔ (یعنی دوپہر کا وقت تھا) سو اس صورت میں واقعہ حبس سے بھی سہل ہے کیونکہ وہ صورۃ حبس تھا لیکن معنی وحقیقۃ حجاب تھا یعنی باوجود طلوع کے نظر نہیں آیا (اور ممکن ہے کہ یہ نظر نہ آنا خاص اسی بستی میں ہو) سو یہ تصدیق سے بہت قریب ہے۔

## مومن کا لعاب شفاء ہے

۳۳۶- **حدیث:** مومن کا لعاب شفا ہے اس کا مضمون صحیح ہے (گو الفاظ ثابت نہیں) چنانچہ صحیحین میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے لعاب سے شفا حاصل کرنے کی دعا مذکور ہے۔

**فائدہ:** اسی سے سور المومن شفا کا مضمون بھی ثابت ہو گیا اور اہل طریق میں بزرگوں کی کھائی ہوئی چیز سے برکت حاصل کرنا کثرت سے معتاد ہے۔

# حرف الزائے

## سالک سے اخفاء تجلی کی حکمت

۳۳۷- حدیث: ناغہ کر کے ملاقات کیا کرو محبت میں ترقی کرو گے۔

فائدہ: اور اس سے بعض اوقات سالک سے تجلیات کے استتار کی حکمت بھی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ عارف شیرازی نے فرمایا ہے۔

گر نیست غیبتے نہ دہد لذتے حضور

# حرف السین

## سردار خادم ہوتا ہے

۳۳۸- حدیث: جو کسی قوم کا سردار ہو وہ ان کا خادم ہے۔ (یعنی اس کو خادم ہونا چاہئے)

فائدہ: اس کے ضعف کا تدارک اس سے ہوتا ہے کہ عموماً سلف کا اس پر عمل رہا ہے خصوص اہل طریق کا ہر زمانہ میں رہا ہے کہ وہ سب کی خدمت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے خادموں کی بھی جس خدمت کی ان کو حاجت ہو (اور کسی حدیث پر اس طرح عمل کرنا علامت ہے کہ حدیث کی کچھ اصل معتد بہ ہے ورنہ غیر ثابت پر عمل کیوں کرتے)۔

---

(۳۳۷) روایت کیا اس کو بزار نے اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسندوں میں اور حارث کے طریق سے ابونعیم نے حلیہ میں طلحہ بن عمرو کی روایت سے وہ عطاء سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوہریرہؓ سے مرفوعاً (پھر مقاصد میں کئی سندیں ذکر کرنے کے بعد) کہا ہے کہ ان اسانید کے مجموعہ سے حدیث میں قوت ہوتی ہے اگرچہ بزار نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں لیکن یہ ہمارے قول کے منافی نہیں (کیونکہ صحت کی نفی سے ثبوت کی نفی نہیں ہوتی)۔

(۳۳۸) روایت کیا اس کو ابوعبدالرحمان سلمی نے اپنی کتاب آداب الصحبۃ میں یحییٰ بن اکثم کی روایت سے انہوں نے مامون رشید سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے انہوں نے اسی لفظ سے مرفوع کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف اور انقطاع ہے۔

# حرف الصاد

## ضعفا کے ساتھ اپنی تعلیمات میں اہل اللہ کی رعایت

**۳۳۹- حدیث:** پل صراط تلوار کی تیزی کی طرح ہے یا بال کی باریکی کی طرح۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ اس کا مستبعد ہونا اس سے دفع ہوتا ہے جو اس باب میں صوفیہ میں سے بعض اہل لطائف نے کہا ہے کہ صراط صورت مثالیہ ہے طریق دینی معتدل کی اور چونکہ وسط حقیقی غیر منقسم ہوتا ہے اس لئے صراط ایسی مشکل میں ظاہر ہوگا جو بال سے بھی باریک ہے کیونکہ بال تو عرض میں منقسم ہوتا ہے نیز چونکہ وسط حقیقی پر قائم رہنا ہر چیز سے زیادہ دشوار ہے کیونکہ اس کے دونوں طرفوں یعنی افراط وتفریط کی طرف مائل ہو جانے سے بہت کم سالم رہتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کوئی ایسا شخص نہیں جو دین کا سختی سے مقابلہ کرے مگر اس پر دین ہی غالب ہوگا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مستقیم رہو اور تم سے اس کا احاطہ نہ ہو سکے گا اگرچہ اللہ اپنے عفو ورحمت سے بندہ سے ادنیٰ درجہ کے عمل کو بھی قبول فرمالیتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھیک ٹھیک رہو اور قریب قریب رہو اور کچھ صبح کچھ شام اور کچھ رات کے حصے سے مدد لیا کرو (یعنی ان اوقات میں کچھ نفل عبادت کرلیا کرو) پس اس دشوار ہونے کے سبب وہ صراط ایسی صورت میں ظاہر ہوگا جو تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ پس اس تقریر سے وہ استبعاد دفع ہو گیا اور اس قسم کے نکات کا بیان کرنا ایک طریق ہے جس کے موافق اہل اصلاح ضعفاء کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں ورنہ ان کا اصل طریق ان امور میں بلا کیف تسلیم کرلینا ہے۔

---

(۳۳۹) روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب میں حضرت انس سے مرفوعاً اور کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث زیاد نمیری سے روایت کی گئی ہے انہوں نے انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ صراط بال کی باریکی کی طرح ہے یا تلوار کی تیزی کی طرح اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے ختم ہوا کلام بیہقی کا۔

# حرف العين المهملة

## عفت کی اہمیت واثرات

۳۴۰- **حدیث:** تم عفیف رہو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی اور اپنے باپوں سے اچھا سلوک کرو تمہارے بیٹے تم سے اچھا سلوک کریں گے۔

**فائدہ:** مقصود (زنا وعفت کے) اصل اثر کا بیان کرنا ہے۔ اگرچہ کسی مرض کے سبب اس کا ترتب نہ ہو اور غالباً یہ حدیث عارف رومی و شیخ شیرازیؒ کے اقوال (مذکورہ حصہ عربی) کا ماخذ ہوگا اور حضرات اہل طریق کے اقوال میں سے کوئی قول کم پایا جاتا ہوگا جو نصوص کی طرف صراحتاً یا اشارۃً مستند نہ ہوتا ہو۔

## فضیلت علماء

۳۴۱- **حدیث:** میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں ہمارے شیخ نے کہا ہے اور ان کے قبل دمیری اور زرکشی نے کہا ہے کہ اس کی کچھ اصل نہیں بعض نے اتنا اور زیادہ کیا کہ یہ حدیث کسی معتبر کتاب میں بھی معلوم نہیں ہوئی۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ لیکن اس کا مضمون صحیح ہے اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے مقاصد میں اس حدیث کے باب میں کہا ہے کہ اس کو احمد وابوداؤد وترمذی نے اور دوسروں نے بھی ابوالدرداء سے ان ہی الفاظ میں مرفوعاً روایت کیا ہے مع اس زیادت کے کہ انبیاء نے میراث میں نہ دینار چھوڑا نہ درہم چھوڑا صرف علم کو میراث میں چھوڑا ہے اور اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم وغیرہما نے صحیح کہا ہے اور حمزہ کنانی نے حسن کہا ہے اور ان کے غیر نے ضعیف کہا ہے بوجہ اس کے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے لیکن اس کے

---

(۳۴۰) اس کو طبرانی نے حضرت جابرؓ سے اور دیلمی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً اس طرح روایت کیا ہے کہ تم زنا مت کرو تمہاری بیبیوں کی لذت جاتی رہے گی (کیونکہ لذت اشتیاق سے ہوتی ہے اور جب دوسری جگہ اشتیاق ختم ہوگیا پھر لذت کہاں نیز معصیت کی نحوست بھی اس نعمت کے سلب کا سبب بن جاتی ہے) اور تم عفیف رہو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی فلاں خاندان والوں نے زنا کیا ان کی عورتوں نے بھی زنا کیا۔

شواہد متعدد ہیں جن سے اس کو تقویت ہو جاتی ہے۔

## حرف الفاء

## حدیث فقر کی تحقیق

**۳۴۲- حدیث:** فقر میرا فخر ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں لیکن فقر کی فضیلت میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں اور فضیلت ہی کی چیزوں سے فخر ہوتا ہے۔ پس یہ فخر والی حدیث فضیلت والی حدیثوں کی مدلول التزامی ہے (پس معنی بے اصل نہ ہوئی)۔

## حرف القاف

## قلب خانہ خدا ہے

**۳۴۳- حدیث:** قلب خانہ خدا ہے مرفوع میں اس کی کوئی اصل نہیں میں کہتا ہوں مطلب یہ ہے کہ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں کیونکہ مقاصد کے حرف میم یا وسعنی سمائی الخ کی تحقیق میں یہ مضمون ہے کہ طبرانی نے ابو عتبہ خولانی سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اہل ارض میں اللہ تعالیٰ کے بہت ظروف ہیں اور تمہارے رب کے ظروف اس کے صالح بندوں کے قلوب ہیں اور ان سب میں اس کو زیادہ محبوب وہ قلوب ہیں جو سب میں زیادہ نرم اور رقیق ہوں اور اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے جو مدلس ہے لیکن اس نے حدثنی یا حدثنا صریحاً کہا ہے (پھر تدلیس مضر نہیں) نیز میں کہتا ہوں کہ ظروف اور خانہ دونوں معنی قریب قریب ہیں اور دونوں میں ذکر یا محبت وغیرہ مقدر کیا جائے گا (یعنی بیت محبۃ الرب وآنیۃ محبۃ اللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ وہ کسی شے میں حلول فرمائے اور اس پر محمول کیا جائے گا بعض عشاق کا یہ قول۔ پرتو حسنت الخ یا اور کوئی قول جس میں انہوں نے کہیں ارض اللہ کہیں محل تجلی کہیں اس کا ہم معنی کہہ دیا ہے۔

---

(۳۴۲) ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ غیر ثابت اور موضوع ہے۔

# حرف الکاف

## محتاجی قریب ہے کہ کفر ہو جائے

**۳۴۴- حدیث:** محتاجی قریب ہے کہ کفر ہو جائے۔

## حدیث کنت کنزاً مخفیاً کی تحقیق

**۳۴۵- حدیث:** میں ایک خزانہ تھا جس کو کوئی نہیں پہچانتا تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو اپنی پہچان دی۔ پھر انہوں نے مجھ کو پہچانا ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی سند معلوم ہوئی نہ صحیح نہ ضعیف اور زرکشی اور ہمارے شیخ (بھی اس حکم میں) ابن تیمیہ کے تابع ہوئے۔

**فائدہ:** لیکن یہ مضمون صحیح ہے اور حدیث ان اللہ جمیل یحب الجمال سے مستنبط ہے جیسا کہ احقر نے اپنی بعض تالیفات میں بیان کیا ہے چنانچہ النکت الدقیقہ کے مضمون ہشدہم میں بھی مذکور ہے۔

---

(۳۴۴) اور اس کو احمد بن منیع نے یزید رقاشی کے طریق سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حسن سے یا انس سے مرفوعاً اور یہ حدیث ابونعیم کے حلیہ میں اور ابومسلم کشی کے سنن میں اور ابوعلی بن سکن کے مصنف میں اور بیہقی کے شعب میں اور ابوعدی کے کامل میں (اسی) یزید کے طریق سے حضرت انس سے مروی ہے بدوں شک کے (جیسے پہلے حسن کا بھی شک تھا) اور یزید ضعیف ہے اور نسائی کے یہاں ابن حبان نے تصحیح بھی کی ہے اور ابوالہیثم کی جہت سے اور ابوسعید خدری سے مرفوعاً اس طرح روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر سے ایک شخص نے کہا اور یہ دونوں برابر ہیں فرمایا ہاں اور یہ سب روایتوں میں صحیح ہے اور اس کے قبل جو مرفوع روایت تھی وہ ضعیف الاسناد ہے میں کہتا ہوں کہ وہ ضعیف حدیث بھی معناً صحیح ہو گئی اور یہ (فقر کا کفر کے قریب ہونا) اس وقت ہے جب یہ شخص صبر و رضا اختیار نہ کرے اور حق تعالیٰ پر اعتراض کرے نیز میں کہتا ہوں کہ نسائی میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں کفر اور دین سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ دین کو کفر کی برابری کرتے ہیں فرمایا ہاں اور یہ بھی ماقبل کے قریب ہے اس لئے کہ فقر عادتاً دین کو مستلزم ہے اور دین (من وجہ) کفر کو نصاً مستلزم ہے کیونکہ اس میں بعض خصال نفاق کے پائے جاتے ہیں جیسے وعدہ خلافی وغیرہ پس فقر کو کفر تک پہنچانے کا مضمون ثابت ہو گیا اور یہی مضمون تھا کاد الفقر الخ کا)

# حرف اللام

## خرقہ صوفیا علیؓ سے چلا آتا ہے

۳۴۶- حدیث: خرقہ صوفیہ کا پہننا اور حضرت حسن بصریؒ کا حضرت علیؓ سے پہننا ابن دحیہ اور ابن الصلاح نے کہا کہ بالکل ثابت نہیں اور اسی طرح ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ اثبات خرقہ کے جتنے طریق ہیں انہی سے ایک بھی ثابت نہیں اور کسی خبر صحیح یا حسن یا ضعیف میں وارد نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورۃ متعارفہ بین الصوفیہ پر اپنے کسی صحابی کو خرقہ پہنایا ہو اور نہ کسی صحابی کو یہ حکم دیا کہ وہ ایسا کریں اور جو کچھ اس باب میں صریح روایتیں آئی ہیں سب سے اصل میں (صریح) کی قید سے مفہوم ہوا کہ کلیات سے استنباط ہوسکتا ہے) پھر کہا ہے کہ اس دعوے میں ہمارے شیخ ہی متفرد نہیں بلکہ ان سے پہلے بھی ایک جماعت اس طرف گئی ہے حتیٰ کہ جن بزرگوں نے پہنا ہے اور پہنایا ہے (وہ بھی اس کو روایت سے ثابت نہیں فرماتے) جیسے دمیاطی اور ذہبی اور ہکاری اور ابوحیان اور علائی اور مغلطائی اور عراقی اور ابن الملقن اور انباسی اور برہان حلبی اور ابن ناصر الدین الخ۔

**فائدہ:** لیکن باوجود اس کے لبس خرقہ امر مباح ہے جب اس کو مسنون نہ سمجھا جائے بلکہ وہ ایک رسم صالح ہے جو بہت سے مصالح پر مبنی ہے جیسے فارغین علوم درسیہ کو عمامہ باندھنا اہل مدارس میں ایک رسم ہے۔

## قوالی اور وجدوغیرہ کی تحقیق

۳۴۷- حدیث: قدلسعت حیة الھوی کبدی دوشعروں کے ختم تک اور وہ دوشعر یہ ہیں

قدلسعت حیۃ الھویٰ کبدی    فلا طبیب لھا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت بہ    فعندہ رقیتی وتریاقی

اور یہ کہ یہ اشعار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھے گئے (اس کے متعلق) ابن

تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ ابومحذورہ نے یہ اشعار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھے اور آپ نے وجد فرمایا حتیٰ کہ آپ کی چادر مبارک آپ کے شانہ سے گر گئی اور اس کو فقراء صفہ نے باہم تقسیم کر لیا اور اپنے کپڑوں میں اس کے پیوند لگا لئے سو یہ قصہ باتفاق محدثین غلط ہے اور جو کچھ اس باب میں مروی ہے سب موضوع ہے۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ یہ بھی علماء صوفیہ کے نزدیک اغراض محمودہ کے لئے ایک امر فی نفسہ مباح ہے مگر خاص شرائط کے ساتھ جو ان کے نزدیک مقرر ہیں اور ان کے کلمات میں منضبط ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس پر کوئی فساد ظاہری یا باطنی مرتب نہ ہو یہ کلام تھا سماع اور وجد اور تواجد میں باقی خرقہ کا برکت کے لئے تقسیم کر لینا پس وہ لبس خرقہ کی طرح جس کا ذکر ابھی اوپر گزرا ہے ایک رسم ہے جو اعتقاد برکت سے ناشی ہے اور چونکہ برکت کا حاصل کرنا اغراض محمودہ سے ہے اس لئے یہ خرقہ کا پارہ پارہ کر دینا اسراف اور اتلاف میں داخل نہیں سو تم صوفیہ کے بارہ میں گو وہ متقدمین میں سے نہ ہوں ادب اور انصاف کا لحاظ رکھنا اور اعتراض اور کجروی سے بچنا۔

## ادنیٰ سے اشرف کو نفع پہنچتا ہے

۳۴۸- **حدیث:** اگر اللہ کے وہ بندے نہ ہوتے (جو بڑھاپے سے) جھک گئے ہیں اور دودھ پینے والے بچے نہ ہوتے اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم لوگوں پر (معاصی کی سزا میں) مینہ کی طرح عذاب برستا۔

**فائدہ:** یہ حدیث اس پر دال ہے کہ ادنیٰ سے اشرف کو نفع پہنچ جاتا ہے (چنانچہ بہائم تک سے آدمی کو یہ نفع پہنچا کہ ان کی بدولت وہ عذاب سے محفوظ رہا) اور اسی وجہ سے اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنے کو ہر شخص سے کمتر سمجھتے ہیں حتیٰ کہ بہائم سے بھی اور نفع دنیوی پر نفع دینی کا قیاس ہو سکتا ہے (کہ وہ بھی ادنیٰ سے شریف کو بعض اوقات پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ بکثرت مشاہد ہے)

(۳۴۸) روایت کیا اس کو طیالسی اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عدی اور دوسرے محدثین نے مالک بن عبیدہ ابن مسافع دیلمی کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے اور ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے دونوں نے اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

## برکات توکل

**۳۴۹- حدیث:** اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے جیسا توکل کا حق ہے تو تم کو اللہ تعالیٰ اس طرح رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو (گھونسلوں سے) بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر جاتے ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث سے توکل کی برکت معلوم ہوئی کہ پرندوں کی طرح روزی کیسی آسانی سے ملے اسی کا گویا ترجمہ کیا ہے۔ فرمایا عطارؒ نے

برتوکل گر بود فیروزیت	حق دہد مانند مرغان روزیت

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل میں ترک اسباب شرط نہیں اور حدیث اول میں اس طرف اشارہ بھی ہے اس لئے کہ پرندہ بھی ایک گونہ کسب سے خالی نہیں کیونکہ آشیانہ سے طلب رزق کے لئے نکلنا ایک قسم کا کسب ہی ہے ابن عباس اور حضرت عمر کے قول میں تو اس کی تصریح ہے ہاں ترک اسباب ظنیہ کی بھی خاص شرائط کے ساتھ دوسری نصوص میں اجازت آئی ہے۔

## سائل کا اطلاق کس پر ہوتا ہے

**۳۵۰- حدیث:** سائل کے لئے حق ہے اگرچہ گھوڑے ہی پر آیا ہو۔

---

(۳۴۹) روایت کیا اس کو احمد اور طیالسی نے اپنے مسندوں میں اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی ابوتمیم جیشانی کی روایت سے اور وہ حضرت عمرؓ سے اسی لفظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور تصحیح کی اس کی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور عسکری کی روایت وہب ابن منبہ کی جہت سے یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے متوکل کے بارے میں پوچھا گیا (کہ متوکل کون ہے) انہوں نے فرمایا کہ جو شخص کھیتی کرے اور مٹی میں اپنا تخم ڈالے (یعنی اسباب معاش کو اختیار کرے) اور معاویہ بن قرہ کی طریق سے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اہل یمن کے بعض لوگوں سے ملے فرمایا تم کون ہو کہنے لگے متوکل ہیں فرمایا تم (اس دعویٰ میں) جھوٹے ہو کہ تم متوکل ہو، متوکل تو صرف وہ شخص ہے جو دانہ زمین میں ڈالے اور ڈال کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے (اپنی تدبیر پر اعتماد نہ کرے)

(۳۵۰) روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد نے حسین بن علی ہاشمی سے مرفوعاً اور اس کی سند جید ہے جیسا کہ عراقی نے کہا ہے اور دوسروں نے بھی ان کا اتباع کیا ہے اور ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے لیکن ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اس کے بعد (مقاصد) میں کہا ہے کہ ابن عباس اور زید بن اسلم سے مروی ہے جس کو مرسلاً مرفوع کیا ہے ان الفاظ سے سائل کو دو اگرچہ گھوڑے پر آیا ہو اس کو مالک نے موطا میں (بقیہ فوائد اگلے صفحہ پر)

**فائدہ:** ان روایت کے ظاہر الفاظ میں تائید ہے بعض اہل دل کے اس معمول کی کہ وہ ہر اس شخص کو دے دیتے ہیں جو ان سے مانگے خواہ محتاج ہو یا غنی اور فقہا نے سائل غنی کے دینے سے منع کیا ہے کیونکہ ایسے شخص کا سوال کرنا معصیت ہے اور یہ دینا اس کی اعانت کرتا ہے معصیت پر۔ اور وہ حدیث کو اس حالت پر محمول کرتے ہیں کہ گھوڑا وغیرہ اس کی حاجت اصلی میں مشغول ہو اور جو شخص اس میں توسع کرتا ہے وہ اس دلیل سے یہ عذر کر سکتا ہے کہ دینے والے کا قصد تو اعانت علی المعصیۃ کا نہیں ہے اس کا قصد صرف اس کی حاجت کا پورا کرنا ہے اگرچہ اس سے بطور تسبب کے معصیت لازم آ جائے اور لازم کا حکم ملتزم کا سا نہیں ہوتا بہر حال مسئلہ میں گنجائش اجتہاد کی ہے سو کسی کو یہ حق نہیں کہ دوسرے کو ملامت کرے۔

# حرف المیم

## شعائر محبوب سے محبت

**۳۵۱- حدیث:** آب زمزم اسی چیز کے لئے نافع ہے جس کے لئے پیا جائے۔

---

(بقیہ فوائد صفحہ سابقہ) اسی طرح روایت کیا ہے اس کے بعد (مقاصد میں) کہا ہے کہ دار قطنی کے یہاں حسن بن علی ہاشمی کی جہت سے اعرج سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں یہ ہے کہ تم میں کوئی شخص سائل کے دینے سے انکار نہ کرے اگرچہ اس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہوں اور (دار قطنی نے) کہا ہے کہ اس روایت میں حسن اعراج سے متفرد ہیں اور یہ مسند الفردوس میں بھی ہے اس کے بعد (مقاصد میں) ابن النجار سے ان کی سند سے ابو عبداللہ سے وارد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو عمر بن عبدالعزیز نے کچھ مال دیا کہ میں اس کو مقام رقہ میں تقسیم کر دوں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ مجھ کو ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں کہ میں پہچانتا نہیں اور ان میں غنی بھی ہیں اور فقیر بھی ہیں (تو میں تقسیم کے وقت کیسے امتیاز کروں گا) انہوں نے فرمایا ارے بھائی جو شخص تیری طرف ہاتھ پسارے تو اس کو دیدے۔

(۳۵۱) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے عبداللہ بن المؤمل کی روایت سے کہ انہوں نے ابو الزبیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پھر اس حدیث کا ذکر کیا اور اس کی سند ضعیف ہے (پھر چند روایات اس باب میں ذکر کر کے کہا) اور ان سب سے احسن وہ حدیث ہے جس کو فاکہی نے ابن اسحاق کی روایت سے ذکر کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد ابن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی کہ حضرت معاویہ نے حج کیا اور ان کے ساتھ ہم نے بھی حج کیا سو جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت پڑھی پھر صفا کی طرف جاتے ہوئے زمزم کے پاس گزرے اور فرمایا کہ اے لڑکے میرے لئے اس میں سے ایک ڈول نکال انہوں نے ایک ڈول نکالا اور وہ حضرت معاویہ کے پاس لائے انہوں نے پیا بھی اور اپنے چہرے اور سر پر ڈالا بھی اور یہ کہتے جاتے تھے کہ زمزم شفا ہے اور وہ اسی چیز کو نافع ہے جس کے لئے بھی پیا جائے۔ بلکہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث باوجود موقوف ہونے کے حسن ہے (اور اس کے قبل ایک روایت موقوفہ کے متعلق کہا ہے کہ) لیکن ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی (بقیہ فوائد اگلے صفحہ پر)

**فائدہ:** آب زمزم سے برکت حاصل کرنا صوفیہ میں مثل امر اجماعی کے ہے اور ان کے لئے داعی اس کا ان روایات کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت ہے اور اس کے شعائر کی یعنی مکہ کی اور بیت اللہ کی اور اس کے مقبولین کی محبت یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کی۔

## جسے مسلمان اچھا سمجھے اسے اللہ بھی اچھا سمجھتا ہے

**۳۵۲۔ حدیث:** جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث تقریباً اس میں نص ہے کہ مراد مسلمین سے حدیث میں اصحاب ہیں پھر سب صحابہ مراد لئے جائیں تو حدیث خاص ہوگی اجماع کے ساتھ اور اگر مطلق صحابہ مراد لئے جائیں تو دوسرے دلائل سے اس میں اجتہاد کی بھی قید ہوگی پس حدیث قیاس کے حجت ہونے کو مفید ہوگی اگر اس پر یہ سوال کیا جائے کہ قیاس کا حجت ہونا صحابہ کہ ساتھ خاص نہیں پھر اس تخصیص کی کیا وجہ ہم جواب دیں گے کہ تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ ان کی رائے دوسرے مجتہدین کی رائے پر مقدم ہے اور یہ وجہ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر چلتی ہے کہ صحابہ کی تقلید (مجتہد پر بھی) واجب ہے اور جب حدیث کے معنی واضح ہو گئے تو بدعات اور رسوم (کے استحسان) میں اہل غلو کا اس حدیث سے استدلال کرنا باطل ہو گیا۔

---

(بقیہ فوائد صفحہ سابقہ) (پھر کہا ہے) اور مرتبہ اس حدیث کا یہ ہے کہ ان طرق کے جمع ہو جانے سے وہ احتجاج کے قابل ہو سکتی ہے اور اس کا تجربہ اکابر کی ایک (بڑی) جماعت نے کیا ہے۔

(۳۵۲) روایت کیا اس کو احمد نے کتاب السنۃ میں اور جس نے اس کو مسند کی طرف منسوب کیا اس نے غلطی کی (اور یہ روایت) ابی وائل کی حدیث سے ہے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب میں نظر فرمائی سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا اور آپ کو رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر بندوں کے قلوب میں نظر فرمائی سو آپ کے لئے اصحاب کو منتخب فرمایا اور ان کو اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کا وزیر بنایا پس جس چیز کو (یہ) مسلمان (یعنی اصحاب) اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے اور جس چیز کو (یہ) مسلمان بری سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے اور یہ حدیث موقوف اور حسن ہے اور اسی طرح اس کو بزار اور طیالسی اور طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن مسعود کے ترجمہ میں روایت کیا ہے بلکہ یہ حدیث بیہقی کے نزدیک اعتقاد میں دوسرے طریق سے ابن مسعود سے مروی ہے۔

# مسح العینین کی تحقیق

**۳۵۴- حدیث:** جب موذن اذان میں اشهدا ن محمد الرسول الله کہے اس کو سن کر زبان سے یہ کہے اشهدان محمد اعبده ورسوله رضیت بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی الله علیه و سلم نبینا اور شہادت کی دوانگلیوں کے پوروں کے اندرونی حصہ کو چوم کر دونوں آنکھوں پر پھیر لے میں (اس کے متعلق) کہتا ہوں کہ صاحب مقاصد اس باب میں کئی قسم کی روایات لائے ہیں ایک مرفوع دیلمی سے وہ ابوبکر صدیق کی حدیث ہے۔ اس کو ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں اور (علی الاطلاق) یہ بھی کہا ہے کہ مرفوع کے باب میں ان روایات کے متعلق کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ دوسری قسم جو خضر علیہ السلام سے منقول ہے ابوالعباس احمد بن ابی بکر رداد یمانی صوفی کی کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ سے ایسی سند سے جس میں بہت سے مجہول راوی ہیں اور اسی کے ساتھ انقطاع بھی ہے (پس یہ بھی صحیح نہ ہوئی) تیسری قسم جو حضرت حسن پر موقوف ہے فقیہ محمد بن سعید خولانی سے ان کی سند کے ساتھ چوتھی قسم جو مشائخ سے خود ان کے اقوال منقول ہیں جیسے محمد بن بابا اور مجد جو ایک قدیم مصری ہیں اور بعض شیوخ عراق یا عجم کے اور ابن صالح اور محمد بن ابی نصر بخاری (یہ چار قسمیں ہوئیں ان میں سے) قسم اول (یعنی مرفوع میں تو اس عمل کی فضیلت میں یہ وارد ہوا ہے کہ میری شفاعت اس کے لئے ثابت ہوگی اور باقی روایات میں صرف یہ ہے کہ اس کی آنکھیں آشوب اور کوری سے محفوظ رہیں گی اور اگر درد ہو تو جاتا رہے گا۔ یہ خلاصہ ہے مقاصد کے مضمون کا باقی رہا اس کا حکم سو (قواعد شرعیہ سے) ظاہر ہے وہ یہ کہ عمل باعتقاد ثواب (اور دین کا کام سمجھ کر) کیا جائے جس کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہوئی تو بدعت اور زیادت فی الدین ہے (ان میں سے کیونکہ غیر دین کو دین سمجھنے کا یہی حکم ہے) اور اس زمانہ میں جو لوگ یہ عمل کرتے ہیں انہیں اکثر کا (عام طور سے) یہی اعتقاد ہے سو اس کے بدعت ہونے میں

کوئی شک نہیں اور گر صحت بدنیہ (یعنی حفاظت چشم) کی نیت سے کیا جائے۔ وہ ایک قسم کی طبی تدبیر ہے سو وہ فی نفسہ جائز ہے (کیونکہ یہ اعتقاد فاسد نہیں) لیکن اگر یہ سبب ہو جائے ایہام قربت کا جیسا عوام زمانہ سے یہی احتمال غالب ہے تو اس سے مطلقاً (بطور انتظام واجب کے) منع کیا جائے گا۔

## شرکاءِ ہدیہ

**۳۵۴- حدیث:** جس کو کوئی ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوں وہ سب اس میں شریک ہیں۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ حدیث کا یہ مضمون اس صورت میں ہے جبکہ ہدیہ دینے والے کا مقصود سب لوگوں کے شریک کرنے کا ہو جیسا کھانے پینے کی چیزوں میں غالب ہے لیکن باوجود اس کے وہ ہدایہ ادب کی وجہ سے صدر مجلس کے سامنے رکھ دیا اور یہ امر قرائن سے معلوم ہو جاتا ہے۔ باقی جب اس کا مقصود خاص ہی شخص کے دینے کا ہو جیسے نقد و پارچہ وغیرہ میں غالب ہے اس وقت دوسروں کے شریک کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ملک احکام تملیک سے ہے جب تملیک خاص ہوگی ملک بھی خاص ہوگی خوب سمجھ لو البتہ اگر اس صورت میں بھی سب اہل مجلس پر تقسیم کر دے تو یہ مروت اور حقوق صحبت سے زیادہ قریب ہے جیسا کہ ان بزرگوں کی اکثر احوال میں یہی عادت ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی امر قوی اس کے خلاف کو مقتضی ہو۔

---

(۳۵۴) روایت کیا اس کو عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور عبدالرزاق اور طبرانی نے بھی اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس اور ان میں سے صرف طبرانی نے اور ایسے ہی اسحٰق بن راہویہ نے اور ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں حسن بن علی کی حدیث سے اور عقیلی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ان سب نے اسی لفظ سے مرفوعاً اور عقیلی کہتے ہیں کہ اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی اور ایسا ہی بخاری نے اس حدیث کو تعلیقاً لا کر کہا ہے یعنی اس طرح کہا ہے کہ ابن عباس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے ہم مجلس اس کے شریک ہوں گے (سو) یہ صحت کو نہیں پہنچا اھ لیکن یہ عبارت (لم یصح (بخاری جیسے شخص سے حدیث کے لئے اصل ہونے کو مقتضی نہیں (کیونکہ ان کے یہاں صحت کی سخت شرطیں ہیں) بخلاف اس کے کہ عقیلی (لم یصح) کہیں (کہ وہ مقتضی بے اصل ہونے کو ہوگا) اور بہر حال ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ حدیث موقوف زیادہ صحیح ہے۔

## تربیت میں رعایت سہولت

۳۵۵- حدیث: جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو جائے اس کو چاہئے کہ دونوں میں جو سہل ہو اس کو اختیار کرے (یہ الفاظ حدیث کے نہیں لیکن مضمون حدیث کے موافق ہے چنانچہ) اس مضمون کے لئے حضرت عائشہؓ کے قول سے مناسبت نکال سکتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امر میں اختیار دیا گیا ہو مگر ہمیشہ آپ نے آسان ہی صورت کو اختیار فرمایا اور یہ حدیث معروف ہے۔ (اور مناسبت ظاہر ہے)

فائدہ: اور یہی طریقہ ہے محققین اہل تربیت کا خصوص تربیت میں کہ اس میں طالب کی حالت کی رعایت کرتے ہیں اور دشوار کام کو اس پر سہل کر دیتے ہیں تا کہ طریق اس پر دشوار نہ ہو۔

## دعووں کی تحقیق

۳۵۶- حدیث: جو شخص ایسی چیز کے ہونے کو جتلائے جو اس کو عطا نہیں کی گئی (خواہ مال ہو یا کمال ہو) وہ شخص ایسا ہے جیسے تمام لباس جھوٹ کا پہن لیا۔

فائدہ: سب سے زیادہ عمل کرنے والے اس حدیث کے مشائخ ہیں کہ دعویٰ کے ایہام تک سے خود بھی بچتے ہیں اور اپنے متعلقین کو بھی بچاتے ہیں (اور اس ایہام تک دوسروں کی نظر بھی نہیں جاتی)۔

## کبر کا علاج

۳۵۷- حدیث: جو شخص اپنا اسباب اٹھا کر خود لے آئے وہ کبر سے مبرا ہو گیا۔

فائدہ: یہ حدیث واضح تر ماخذ ہے ایسے علاجوں کا جن کو مشائخ اپنے مریدوں کے لئے کبر کے متعلق تجویز کرتے ہیں۔

---

(۳۵۶) روایت کیا اس کو بخاری مسلم نے۔ (۳۵۷) اس کو قضاعی اور دیلمی نے اپنی مسندوں میں سفیان کی روایت سے ذکر کیا ہے انہوں نے محمد بن المنکدر سے انہوں نے جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

## ظالم پر رحمت کا طریقہ

**۳۵۸- حدیث:** جو شخص ایسے شخص پر جس نے اس پر ظلم کیا ہو بددعا کرے اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔

**فائدہ:** اور جس طرح یہ حدیث اس عادت کی بنا ہے۔ جس پر اکثر اہل طریق ہیں کہ ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اس عادت کی بھی سند ہے جس پر بعض اہل طریق ہیں کہ کچھ خفیف ضرر کی بددعا کر دیتے ہیں تا کہ صبر کرنے کی وجہ سے اس کو کوئی بڑا ضرر لاحق نہ ہو جائے بہر حال صابر اور غیر صابر دونوں کا قصد یہی ہے کہ ظالم کے ساتھ رحمت کا برتاؤ ہو لیکن رنگ رحمت کا مختلف ہے۔

## راستے سے کاغذ اٹھانا

**۳۵۹- حدیث:** جو شخص کوئی لکھا ہوا کاغذ راستہ سے اٹھا لے۔

**فائدہ:** اور اسی پر عمل ہے اہل ادب کا جہاں تک ان کے بس میں ہے اور ان میں جو اہل درایت ہیں۔ انہوں نے اس حکم کو ایسے کاغذات کی طرف بھی متعدی کیا ہے جن میں حروف ہوں جو مادہ ہے اذکار کا گو ہیئت نہ ہو (یعنی بسم اللہ وغیرہ لکھی ہوئی نہ ہو اور کوئی عبارت ہو مگر اس عبارت کے حروف وہی ہیں جن سے اسماء الٰہیہ و کلام الٰہی مرکب ہے) پھر اس سے آگے متعدی کیا ان حروف کے محل کے حروف کے محل یعنی سادہ کاغذ تک (اگرچہ اس میں کچھ لکھا نہ ہو) مگر ان سب مراتب میں تفاوت ہے

---

(۳۵۸) روایت کیا اس کو ترمذی و ابو یعلی وغیرہما نے ابراہیم کی روایت سے وہ اسود سے اور وہ عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

(۳۵۹) روایت کیا اس کو دار قطنی نے افراد میں سلیمان بن ربیع کی۔ روایت سے انہوں نے ہمام بن یحییٰ سے انہوں نے عمرو بن عبداللہ بن ابی خثعم سے انہوں نے یحییٰ بن کثیر سے انہوں نے ابوامامہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اسی لفظ سے مرفوعاً اور ابوالشیخ کی روایت حضرت انس سے جس کو مرفوع کیا ہے یہ ہے کہ جس شخص نے زمین سے کوئی کاغذ اٹھا لیا جس میں بسم اللہ تھی ادب و تعظیم کے سبب وہ صدیقین سے لکھا جائے گا۔

(یعنی جس پر بسم اللہ وغیرہ لکھی ہو اس کا سب سے زیادہ ادب ہے پھر اس کا جس میں کوئی دوسری عبارت لکھی ہو پھر خالی کاغذ کا)

## وضع ملامیۃ کی مذمت

**۳۶۰- حدیث:** جو شخص تہمت (وشبہ) کے رستوں میں چلے گا اس کو تہمت لگائی جائے گی۔

**فائدہ:** اس میں اس شخص پر نکیر ہے جو طریقت کا مدعی ہو کر ایسے افعال پر جرات کرے جو ظاہراً یا حقیقتاً شریعت کے خلاف ہوں اور اپنے کو ملامتی کہے اور بعض بزرگان پیشین کی سند پکڑے اور یہ نہیں سمجھتا کہ غیر معذور کا حال معذور جیسا نہیں (یعنی ان بزرگوں کو کچھ عذر تھا اور اس شخص کو کوئی عذر نہیں) پھر وہ زمانہ شرع کا تھا۔ اس لئے ایسے فعل کا ضرر دوسروں تک نہ پہنچتا تھا۔ (دو وجہ سے ایک یہ کہ عام لوگ بھی اس فعل کو کو برا سمجھ کر اس کو اختیار نہ کرتے تھے۔ دوسرے سزائے شرعی کے خوف سے کسی کی ہمت اس کے ارتکاب کی نہ ہوتی تھی) اور ہمارا زمانہ آزادی کا ہے پس ہر نفس پرست شخص اس ملامتی کے اس فعل کی پناہ لے کر اس فعل کو کرنے لگے گا اور اس کا دین خراب ہوگا نیز جس بزرگ پر اپنے کو قیاس کرتے ہو وہ بزرگ اپنے زمانہ میں مقتدا نہ تھے۔ (کیونکہ ایسے شخص کو کوئی مقتدا نہ سمجھتا تھا) اور یہ نقال اکثر اپنے وقت کا مقتدا ہوتا ہے اس سے عوام کا دین تباہ ہوتا ہے۔

## ریا و نام و نمود کی مذمت

**۳۶۱- حدیث:** جو شخص (اپنے اعمال خیر کو) سنانا چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ (دنیا میں یا آخرت میں) اس (کے عیوب) کو سنا دے گا اور جو شخص (اپنے اعمال خیر کو) دکھلانا چاہے گا اللہ تعالیٰ (دنیا میں یا آخرت میں اس (کے عیوب) کو دکھلا دے گا۔

---

(۳۶۰) اس کو خرائطی نے مکارم میں حضرت عمرؓ کی روایت سے خود ان کا قول کر کے نقل کیا ہے لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو تہمت کے مقام پر قائم کرے گا سو یہ شخص اس کو ملامت نہ کرے جو) اس پر بدگمانی کرے۔ میں کہتا ہوں کنز الحقائق میں تاریخ بخاری سے روایت کیا تہمت کے موقعوں سے بچو۔

(۳۶۱) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

**فائدہ:** یہ حدیث صریح ہے حب جاہ وریا کی مذمت میں اور اس کا تحقق کبھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور کبھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگوں کو خبر پہنچ جائے (اور وہ سن لیں) اور حدیث دونوں کو شامل ہے اور یہ فن طریقت کے امہات مسائل سے ہے۔

## جاہل عبادت گزار کی مذمت

**۳۶۲- حدیث:** جو شخص جہل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو وہ جتنا دین کو بگاڑے گا وہ اس سے زیادہ ہوگا جتنا سوارے گا۔ (گویا اسی کا ترجمہ ہے)

خیالات نادان خلوت نشین      بہم برزند عاقبت کفر و دین

بعض نے کہا کہ یہ حضرت ضرار بن ازدر صحابی کے کلام سے ہے اور دیلمی کے نزدیک واثلہ بن الاسقع کی روایت سے مرفوعاً اس طرح ہے کہ عبادت کرنے والا بدوں علم کے ایسا ہے جیسا گدھا چکی میں۔

**فائدہ:** اور یہ حدیث اس صوفی کی بدحالی ظاہر کر رہی ہے جو حدود شرع سے ناواقف ہو۔ اور اس بدحالی کا اظہار اس وقت اور زیادہ ہو جائے گا جب یہ شخص علم اور اہل علم کی مذمت بھی کرتا ہو اور اپنے کو اس جماعت میں شمار کرتا ہو جنہوں نے پہلے بزرگوں میں سے علوم شریعت کو مدارس سے حاصل نہیں کیا اور یہ شخص اتنا نہیں جانتا کہ تحصیل شرائع کے طرق مختلف ہیں اور اصل طریق اس کا صحبت ہے (کہ علماء کے پاس رہ کر احکام کا علم حاصل کر لے) پس درس کی نفی سے علم کی نفی لازم نہیں اور اس جاہل نے تو نہ مدرسہ میں پڑھا اور نہ علماء کے پاس رہا پس کہاں یہ اور کہاں وہ بزرگان دین (ونعم ما قیل۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر      گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

## عشق کی خاصیت وشرط

**۳۶۳- حدیث:** جو شخص (کسی پر بلا اختیار) عاشق ہو جائے پھر عفیف

---

(۳۶۳) اس حدیث کو مقاصد میں متعدد سندوں کے ساتھ وارد کیا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رہے اور پوشیدہ رکھے پھر مرجائے وہ شہید مرے گا۔

**فائدہ:** اس حدیث میں دو مسئلے ہیں پہلا یہ کہ عشق غیر اختیاری مطلقاً مذموم نہیں (جیسا بعض خشک مزاج اس کو عیوب میں سے اور عاشق کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں) اور مذموم کیسے ہوسکتا ہے جبکہ یہ شہادت تک پہنچاتا ہے اس طرح سے کہ کسی کے فعل کو اس میں دخل نہیں اور ایسی چیز (جو بدوں کسی کے فعل کے دخل کی شہادت تک پہنچادے) مذموم نہیں ہوسکتی (یہ قید اس لئے لگائی کہ مطلقاً سبب شہادت کو غیر مذموم نہیں کہہ سکتے چنانچہ کافر کا کسی مسلمان کو قتل کردینا اسباب شہادت سے ہے اور پھر مذموم ہے) اور اسی وجہ سے بعض اہل طریقت کو دیکھتے ہو کہ وہ اس شخص کی مدح کرتے ہیں اور اس کو اسباب وصول الی المقصود میں سے کہتے ہیں جیسا کہ عارف جامی فرماتے ہیں ؎

متاب از عشق رو گرچہ مجازی ست — کہ آن بہر حقیقت کارسازی ست

اور جیسا عارف رومی فرماتے ہیں

عاشقی گزریں سر وگزران سرست — عاقبت مارابدان شہ رہبر ست

اور اس حدیث کا مضمون اس کے مناسب بھی ہے اس لئے کہ شہادت وصول الی اللہ کی فرد اعظم ہے (پس شہادت کا سبب بن جانا وصول الی اللہ کا سبب بن جانا ہے) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس عشق کے محمود و موصل الی المقصود ہونے کی شرط عاشق کا عفیف رہنا اور اس کا اخفا اور صبر کرنا ہے اور ان سب کا حاصل یہ ہے کہ ہوائے نفسانی کا تارک رہے اور (اسی کی تفصیل میں) محققین نے تصریح کی ہے کہ عشق مجازی کا عشق حقیقی کی طرف موصل ہونا اس شرط سے مشروط ہے کہ معشوق مجازی کی طرف اصلاً التفات نہ کرے نہ اس کی طرف نظر کرے نہ اس کا کلام سنے حتیٰ کہ اس کی طرف قلب سے بھی توجہ نہ کرے (اور اس کا تصور دل میں نہ لائے) اور یہی مراد ہے جامی کے قول

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جن میں سے بعض میں کلام کیا ہے اور بعض کو برقرار رکھا ہے۔ چنانچہ (جن کو برقرار رکھا ہے ان کے متعلق) کہا ہے کہ اس کو خرائطی اور دیلمی نے اور ان کے علاوہ اوروں نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کے لفظ ان مذکورین میں بعض کے نزدیک یہ ہیں کہ جو شخص عاشق ہوجائے پھر عفیف رہے اور پوشیدہ رکھے اور صبر کرے پھر مرجائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور بیہقی کے نزدیک اس۔ کے چند طرق ہیں۔

سے جو شعر بالا کے متصل ہی فرمایا ہے۔

ولے باید کہ برصورت نہ مانی　　وزین پل زود خود را بگذ رانی

اور عارف رومی کے قول سے جو شعر بالا کے تھوڑی دور بعد فرمایا ہے

عشقہائے کز پئے رنگے بود　　عشق نبود عاقبت ننگے بود

اور راز اس (ایصال اور شرط فراق) میں یہ ہے کہ وصول الی المقصود الحقیقی کی شرط اعظم ماسوا سے قطع تعلقات کرنا ہے اور عشق بجز محبوب کے سب سے تعلقات کو قوت کے ساتھ قطع کر دیتا ہے جیسا عارف رومی فرماتے ہیں

عشق آن شعلہ ست کو چوں برفروخت　　ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

(تو محبوب کا ماسوا تو اس عشق سے فنا ہو گیا) پھر جب اپنے نفس کو اس سے بھی بالکل بعید کر دیا اور (مراقبات واذکار سے) ہمہ تن محبوب حقیقی کی طرف توجہ کر کے اس کے قریب کر دیا تو اس محبوب سے بھی انقطاع تعلق ہو گیا پس سب تعلقات رخصت ہو گئے اور صرف واحد محبوب حقیقی باقی رہ گیا۔ جیسا شعر بالا کے بعد مولانا رومی فرماتے ہیں۔

تیغ لا در قتل غیر حق براند　　درنگر آخر کہ بعد لا چہ ماند

ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت　　مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

اور حاصل اس شرط کا عفاف ہے باقی کتمان وصبر یہ تخصیص بعد تعمیم ہے کیونکہ منجملہ عفاف یہ بھی ہے کہ محبوب کو رسوا نہ کرے (جیسا حدیث میں منجملہ حقوق عباد کے اعراض یعنی دوسروں کی آبرو کی حفاظت کو بھی فرمایا ہے) اور کتمان یہی ہے اور (نیز منجملہ عفاف) یہ بھی ہے کہ شکایت (تکلیف کی) نہ کرے اور جزع فزع نہ کرے اور صبر یہی ہے اور یہ بے صبری بھی ناجائز اور عفاف کے خلاف ہے) اور عفت کے معنی میں) قاموس کا قول کہ عف کے معنی ہیں ہر ایسی بات سے رکا جو حلال نہیں اور زیبا نہیں صریح ہے عفاف کے معنی کے عام ہونے میں (جس کا اوپر تقریر میں دعویٰ کیا گیا)

## مذمت ریاء

۳۶۴- **حدیث:** جو شخص شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

**فائدہ:** یہ حدیث ریاء کے مذموم ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس کا مسائل سلوک سے ہونا معروف ہے اور شہرت (جس کا ذکر حدیث میں ہے) عام ہے دنیا کی رفعت کو بھی اور دین کی رفعت کو بھی (جس قسم کی بڑائی کی بھی نیت ہو گی اس کے لئے یہی وعید ہے اور دوسری روایت جس میں صوف پہننے کا ذکر ہے رفعۃ دین میں صریح ہے (کیونکہ صوف پہنے سے بجز صوفی مشہور ہونے کے کیا نیت ہو گی) اور دین میں ریاء کرنا دنیا میں ریا کرنے سے بھی زیادہ شنیع ہے کیونکہ امور دنیویہ میں ریاء کرنے والا دنیا کو دنیا کا ذریعہ بناتا ہے اور امور دینیہ میں ریا کرنے والا دین کو وسیلہ دنیا کا بناتا ہے اور اس کا شنیع تر اور قبیح تر ہونا زیادہ ظاہر اور زیادہ واضح ہے۔

## حق مرشد کی عظمت

۳۶۵- **حدیث:** جو شخص آدمیوں کے احسان کا حق ادا نہیں کرتا اس نے حق تعالیٰ کے احسان کا حق ادا نہیں کیا۔

**فائدہ:** اور چونکہ شکر باندازہ نعمت ہوتا ہے اور کوئی نعمت ذرائع قرب الی اللہ کی رہنمائی سے بڑھ کر نہیں تو جو شخص ایسی رہنمائی کرے اس کا احسان ماننا ہر منعم سے اعظم ہو گا (اور ایسا رہنما پیر ہے تو پیر کا حق بہت بڑا ہوا) اور مرشدوں کے حقوق کا پہچاننا مریدوں کا مثل امر طبعی کے ہو گیا ہے اور شریعت کا طبیعت بن جانا یہ انتہائی کمال ہے اس سے اس جماعت (صوفیہ) کی فضیلت سمجھ لو۔

---

(۳۶۴) روایت کیا اس کو احمد و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ ابن عمر سے مرفوعاً آگے کہا ہے (یعنی صاحب مقاصد نے) اور دیلمی کے نزدیک ان کی مسند میں حضرت انس سے مرفوعاً یہ ہے کہ جو شخص صوف کا لباس اس غرض سے پہنے کہ لوگ اس کو (صوفی کی صفت سے) پہچانیں اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے کہ اس کو (قیامت میں) دو کپڑے خارش کے پہنائے گا یہاں تک کہ اس کی رگیں (گل کر) گر پڑیں گی۔

(۳۶۵) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور حارث نے بھی ابوسعید سے مرفوعاً۔

## بھائی کا عیب ظاہر کرنیکے آداب

**۳۶۶- حدیث:** مومن آئینہ ہے مومن کا۔

**فائدہ:** اس میں اپنے بھائی کے عیب پر مطلع ہونے کا ادب (بتلایا گیا ہے) کہ صاحب عیب کو تو بتلا دے اور کسی پر ظاہر نہ کرے (جیسے آئینہ کی یہی شان ہے)

## نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے

**۳۶۷- حدیث:** سہل بن سعد ساعدی سے مرفوعاً روایت ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

**فائدہ:** یہ وہ مضمون ہے جس سے مریدین کے قلب کو ڈھارس بندھتی ہے جب ان کا کوئی معمول باوجود عزم کے فوت ہو جاتا ہے اور اس وقت ان کو قلق شدید لاحق ہوتا ہے سو ان کے غم کا اس سے علاج کیا جاتا ہے اور اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتے جیسا کہا گیا ہے۔

بردل سالک ہزاراں غم بود     گرز باغ دل خلالے کم بود

اور عمل سے نیت کے بہتر ہونے کی وجہ وہ ہے جو مقاصد میں ہے کہ نیت میں ریاء نہیں اور عمل میں ریاء کی آمیزش ہو جاتی ہے اس لئے ہے کہ نیت تو زیادہ عمل کی کرتا ہے اور وقوع قلیل کا ہوتا ہے۔

## حرف الواؤ

## تنہائی اور خاموشی کی فضیلت

**۳۶۸- حدیث:** تنہائی بہتر ہے برے ہم نشینوں سے اور اچھا ہم نشین بہتر ہے تنہائی سے اور نیک بات کہنا بہتر ہے خاموشی سے اور خاموشی بہتر ہے بری بات کہنے سے۔

---

(۳۶۶) روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً اور یہ حدیث عسکری کے نزدیک کئی طرق سے ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے سو جب اس میں کوئی بات (عیب کی) دیکھے اس کو (آئینہ کی طرح) دور کردے۔ (۳۶۸) روایت کیا اس کو حاکم اور ابو الشیخ اور عسکری نے ابو ذر سے مرفوعاً اور دیلمی نے ابو ہریرہؓ سے

فائدہ: اس میں اس شخص کے غلو کی اصلاح ہے جو گوشہ گیری کو اور خاموشی کو علی الاطلاق ترجیح دیتا ہے (تو اس تفصیل سے اس اطلاق کی اصلاح ہو گئی) اور راز مسئلہ وحدۃ کا اپنے دین کی حفاظت کے لئے فتنوں سے بھاگنا ہے (سو جہاں ملنے جلنے میں اس فتنہ کا احتمال ہو وہاں گوشہ گیری کو ترجیح) ہے اور جہاں صحبت میں دین کی حفاظت ہو اور تنہائی میں اندیشہ ابتلاء کا ہو جیسا کہا گیا ہے۔

خیالات نادان خلوت نشین    بہم برزند عاقبت کفر و دین

وہاں صحبت کو ترجیح ہے اور راز مسئلہ تکلم کا دین کی طرف مخلوق کی رہنمائی ہے تو جہاں بولنے میں اس نفع کی امید ہو وہاں تکلم کو خاموشی پر ترجیح ہے کما قیل

بنمائے رخ کہ خلقے والہ شوند و حیران    بکشائے لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

## حدیث غیر ثابت

۳۶۹- حدیث: میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں اس کی کچھ اصل نہیں اور حلیمی نے شعب میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں باقی سعدیؒ کا جو شعر ہے

سزد گر بدورش بنازم چنان    کہ سید بدور ان نوشیروان

سو اس کا بار اس شخص پر ہے جس نے تقریراً یا تحریراً اس کی حکایت کی ہے اور شیخ معذور ہیں (کہ راوی پر حسن ظن کر کے نقل کر دیا) اور یہی عذر ہے تمام ان غیر ثابت حدیثوں میں جن کو صوفیہ اپنے کلام میں لے آئے ہیں۔

## بیداری کی خوبی

۳۷۰- حدیث: مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا (یعنی من جرب المجرب حلت بہ الندامہ)

فائدہ: اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ بیداری مومن کی شان سے ہے اور اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو بھولے پن اور بیوقوفی کو کمالات ولایت سے سمجھتے ہیں

---

(۳۷۰) روایت کیا اس کو شیخین اور ابوداؤد نے۔

(اوراس پر تعریف کرتے ہیں کہ فلاں شخص بڑے بزرگ ہیں ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ روپے کے کتنے پیسے ہوتے ہیں اگر چہ ایسا ہونا کچھ عیب بھی نہیں مگر کوئی کمال بھی نہیں) اور جو وارد ہوا ہے کہ مومن دھوکہ میں آ جانے والا اور کریم ہوتا ہے (جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ بھولا ہونا کمال اور مدح کی بات ہے) سو یہ بنا بر حسن ظن کے قبل تجربہ ہے (یعنی تجربہ کے قبل تو حسن ظن کے سبب بعض اوقات دھوکہ میں آ جاتا ہے لیکن بعد تجربہ کے پھر دھوکہ نہیں کھاتا۔ تو دونوں حدیثیں جمع ہو گئیں) یا یہ دوسری روایت اس پر محمول ہے کہ وہ شان کرم کے سبب ایسی چیز میں جو دوسرے کے لئے نافع ہو اور اپنے لئے مضر نہ ہو رعایت کرتا ہے (دوسرا آدمی سمجھتا ہے کہ میں نے اس کو دھوکہ دیدیا ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں کے جمع کرنے کی) یا یوں کہا جائے کہ حسن ظن (جو بھولے پن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے) اعتقاد میں ہے (یعنی سب کے ساتھ صلاح کا اعتقاد رکھتا ہے۔ کسی کے ساتھ بدگمانی جو نا جائز ہے نہیں کرتا) اور جزم (وتیقظ) اعتماد میں ہے (یعنے معاملات میں بدوں تجربہ کے کسی پر اعتماد نہیں کرتا ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں کے جمع کرنے کی) اور ان دونوں کو سعدیؒ نے دو شعروں میں جمع کر دیا ایک یہ ہے۔

ہر کرا جامہ پارسا بینی　　پارسا دان و نیک مرد انگار

(یہ اعتقاد کے باب میں ہے) اور دوسرا یہ ہے

نگہدارد آن شوخ در کیسہ در　　کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

(یہ اعتماد کے باب میں ہے) اور اسی تیقظ میں یہ بھی داخل ہے کہ جو شخص طریقت کے حاصل کرنے میں انکو ایذا پہنچاتا ہے اس طرح سے کہ ان پر سرکشی کرتا ہے (اطاعت نہیں کرتا) اور اپنی رائے کو پسند کرتا ہے (اور اسی کا اتباع کرتا ہے) وہ اس سے صحبت قطع کر دیتے ہیں (اور بدوں کافی تدارک کے پھر اس سے تعلق نہیں کرتے تو ان کا یہ عمل حدیث کے موافق ہے محل اعتراض نہیں اور اسی کے قریب ایک دوسری حدیث کا مضمون ہے

یاتی علی الناس زمان هم ذئاب فمن لم یکن ذئبا اکلته الذئاب (اور ده فی المقاصد الحسنة بروایة الطبرانی فی الاوسط عن انس مرفوعاً)

## حصہ سوم

## اکثر احادیث من الجامع الصغیر للسیوطی و قلیلها ومن کنوز الحقائق علیٰ ترتیب حروف المعجمہ

## حرف الف

### نااہل کے سامنے اظہار اور اہل سے علم چھپانے کی ممانعت

۳۷۱- **حدیث:** علم کی آفت بھول جانا ہے اور علم کی اضاعت یہ ہے کہ اس کو ایسے شخص سے بیان کرو جو اس کا اہل ہو۔

**فائدہ:** اس میں طریق کے دو مسئلے مذکور ہیں۔ ایک ترغیب دینا ہے کہ علم نافع کے مذاکرہ پر اور اس علم نافع میں علوم طریقت بھی آ گئے (اور مذاکرہ کی ترغیب) اس لئے (ہے) کہ نسیان اکثر عدم مذاکرہ سے ہوتا ہے اور مذاکرہ اہل ہی کے ساتھ ہوگا کیونکہ غیر اہل کے سامنے بیان کرنے سے خود اس حدیث میں نہی ہے۔ پس حاصل اس کا اس بات کا امر ہوا کہ مسائل فن طالبین کو بتلاتے رہیں اور کسی بات کا امر کرنا اس کی ضد سے نہی ہوتی ہے طالبین سے ان مسائل کے اخفا کرنے کی ممانعت بھی ہوئی جیسے بعض بخیلوں کا شیوہ ہے جو اپنے معلومات پر اتراتے ہیں اور اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ ان علوم میں کوئی دوسرا ان کا شریک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتے جو اترانے والے فخر کرنے والے ہوں جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی فرمائش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کو اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور دوسرا مسئلہ نااہلوں کے سامنے جو کہ غنی ہیں یا منکر ہیں فن کے باریک مسائل کے بیان کرنے سے ممانعت ہے اور یہ سب عادت ہے محققین کی۔

### تواجد کی اصل

۳۷۲- **حدیث:** قرآن پڑھتے ہوئے رویا کرو (یعنی خدا تعالیٰ کی محبت یا

خشیت سے) اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

**فائدہ:** یہ اصل ہے تواجد کی کیونکہ رونا وجد ہے اور رونے کی صورت بنانا تواجد ہے مگر شرط یہ ہے کہ نیت صادق ہو یعنی رقت اور خشوع کا پیدا کرنا نمائش وشہرت کی نیت نہ ہو وہ تو حرام ہے۔ پس اہل تواجد میں جو صادق ہیں ان پر ملامت نہ کی جائے گی اور جو ان میں کاذب ہیں ان کی حمایت نہ کی جائے گی (اور من تشبہ بقوم فھو منھم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ تواجد تشبہ ہے اہل وجد کیساتھ اور قوم عام ہے اہل خیر و اہل شر دونوں کو)

## رزق غیر متوقعہ وسائل سے ملتا ہے

۳۷۳- **حدیث:** اللہ تعالیٰ کو اپنے مومن بندہ کو ایسی ہی جگہ سے رزق دینا منظور ہے جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

**فائدہ:** جماعت صوفیہ میں اس شان کا صاف مشاہدہ ہوتا ہے تو یہ بہت صاف شہادت ہے کہ یہ ایک لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کامل ہیں۔

## سب سے بری خصلت

۳۷۴- **حدیث:** سب سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ضدی جھگڑالو ہو۔

**فائدہ:** اسی جگہ سے تم اہل طریق کو دیکھتے ہو کہ وہ ایسے شخص سے خطاب بھی نہیں کرتے جو گفتگو میں پیچ کرنے والا ہوتا کہ گفتگو میں جھگڑے تک کی نوبت نہ آ جائے (اور حدیث کی وعید میں داخل نہ ہو جائیں)۔

## قیام کے بعض خصائص

۳۷۵- **حدیث:** میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جتنا چاہو جیتے رہو مگر مرنے والے ضرور ہو اور جس سے چاہو محبت کرلو مگر اس سے جدا ہونے والے ضرور ہو اور جو چاہو عمل کرلو مگر اس کی جزا پانے والے ضرور ہو اور معلوم کرلو کہ مومن کا شرف (عبادت کے ساتھ) اس کی شب بیداری ہے اور اس کی

عزت اس کا لوگوں سے مستغنی رہنا ہے۔

فائدہ: (حدیث میں) پہلے جملے سے مقصود موت کا یاد رکھنا ہے اور دوسرے جملہ سے مخلوق کے ساتھ زیادہ تعلق نہ رکھنا ہے اور تیسرے جملے سے جزا کا خیال رکھنا ہے اور اس کے ساتھ ہی قیام لیل اور لوگوں سے استغناء رکھنا بھی اور یہ سب صوفیہ کا گویا شعار ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

## بعض اعمال طریقت

۳۷۶- حدیث: حرام چیزوں سے بچارہ تو سب آدمیوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیری قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی رہ تو سب آدمیوں سے زیادہ غنی ہو جائیگا اور اپنے پڑوسی کے ساتھ سلوک کیا کر تو مومن (کامل) ہو جائے گا اور دوسرے لوگوں کے لئے اس چیز کو پسند کر جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو مسلمان (کامل) ہو جائے گا اور کثرت سے مت ہنسا کر کیونکہ کثرت سے ہنسنا قلب کو مردہ کر دیتا ہے۔

فائدہ: یہ اعمال طریقت کے خاص مقامات سے ہیں۔

## عورتوں کے معاملہ میں بعض اہل طریق کی کمزوری

۳۷۷- حدیث: دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو کیونکہ ابلیس تاک میں رہتا ہے گھات میں رہتا ہے اور وہ اپنے مختلف جالوں سے کسی جال پر متقیوں کے شکار کرنے کے لئے عورتوں (کے جال) سے زیادہ بھروسہ نہیں رکھتا۔

فائدہ: اس حدیث میں بجز اپنے محرم اور منکوحہ عورتوں کے دوسری عورتوں سے بہت سختی کے ساتھ بچنے کا حکم ہے اور اس باب میں وہ لوگ کثرت سے غلطی کرتے ہیں جو صوفیہ کی وضع میں رہتے ہیں کہ عورتوں کے معاملہ میں بہت ڈھیلا پن برتتے ہیں اور بڑے سخت فتنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ظاہری مفاسد میں بھی (مثل نظر بد و تلذذ بالکلام وغیرہ) اور باطنی مفاسد میں بھی (مثل میلان و ہیجان) پس بچتے رہو بچتے رہو تم سب آدمیوں سے زیادہ پرہیزگار ہو جاؤ گے۔

مولانا رومیؒ نے جو عورتوں کے جال ہو جانے کا ذکر فرمایا ہے یہ حدیث اس کا ماخذ ہو سکتی ہے۔

دام زفتے خواہم ایں آشکارا — کہ زعقل و صبر مردان میربود

کہ بدہ زد تر رسیدم برمراد — کہ کند عقل و خرد را در غبار

کہ بسوزد چوں سپندایں دل برآن — گویا خور تافت از پردہ رقیق

مذہبوں یاسمیں و نسترن — چوں تجلی حق از پردہ تنک

زاں کرشم وزاں دلان نیک شنگ

## شیخ کے مرتکب منکر ہونے پر مرید کا ردیہ

۳۷۸- **حدیث:** عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کرنے کے منتظر رہو۔

**فائدہ:** حدیث کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ عالم سے اگر لغزش ہو جائے اور راہ صواب سے وہ عدول کرنے لگے تو اس باب میں اس کا اقتداء مت کرو لیکن اس سے قطع تعلق کر دینے میں بھی جلدی مت کرو بلکہ اس کے رجوع کے منتظر رہو اگر وہ رجوع کرے تو وہ بدستور لائق مقتداء ہے اور اگر رجوع نہ کرے تو اس کی اطاعت چھوڑ دو۔ اور شائستہ طریق پر اس سے علاقہ قطع کر دو اور اس میں طالب کا ادب (تعلیم کیا گیا) ہے شیخ کے ساتھ جب اس سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو ظاہراً منکر ہے سو اگر وہ تاویل کو محتمل ہو تو اس کی صحبت ترک مت کرو کیونکہ نیک گمان رکھنا یہ طریق میں بہت بڑی چیز ہے خصوصاً شیخ کے ساتھ دلیل اس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا ترمذی نے کتاب التفسیر قصہ موسیٰ وخضر میں روایت کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے موسیٰ علیہ السلام پر ہم کو اس بات کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ صبر فرماتے (اور خضر علیہ السلام پر روک ٹوک نہ کرتے) تاکہ ان کی خبریں ہم سے اور بیان کی جاتیں سو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی کیسی تمنا فرمائی کہ موسیٰ علیہ السلام سکوت فرماتے اور سکوت کو نکیر پر کیسے ترجیح دی باوجودیکہ ایسے واقعات بھی دیکھے جو ظاہراً منکر تھے (یہ تو اس صورت میں ہے جب تاویل کا احتمال ہو) اور اگر وہ امر)

تاویل کو محتمل نہ ہو تو (بھی جلدی مت کرو بلکہ) منتظر رہو کہ اگر وہ صواب کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں توبہ قبول ہے اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کی صحبت چھوڑ دو اور کسی اور شیخ کو تجویز کر لو لیکن چونکہ اس نے تم کو تمہاری حاجت کے زمانہ میں فائدہ پہنچایا ہے تو اس کے احسان کو مت بھولو اور اس کو ایذا مت دو اور اس کی غیبت نہ کرو اور یہی ہے شائستہ طریق پر چھوڑ دینا اور یہ سب تفصیل اس میں تھی کہ اس کے ساتھ نباہ کیا جائے یا اس سے قطع تعلق کر لیا جائے رہا اس منکر میں اس کی اقتداء کرنا سو اس میں کوئی گنجائش نہیں خواہ وہ تم کو اس امر کا حکم دے یا بدوں اس کے حکم کے خود اس کی تقلید کرنے لگو (کسی طرح گنجائش نہیں) اور یہ اقتداء نہ کرنا مراد ہے (حدیث کے) جزو اول سے (کہ عالم کی لغزش سے بچو) اور اس کے ساتھ نباہ کرنا خاص شرائط کے ساتھ جو قواعد شرعیہ سے ثابت ہیں (جیسا اوپر کی تقریر میں بیان کیا گیا) مراد ہے۔ (حدیث کے جزو ثانی سے (کہ اس کے رجوع کرنے کے منتظر رہو)۔

## احسان کا بدلہ دعا سے

۳۷۹- **حدیث:** اپنے (محسن) بھائی کو (احسان کا) بدلہ دیا کرو۔ (اس طرح سے کہ) اس کے لئے برکت کی دعا کیا کرو۔ کیونکہ آدمی جب اس (بھائی) کا کھانا کھائے اور اس کا پانی پیئے پھر اس کے لئے برکت کی دعا کر دے تو یہ (دعا کرنا) اس کا بدلہ ہو جاتا ہے ان (کھانے پینے والوں) کی طرف سے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں محسن کے لئے دعا کا حکم ہے اور یہ (امر) صوفیہ کے لئے مثل امر طبعی کے ہے جو شخص ان کے ساتھ کوئی احسان کرتا ہے یہ اس کے لئے بہت مبالغہ کے ساتھ دعا کرتے ہیں اگرچہ وہ احسان بہت ہی ادنیٰ چیز کا ہو سو یہ لوگ نعمت کی حقیقت کو دیکھتے ہیں (اور حقیقت کثیر و قلیل میں مشترک ہے) اسکی مقدار کو نہیں دیکھتے (کہ قلیل ہے)

## یار باشی کی محفلوں سے بچو

۳۸۰- **حدیث:** یار باشی کی مجلسوں سے بچوں یعنی ایسے رفیقوں سے بچو جو

باہم یارانہ رکھتے ہیں اور ایسے کلام کی کثرت کرتے ہیں جو نہ ذکر اللہ ہے نہ اس کے متعلق ہے (اور بچنے کا حکم) اس لئے (ہوا) کہ ایسی مجالس میں لغو اور لہو اور اضاعۃ واجبات واقع ہوتا ہے۔

**فائدہ:** اور ایسی صحبت سے بچنا ہی راز ہے اس عزلت کا جو صوفیہ کا معمول ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر مجالس ایسی ہی ہوتی ہیں۔ پس ان پر یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ یہ تارک سنت ہیں کیونکہ شریعت میں اجتماع مطلوب ہے (اعتراض کا عدم لزوم ظاہر ہے کیونکہ ایسا اجتماع مطلوب اور مسنون نہیں بلکہ دوسرے دلائل سے منہی عنہ ہے)۔

## فتویٰ دینے میں جرأت سے بچنا چاہئے

**۳۸۱- حدیث:** جو شخص فتویٰ دینے میں زیادہ جری ہوگا وہ دوزخ (میں جانے) پر زیادہ جری ہوگا۔

**فائدہ:** اسی وجہ سے تم حضرات صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ (انہیں جو علما بھی ہیں) وہ (بھی) فتویٰ دینے سے احتیاط کرتے ہیں اور اس کو ان لوگوں پر حوالہ کر دیتے ہیں جو اس میں مشغول ہیں لیکن اگر ضرورت ہی ہو جائے تو اور بات ہے۔ پس ان پر یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ یہ احکام کو چھپاتے ہیں۔ (جیسے بعض بیہودہ اس کا الزام دینے لگتے ہیں کیونکہ یہ وعید اس وقت ہے جب دوسرے طریق سے حاجت رفع نہ ہو سکے)۔

## رزق کی جدوجہد میں انہماک نہ ہو

**۳۸۲- حدیث:** دنیا حاصل کرنے میں سرسری سعی کرو (زیادہ انہماک مت کرو) ہر شخص کو وہی میسر ہوتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہے۔

**فائدہ:** اور یہ طریقہ صوفیہ کے لئے مثل امر طبعی کے ہے کہ تحصیل دنیا میں اہتمام شدید نہیں کرتے اور اپنے نفس کو مصیبت میں نہیں ڈالتے۔

## طریقت کے لئے علم کی ضرورت

**۳۸۳- حدیث:** سب میں زیادہ بھوکا علم (نافع) کا طالب ہے (کہ اس

کو اس کا نفع اور لذت دیکھ کر اس سے کبھی سیری ہی نہیں ہوتی) اور سب میں زیادہ شکم سیر وہ ہے جو اس کا طالب نہ ہو (بے رغبتی میں سیری سے تشبیہ دی گئی)۔

**فائدہ:** اس میں ان لوگوں کی اصلاح ہے جو علم دینی ضروری کا اہتمام نہیں کرتے اور وصول الی اللہ کی غرض سے سلوک کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس سے بدتر وہ لوگ ہیں جو علم کی مذمت کرتے ہیں اور اس کو طریق کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جہل اور کجی سے محفوظ رکھے۔

## فرائض کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل

۲۸۴- **حدیث:** سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعد فرائض کے مسلمان پر مسرت کا داخل کرنا ہے میں کہتا ہوں کہ گویا یہ حدیث سنداً ضعیف ہے مگر قواعد شرع سے معلوم ہے حدیث صحیح میں حکم ہے کہ بشارت دیا کرو اور بشارت کے لئے مسرت لازم ہے اور یہ عادت حضرات صوفیہ میں مثل امر طبعی کے ہے۔

## فقراء سے محبت کرو

۲۸۵- **حدیث:** فقراء سے محبت کرو اور ان کے پاس بیٹھا کرو اور عرب کے ساتھ دل سے محبت رکھو اور اپنے نفس میں تجھ کو جو عیب معلوم ہیں ان میں لگا رہنا دوسرے لوگوں کے پیچھے پڑنے سے تجھ کو مانع ہونا چاہئے۔ (یعنی اپنی اصلاح میں مشغول رہو۔ دوسروں کی عیب جوئی اور عیب گوئی میں مت لگو) میں کہتا ہوں کہ فقراء سے مراد مفلس لوگ نہیں بلکہ وہ ہیں جن میں مسکینی اور پستی کی صفت ہو اگرچہ وہ اہل ثروت ہوں اور جامع صغیر کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء کے ساتھ ساتھ رہو (یعنی مجالست میں بھی اور مطاوعت میں بھی) کیونکہ وہ دنیا کے بھی چراغ ہیں اور آخرت کے بھی چراغ ہیں پس دونوں حدیثوں کا مجموعہ اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ مجالست اور اتباع اور محبت کے لئے وہ شخص منتخب ہے جو علم اور تواضع کا جامع ہو اور یہ جامعیت عالم صوفی ہی میں ہوتی ہے اور حدیث کا دوسرا جزو اس پر دال ہے کہ اپنے

شیخ کے اہل وطن سے محبت رکھنا بھی مطلوب ہے اور تیسرا جز و اس پر دال ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول رہنا دوسروں پر اعتراض کرنے سے مانع ہوتا ہے اور یہی مراد ہے لوگوں سے مانع ہونے سے اور دوسروں کی اصلاح کرنا مراد نہیں خصوصاً جو خود اصلاح چاہے کیونکہ اصلاح تو مامور بہ ہے تو اس سے کیسے ممانعت ہو گی البتہ اس اصلاح کے کچھ شرائط و موانع ہیں جو اپنے مقام میں منضبط ہیں۔

## میل جول سے بچنے کی اصل

۳۸۶- حدیث: شہوۃ خفیہ سے بچو (اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ) عالم اس بات کو پسند کرے کہ اس کے پاس لوگ بیٹھا کریں۔

فائدہ: اس میں اس کی مذمت ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف کشش کرنے کی کوشش کی جائے اس طرح سے کہ ان کے ساتھ لطف و نرمی اور شیریں کلامی کا برتاؤ اس غرض سے ہو کہ لوگ اس کے تابع ہو جائیں کیونکہ یہ نفس امارہ کے امراض میں سے ہے اور گمنامی میں سلامتی ہے پھر جب نوشتہ تقدیر کا وقت آئے گا اور اس پر خلعت ارشاد پہنایا جائے گا۔ لوگ خود بخود اس طرح متوجہ ہوں گے کہ وہ اس پر (اس باب میں) زبردستی کریں گے (یعنی یہ نہ چاہے گا اور لوگ لپٹیں گے اور یہی (شہوۃ خفیہ مذکورہ) محمل ہے۔ مولانا رومی کے ارشاد کا۔

منصب تعلیم نوعی شہوتے ست
هر خیال شہوتے در رہ بتی ست

یعنی تعلیم سے مراد وہ ہے جس سے مقصود اپنے لئے منصب حاصل کرنا ہو)

## دو شہرتوں سے بچو

۳۸۷- حدیث: دو شہرتوں سے بچو ایک صوف سے دوسرے خز سے۔

فائدہ: (اس میں مذمت ہے جب شہرت کی اور شہرت کے لئے خاص لباس اختیار کرنے کی خواہ اظہار ترک زینت کے لئے ہو جیسے ریاکار صوفی درویشی کے اظہار کے لئے پہنتے ہیں) خواہ اظہار حسن (و زینت) کے لئے ہو (جیسے ریاکار امراء

امیرانہ لباس خالص ریشم یا مخلوط ابریشم کی خز کی دونوں تفسیریں ہیں اظہار شان کے لئے پہنتے ہیں غرض قصداً نہ امیری ظاہر کرے نہ فقیری)

## اللہ کی نعمتوں کا حق ادا کرو

۳۸۸- **حدیث**: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی مجاورت وملابست کا حق اچھی طرح ادا کرو (اور) ان کو اپنے سے بھگاؤ مت (یعنی گناہ کر کے یا بے قدری کر کے۔ کیونکہ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کسی قوم کے پاس سے (معصیت یا کفران کے سبب) جاتی رہی ہوں اور پھر ان کے پاس واپس آئی ہوں۔

**فائدہ**: اسی وجہ سے تم حضرات صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ وہ ان نعمتوں کی بھی بڑی قدر کرتے ہیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں اور اتنی قدر کرتے ہیں کہ لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں (چنانچہ اگر ان کے پاس ایک پیسہ بھی آتا ہے تو بہت بشاشت سے اس کو لیتے ہیں اگرچہ اس سے دل کو لگاؤ نہیں ہوتا۔

## دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو

۳۸۹- **حدیث**: اور لوگوں کے لئے وہی بات پسند کر جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔ (ایسا کرنے سے تو (کامل) مسلمان ہو جائے گا۔

اس میں دلالت ہے حضرات صوفیہ کے کامل مسلمان ہونے پر کیونکہ وہ اس وصف میں دوسرے لوگوں پر سبقت رکھتے ہیں۔

## مساکین سے محبت اور میل جول

۳۹۰- **حدیث**: مساکین سے محبت رکھو اور ان کے پاس بیٹھا کرو۔

**فائدہ**: مساکین سے محبت رکھنا اور (ان کی خاطر کرنا) اور ان کے پاس بیٹھنا (اور ان کے قرب سے عار و نفرت نہ کرنا جیسا متکبرین کرتے ہیں) یہ حضرات صوفیہ کے لئے مثل امور طبیعہ کے ہے۔

## جانوروں تک کا خیال کرو

۳۹۲- حدیث: (جانور پر) اسباب ذرا پیچھے ہٹا کر رکھو کیونکہ (بہت آگے بڑھا کر رکھنے سے) اس کے ہاتھ (بوجھ پڑنے سے) گویا بندھ جاتے ہیں اور (بہت پیچھے بھی مت رکھو (اس سے) گویا پاؤں بندھ جاتے ہیں۔ سبب اس ارشاد کا یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کو دیکھا جس کا بوجھ اس کے ہاتھوں کی طرف بڑھا ہوا رکھا تھا اس لئے آپ نے یہ ذکر فرمایا اور مقصود آپ کا جانور کے ساتھ نرمی کرنا ہے جہاں تک ممکن ہو۔

فائدہ: اس میں صوفیہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ حضرات ایسے دقائق کی ہرایک کے لئے رعایت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جانوروں کے لئے بھی (جس کا سبب ترحم وانصاف کا کمال ہے)

## اعمال ظاہری کی کمی بھی مضر نہیں

۳۹۲- حدیث: اپنے دین میں اخلاص پیدا کر پھر تجھ کو عمل (ظاہری) میں سے قلیل بھی کافی ہوگا۔

فائدہ: اسی مقام سے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ اخلاص کے لئے ان کا اہتمام تکثیر اعمال کے اہتمام سے زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بعضوں کی نسبت عام لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ان کے اعمال قلیل ہیں۔

اور وہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس شخص کا عمل باطنی قلیل نہیں جو کہ اس حدیث کی رو سے اعمال ظاہرہ زاہدہ سے افضل واکمل ہے۔

## خاموشی کی فضیلت

۳۹۳- حدیث: اپنی زبان کو محفوظ رکھ مگر کلام خیر سے۔

فائدہ: اور اسی لئے اکثر صوفیہ میں سکوت کو تکلم پر غالب دیکھتے ہو کیونکہ کلام خیر قلیل ہی ہوتا ہے باقی جس کو اس کی توفیق عطا ہو جائے کہ اس کے کلام میں خیر

غالب رہتی ہو وہ تکثیر فی الکلام سے بھی پاک نہیں رکھتا اور ایسا شخص عین کثرت کلام کی حالت میں بھی اس حدیث پر عامل ہے (جیسا ظاہر ہے)۔

## اجمع صفات صوفیہ

۳۹۴- **حدیث:** اللہ تعالیٰ نے جس (عبادت) کو تجھ پر فرض کیا ہے اس کو (اچھی طرح) ادا کر تو تمام آدمیوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حرام کیا ہے اس سے پرہیز کر تو سب آدمیوں سے زیادہ پرہیز گار ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے جتنا تیرا حصہ مقرر فرمایا ہے تو اس پر راضی رہ تو سب آدمیوں سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔

**فائدہ:** یہ حدیث محققین صوفیہ کی خصال کی جامع ترین ہے کیونکہ وہ حضرات فرائض کا سخت اہتمام کرتے ہیں اور دوسرے (غیر محقق) لوگوں کا اہتمام نوافل میں فرائض سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں عوام میں زیادہ شہرت ہوتی ہے اس خیال سے کہ فرائض میں تو عوام و خواص سب برابر ہوتے ہیں (تو خواص کا عوام سے کیا امتیاز ہوا) اسی طرح محققین معاصی سے بچنے کا اہتمام کسب فضائل سے زیادہ کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کا اہتمام فضائل میں زیادہ ہوتا ہے جس کا وہی راز ہے کہ لوگوں میں اس سے زیادہ شہرت ہو جاتی ہے کیونکہ فضائل کی ایک صورت ہے جو مشاہدہ میں آتی ہے بخلاف ترک معاصی کے کہ اس کی کوئی صورت نہیں کیونکہ ان کے ترک عدمی ہے (جیسے غیبت نہ کرنا بدنگاہ نہ کرنا برا خیال نہ لانا، کہ سالہا سال بھی دوسرے کو ان کا پتہ نہیں لگتا بخلاف تسبیح و تہلیل و نوافل کے کہ ان کا سب مشاہدہ کرتے ہیں) اسی طرح اس حدیث میں محققین کی غناء کی بناء بیان کی گئی ہے یعنی حق تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہنا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقیر سمجھنا جیسے متکبرین کی عادت ہے (کہ ان کی غناء کی بناء تحقیر نعم حق ہے جو کفران ہے اسی لئے یہ لوگ بڑی چیز سے ایسی مستغنی نہیں ہوتے جیسے چھوٹی چیز سے استغناء ظاہر کرتے ہیں بخلاف عارفین محققین کے کہ وہ جیسے بڑی چیز کی قدر کرتے ہیں ویسی چھوٹی چیز کی مگر طمع نہ اس کی کرتے ہیں نہ اس کی)۔

## صوفیہ کا سب سے بہتر اخلاق

**۳۹۵- حدیث:** دوسروں کے کامل حقوق ادا کرو اور اپنے حقوق سرسری درجہ بھی قبول کر لو اور لوگوں سے تعرض چھوڑ دو ان خصال کی بدولت ان لوگوں سے کفایت کر لئے جاؤ گے (یعنی تم کو کوئی شر نہ پہنچائے گا)۔

**فائدہ:** اس میں اخلاق کا مغز بتلایا گیا ہے۔ یعنی لوگوں کے جو حقوق اپنے ذمہ ہیں ان کو کامل طور پر ادا کرے اور اپنے جو حقوق دوسروں کے ذمہ ہیں ان میں چشم پوشی کرے اور لوگوں (کے اقوال وافعال و معاملات) سے کوئی تعرض نہ کرے جب تک (حساً یا شرعاً) ضرورت شدید نہ ہو۔ سو یہ اخلاق بناء ہیں راحت ظاہری و باطنی کی اور یہ اخلاق صوفیہ میں مثل امور جبلی کے ہیں (اس سے فضیلت اس جماعت کی ثابت ہوتی ہے)

## آداب لباس میں نیت کا دخل

**۳۹۶- حدیث:** جب اللہ تعالیٰ تجھ کو مال عطا فرمائے تو تجھ پر وہ مال نظر بھی آنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کا اچھا اثر اپنے بندہ پر دیکھیں (اور باوجود وسعت) مفلسانہ صورت کو اور (لوگوں کے سامنے) مفلسانہ صورت بنانے کو پسند نہیں فرماتے۔

**فائدہ:** (اس میں تعلیم ہے کہ خوش لباسی میں یکسانیت رکھے (یعنی اظہار نعمت نہ کہ اترانا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا اور اس میں ایسے شخص کو جو کہ خوش لباسی پر قادر ہو اس کی ممانعت ہے کہ ایسا لباس پہنے جس سے یہ شبہ ہو کہ یہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہے اور اس حکم میں دوسرے دلائل سے یہ قید ہے کہ (خوش لباسی کے دوسرے) موانع بھی مرتفع ہوں مثلاً لباس پہن کر آئینہ مڑوڑ کرنا اور اس شخص پر اس کا احتمال ہو اور اس کو غیر مزین لباس پہننے کا حکم دیا جائے گا اور اس (کے فیصلہ) میں قلب سلیم کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یعنی اس سے شہادت لیں گے) جیسے کاملین کے قلوب ہوتے ہیں اور یہی معانی ہیں علامہ حفنی کے قول کے۔ (اس حدیث کے متعلق) کہ اس مضمون کا موقع اس وقت ہے جب

تو کسی ایسے شیخ کے ماتحت نہ ہو جو تیرے تزکیہ کے لئے تیری تربیت کرتا ہو (یعنی تو تربیت سے مستغنی ہو گیا ہو اور خود قلب سلیم عطا ہو گیا ہو) کیونکہ ایسے وقت میں (یعنی جب تو شیخ سے مستغنی نہ ہوا ہو) تیرے لئے اولیٰ یہ ہے کہ موٹے جھوٹے کپڑے پہنے (تا کہ نفس میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو جائے) پھر جب تیرا قلب (ان رذائل سے پاک ہو جائے تو تیرے لئے اولیٰ یہ ہے کہ اچھا لباس پہنے اھ اور کبھی موٹے کپڑے پہننے کو تواضع کی وجہ سے ترجیح ہو جاتی ہے (اس کی فضیلت دوسری حدیث میں آئی ہے) اور اس باب میں اہل طریق کی عادت مختلف ہے۔ بعض اچھے لباس پہنتے ہیں اظہار نعمت کی وجہ سے بعض موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے ہیں تواضع اختیار کرنے کے لئے اور ہر ایک کو اس کی نیت پر اجر ملتا ہے اور سب سنت نبویہ کے متبع ہیں (جیسا اوپر گزرا کہ دونوں میں حدیث وارد ہے) پس تو کسی پر طعن واعتراض مت کرنا۔

## علم کی حرص اور اس کا تعین

**۳۹۷- حدیث:** جب مجھ پر کوئی ایسا دن آئے جس میں ایسے علم میں ترقی نہ کروں جو مجھ کو اللہ تعالیٰ سے قریب کردے تو اس دن کے طلوع شمس میں مجھ کو برکت نصیب نہ ہو۔

**فائدہ:** یہ حدیث دوامر پر دلالت کرتی ہے ایک ترقی علم پر حرص کے واجب ہونے پر کیوں کہ وعید جو بے برکتی کی دعا سے مفہوم ہو رہی ہے ترک واجب ہی پر ہو سکتی ہے اور اسی مقام سے تم اہل طریق کو دیکھتے ہو کہ منتہی فی الطریق ہو کر بھی اپنے شیوخ سے (بلا ضرورت) جدا نہیں ہوتے بوجہ حرص زیادت علوم و معارف کے دوسرے علم مطلوب کی تعیین پر دلالت کرتی ہے اور وہ علم مطلوب وہ علم ہے جس سے قرب حق میں ترقی ہو اور اس کے ماسوا دوسرے علوم اگر علم مطلوب کے خادم ہوں تو وہ اسی کے ساتھ ملحق ہیں اور اگر خادم نہ ہوں تو وہ علم نہیں۔

## زائر کی تکریم

**۳۹۸- حدیث:** جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی

عزت کرو اور ایک روایت میں شریف کا لفظ آیا ہے۔

**فائدہ:** اور ایسے لوگوں کا اکرام صوفیہ کی عادات میں سے ہے۔ بدوں فرق کے ایک آنے والے میں اور دوسرے آنے والے میں اور ظاہراً اطلاق الفاظ حدیث کا یہی ہے اور اسی اطلاق کو حفنی نے لیا ہے کہ کریم کی یہ تفسیر کی ہے یعنی کسی قوم کا شریف ہو کیونکہ اگر اس کا اکرام نہ کیا جائے تو اس کو کینہ ہو جائے گا پس اس کا اکرام دفع ضرر کے لئے مطلوب ہے اگرچہ وہ کافر ہو جہاں اس کا اکرام نہ کرنے سے ضرر کا خوف ہوا ہے اور اسی طرح اگر مطلق آنے والے کا اکرام کرنا مصلحت وقت ہو۔

## مصیبتوں میں بعض حکمتیں ہیں

۳۹۹- **حدیث:** جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں) مبتلا فرماتا ہے تاکہ اس کے نالہ وزاری کو سنے۔

**فائدہ:** اور جو شخص یہ حکمت سمجھ گیا وہ حکم قضا سے ناراض بھی نہ ہوگا اور دعا میں مشغول بھی ہوگا نہ اس کی حالت محجوب کی طرح تفریط کی ہوگی کہ شکایت کرے اور نہ مغلوب الحال کی طرح افراط کی ہوگی کہ دعا بھی نہ کرے (یعنی ابتلاء کے وقت عوام کو محجوبین کی عادات بجائے رضا بالقضا کے شکایت کی ہے اور یہ تفریط اور کوتاہی ہے۔ حکم مطلوب میں اور خواص مغلوبین کی عادت یہ ہے کہ وہ دعا کو بھی خلاف تفویض سمجھتے ہیں اور یہ افراط اور غلو ہے گو وہ اس میں غلبہ حال کے سبب معذور ہیں مگر تحقیق سے ضرور دور ہیں تحقیق یہ ہے کہ دعا اور تفویض میں کچھ تنافی نہیں کیونکہ محقق عین دعا کی حالت میں اس پر بھی عازم ہے کہ اگر یہ حاجت پوری نہ ہوئی میں اس پر بھی راضی رہوں گا تو دعا اور رضا دونوں جمع ہو گئے اور یہ عزم رضا بعدم الانجاح عزم بالمسئلۃ والالحاح کے جو کہ حدیث لیعزم المسئلۃ وحدیث ان اللہ یحب الملحین فی الدعا میں مامور بہ ومطلوب ہے نیز منافی نہیں ایک عزم حال پر ہے اور ایک عزم احتمال مال پر ہے اور دونوں میں تصادم وتزاحم نہ ہونا ظاہر ہے خوب سمجھ لو۔

## اللہ کے نزدیک محبوب یا مبغوض ہونے کی بعض علامتیں

۴۰۰- **حدیث**: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے اس کی محبت فرشتوں کے قلب میں ڈال دیتا ہے۔ اور جب کسی بندہ سے بغض فرماتا ہے تو اس کا بغض فرشتوں کے قلب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر وہی محبت یا بغض آدمیوں کے قلوب میں ڈال دیتا ہے۔

**فائدہ**: یہ بڑی علامت ہے عنداللہ محبوب یا مبغوض ہونے کی اور اسی محبت اور بغض کی جو آدمیوں کے قلب میں ہوتی ہے شان ایسی ہوتی ہے جیسے فرشتوں کے قلوب میں ہوتی ہے یعنی بدوں توقع کسی نفع اور بدوں خوف کسی ضرر کے (ایسی محبت یا بغض علامت ہے حب و بغض عنداللہ کی) اور جو محبت کسی نفع یا ضرر کے سبب ہو اس کا اعتبار نہیں (وہ اس کی علامت نہیں)۔

## مومن کے لئے سب سے بڑی بشارت

۴۰۱- **حدیث**: جب اللہ تعالیٰ موحدین کو آتش دوزخ میں (داخل کرے گا ان کو اس میں موت دے دیں گے پھر جب اس سے نکالنے کا ارادہ کریں گے اس وقت ان کو عذاب کی تکلیف پہنچا دیں گے۔

**فائدہ**: یہ حدیث مومنین کے لئے بڑی بشارت ہے جو ان کے لئے رجاء کو قوت دیتی ہے اور اسی وجہ سے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ اہل ایمان میں سے کسی کو حقیر نہیں سمجھتے اگرچہ وہ (گناہوں کے سبب) مستحق نار ہی کا ہو کیونکہ ان کی نار اہل کفر کی سی نار نہ ہوگی جیسا کہ یہ حدیث تصریحاً اس پر شاہد ہے کہ مومنین عین عذاب کی حالت میں بھی مرحوم ہوں گے تو یہ حضرات ایسے لوگوں کی تحقیر سے شرماتے ہیں جو مرحوم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہوں اور اس مضمون کی ایک اور حدیث بھی ہے جو اسی کتاب میں مسلم و مسند احمد و ابن ماجہ سے مروی ہے جو عربی حصہ میں مع فوائد لکھ دی ہے)

## خواب پریشاں کا سبب

۴۰۲- **حدیث**: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس

کوخواب میں عتاب فرماتے ہیں (یعنی اس کوخواب میں کوئی پریشان واقعہ دکھلا دیتے ہیں)۔

**فائدہ:** یہ حدیث اس پر دال ہے کہ بعضا برا خواب بھی بندہ کے لئے اچھا ہوتا ہے چونکہ اس سے استدلال ہوتا ہے کہ اس شخص سے کوئی معصیت صادر ہوگئی ہے سو وہ اس سے توبہ کرلیتا ہے تو وہ خواب (اس طرح سے) اس کے لئے خیر ہو جاتا ہے اور اسی مقام سے تم عارفین کو دیکھتے ہو کہ ہر غیر اختیاری واقعہ کو حکمت اور رحمت سمجھتے ہیں اور اس سے (مناسب) نفع حاصل کرتے ہیں۔

## اگر خدا کی محبت چاہو

۴۰۳- **حدیث:** جب تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کریں تو دنیا کو مبغوض رکھ اور جب چاہے کہ لوگ تجھ سے محبت کریں تو زاید دنیا کو ان ہی کی طرف پھینک دو۔

**فائدہ:** اس فعل میں یعنی فضول دنیا کے ترک میں یہ اثر ہونا یعنی لوگوں کے قلوب میں محبت ہو جانا بالکل مشاہد ہے اور مشاہدہ بھی کس درجہ کا۔

## مذہب اباحیہ کا بطلان

۴۰۴- **حدیث:** جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے اس کو گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

**فائدہ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گناہ تو کرتا ہے مگر وہ اس کو مضر نہیں ہوتا۔ (اس طرح سے کہ وہ اس کے لئے مباح ہو جاتا ہے) جیسا فرقہ اباحیہ اس طرف گیا ہے (کہ کاملین ایسے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہ) بلکہ مراد یہ ہے کہ اس سے گناہ ہی نہیں ہوتا جس سے ضرر ہو اور اگر احیاناً صادر ہو جاتا ہے تو وہ توبہ اور استغفار کرلیتا ہے۔ جس سے اس کا ضرر محو ہو جاتا ہے اور اسی باب سے یہ حدیث ہے (اہل بدر کے خطاب میں) کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کردی۔ اس میں لفظ مغفرت نص ہے کہ گناہ گناہ رہتا ہے (جب ہی تو مغفرت اس سے متعلق ہوتی ہے) اور اگر گناہ مباح ہو جاتا تو عبارت کا حق یہ تھا کہ میں نے مباح کر دیا یا حلال کر دیا۔

## کم کھانے سے باطن منور ہوتا ہے

۴۰۵- **حدیث**: جب تم میں کوئی شخص کھانے میں تقلیل کرتا ہے تو اس کا باطن نور سے بھر جاتا ہے۔

**فائدہ**: اور یہ امر ایسا مشاہد ہے جس میں شک ہی نہیں ہوسکتا اور یہ تقلیل طعام صوفیہ کی عادات عامہ سے ہے مگر کسی خاص عارض کے سبب (اس کے خلاف ہو جاتا ہے) اور مراد قلت سے وہ درجہ مراد ہے جس میں ادائے حقوق مطلوبہ سے خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ہوں عاجز نہ ہو جائے (اور سعدیؒ نے گویا اسی کا ترجمہ کیا ہے

اندرون از طعام خالی دار ‌ ‌ ‌ نادر و نور معرفت بنی

## جب کچھ کھاؤ تو کچھ بچادو

۴۰۶- **حدیث**: جب تم کھانا کھاؤ تو کچھ بچادو۔

**فائدہ**: اس میں جو مصلحتیں ہیں ظاہر ہیں اور بڑی دقیق مصلحت یہ ہے کہ اس میں کھانا پیش کرنے والے کی راحت ہے۔ اور اس کے اس وہم کا قطع کرنا ہے کہ کہیں کھانے کی حاجت نہ رہ گئی ہو۔ خواہ وہ پیش کرنے والا میزبان ہو یا کوئی خادم ہو۔ گھر والوں میں سے یا کوئی دوسرا اور یہ نہایت لطیف خلق ہے اور میں خدا تعالیٰ کی جس نے اس خلق کی رعایت قدیم زمانہ سے میرے قلب میں القاء فرما رکھی ہے۔ اس پر حمد کرتا ہوں کہ یہ میرا خیال حدیث کے موافق ہو گیا اور حدیث میں جو برتن چاٹنے والے کی فضیلت آئی ہے اس کا محل یہ ہے کہ جب چھوڑنے میں کوئی مصلحت نہ ہو اور برتن میں کوئی معتد بہ مقدار طعام کی باقی نہ ہو۔

## قبولیت توبہ کی علامتیں

۴۰۷- **حدیث**: جب بندہ توبہ (خالص) کرتا ہے (جو مقبول ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ اس کے گناہ (ملائکہ) حافظین اعمال کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے جوارح کو بھی (بھلا دیتا ہے) اور زمین کے نشانات کو بھی بھلا دیتا ہے۔ (یعنی جس جگہ وہ

معصیت کی تھی جو قیامت میں گواہی دیتی) یہاں تک کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی گواہی دینے والا نہیں ہوتا۔

**فائدہ:** مدلول حدیث کا ظاہر ہے اور اس حدیث سے اس مضمون کو بھی بطور قیاس کے جو بعض عارفین سے منقول ہے کہ منجملہ علامات قبول کے توبہ یہ بھی ہے کہ بندہ گناہ کو بھول جاتا ہے کیونکہ قلب جس سے گناہ یاد رہتا ہے وہ بھی مثل جوارح کے ہے جیسا مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے ان السمع والبصر الخ کہ ان سے سوال ہوگا تاکہ یہ صاحب اعضا پر شہادت دیں (تو شاہدوں میں قلب بھی داخل ہو گیا تو قلب سے بھی گناہ کو بھلا دیا جاتا ہے) اور یہ راز تو آخرت میں ہے اور دنیا میں اس کا یعنی بالخصوص قلب سے بھلا دینے کا یہ راز ہے کہ گناہ کا یاد ہونا بعض اوقات بعض سالکین کے لئے انشراح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے طبعی حجاب ہو جاتا ہے (اور حکمت الٰہیہ کبھی بعض کی مصلحت سے طبعی حجاب کو بھی رفع فرما دیتی ہے) اور میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ (بھول جانا) نہ لازم ہے نہ دائم ہے کیونکہ بعض سالکین کی عقل طبیعت پر غالب ہوتی ہے۔ تو ایسے شخص کو یہ یاد ہونا توجہ سے مانع نہیں ہوتا۔ پس یہ علامت بعض افراد قبول کی ہے نہ کہ سب کی (تو یہ ممکن ہے کہ نسیان ہو جائے اور توبہ قبول نہ ہو بلکہ نسیان بوجہ غفلت کے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ توبہ قبول ہو جائے اور نسیان نہ ہو بلکہ اس مصلحت سے یاد رہے کہ ہمیشہ استغفار کر کے مدارج قبول میں ترقی کرتا رہے۔

## طبیعتوں کی رعایت

۴۰۸- **حدیث:** جب کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) کے کپڑے یا بدن سے کوئی چیز (ہٹانے کے لئے) لے (جیسے کوئی تنکا وغیرہ بال میں لگ جاتا ہے اور دوسرا اس کو نکال دیتا ہے) تو چاہیئے کہ اس کو وہ چیز دکھلا دے اور ایک روایت میں لینے کی جگہ یہ ہے کہ جب کوئی (ایسی چیز) دور کرے اور لینے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بدن یا کپڑے پر سے تنکا وغیرہ الگ کر دے اسی طرح ہے شرح عزیزی میں (جیسا اوپر بیان

کیا گیا) اور خفی کے حاشیہ میں (اس کی حکمت یہ بیان کی گئی) ہے تا کہ محبت کا سبب ہو کہ جب وہ دیکھے گا نہیں بعض اوقات اس کو شبہ ہو گا کہ میرے ساتھ تمسخر کرتا ہے (یعنی دیکھ کر تو سمجھے گا کہ اس کو میرا اتنا خیال ہے کہ میری ذرا سی بدنمائی بھی اس کو گوارا نہیں اس کے ازالہ کا اہتمام کرتا ہے اور اس کا موجب ازدیاد محبت ہونا ظاہر ہے ورنہ بے دیکھے شبہ ہو سکتا ہے کہ میرے بدن یا کپڑے کو نوچ کر میرے ساتھ دل لگی کرتا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں (اپنے رفیق کی خدمات کی) کس قدر رعایت ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور ایسی رعایتیں صوفیہ میں مثل امور طبعیہ کے ہیں (کسی وقت غفلت یا کوتاہی نہیں ہوتی)۔

## قوت علمیہ اور قوت عملیہ میں کاملیت

۴۰۹- **حدیث:** جب کسی طالب علم کو طالب علمی کی حالت میں موت آ جائے تو وہ شہید ہو کر مرتا ہے۔

**فائدہ:** علم (یعنی دینی) اپنے جمیع انواع کو شامل ہے اس میں اصلاح باطن کا علم بھی آ گیا۔ پس حدیث اس پر دال ہے کہ اس میں جو شخص مشغول ہوا اگر وہ اثناء سلوک میں مر جائے اس کو کامل اجر ملتا ہے اور شہید ہونے کا یہی مدلول ہے کیونکہ شہید کی حقیقت یہی ہے جو قوت عملیہ میں کامل ہو۔ جیسا صدیق وہ ہے جو قوت علمیہ میں کامل ہو۔

۴۱۰- **حدیث:** جب تیرے جی میں کوئی چیز کھٹکے تو اس کو چھوڑ دے۔

**فائدہ:** حدیث صراحۃً صوفیہ کے اس قول پر دلالت کرتی ہے کہ عمل میں محض فتویٰ پر اکتفاء نہ کرے بلکہ جو چیز دل میں کھٹکے اس کو بھی چھوڑ دے اگرچہ فتویٰ اس کی اباحت کا ہو جائے اور یہ ترک میں ہے جیسا کہ حدیث کے صریح الفاظ اس پر دال ہیں اور یہ فعل میں نہیں پس جس چیز کے ترک کا فتویٰ دیا جائے اس کو فعل میں نہ لایئے اگرچہ قلب اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیتا ہو پس (اس تفصیل کے بعد) حدیث میں ایسے شخص کو گنجائش نہیں (جو شریعت سے) آزاد اور طریق کا مدعی ہے (جو یوں کہتے

ہیں کہ دیکھو حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے علاوہ جائز ناجائز کا معیار کوئی اور چیز ہے کہ اس کے سامنے فتویٰ بھی معتبر نہیں وجہ گنجائش نہ ہونے کی ظاہر ہے کیونکہ حدیث میں حلال میں احتیاط کی گئی ہے۔ حرام میں وسعت نہیں دی گئی اور احتیاط خود مقاصد شرع سے ہے تو شریعت کا حجت نہ ہونا اس سے کیسے معلوم ہوا خواب سمجھ لو)۔

## امور اختیاری میں اہتمام اور امور غیر اختیاری میں عدم اہتمام

۴۱۱- **حدیث:** جب تم کو کسی سے حسد پیدا ہو تو حد سے مت نکلو اور جب تم کو (کسی سے) بدگمانی پیدا ہو تو درپے تحقیق مت ہو اور جب تم کو (کسی کام میں) بدشگونی کا خیال پیدا ہو تو (اس) کام کو کر گزرو (یعنی اس کام سے رکو نہیں) اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ اور حد سے نہ نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ محسود کی نعمت کے زوال میں سعی مت کرو اور درپے تحقیق نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ (اس واقعہ کا تجسس مت کرو اور اس شخص کی آمد ورفت کے مواقع کی تلاش مت کرو اور اس کام کو کر گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدشگونی کی طرف التفات مت کرو اور اپنے مقصود کو کر گزرو شرح عزیزی اور حاشیہ حفنی میں اسی طرح ہے اور لاتحققوا کے معنی (جو کہ بدگمانی کے متعلق فرمایا ہے) یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اس بدگمانی کو (محقق اور) یقینی مت سمجھو اور اس تجسس سے اشرار ومفسدین کے حالات کا تجسس مستثنیٰ ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں تصریح ہے کہ بندہ امور غیر اختیاریہ کا مکلف نہیں سو ایسے امور سے فکر میں نہ پڑنا چاہئے (مثلاً یہ کہ حسد کا خیال کیوں پیدا ہوا اور یہ بدگمانی کیوں پیدا ہوئی اور یہ بدشگونی یوں پیدا ہوئی) بلکہ صرف امور اختیاریہ کا مکلف ہے۔ (اور وہ امور اختیاریہ ان امور غیر اختیاریہ کے مقتضا پر عمل کرنا ہے) پس حسد اور بدگمانی اور وسوسہ بدگمانی کا یہ امور غیر اختیاریہ ہیں سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں فرمایا کہ ان چیزوں کا نفس سے ازالہ کرنا چاہئے۔ صرف یہ حکم فرمایا کہ ان کے مقتضا پر یعنی تجاوز عن الحد اور تحقق ظن اور ترک فعل مقصود پر عمل نہ کیا جائے اور یہ مسئلہ گویا نصف سلوک ہے پس غور کرو اور شکر کرو۔

# پریشان کن باتوں کی مذمت

۴۱۲- حدیث: جب تم لوگوں سے بات کرو ایسی بات مت کرو جو ان کو پریشانی میں ڈالے۔

فائدہ: یہ پریشانی عام ہے خواہ دنیوی ہو یا اس طرح سے کہ سننے والوں کو ہول اور اضطراب میں ڈال دے بلا ضرور خواہ دینی ہو اس طرح سے کہ یہ بات ظاہراً دین کے خلاف ہو تو سننے والے یا تو وحشت اور حیرت میں پڑیں گے (اگر نہ تصدیق کی نہ تکذیب کی) یا ضلال میں پڑیں گے اگر تصدیق کی یا تضلیل میں پڑیں گے اگر تکذیب کی اور اس حدیث میں ایسے شخص پر رد ہے جو ایسے نکات تصوف بیان کرے جہاں سامعین کی فہم کی رسائی نہ ہو جیسے مدعیوں کا شیوہ ہے جو جاہ اور شہرت بین العوام کے طالب ہیں۔ عوام کو یہ دکھلاتے ہیں کہ وہ ایسی باتیں جانتے ہیں جن کو کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا۔

# اہل اللہ کی ہیبت

۴۱۳- حدیث: جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر چیز کو خائف کر دیتے ہیں اور جب بندہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ اس کو ہر شے سے ڈراتا ہے۔

فائدہ: اور اس امر کا صوفیہ میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ ان سے سب لوگ ڈرتے ہیں حتیٰ کہ امراء اور سلاطین بھی بدوں اس کے کہ ان کے پاس کوئی سامان خوف کا ہو۔

# کشف حقیقت کے لئے کھوج لگانے کے احکام

۴۱۴- حدیث: جب گناہ مخفی رہتا ہے صرف کرنے والے ہی کو مضر ہوتا ہے اور جب ظاہر ہو جائے پھر متغیر نہ کیا جائے تو پھر سب کو مضر ہوتا ہے (کیونکہ اطلاع کے بعد اس پر نکیر واجب تھی اور ترک واجب سے گناہ ہونا ظاہر ہے)

فائدہ: ظاہر حدیث سے صوفیہ پر اعتراض ہوتا ہے کہ وہ طالبین کو حکم دیتے ہیں کہ (ہمارے سامنے) اپنے عیوب ظاہر کریں اور ان عیوب میں ان کے گناہ بھی ہوتے ہیں اور حدیث اس پر دال ہے کہ ان کا مخفی رہنا بہ نسبت ظاہر ہونے کے اسلم ہے اور

جواب یہ ہے کہ منکر وہ اظہار ہے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو باقی جو اظہار (شیخ پر) مصلحت معالجہ کے لئے ہو وہ مطلوب ہے کیونکہ وہ مقدمہ ہے مطلوب کا اور یہ مطلوب معالجہ ہے جیسے ستر کھولنے کی بلا ضرورت ممانعت ہے اور ضرورت کے وقت بضرورت معالجہ طبیب کے روبرو اجازت ہے اور اس کی تائید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے جو آپ نے حضرت عائشہؓ سے قصہ افک میں فرمایا تھا کہ اے عائشہؓ مجھ کو تمہارے متعلق ایسی ایسی خبر پہنچی ہے سو اگر تم بری ہو تو بہت جلد اللہ تعالیٰ تم کو بری فرمائیں گے اور اگر کسی گناہ میں آلودہ ہو گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کر لو اور اس کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا جواب میں یہ کہنا کہ اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ میں بری ہوں تو تم لوگ مجھ کو سچا نہ سمجھو گے اور اگر کسی بات کا تمہارے سامنے اقرار کر لوں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم سچا سمجھو گے (کیونکہ آپ لوگوں کے دل میں شبہ جم گیا ہے) روایت کیا اس کو بخاری نے وجہ تائید کی یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ اگر کسی گناہ میں آلودہ ہو گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لو یہ سمجھیں کہ اقرار کر کے توبہ کر لو جس کی دلیل ان کا یہ قول ہے کہ اگر میں اقرار کر لوں الخ اور آپ نے ان کے اس سمجھنے پر نکیر نہیں فرمایا چنانچہ آپ نے یہ نہیں فرمایا میری مراد اقرار کرنا نہیں ہے بلکہ محض توبہ کر لینا ہے اگرچہ خفیہ ہی ہو سو تجسس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس سے مقصود محض دوسرے کے عیوب کی اطلاع حاصل کرنا ہوتا کہ اس کی تحقیر کرے اور اس کو فضیحت کرے اور یہی ہے جس سے ممانعت آئی ہے اور ایک وہ جو کسی مصلحت سے ہو مثلاً صاحب عیب کی اصلاح یا اپنے نفس سے مضرت رفع کرنا اور یہ مذموم نہیں خوب سمجھ لو۔

## جس کے پاس جائیں اس کے تابع رہیں

۴۱۵- **حدیث:** جب تم میں کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس جائے تو وہ (گھر والا) اس (جانے والے) پر حاکم ہے یہاں تک کہ اس کے پاس سے واپس آجائے۔

**فائدہ:** اس میں مہمان کا ادب (بتلایا گیا) ہے کہ اس کو میزبان کا تابع ہو جانا

چاہئے اس پر نہ فرمائشیں کرے اور نہ اس کی مخالفت کرے اس لئے کہ گھر والا مقامی مصلحتوں کو تمام معاملات و معاشرات میں زیادہ جانتا ہے اور یہ (ادب) صوفیہ میں مثل مرط کے ہے۔ سو یہ حضرات سنت کے تتبع زیادہ ہیں رہا اکثر اہل ظاہر سو ایسی باریک باتیں ان کے ذہن میں بھی نہیں آتیں اس لئے ان سے لوگوں کو ایذا ہوتی ہے۔

## تواضع میں کبر و غلو کے مابین تعدیل

۴۱۶- **حدیث:** جب تم میں کوئی شخص کسی قوم کے پاس جائے اور اس کے لئے جگہ کشادہ کر دی جائے تو اس جگہ بیٹھ جائے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عزت دی ہوئی ہے جس سے اس کے مسلمان بھائی نے اس کی عزت کی ہے (وہاں بیٹھنے میں تکلف نہ کرے) اور اگر اس کو جگہ نہ دی جائے تو جس جگہ وسعت ہو بیٹھ جائے (اور اس کی کوشش نہ کرے کہ ممتاز ہی جگہ بیٹھے)

**فائدہ:** اس میں تعلیم ہے ایسے امور میں توسط کی کہ نہ افراط کرے اس طرح کہ صدر اور بڑا بننا چاہے جیسا علماء دنیا کی عادت ہے (کہ معمولی جگہ بیٹھنے کو خلاف شان سمجھتے ہیں) اور نہ تفریط کرے اس طرح سے کہ اپنے بھائی کے اکرام کو قبول نہ کرے اور پست ترین جگہ میں بیٹھنے پر اصرار کرے۔ جیسا ان اہل طریق کی عادت ہے جو تواضع میں غلو کرتے ہیں کیونکہ اس میں مسلمانوں کی دلشکنی ہے اور اس کی اہانت ہے کہ اس کے اکرام کو رد کر دیا۔

## کافر کے لئے نفع دنیوی کی دعا ہے

۴۱۷- **حدیث:** جب تم کسی یہودی نصرانی کے لئے دعا کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اولاد میں کثرت کرے۔

**فائدہ:** اس میں کافر کے لئے دنیوی نفع کی دعا کرنے کی اجازت ہے مگر مغفرت وغیرہ منافع اخرویہ کی اجازت نہیں اور ہم اکابر اہل طریق کو دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی کافر ان سے دعا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایسی دعا کرنے میں تنگی نہیں کرتے (تو ان کے اس فعل کی حدیث میں سند موجود ہے۔

## جب اللہ کا واسطہ دیا جائے تو مباح سے رک جاؤ

۴۱۸- **حدیث:** جب تم کو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو یاد دلائے تو تم رک جاؤ عزیزی نے حدیث کے یہ معنی کئے ہیں کہ جب تم کو کوئی اللہ تعالیٰ کی وعید یاد دلائے اور تم نے کسی گناہ کرنے کا ارادہ کیا تھا تو تم اس گناہ کے کرنے سے رک جاؤ اور میرے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ جب تم کسی کے ساتھ سختی کا مثلاً مارنے وغیرہ کا ارادہ کرو اور وہ شخص تم کو خدا کا واسطہ دے کہ اس سے نرمی کرو اور معاف کردو تو تم اس کے ساتھ شدت کرنے سے رک جاؤ۔

**فائدہ:** پہلے معنی کے اعتبار سے حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ناصح میں یہ نہ دیکھو کہ وہ مرتبہ میں بڑا ہی ہو (تب تم اس کا کہنا مانو) بلکہ ہر شخص کی نصیحت کو قبول کر لینا واجب ہے اگرچہ (رتبہ میں) چھوٹا اور حقیر ہی ہو، (یہ نہیں کہ اس کا کہنا ماننے سے عار کرو) کیونکہ حدیث میں یاد دلانے والے کو مطلق کہا ہے اور یاد دلانے کو مجہول کا صیغہ سے ذکر کیا ہے (تاکہ یاد والے کی تخصیص نہ رہے) اور دوسری تفسیر پر حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ادب (وتعظیم) کا مقتضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر مباح غیر ضروری سے بھی رکا جائے اور یہ دونوں خصلتیں صوفیہ کے امور طبیعہ میں سے ہیں سبحان اللہ کیسی قوم ہے کہ ان کے امور طبیعہ کے وہ اخلاق ہیں کہ دوسرا ان پر قادر نہیں مگر بعد مشقت شدیدہ کے۔

## معالجہ نفس کو سہل کرنے کا طریقہ

۴۱۹- **حدیث:** جب تم میں کوئی شخص کسی حسین عورت کو دیکھے اور وہ اس کو اچھی معلوم ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی بی بی کے پاس چلا آئے (یعنی اس سے ہمبستری کرے) اس لئے کہ شرمگاہ (دونوں جگہ) ایک ہی سی ہے اور بی بی کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جیسی اس (اجنبی) عورت کے پاس ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں معالجہ نفس کو سہل کرنے کا طریقہ (بتلایا گیا) ہے اور اصل معالجہ صرف یہ ہے کہ (نفس کو) اس تمنا سے (جو دوسری عورت کے ساتھ متعلق ہوئی ہے) روکا جائے اور مصلح کا اصل فرض منصبی اسی قدر ہے اور بی بی کے پاس جانا یہ اس

معالجہ کی اعانت اور تسہیل ہے اور ایسے طریق کا بتلانا یہ مصلح کے فرائض لازمہ سے نہیں یہ بتلانا (مصلح کی طرف سے) محض تبرع ہے سو طالب کو اپنے مصلح سے اس کے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں اور طالبین کثرت سے اس مسئلہ میں غلطی کرتے ہیں کہ معالجہ اختیاری میں مشقت سے گھبراتے ہیں اور شیخ سے ایسی تدبیر کی درخواست کرتے ہیں جس میں مشقت نہ ہو مثلاً شیخ نے کہا کہ باوجود تقاضا کے اپنی نظر کو روکو مگر یہ اس پر اصرار کرتے ہیں کہ ایسی تدبیر بتلائی جائے کہ نفس میں تقاضا ہی نہ ہو حالانکہ تقاضائے شدید نہ ہونا یہ خود موقوف ہے عمل مدید پر تو عمل کو اس پر موقوف رکھنا دور کو جائز رکھنا ہے غرض شیخ کے ذمہ سہولت کی تدبیر بتلانا نہیں ہے اور یہ لازم کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اگر لازم ہوتا تو حق تعالیٰ اس باب (عفت) میں صرف اس پر اکتفا فرماتے کہ آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں کیونکہ نیچی نگاہیں رکھنا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنا حالت ہیجان میں بڑی مشقت کا عمل ہے اور باوجود اس کے حق تعالیٰ نے ایسا کوئی طریقہ نہیں بتلایا جو اس مشقت کو زائل کر دے پس (اس سے ثابت ہوا کہ) اس حدیث میں جو مضمون وارد ہوا ہے یا دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ جو شخص تم میں نکاح کا مقدور رکھے اس کو نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نگاہ کا زیادہ پست کرنے والا ہے اور شرمگاہ کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہے۔ یہ سب باب تسہیل ہے ایسی چیز نہیں ہے جس پر (مامور بہ کی) تحصیل موقوف ہو اور اس کی علت میں جو یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ شرمگاہ ایک ہی ہے باوجودیکہ سکون ہیجان کا جو کہ عفت کو سہل کرنے والا ہے وہ اس علت کے استحضار پر موقوف نہیں جیسا کہ مناوی نے اطباء سے نقل کیا ہے کہ جماع کرنے سے عشق کے ہیجان کو سکون ہو جاتا ہے اگرچہ غیر معشوق کے ساتھ ہو، حاشیہ الحفنی میں اسی طرح ہے باوجود اس کے پھر جو یہ ارشاد فرمایا ہے یہ اشارہ ہے ایک دوسرے مسئلہ کی طرف وہ مسئلہ یہ ہے کہ مکلف کو چاہئے کہ اپنی نظر کو ہر چیز میں صرف حاجت روائی کے درجہ تک مقتصر رکھے اور تزئین اور لذت کے درجہ کے درپے نہ ہو کیونکہ لذت کی کوئی حد نہیں سو جو اس کے درپے ہوگا۔ اس کو کبھی تشویش سے نجات نہ ہوگی اور جو شخص نفس حاجت پر کفایت

کرے گا جس وقت حاجت پوری ہو جائے گی اس کو سکون ہو جائے گا پس یہ حاصل ہے اس ارشاد کا کہ شرمگاہ ایک ہی ہے یعنی اجنبیہ کی فرج کو بی بی کی فرج پر کوئی افزونی نہیں ہے اور دونوں میں فرق کرنا محض شیطان کا ملمع ہے (دوسرے مسئلہ کے استنباط کی تقریر میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے سنی ہے)

## مصیبت زدہ کی رعایت خاطر

۴۲۰- **حدیث**: جب کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی پر کوئی مصیبت دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے (کہ اس کو اس بلا سے محفوظ رکھا) اور (یہ شکر کرنا) اس شخص کو نہ سنائیے میں کہتا ہوں کہ مصیبت عام ہے دنیوی مصیبت کو بھی جیسے مرض اور افاقہ اور دینی مصیبت کو بھی جیسے گناہ اور نہ سنانا اس لئے ہے کہ اس کو رنج نہ ہو اور اس سے وہ مصیبت مستثنیٰ ہے جو کسی حرام فعل سے مسبب ہو جیسے کسی چوری میں جس سے توبہ نہ کی ہو ہاتھ کٹ گیا (وہاں سنانے کا بھی ڈر نہیں بشرطیکہ (سنانے میں عداوت کا) اندیشہ نہ ہو یا جو گناہ ندامت کے ساتھ مقرون نہ ہو (وہ بھی مستثنیٰ ہے وہاں بھی سنانے کا کچھ ڈر نہیں) اور ان سب میں یہ شرط ہے کہ اس میں نہ شماتت ہو (یعنی دوسرے کی مصیبت پر خوش ہونا) اور نہ (دوسرے کی) تحقیر ہو (کہ اپنے کو متقی اور مقدس سمجھے)

**فائدہ**: اس حدیث میں دلالت ہے کہ مصیبت زدہ کی خاطر کی رعایت کرنی چاہئے اور اسی پر ہر اس معاملہ کو قیاس کیا جائے گا جس میں کسی کے حزن یا دلشکنی کا احتمال ہو (ایسے تمام امور سے بچنا چاہئے اور صوفیہ کے اخلاق لازمی سے ہے۔

## ترک احتساب زبانی کا عذر

۴۲۱- **حدیث**: جب تم لوگوں کو اس حالت میں دیکھو کہ ان کے عہد گڑ بڑ ہو گئے اور ان کی امانتیں کم وزن ہو گئیں اور وہ اس طرح ہو گئے اور آپ نے اپنی انگلیوں میں جال بنا لیا (یعنے بھلے برے گڈ مڈ ہو گئے) اس وقت اپنے گھر کو لگ جاؤ (یعنے لوگوں سے ملنا چھوڑ دو) اور اپنی زبان پر قبضہ کر لو (یعنی سکوت اختیار کرو) اور خود نیک

بات پر عمل رکھو اور بری بات کو چھوڑ دو اور خاص اپنے کام سے کام رکھو اور عام لوگوں کے قصہ کو چھوڑ دو (یعنے اس کی اجازت ہے کہ کسی کو کچھ نہ کہو)

**فائدہ:** اس حدیث میں اس کی گنجائش ہے کہ امر منکر پر انکار (ظاہر) نہ کیا جائے جب غالب گمان یہ ہو کہ وہ منکر میرے انکار سے زائل نہ ہوگا یا (انکار کرنے سے) کسی ضرر کا اندیشہ ہو اور اصل مدار حکم (مذکور) کا یہی ہے کہ عدم توقع نفع یا خوف لحوق ضرر کے وقت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے) اور حدیث میں جو شرائط بیان کی گئی ہیں اور یہ اس کی علامات ہیں (اُن امور کا وجود علامت اس کی ہے کہ کہنے سے نفع نہ ہوگا یا ضرر لاحق ہوگا اور اکثر صوفیہ جو عام لوگوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا خطاب نہیں کرتے اور صرف ایسے شخص کے خاص خطاب کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو اپنے کو اصلاح کی غرض سے ان کے سپرد کر دیتے ہیں ان کا یہی عذر ہے کہ وہ زمانہ کا رنگ دیکھ کر نفع سے ناامید ہیں سو اس باب میں ان پر ملامت نہ کی جائے گی وہ اپنے اس فعل میں بھی سنت کے متبع ہیں (چنانچہ حدیث میں ایسے وقت خود احتساب کو ساقط کر دیا ہے)

## احوال کی مناسبت سے مقبولیت کے استدلال کا فساد

۴۲۲۔ **حدیث:** جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دنیا کی جو چیز وہ چاہتا ہے دے رہا ہے اور وہ معاصی پر جما ہوا ہے تو وہ صرف استدراج ہے (اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے کہ اس سے حق تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہونے پر استدلال کرنے لگے)

**فائدہ:** حدیث اس کو بھی شامل ہے کہ بعض اوقات معاصی کے ساتھ بعض احوال نفسانیہ باقی رہتے ہیں جیسے وجد واستغراق وشوق اور شیفتگی اور حیرت اور اس قسم کی اور کیفیات (تو ان کی بقا سے دھوکہ میں نہ آئے کہ ایسا مقبول ہوں کہ معصیت سے بھی مقبولیت میں خلل نہیں پڑا کیونکہ یہ سب کیفیات دنیا ہیں دین نہیں ہیں اور دنیا کا عطا ہوتے رہنا علامات مقبولیت سے نہیں) پس اس میں رد ہے اس شخص پر جو اس حالت سے دھوکا کھاتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے کہ میری نسبت مع اللہ ایسی قوی ہے کہ معاصی

کے ہوتے ہوئے بھی اس میں ضعف نہیں آیا اور اس کو یہ خبر نہیں کہ ان احوال کا نسبت سے کوئی تعلق نہیں اور نسبت معاصی کے ساتھ باقی نہیں رہتی اور یہ احوال محض کیفیات نفسانیہ طبعیہ ہیں جیسے فرح اور سرور (کیفیات طبعیہ ہیں حاصل یہ کہ یہ احوال اپنی ذات میں دینی امور نہیں ہیں بلکہ دنیوی امور ہیں البتہ بعض اوقات دین میں معاون ہو جاتے ہیں اور اس (معین ہونے) سے ان کا دین کا جزو ہونا لازم نہیں آتا۔

## دنیوی کشادگی سے قبولیت کے استدلال کا فساد

۴۲۳- **حدیث**: جب تو اپنی یہ حالت دیکھے کہ جب آخرت کی چیزوں میں کسی چیز کا طالب ہو اور اس کی تلاش کرے تو وہ آسانی سے مل جائے اور جب دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کا طالب ہو اور اس کی تلاش کرے تو اس کا ملنا دشوار ہو جائے تو سمجھ لے کہ تو اچھے حال پر ہے (کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے فتنوں سے بچانا چاہتا ہے) اور جب اپنی حالت یہ دیکھے کہ جب آخرت کی چیزوں میں سے کسی چیز کا طالب ہو اور اس کی تلاش کرے تو اس کا ملنا دشوار ہو جائے اور جب دنیا کی چیزوں میں کسی چیز کا طالب ہو اور اس کی تلاش کرے تو وہ آسانی سے مل جائے تو تو برے حال پر ہے کہ دنیا کی فتنوں میں واقع ہونے کا خطرہ ہے اور اس مضمون کی چار صورتیں ہیں سو (دو قسمیں تو مذکور ہو گئیں اور ایک تو) وہ قسم باقی رہ گئی کہ دنیا اور آخرت دونوں دشواری سے ملیں اور (ایک) وہ قسم بھی (رہ گئی) کہ دونوں آسانی سے مل جائیں اور ان دونوں سے اس لئے تعرض نہیں کیا کہ ان کا حکم واضح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دوسری قسم اس ارشاد حق کا مصداق ہے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة اور اول قسم اس ارشاد کا مصداق ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کی طرف سے گھاٹے میں رہا۔

**فائدہ**: اور اس حدیث سے فراخی دنیا سے عنداللہ مقبول ہونے پر استدلال کرنے کا فساد واضح ہو گیا جیسے بعض جاہل صوفی اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ والوں کو دنیا کی خوب ترقی ہو جاتی ہے اور اس سے اس سلسلہ کے مقبول ہونے پر

استدلال کرتے ہیں اور اس استدلال کی ان کو گنجائش کہاں اور اس استدلال کا فاسد ہونا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ (بعض آدمی کا یہ حال ہے کہ اس) کو جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے یعنی اس کو (ظاہراً) اکرام انعام دیتا ہے تو وہ (افتخاراً) کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر بڑھادی یعنی میں اس کا مقبول ہوں کہ مجھ کو ایسی نعمتیں دیں) اور جب اس کو (دوسری طرح (آزماتا ہے یعنی اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ (شکایتاً) کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر گھٹادی (یعنی مجھ کو اپنی نظر سے آج کل گرا رکھا ہے کہ دنیوی نعمتیں کم ہوگئیں آگے اس پر ردع ہے کہ) ہرگز ایسا نہیں (یعنی دنیا کا ہونا نہ ہونا دلیل مقبولیت مخذولیت کی نہیں)۔

## عوام کے منکر پر صوفیہ کے عدم نکیر کی عادت کا عذر

۴۲۴- **حدیث:** جب تم کسی بری بات کو دیکھو کہ تم اس کو (بالید یا باللسان) متغیر نہیں کر سکتے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہی اس کو (کبھی) متغیر کر دے۔

**فائدہ:** اس میں رخصت ہے سکوت کرنے کی منکر پر نکیر کرنے سے جب اس سے عاجز ہو اور فتنہ کا خوف ہو اور کسی خرابی کا اندیشہ ہو مگر دل سے کراہت رکھے میں کہتا ہوں یہی عذر ہے اکثر صوفیہ کا وہ اکثر احوال میں اپنے نکیر کو ان ہی لوگوں کے ساتھ خاص رکھتے ہیں جو اپنے کو ان کے سپرد کر دے کیونکہ اکثر عوام سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے اور فتنہ سے ان کا وقت مشوش ہو جاتا ہے اور عمل میں صفائی نہیں رہتی اور یہ (تشویش وقت اور تکدر عمل) موانع طریق سے ہے اس لئے وہ اپنے کو اس سے دور رکھتے ہیں۔

## جو اختیار میں نہ ہو اس کی مذمت نہیں

۴۲۵- **حدیث:** جب جہاد میں مومن کا قلب (خوف سے) کانپنے لگے (مگر جہاد کو ترک نہ کرے) تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے کھجور کی شاخ (خشک ہو کر) جھڑ جاتی ہے۔

**فائدہ:** اس میں اس (مسئلہ) کی تصریح ہے کہ جو چیز اختیار کے تحت میں داخل

نہ ہو وہ مذموم نہیں اگر چہ ظاہراً نقص ہو اور یہ فن کے نہایت ضروری مسائل سے ہے (وجہ دلالت ظاہر ہے کہ دل کا کانپنا علامت ہے بزدلی کی جو کہ ظاہراً نقص ہے لیکن اس پر اجر ملتا ہے جب عمل ترک نہ کرے)۔

## حسن اخلاق کی بھی ایک حد ہے

۴۲۶- **حدیث**: جب تم سائل کو تین بار (عذر سمجھا کر) جواب دے دو اور وہ پھر بھی نہ جائے (لپٹ کر جم ہی جائے جس سے ایذا ہونے لگے) تو پھر اس کو جھڑک دینے میں کچھ ڈر نہیں۔

**فائدہ**: حدیث صریح ہے اس مسئلہ میں کہ حسن اخلاق کی بھی ایک حد ہے اور بندہ اس کا مکلف نہیں کہ اس حد سے آگے ایذا کا تحمل کرے اور یہی طریق وسط ہے پس (اخلاق کے باب میں نہ تفریط کرے جیسے متکبرین کا شیوہ ہے کہ (ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے) اور نہ افراط (اور غلو) کرے جیسے اہل تکلف کی عادت ہے (کہ خواہ کچھ ہی گزر جائے مگر ناگواری کے اظہار کو خلاف وضع درویشی سمجھتے ہیں۔ البتہ اس سے مبتدیوں کا تکلف مستثنیٰ ہے جو معالجہ کے لئے ہوتا ہے (کیونکہ وہ جب تک نفس کو بہت دور سے نہ روکیں اعتدال پر آ نہیں سکتا۔ سو یہ تکلف چونکہ مقدمہ ہے اعتدال کا اس لئے محمود ہے)۔

## فعل سابق

۴۲۷- **حدیث**: جب تم معاویہ بن تابوت کو میرے منبر پر دیکھو (جس نے نذر کی تھی کہ میں منبر شریف پر گندگی کروں گا) تو اس کو قتل کر دو۔

**فائدہ**: اس میں بھی وہی مسئلہ ہے جو حدیث سابق میں تھا کیونکہ قتل بظاہر حسن خلق سے بعید ہے لیکن مستحق قتل کا قتل کرنا یہ حسن خلق کی حد میں داخل ہے کیونکہ اس میں دینی مصالح ہیں۔

## زائر کے لئے آداب قصد رخصت

۴۲۸- **حدیث**: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملنے آئے

اوراس کے پاس بیٹھ جائے تواس کواٹھنا نہ چاہئے جب تک اس سے اجازت نہ لے لے۔

**فائدہ:** یہ حکم استحباب کے لئے ہے (کمافی العزیزی) اور حکمت اس کی ظاہر ہے یعنی مسلمان کے دل کا خوش کرنا اوراسی طرح جس کے ملنے کوکوئی آیا ہواس کے لئے بھی مستحب ہے کہ اس کواجازت دے دے بعینہ اسی حکمت کی وجہ سے اوراس قسم کی رعایتیں حضرات صوفیہ میں مثل امور طبعیہ کے ہیں اوریہی مطلب ہے اس قول کا جوفارسی میں مشہور ہے آمد بارادت ورفتن باجازت اوراس سے یہ مرادنہیں کہ اذن لیناواجب ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں پھروہ استحباب بھی مفید ہے عدم حرج کے ساتھ کلیات شرعیہ کے سبب۔

## قول حکمت قبض کی اصل

۴۲۹- **حدیث:** جب بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی (خاص) مرتبہ مقدر ہوتا ہے جس کووہ اپنے عمل سے حاصل نہ کرسکتا تھا (یعنی اس درجہ کا کوئی عمل اس کے اعمال میں نہ تھا) تواللہ تعالیٰ اس کواس کے جسداوراس کے اہل اوراس کے مال میں کسی بلا میں مبتلا کردیتا ہے پھروہ اس پرصبر کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ کو حاصل کرلیتا ہے جواس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوا تھا۔

**فائدہ:** اوراسی پرعلت کے اشتراک سے حالت قبض کوقیاس کیا جاتا ہے جو سالکین کوپیش آتی ہے اوروہ بعینہ اسی نفع سے طالبین کوتسلی دیتے ہیں پس یہ حدیث ان کے اس مسئلہ کی اصل ہے۔

## ریاضت کے ذریعہ اصلاح اخلاق کے معنی

۴۳۰- **حدیث:** جب تم کسی پہاڑکوسنوکہ اپنی جگہ سے ٹل گیا توتصدیق کرلو (جب کوئی دلیل مکذب نہ ہو) اورجب تم کسی شخص کی نسبت سنوکہ اپنے اخلاق سے ہٹ گیا توتصدیق مت کرو (کیونکہ اس کا مکذب موجود ہے اوروہ مکذب یہ ہے کہ) وہ پھراسی (حالت) پرآجائے گا جس پرپیدا کیا گیا ہے)۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس کی تصریح ہے جس کے حکماء اخلاق قائل ہیں کہ

ریاضت سے اخلاق جبلیہ زائل نہیں ہوتے (جیسے بعض ناواقف اس کی کوشش کرتے ہیں)۔ صرف اتنی بات ہے کہ مضمحل ہو جاتے ہیں جس سے ان کی مقاومت سہل ہو جاتی ہے اور سلوک میں مقصود یہی مقاومۃ ہے کیونکہ یہ عمل اختیاری ہے اور اسی کا انسان مکلف ہے بخلاف اخلاق کے کہ وہ ملکات غیر اختیاریہ ہیں اور اس کا مکلف بہ ہونے سے کوئی علاقہ نہیں اور جس شخص نے اس اصل کو مستحکم نہیں کیا اس کو تشویش سے بھی نجات نہ ہوگی کیونکہ وہ بعد مجاہدات شاقہ کے بھی بعض اوقات دیکھے گا کہ اخلاق (رذیلہ درجہ تقاضا میں) زائل نہیں ہوئے پس وہ حصول مقصود سے ناامید ہو جائے گا۔

## کھلے گناہ کیلئے کھلی توبہ کی حکمت

۴۳۱- **حدیث**: جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے قریب ہی توبہ جدید کر۔ پوشیدہ گناہ کے مقابلہ میں پوشیدہ توبہ اور علانیہ گناہ کے مقابلہ میں علانیہ توبہ عزیزی میں ہے شیخ نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ تاکہ (توبہ سے گناہ کا) مقابلہ ہو جائے نہ یہ کہ ایسا کرنا قبول توبہ کی شرط ہے (بلکہ اگر علانیہ گناہ سے خفیہ توبہ کر لی تب بھی مقبول ہے) میں کہتا ہوں کہ (حکمت مقابلہ کے علاوہ جس کی رعایت صرف اولیٰ ہے کمافی حاشیۃ الحفنی من قولہ لکن الاولی المناسبۃ اس میں اور یہی حکمت ہے کہ اس کی رعایت ضروری ہے چنانچہ) میرے نزدیک اول میں یہ حکمت ہے کہ اس میں اخفاء ہے معصیت کا (جو کہ مامور بہ ہے) اور ثانی میں یہ حکمت ہے کہ لوگ اس کی غیبت میں مبتلا نہ ہوں (کیونکہ گناہ کی تو سب کو خبر ہے اور توبہ کی کسی کو خبر نہیں لامحالہ لوگ غیبت کریں گے) اور (یہ بھی حکمت ہے کہ اعلان میں) اصرار (علی المعصیۃ) کی تہمت سے بچتا ہے اور نیز اپنے جہل کے اعتراف سے اور رجوع الی الحق سے جو عار ہوتی ہے اس میں اس کا بھی علاج ہے اور یہ ایک ایسا علاج ہے جو صوفیہ میں معمول ہے۔

## علاج غضب کی تسہیل

۴۳۲- **حدیث**: جب تم میں کسی کو غصہ آئے خاموش ہو جائے۔

۴۳۳- **حدیث**: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو بیٹھ جائے اگر غصہ جاتا رہے تو خیر ورنہ لیٹ جائے۔

۴۳۴- **حدیث**: جب کسی شخص کو غصہ آئے اور وہ اعوذ باللہ کہہ لے تو غصہ کو سکون ہو جاتا ہے۔

**فائدہ**: تینوں حدیثیں اس میں مشترک ہیں کہ ان سب میں علاج کی تسہیل ہے اور ایسی تسہیل مشائخ کے معمولات میں سے ہے گو یہ ان کے ذمہ لازم نہیں لازم تو صرف طریق تحصیل کی تعلیم ہے لیکن تسہیل کی تعلیم ان کا تبرع اور پہلی تدبیر کا حاصل جوش کا شکستہ کرنا ہے کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بولنے سے جوش بڑھ جاتا ہے اور دوسری تدبیر کا حاصل ہیئت حملہ سے بعد اختیار کرنا ہے اور تیسری تدبیر کا حاصل ازالہ ہے سبب کا اور وہ سبب اغواہے شیطان کا نیز (تیسری تدبیر کا ایک جزو) ذکر اللہ ہے (کیونکہ استعاذہ ذکر بھی ہے) اور اسی ذکر اللہ کا تتمہ یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے حکم کو یاد کرے کہ جو شخص اپنے نفس کے لئے (خلاف شرع) بدلا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہو جاتا ہے اور یہ سب اس وقت ہے جب غیر اللہ کے لئے غصہ آئے (ورنہ وہ غصہ خود مطلوب ہے اس کے علاج کی کیا ضرورت ہے البتہ حدود میں رہنے کا اہتمام ضرور ہے)۔

## بخل اور پوشیدہ رکھنے کی مذمت

۴۳۵- **حدیث**: جب تم سے مانگا جائے تو روکو مت (دیدو) اور جب تم کو کچھ دیا جائے تو چھپاؤ مت (ظاہر کردو)

**فائدہ**: یہ دونوں خصلتیں صوفیہ کے اخلاق لازمہ کے مثل ہیں البتہ اس کے شرائط میں بنا بر مصالح عملاً کچھ اختلاف ہے جس سے دینے میں صورۃً تفاوت معلوم ہوتا ہے۔ نیز ان حضرات کو جو کچھ ملتا ہے اس کو چھپاتے بھی نہیں (ظاہر کردیتے ہیں) اور اس (ظاہر کردینے) کو شکر سمجھتے ہیں معطی حقیقی کا بھی اور معطی مجازی کا بھی اور یہ (نہ چھپانا) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے جو بخیلوں کی) مذمت میں فرمایا ہے

کہ وہ اس چیز کو چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے۔

## مجاہدہ میں غلو نہ ہو

۴۳۶- **حدیث:** جب کوئی تم میں شب کو (نماز میں قرآن پڑھنے) کھڑا ہو اور قرآن مجید اس کی زبان پر ثقیل ہونے لگے (یعنی نیند کے غلبہ سے زبان لڑکھڑانے لگے) اور اس کو یہ نہ معلوم ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ لیٹ جائے (تاکہ کچھ سو جانے سے طبیعت ہلکی ہو جائے پھر اٹھ کر پڑھنے لگے)۔

**فائدہ:** اس میں ادب ہے مجاہدہ کا کہ جب اس میں گرانی ہونے لگے اس کو مؤخر کردے کیونکہ مشقت خود مقصود بالذات نہیں ہے اصل مقصود بالذات عمل کا ادا کرنا ہے اس کے طریقہ پر اور مجاہدہ اس مقصود کے موانع کا مقابلہ کرنا ہے پس جب مقصود بالغیر کے سبب خود مقصود بالذات فوت ہونے لگے تو اس مقصود بالغیر کا ترک واجب ہوگا اور محققین کا یہی طریق ہے رہے غیر محققین سو ان کا منتہی نظر صرف مشقت ہے اگرچہ اس کے سبب ایسی چیز فوت ہو جائے جو اس سے اہم ہے اور یہ بڑی غلطی ہے۔

## حرکات غیر اختیاری خشوع کے منافی نہیں

۴۳۷- **حدیث:** جب کوئی تم میں نماز کی طرف کھڑا ہو تو اپنے جوارح کو ساکن رکھے اور ادھر ادھر مائل نہ ہو جیسا یہودی مائل ہوتے ہیں اس لئے جوارح کا ساکن رکھنا نماز میں متمم ہے۔

**فائدہ:** حدیث اس پر دال ہے کہ جوارح کو ساکن رکھنا بھی مطلوب ہے جیسے قلب کو ساکن رکھنا اور یہی حقیقت ہے خشوع کی اور جس طرح جوارح کی حرکت رعشہ سے بدوں حرکت دینے کے خشوع کے منافی نہیں اسی طرح قلب کی حرکت بدوں حرکت دینے کے خشوع کے منافی نہیں اور راز اس کا یہ ہے کہ خشوع مامور بہ ہے اور مامور بہ وہی چیز ہو سکتی ہے جو اختیار کے تحت میں ہو اور حرکت دینا تو اختیار کے تحت میں ہے اور حرکت ہونا اختیار کے تحت میں نہیں اور تحریک کے اختیاری ہونے سے عدم

تحریک کا اختیاری ہونا بھی لازم ہے پس خشوع بھی ہوگا)۔

## اعمال مقصود ہیں نہ کہ احوال

۴۳۸- **حدیث:** جب تم میں کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔

**فائدہ:** یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ مقصود اس طریق میں عمل کی تکمیل ہے سنت کے موافق نہ کہ احوال جیسے دفع خطرات وغیرہ اس لئے کہ آنکھ بند کرنے کو خاص دخل ہے دفع خطرات میں اور باوجود اس کے اس سے ممانعت کی گئی ہے اور اس میں دو شخص بھی محققین میں سے اختلاف نہیں کرتے۔

## غم، حزن اور قبض کی مصلحتیں

۴۳۹- **حدیث:** جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو فکر میں مبتلا کرتے ہیں۔ عزیزی نے مناوی سے نقل کیا ہے کہ (یہ اس لئے ہوتا ہے) تاکہ جو مصیبت جھیل رہا ہے اس سے اس کی تقصیر کا تدارک ہو جائے اور اس کی سستی کا کفارہ ہو جائے اور اسی مضمون کی ایک حدیث یہ ہے کہ جب بندہ کے گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور اس کے پاس ایسا کوئی عمل ہوتا نہیں جس سے ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو کسی رنج میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس رنج سے اس گناہ کا کفارہ ہو جائے۔

**فائدہ:** دونوں حدیثیں فکر اور رنج کے جس میں قبض بھی داخل ہے نعمت عظیمہ ہونے پر دال ہیں کہ ان دونوں سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اسی مقام سے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ بلاؤں سے تنگ نہیں ہوتے کیونکہ وہ حکمت کا مشاہدہ کرتے ہیں اس لئے وہ بلا ان پر سہل ہو جاتی ہے۔

## سوال تعنت پر صوفیہ کی سکوت کی عادت

۴۴۰- **حدیث:** جب کوئی شخص تم میں سے اپنے (مسلمان) بھائی کے پاس مسائل وغیرہ پوچھنے کے لئے بیٹھے تو اس کو چاہئے کہ سمجھنے کے لئے پوچھے (یعنی استفادہ و تحقیق مقصود ہو امتحان اور اظہار عجز اور تخجل کرنا مقصود نہ ہو کہ یہ حرام ہے کذا فی العزیزی)۔

**فائدہ:** اس میں سوال کا ادب بتلایا گیا ہے اور جب سوال اس طریقہ کا نہ ہوگا تو وہ سوال ہی نہیں اس کا جواب دینا بھی ضروری نہ ہوگا اور جماعت صوفیہ اسی (معمول) پر ہیں کہ سائل متعنت کو جواب نہیں دیتے بخلاف ظاہر پرستوں کے کہ وہ سکوت کرتے ہیں) اس سے ڈرتے ہیں کہ ہم جہل کی طرف منسوب نہ کئے جائیں اس لئے جواب دیتے ہیں اور ان کا وقت ضائع ہوتا ہے اور اگر ہم قواعد شرع میں غور کریں تو ہم کو اس جواب کے حرام کہنے کی گنجائش ہے کیونکہ تعنت حرام ہے اور متعنت کو جواب دینا اس حرام کی اعانت ہے (اور اعانت حرام کی حرام ہوتی ہے)

## تکمیل نماز، گفتگو میں احتیاط اور تحصیل زہد کا طریقہ

۴۴۱- **حدیث:** جب تم نماز میں کھڑے ہو تو ایسے شخص کی سی نماز پڑھو جو (دنیا کو) رخصت کر رہا ہے (اور جس کو پھر نماز میسر نہ ہوگی گویا یہ اخیر نماز ہے) اور ایسا کلام مت کرو جس سے تم کو معذرت کرنا پڑے اور لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ (مال و متاع) ہے اس سے ناامیدی کو دل میں جمالو۔

**فائدہ:** اس میں تین امر مذکور ہیں اول نماز کے کامل کرنے کا طریقہ۔ ان مراقبہ سے کہ ہم دنیا کو رخصت کر رہے ہیں اور (اس لئے) یہ نماز آخری نماز ہے پھر شاید نصیب نہ ہو) اور امر ثانی کلام میں احتیاط کرنا اور کلام سے پہلے اس کو سوچ لینا کہ ایسا کلام ہو جس سے معذرت کرنا نہ پڑے خواہ دنیا میں یا آخرت میں اور امر ثالث زہد کی تعلیم ہے۔ اور زہد کی حقیقت کا بیان ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ اس پر عزم کرلے کہ مخلوق کے ساتھ جو کچھ متاع دنیا ہے سب سے امید قطع کر دے سو جو شخص ایسا کرے گا اس کا قلب راحت میں رہے گا کیونکہ زہد قلب اور بدن دونوں کو راحت دیتا ہے اور یہ سب امور صوفیہ صافیہ کے اعمال میں سے ہیں۔

## الداجۃ فی العقائد

۴۴۲- **حدیث:** جب آخری زمانہ ہو اور خیالات فاسدہ مختلف ہونے لگیں،

توتم دیہاتیوں اور عورتوں کا طریقہ دینیہ اختیار کرنا حنفی نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جب بدعات اور عقائد فاسدہ ظاہر ہوں اور فلاسفہ کی کتابوں کا مطالبہ کثرت سے ہونے لگے تو تم دیہاتیوں اور عورتوں کے جو مقلد محض ہوتے ہیں اعتقاد کو اختیار کرنا اور ان کتابوں کا مطالعہ مت کرنا تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ عزیزی نے علقمی سے نقل کیا ہے کہ دیہاتیوں اور عورتوں کے اعتقاد کو اختیار کرنا کہ وہ باری تعالیٰ کو واحد لاشریک لہ اعتقاد کرتے ہیں (اور اس میں تدقیق نہیں کرتے) اور مناوی نے نقل کیا ہے کہ ان کے اعتقاد کو اختیار کرو کہ اصل ایمان اور ظاہر اعتقاد کو بطریق تقلید قبول کرتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔

**فائدہ:** یہ حدیث اسی طریق پر دلالت کرتی ہے جس پر صوفیہ قائم ہیں کہ اصلی اہتمام اعمال کا کرتے ہیں اور علوم میں سے قدر ضروری پر اکتفا کرتے ہیں (خواہ علی التعیین ضروری ہو خواہ علی الکفایہ) اور زوائد علوم میں خوض نہیں کرتے اور آخری زمانہ یہ اس حکم کی قید نہیں کیونکہ یہ حکم دائم ہے صرف اس لئے اس کا ذکر کیا ہے کہ خیر القرون میں اس کے اہتمام کی ضرورت واقع نہ ہوئی تھی (اس وقت سب ایسے ہی تھے)۔

## فقر و مال اختیار کرنے میں مسالک قوم کے اختلاف

۴۴۳- **حدیث:** جب آخر زمانہ ہوگا (یعنی خیر القرون کے بعد) اس وقت لوگوں کے لئے دراہم و دنانیر ضروری ہو جائیں گے جس سے آدمی اپنے دین اور دنیا کو قائم رکھ سکے گا۔ بخلاف خیر القرون کے کہ اکثر طبائع میں توکل کی قوت تھی اور عام طبائع میں اہل توکل کی خدمت کا اہتمام تھا اس لئے ذخیرہ رکھنے کی حاجت نہ تھی)۔

**فائدہ:** اور اسی جگہ سے تم بعض اہل طریق کو دیکھتے ہو کہ ضرورت کی قدر مال جمع رکھتے ہیں تاکہ تشویش سے بچے رہیں اور طبائع اس میں مختلف ہیں بعض کو مال کے نہ ہونے سے تشویش ہوتی ہے اور بعض کو نہیں ہوتی اور مقصود (طریق) پر بڑی معین چیز جمعیت خاطر ہے اور یہ طبائع کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتی ہے بعض ایسے

ہیں جن کے خیالات مال کے ہونے سے مجتمع رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ مال کے ہونے سے ان کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور (علاوہ اس فطری تفاوت کے) عیال کے ہونے نہ ہونے کو بھی اس میں دخل ہے (کہ عیال ہونے سے خیالات زیادہ منتشر ہو جاتے ہیں اور عیال نہ ہونے سے کم منتشر ہوتے ہیں) اور اسی (اصل) سے ان نصوص میں تطبیق ہو جاتی ہے جن سے فقر یا رعایت غنی کی ترجیح معلوم ہوتی ہے جیسے شیخین کی حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اچھا صدقہ وہ ہے جو غنی کی قوت سے ہو (یعنی صدقہ کے بعد بھی غنی باقی رہے اس میں تصریح ہے کہ خرچ کرنے میں اس کی رعایت رکھے کہ سب خرچ نہ کر دے نفس کی تسلی کے لئے کچھ ذخیرہ باقی بھی رکھنا چاہئے) اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نادار آدمی کی ہمت کرنا (اس سے فقر کے تدارک نہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہیں) یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ میں صاحب مرقاۃ نے طیبی سے دونوں حدیثوں کو جمع کرنے کی توجیہ میں نقل کیا ہے کہ یہ فضیلت مختلف اشخاص اور ان کے قوت توکل اور ضعف یقین کے اعتبار سے متفاوت ہے اھ (اس کا وہی حاصل ہے جو میں نے اوپر کہا ہے طیبی نے مجمل کہا ہے میں نے مفصل پس بزرگوں کے مختلف مسالک دیکھ کر کسی پر اعتراض نہ کرنا چاہئے)۔

## ذکر بالجہر اور بعض آثار ذکر کا اثبات

۴۴۴۔ **حدیث**: اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو یہاں تک کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

**فائدہ**: اور جنون کی طرف نسبت کرنا صرف دو سبب سے ہو سکتا ہے یا تو ذکر بالجہر سے جس میں (دوسرے دلائل سے) شرط یہ ہے کہ جہر میں افراط نہ ہو پس (اس بنا پر) حدیث ذکر جہر کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے اور یا (جنون کی طرف نسبت کرنا) بعض آثار ذکر کے غلبہ سے ہو سکتا ہے جیسے غیبت اور سکر پس (اسی بنا پر) حدیث میں اثبات ہے ان احوال کا اور یہ احوال اگرچہ (ذکر کے لئے) لازم نہیں لیکن

اکثر اوقات ذکر پر مرتب ہوجاتے ہیں اور ان دونوں امر میں کثرت کو خاص دخل ہے اس لئے کہ گاہ گاہ جہر کرنے کی طرف کوئی التفات نہیں کرتا تاکہ نسبت الی الجنون کی نوبت آوے اور اسی طرح یہ احوال بھی ذکر قلیل پر غالباً مرتب نہیں ہوتے اس لئے حدیث میں اذکروا اللہ کے ساتھ کثیراً فرمایا گیا)۔

## غیر اختیاری کوتاہیوں پر غم کرنے کے مناہی

۴۴۵- **حدیث**: بندہ جب بیمار ہوجاتا ہے یا سفر کرتا ہے (اس وجہ سے اس کے معمولات میں کچھ کمی ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسا ہی اجر لکھتے ہیں جیسا وہ صحیح اور مقیم ہونے کی حالت میں عمل کرتا تھا (اور پورا ثواب لکھا جاتا تھا)۔

**فائدہ**: اس میں وہ مضمون ہے جس سے مشائخ طالبوں کو ان کی غیر اختیاری کوتاہیوں میں تسلی دیتے ہیں کہ ایسی تقصیرات مقصود میں مخل نہیں (اور ایسی کمی سلوک میں مضر نہیں) اور طالبین کو ان تقصیرات پر رنج کرنے سے منع فرماتے ہیں کیونکہ ایسا رنج قلوب کو ضعیف کردیتا ہے اور ضعف قلب طریق میں سب سے زیادہ مضر ہے کیونکہ بڑا مدار طریق کا ہمت اور عزم پر ہے۔

## مجاہدہ میں غلو نہ ہو

۴۴۶- **حدیث**: جب تم میں کوئی شخص اونگھنے لگے اور وہ نماز پڑھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ سو رہے یہاں تک کہ نیند جاتی رہے کیونکہ جب اونگھنے میں نماز پڑھے گا اس کو کیا خبر شاید ارادہ کرے استغفار کا پھر اپنے کو کوسنے لگے (مثلاً اللھم اغفرلی کہنا چاہتا اور غلبہ نعاس سے اللھم اعفرلی کہنے لگا یعنی بجائے غین معجمہ کے عین مہملہ نکل جائے جس کے معنی ہیں کہ مجھ کو خاک میں ملا دے)۔

**فائدہ**: یہ حدیث بھی اسی مضمون پر دال ہے جس پر وہ حدیث دال ہے جو قریب ہی گزری ہے جس کا شروع یہ ہے اذاقام احد کم من اللیل اور وہ مضمون تعدیل فی المجاہدہ ہے۔

## ذاکرین کے احوال کے ساتھ ذکر کے احوال میں اختلاف

۴۴۷- **حدیث:** اللہ تعالیٰ کا ایسا ذکر کرو کہ منافقین (یعنی بددین معترضین) یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔

۴۴۸- **حدیث:** اللہ تعالیٰ کا ذکر گمنام طور پر کرو عرض کیا گیا کہ گمنام طور پر ذکر سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ ذکر خفی۔

**فائدہ:** مجموع حدیثین سے وہی امر ماخوذ ہوتا ہے جس پر صوفیہ ہیں کہ ہر شخص کو وہی حکم ہے جو اس کے لئے انفع واصلح ہو (پس بعض کے لئے جہر نافع ہے بعض کو خفی) اور تجربہ ہوا ہے کہ ابتدا سلوک میں تو جہر زیادہ نافع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے عبادت میں نشاط پیدا ہوتا ہے جس کی ابتدا میں زیادہ حاجت ہے اور غیر ابتدا میں خفی زیادہ افضل ہے کیونکہ اس میں ریا کا خطرہ نہیں اور پہلی حدیث اس پر بھی دال ہے کہ محض خوف ریا سے ذکر ترک نہ کرے (ہمارے حضرت مرشد علیہ الرحمہ بکثرت یہ ارشاد فرماتے تھے)۔

## لوگوں سے زیادہ دعا طالب کرنا

۴۴۹- **حدیث:** لوگوں سے دعائے خیر کثرت سے طلب کیا کرو کیونکہ بندہ کو معلوم نہیں کس کی زبان پر اس کے لئے دعا قبول ہو جائے یا اس پر رحمت ہو جائے۔

**فائدہ:** سب سے زیادہ اس پر صوفیہ عمل کرتے ہیں کیونکہ وہ ہر مسلمان سے دعا طلب کرتے ہیں۔

## بیعت کے معاملہ میں بعض مشائخ کی توسع

۴۵۰- **حدیث:** بہت سے بھائی بنالو کیونکہ ہر مومن کیلئے قیامت کے روز ایک شفاعت ہوگی (شاید وہ شفاعت تمہارے ہی حق میں ہو جائے (اور وہ تعارف سے ہوگی)۔

**فائدہ:** اور یہی مصلحت ہے بعض مشائخ کے اس معمول میں کہ وہ قبول بیعت میں توسع کرتے ہیں جیسا کہ میرے حضرت شیخ کا یہی معمول تھا اور اسی امید (مذکور) کی تصریح فرمایا کرتے تھے اور بعض مشائخ اس میں تنگی فرماتے ہیں غیرت فی الدین اور امتحان

طالبین کے لئے اور ہر ایک کی ایک سمت توجہ ہے کہ وہ اس کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔

## اہل طریق مبتدیوں پر سخت گیری نہیں کرتے

۴۵۱- **حدیث:** مسلمان ہو جا اگرچہ بے رغبتی سے ہو حفنی نے (اس کی شرح میں) کہا ہے کہ یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص سے فرمایا تھا جس کو اسلام سے یعنی اس سے کہ آپ کی نبوت کا اقرار کرے کراہت تھی تو اس وقت تو کراہت تھی مگر شہادت کی برکت سے بعد میں انشراح بھی حاصل ہو جائے گا۔

**فائدہ:** اس مقام سے تم اہل طریق کے محققین کو دیکھتے ہو کہ وہ مبتدیوں پر سخت گیری نہیں کرتے اور ان سے ہر عمل خیر کو قبول کر لیتے ہیں اگرچہ عمل کدورت سے صاف نہ ہو (یعنی اس میں خلوص نہ ہو) پھر جب ان مبتدیوں کو اس کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ عمل ٹھیک ہو جاتا ہے اور جیسا ہونا چاہئے تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔

## دنیا کے ساتھ دین کے اہتمام کی فضیلت

۴۵۲- **حدیث:** سب سے اعظم اہتمام میں مومن ہے کہ اپنی دنیا کا بھی اہتمام کرتا ہے اور اپنی آخرت کا بھی۔

**فائدہ:** اس سے فکر (واہتمام) کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جب ضرورت سے ہو اگرچہ دنیا ہی کے متعلق ہو حظوظ نفس وفضول کے لئے نہ ہو) پس یہ بھی ایک طریق ہے وصول الی اللہ کا جیسا (بعض کے لئے فراغ عن الافکار اس کا ایک طریق ہے اور اسی مقام سے تم محققین اہل طریق کو دیکھتے ہو کہ فارغ (عن التعلقات) کو مشغول (بالتعلقات) پر جب یہ شغل ضرورت سے ہو ترجیح نہیں دیتے بلکہ کبھی مشغول کو فارغ پر فوقیت ہو جاتی ہے کیونکہ یہ مجاہدہ میں اشد ہے (کہ باوجود افکار دنیوی کے کہ بعض اوقات وہ مانع ہو جاتے ہیں دین کا اہتمام کرتا ہے)۔

## معاشرات میں رعایت کی سہولت

۴۵۳- **حدیث:** سب میں بڑا اجر اس عبادت کا ہے جو ہلکی پھلکی ہو اور

تعزیت ایک بار ہونا چاہئے۔

**فائدہ:** یہ حدیث اپنے دونوں جزووں سے معاشرات میں سہولت کی رعایت پر دال ہے کیونکہ مریضوں کے پاس دیر تک بیٹھنا بعض اوقات اس پر ثقیل ہوتا ہے اور اسی طرح تعزیت کا بار بار کرنا غم کا یاد دلانا ہے اور مطلوب (شرع میں غم کا دل سے اتارنا ہے اور اسی (مصلحت) کے لئے تعزیت مشروع ہوئی ہے جس کی حقیقت (لغویہ وشرعیہ) ازالہ غم ہے تا کہ حزن کا اثر خفیف ہو جائے پس اس کا بار بار یاد دلانا اس کے موضوع کو منہدم کرتا ہے اور ایسی رعایتیں حضرات صوفیہ کے مثل امور طبعیہ کے ہیں جیسا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

## دین کی عزت کی فکر

۴۵۴- **حدیث:** دین کی عزت کر (یعنی ایسا کوئی کام مت کرو جس سے دین کی سبکی ہو)

**فائدہ:** کبھی یہ اعزاز دین بعض ایسے لوگوں کو نظر میں جو تامل سے کام نہیں لیتے کبر سے ملتبس ہو جاتا ہے پس وہ لوگ اہل اللہ پر ان کے بعض معاملات میں نکیر (واعتراض) کرنے لگتے ہیں۔

## توکل میں قطع اسباب شرط نہیں

۴۵۵- **حدیث:** اونٹنی کو باندھ دے اور (پھر) توکل کر۔

**فائدہ:** یہ حدیث اس پر دال ہے کہ توکل قطع اسباب پر موقوف نہیں البتہ بعض احوال میں بعض اشخاص کے قطع اسباب بھی محمود ہے اور اس کی تفصیل کیلئے دوسرا مقام ہے۔

## دشمنی نفس کی حدیث

۴۵۶- **حدیث:** تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث صوفیہ میں مشہور ہے اور یہاں اس کے وارد کرنے سے یہی مقصود ہے تا کہ اس کو بے اصل نہ سمجھا جائے۔

## تکلف اور توسع میں اعتدال

۴۵۷- حدیث: اپنے ہاتھوں کو دھو کر ان میں پانی پیا کرو اس لئے کہ کوئی برتن ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ نہیں ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترک تکلف پر دال ہے لیکن مع نظافت کے اس لئے کہ ہاتھ میں لے کر پانی پینا ترک تکلف ہے اور ان کا دھونا تحصیل ہے نظافت کی اور یہی اعتدال ہے۔ درمیان دو طرفوں کے ایک تکلف دوسرا میلا کچیلا ہونا جو کہ دونوں مذموم ہیں۔

## زینت کی ضرورت وحکمت

۴۵۸- حدیث: اپنے کپڑے دھولیا کرو اور اپنے بال لے لیا کرو اور صفائی رکھا کرو کیونکہ (اکثر) بنی اسرائیل ایسا نہ کرتے تھے (بلکہ میلے کچیلے رہتے تھے شاید اس کو زہد سمجھتے ہوں) سو ان کی عورتیں زنا کرنے لگیں (کیونکہ خاوندوں سے ان کو نفرت ہوئی اور دوسرے زینت کرنے والوں کی طرف رغبت کرنے لگیں)

فائدہ: اس سے ضروری زینت کا مطلوب ہونا معلوم ہوئی اور اس کی ایک حکمت تو وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہے (اور یہ حکمت خاص بی بی والوں کے لئے ہے) اور دوسری حکمت اظہار ہے حق تعالیٰ کی نعمت کا جیسا متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے (اور یہ حکمت عام ہے بی بی والوں کے لئے اور غیر بی بی والوں کے لئے)

## صوفیہ کے بعض اخلاق

۴۵۹- حدیث: سب اعمال سے افضل (یعنی بعض اعتبارات سے) یہ ہے کہ تو اپنے بھائی مسلمان پر سرور کو داخل کرے یا اس کی طرف سے کوئی دین ادا کرے یا اس کو روٹی (مراد مطلق کھانا) کھلائے۔

فائدہ: یہ سب صوفیہ کے اخلاق دائمہ لازمہ ہیں خاص کر اول وثالث

## افضل ذکر کے سب صوفیہ کی فضیلت اور دعا میں کمی

۴۶۰- حدیث: سب اذکار سے افضل لا الہ الا اللہ ہے اور سب دعاؤں

سے افضل الحمدللہ ہے۔

**فائدہ:** اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ ذاکرین میں سب سے افضل وہ ہوگا جو اس افضل الاذکار کو لازم پکڑے اور اس سے صوفیہ کی افضیلت باقی لوگوں پر ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کا التزام اس ذکر پر معلوم ہے اور دوسرا جزو اس پر دال ہے کہ بعض بزرگ جو ظاہراً دعا میں مشغول نہیں ہوتے اس وجہ سے کہ وہ زیادہ تر) ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اس ترک دعا سے ان پر نکیر نہ کی جاوے گی کیونکہ ذکر بھی (جس میں وہ مشغول ہیں) دعا ہی ہے حقیقۃً چنانچہ الحمدللہ کو دعا فرمایا گیا ہے) گو عرف میں اس کو دعا نہیں کہا جاتا (مگر جو اصل مقصود ہے دعا سے یعنی توجہ الی اللہ وہ ذکر میں حاصل ہے)

## اصل فضیلت بزرگوں کی اولاد کو ہے

۴۶۱۔ **حدیث:** سب لوگوں سے افضل وہ مومن ہے جو دو کریموں کے درمیان ہو (یعنی اس کے ماں باپ متقی ہوں لان الکرم هو التقوی وقال تعالیٰ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم)

**فائدہ:** یہ حدیث صوفیہ کے اس معمول کی اصل ہے کہ وہ بزرگوں کی اولاد کی زیادہ تعظیم کرتے ہیں جیسا مشاہدہ ہے کیونکہ حدیث بزرگوں کی اولاد کو دوسرے عوام پر ترجیح دیتی ہے۔

## رخصت پر عمل

۴۶۲۔ **حدیث:** میری امت میں افضل وہ لوگ ہیں جو رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔

**فائدہ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ رخصت عزیمت سے افضل ہے یہ فضیلت رخصت کی صرف کسی عارض کی وجہ سے ہے ایک عارض یہ ہے کہ عزائم پر عمل کرنے سے عجب پیدا ہو جائے اور یہ شیخ کی رائے پر ہے مرید کی رائے پر نہیں اور ایک عارض یہ ہے کہ نفس اس کے ترک کو اس لئے ترجیح دے کر کہ اس میں مشقت نہیں (اور نفس یہ کہے کہ اجر ہوتا ہے مشقت سے تو اس میں ثواب کم ملے گا جیسے باوجود تیمم جائز ہونے کے وضو کی مشقت اٹھاوے کہ تیمم کا ثواب کم ہے

حالانکہ جس محل میں وہ مشروع ہے اس کا ثواب بھی وضو سے کم نہیں) اور ایک یہ ہے کہ اس کی دلیل میں شک ہے جیسے اہل بدعت کو مسح خفین میں کلام ہے یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کے معارض ہے اس لئے اس کی دلیل مرجوح ہے حالانکہ اس کی دلیل بھی قطعی ہے اور مخصص ہے قرآن کی) اخیر کے دو عارض پر حفنی متنبہ کیا ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے جہاں عزیمت پر بھی عمل جائز ہے باقی جس میں عزیمت پر عمل جائز نہیں وہاں تو یہی عزیمت ہے کہ رخصت پر عمل کیا جائے (جیسے حنفیہ کے نزدیک قصر) اور یہ سب صوفیہ کی مزاولت میں ہے علماً بھی عملاً بھی۔

## ولایت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ چہرہ دیکھنے سے خدا یاد آ جائے

۴۶۳۔ **حدیث:** تم میں سے سب سے افضل وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے ان کے دیکھنے سے۔

**فائدہ:** حاشیہ حفنی میں ہے کہ یہ دیکھنا خواہ بصر سے ہو جس کو دیکھنا کہتے ہیں خواہ بصیرت سے ہو (جس کو خیال کہتے ہیں) اھ پس یہ حدیث عام ہوئی ان کے دیکھنے کو اور ان کے تذکرہ کو (کیونکہ تذکرہ سے ان کا خیال آ جاتا ہے) اور یہ علامات ولایت میں سے ایک علامت ہے کہ ان کے زیارت اور ان کے تذکرہ سے حق تعالیٰ کی یاد اور اس کی طرف توجہ کا قلب پر غلبہ ہو جاتا ہے۔

## ورع کی افضلیت

۴۶۴۔ **حدیث:** دین کے اجزاء میں سب سے افضل ورع (یعنی معاصی سے بچنا) ہے۔

**فائدہ:** اسی جگہ سے تم عارفین کو دیکھتے ہو کہ اس کی طرف اشد درجہ کی توجہ تکثیر اعمال سے بھی زیادہ کرتے ہیں اور عوام اس کی طرف التفات بھی نہیں کرتے اور اس کو کمالات میں شمار نہیں کرتے کیونکہ اس عبادت کی صورت عدمی ہے جو محسوس نہیں ہوتی وہ لوگ وجودی عبادت کو زیادہ دیکھتے اور سمجھتے ہیں)

## نشاط وحریت کا طریقہ

۴۶۵- حدیث: گناہ کم کر (یعنی مت کر) تجھ پر موت آسان ہو جائے گی اور قرض کم کر (یعنی مت کر) تو آزادی کی زندگی بسر کرے گا۔

فائدہ: اور صوفیہ میں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ وہ جب موت کا خیال کرتے ہیں تو ان کو سہل معلوم ہوتی ہے کیونکہ طاعت کے سبب ان کے قلوب پر انوار فائض ہوتے ہیں (ان کی برکت سے ان کو موت سے وحشت نہیں ہوتی) بخلاف عاصی کے وہ جب موت کا خیال کرتا ہے وہ اس کو وحشت ذنوب کے سبب سخت معلوم ہوتی ہے اسی طرح صوفیہ آزادرہ کر زندگی بسر کرتے ہیں کسی مخلوق کے سامنے تذلل اختیار نہیں کرتے جیسا قرضدار قرض خواہ کے سامنے تذلل اختیار کرتا ہے (مطلب یہ ہے کہ ذلت کی جڑ احتیاج ہے وہ کسی احتیاج کا علاقہ نہیں رکھتے)

## وجد کی اصل

۴۶۶- حدیث: قرآن مجید غمگینی کے ساتھ پڑھو کیونکہ وہ غمگینی ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

فائدہ: اس میں اصل ہے تواجد کی جب ریا سے نہ ہو بلکہ تحصیل خشوع کے لئے ہو اور حزن اختیاری کا تواجد ہونا ظاہر ہے کیونکہ وجد غیر اختیاری ہوتا ہے اور یہاں وجد اختیاری ہے ورنہ مامور بہ نہ ہوتا)

## لوگوں کا اپنے مرتبہ سے تنزل

۴۶۷- حدیث: اہل وجاہت کی لغزشیں معاف کر دیا کرو بجز حدود کے۔

فائدہ: اہل طریق میں جو مقتدا ہیں ان میں یہی امر مشاہدہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے مرتبہ پر رکھتے ہیں باقی مغلوب درویش وہ اہل وجاہت اور غیر اہل وجاہت میں مساوات رکھتے ہیں اور یہ بھی معذور ہیں بوجہ مغلوب ہونے کے مگر عام آدمی ان مابعد والوں کو ماقبل والوں پر ترجیح دیتے ہیں جس کا سبب ناواقفی ہے۔

# کمانے اور خرچ کرنے میں اعتدال

۴۶۸- حدیث: میری امت میں سب سے بڑے (درجہ میں) وہ لوگ ہیں جن کو نہ تو اتنا مال ملا ہو جس سے وہ اترانے لگیں اور نہ ان پر اتنی تنگی کی گئی ہو جس سے (وہ لوگوں سے) مانگنے لگیں (یہ مانگنا عام ہے خواہ صریح طور پر ہو خواہ ترکیبوں سے ہو)

فائدہ: یہی ہے وہ اعتدال جس کی طرف صوفیہ محققین رہبری کرتے ہیں اور سالک کو حکم کرتے ہیں کہ جو چیز اپنے پاس موجود نہ ہو اس کے کمانے میں اتنا انہماک نہ کریں کہ حد ضرورت سے آگے بڑھ جائیں اور جو چیز اپنے پاس موجود ہو اس کو ضائع نہ کریں جس سے مشوش ہو جائیں اور ذلت اختیار کریں (یعنی طمع و حرص اور عرض حاجت میں مبتلا ہو جائیں)۔

# ایک دن میں دو دفعہ کھانا چاہئے

۴۶۹- حدیث: ایک دن میں ایک بار سے زیادہ کھانا اسراف ہے اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے اور کنز العمال میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور ایک روایت میں (فعلی حدیث) ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا نوش فرماتے تو شام کو نوش نہ فرماتے اور جب شام کو نوش فرماتے تو صبح کو نوش نہ فرماتے اور عزیزی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور یہ تو حدیث کے ثبوت کی تحقیق ہے (کہ ضعیف ہے) باقی اس کے مدلول کی تحقیق وہ یہ ہے کہ بعض اہل زہد نے اس کے ظاہر الفاظ سے تمسک کر کے دعویٰ کیا ہے کہ ایک دن میں دو بار کھانا مکروہ ہے اور اس حدیث سے یہ تمسک صحیح نہیں نہ ثبوتاً نہ دلالتاً۔ ثبوتاً تو اس لئے کہ حدیث ضعیف ہے (جیسا ابھی گزرا) اور کراہۃ منجملہ احکام کے ہے۔ پس حدیث ضعیف سے وہ ثابت نہ ہو گی اگرچہ کوئی اس کا معارض بھی ثابت نہ ہو اور اگر معارض بھی ثابت ہو جائے تو بدرجۂ اولیٰ (کراہۃ ثابت نہ ہو گی) اور (یہاں) معارض ثابت ہو چکا ہے قولاً بھی فعلاً بھی قولی ثبوت میں تو یہ بات کافی ہے کہ سحر و افطار کی ترغیب دی گئی ہے اور (ظاہر ہے کہ) دونوں ایک ہی دن میں ہوتے

ہیں اور فعلی ثبوت یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ جب کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے ایک دن میں دو بار کھانا کھایا ہے تو ان میں ایک بار کا کھانا خرما ضرور ہوا ہے اس میں تصریح ہے کہ ایک دن میں دو بار کھانا آپ کے دولت خانہ میں معیوب نہیں تھا تو اس پر کراہت کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے رہا امر ثانی یعنی حدیث کی دلالت کراہت پر سو اس کا حال خود حدیث کے الفاظ میں غور کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی علت اسراف فرمائی گئی ہے اور اسراف حاجت اور اباحت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا پس حدیث اس صورت پر محمول ہو گی جبکہ دوسری بار بدوں بھوک کے کھائے جیسا کہ اہل تنعم خادمان شکم کی عادت ہے کہ محض ادائے حق وقت کے لئے کھاتے ہیں گویا وقت سبب ہے وجوب اکل کا جیسا وقت سبب ہے وجوب صلوٰۃ کا باقی جو شخص حاجت کے سبب کھائے اس میں کچھ بھی شناعت نہیں حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو دو بار سے زائد کھانے کی حاجت ہو کسی مرض یا نقاہت کے سبب اس کے لئے دو بار سے زائد کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں یا اس حدیث کو کہ صبح کو کھا کر شام کو نوش نہ فرماتے اور بالعکس اس پر محمول کیا جائے کہ اکثر احوال میں کھانا موجود نہ ہوتا تھا پس اس حدیث میں اس تنگی کا بیان ہوگا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثری حالت تھی جیسا بخاری و مسلم کی حدیث میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ایک دن میں دو بار روٹی اور روغن زیتون سے آپ شکم سیر نہیں ہوئے اور حدیث اس پر محمول نہیں کہ آپ قصداً صبح و شام کا کھانا ترک فرما دیتے تھے۔ اچھی طرح سمجھ لو اور افراط و تفریط میں واقع ہونے سے احتیاط کرو۔ واللہ اعلم

## خفی کے دونوں اذکار کے بعض فوائد

۴۷۰- **حدیث:** ذکر اللہ کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

۴۷۱- **حدیث:** ذکر اللہ کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ ریا کار کہنے لگیں۔

**فائدہ:** دونوں حدیثیں تھوڑے تفاوت سے قریب ہی گزری ہیں ایک تو اس حدیث کے بعد اذا کان فی اخر الزمان دوسری اس حدیث کے بعد اذا نعس اور

دونوں کے درمیان دو حدیث کا فصل ہے اور دونوں کے متعلق فوائد بھی گزر چکے ان کے اعادہ کی حاجت نہیں البتہ میں نے حاشیہ حفنی میں بعض زائد فوائد دیکھے ہیں گو وہ حدیث کے مدلول نہیں لیکن اس کے متعلق ہیں ان کا نقل کرنا تتمیم فائدہ کے لئے مناسب معلوم ہوا سو حدیث اول کے تحت میں انہوں نے کہا ہے کہ ذکر کی کثرت کرو جس طرح ہو اور نفس امارہ والوں کے لئے لا الٰہ الا اللہ کا ذکر زیادہ اولیٰ ہے اس میں تطہیر کے لئے سر عجیب ہے اسی لئے اہل اللہ نے جو کہ ذکر کی تلقین کرتے ہیں اس کو اختیار کیا ہے وہ شمشیر براں کی طرح ہے خصوص جب کسی شیخ کی طرف سے تلقین ہو اور حدیث ثانی کے تحت میں کہا ہے کہ اسی لئے سلف ایک دوسرے کو ذکر کی تلقین کرتے تھے کیونکہ اس میں (گویا) حدیث مسلسل کو اخذ کرنا ہے پس جب شیخ اپنے مرید کو تلقین کرتا ہے۔ وہ سلسلہ حرکت کرتا ہے اور جتنا شیخ سے اعتقاد ہوتا ہے اتنا ہی اس سلسلہ کا نور اس پر فائض ہوتا ہے اور ذاکر کے مناسب ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کو داہنی طرف سے شروع کرے کیونکہ اس جہت میں شیطان ہے (شاید یہ اس آیت سے ماخوذ ہو قالو انکم تاتو ننا عن الیمین) اور الا اللہ کو بائیں طرف ذکر کرے کیونکہ قلب بائیں جہت میں ہے سو ذکر میں حرکت کرنا سلف سے منقول ہے اور قرآن اور علم میں حرکت کا ترک اولیٰ ہے یعنی جو قصداً ہو اور اگر کسی پر حال غالب ہو جائے تو کچھ ڈر نہیں اور ذکر میں جہر مسنون ہے جب کہ ریا کا خوف نہ ہو اور کسی سونے والے (یا نماز پڑھنے والے) کو پریشانی نہ ہو ورنہ آہستہ کرے علی الاطلاق ایک ہی بات نہ کہہ دے کیونکہ جہر سے نشاط ہوتا ہے اسی واسطے کسی شخص نے دوسرے شخص کی نسبت جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ذکر جہر کرتا تھا یوں کہہ دیا کہ یہ ریا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اس کے حال میں رہنے دو یہ عاشق ہے اھ مگر میں نے یہ حدیث نہیں دیکھی تحقیق کر لیا جائے۔

## عزلت کی فضیلت مشروط

۲۷۴- حدیث: اپنے گھر سے (یعنی جو اپنے رہنے کا ٹھکانا ہو اس سے چمٹا

رہ (یعنی گھر سے بے ضرورت نہ نکل)۔

**فائدہ:** اس میں ترغیب ہے گوشہ نشینی کی حقنی نے کہا ہے یہ ان لوگوں کے حق میں ہے جن کو طہارت نفس حاصل نہیں ہوئی اور وہ وصول کے طالب ہیں اھ میں کہتا ہوں کہ اور ان مطہرین (متقین) کے حق میں بھی ہے جو استعداد وصول کے طالب ہیں جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء حال میں لوگوں سے علیحدگی اختیار فرمائی تھی اور ان واصلین کے حق میں بھی ہے۔ جو فتنہ سے بھاگتے ہیں (یعنی فرار عن الفتنہ ان کی عزلت کا باعث ہے) مگر اس میں شرط یہ ہے کہ ان حضرات پر اصلاح کا مدار نہ ہو گیا ہو یا ان کو اصلاح کی امید نہ رہی ہو اور جس جگہ یہ عوارض نہ پائے جائیں تو امر اصلی یہی ہے کہ افادہ واستفادہ کے لئے مخالطت کی جائے جیسے بکثرت نصوص ناطق ہیں۔

## لہو مباح کی حکمت

۳۷۴۔ **حدیث:** کچھ کھیل کود بھی لیا کرو میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ تمہارے دین میں سختی دیکھی جائے۔

**فائدہ:** عزیزی نے کہا ہے کہ یہ امر اباحۃ کے لئے ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ جب ہم اس امر کی حکمت پر نظر کرتے ہیں یعنی یہ ارشاد کہ میں پسند نہیں کرتا الخ تو اس امر کا ندب کے لئے ہونا راجح معلوم ہوتا ہے اگرچہ مندوب ہونا عارض کے سبب سے ہوگا اور وہ عارض یہ ہے کہ لوگوں کو دین کا سہل اور نرم ہونا نظر آئے اور اس کے سبب ان کو دین سے محبت ہو جائے اور عام لوگوں کے لئے یہ دین کی طرف بہت قوی داعی ہے اور اسی مقام سے تم محققین کو دیکھو گے کہ ناک منہ چڑھا کر نہیں بیٹھتے اور آسان برتاؤ رکھتے ہیں اور سختی کا برتاؤ نہیں کرتے اور بشارتیں دیتے رہتے ہیں اور نفرت نہیں دلاتے اور کبھی کبھی خوش طبعی بھی کرتے ہیں اور کبھی مباحات (تفریحیہ) میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ان سب میں اعتدال کی رعایت رکھتے ہیں۔ مگر جن لوگوں پر ہیبت کا حال غالب ہو سو وہ ان مصالح کے مکلف نہیں۔

## قرض لینے کے متعلق اہل اللہ کے مسالک کا اختلاف

۳۷۵۔ **حدیث:** اللہ تعالیٰ قرض دار کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ اپنے

قرض کو ادا کر دے۔

**فائدہ:** اور بعض حدیثوں میں قرض سے ڈرایا گیا ہے اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جو قرض بلاضرورت ہو قابل حذر ہے اور جو ضرورت سے ہو اور اس کے ساتھ نیت ادا کی بھی ہو وہ معیت حق کا سبب ہے اور اہل طریق اس میں (عملاً) مختلف ہیں بعض پر تو پہلا حال غالب ہے (جو متن میں ہے) وہ توکل پر قرض لے لیتے ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کر دیتے ہیں اور ضرورت کے مفہوم میں توسع کرتے ہیں (یعنی غیر شدید ضرورت کو بھی ضرورت شمار کرتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مہمانوں کے لئے بھی مقروض رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وفات کے دوسرے تیسرے ہی دن ایک شخص کو توفیق دی کہ اس نے سب قرض ادا کر دیا جو کئی ہزار تھا) اور بعض پر دوسرا حال غالب ہے (جو متن کے بعد مذکور ہے) وہ احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہیں اور ضرورت کے مفہوم میں تنگی کرتے ہیں (یعنی غیر شدید ضرورت کو ضرورت شمار نہیں کرتے جیسے ہمارے ہی زمانہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ قرض میں بے حد احتیاط فرماتے تھے) اور اسلم ہمارے زمانہ والوں کے لئے یہی دوسرا طریقہ ہے (کہ قرض سے بچے حتیٰ کہ مہمان کو بھی اپنی تنگی میں شریک کرے وجہ یہ کہ اس وقت طبائع بھی ضعیف ہیں اور اہل اللہ کی ضرورتوں کی طرف اہل دنیا کو توجہ کم ہے تو مقروضیت کا نتیجہ ایسی حالت میں بجز پریشانی کچھ نہیں اور پریشانی سے علاوہ کلفت کے بعض اوقات دین کو بھی ضرر پہنچ جاتا ہے۔

**۴۷۵- حدیث:** اور جو واقعی اہل نار ہیں اس قول تک لیکن بعض لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب آگ لگے گی اور وہ ان کو موت دے دے گی الخ میں کہتا ہوں یہ حدیث مع اپنے بعض فوائد کے اسی تیسرے حصہ میں ان الفاظ سے گزر چکی ہے اذا ادخل اللہ الموحدین فقط۔

## شیخ کی عنایت کسی کو کسی پر مقدم نہیں کرتی

**۴۷۶- حدیث:** بعد حمد و صلوٰۃ کے واللہ میں بعض آدمی کو دے دیتا ہوں اور

بعض کونہیں دیتا اور جس کونہیں دیتا وہ (بعض وقت) میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو دیتا ہوں لیکن (باوجود اس کے) بعض لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے قلب میں اضطراب اور کمزوری دیکھتا ہوں (کہ اگر ان کو نہ ملے گا تو پریشانی سے ان کا ایمان متزلزل ہو جائے گا) اور بعض لوگوں کو اس چیز کے حوالے کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں غنا اور خیر پیدا کی ہے (ان کی طرف سے اطمینان ہوتا ہے کہ یہ ہر حال میں مستقل رہیں گے اس لئے ان کو دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا) ایسے لوگوں میں سے عمرو بن تغلب بھی ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ اگر شیخ کسی کو کسی خاص عنایت (ورعایت) میں (دوسروں پر) مقدم کر دے تو نہ اس کو جائز ہے کہ وہ اپنے کو رتبہ میں) مقدم سمجھنے لگے اور نہ اور کسی کو جائز ہے کہ شیخ کی شکایت کرنے لگے (کہ اس میں کوئی استحقاق تقدیم کا نہیں) کیونکہ تقدیم کبھی کسی مصلحت سے ہوتی ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص واقع میں بھی (رتبہ کے اعتبار سے مقدم ہو (بلکہ معاملہ بالعکس بھی ہوتا ہے جیسا اس حدیث میں آپ نے قوی الایمان کو نہیں دیا اور ضعیف الایمان کو دیا اور اس کی مصلحت بھی بیان فرما دی مگر ہر وقت مصلحت بیان فرمانا بھی شیخ کے ذمہ نہیں) اور اس حدیث میں یہ (مسئلہ) بھی ہے کہ کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا صرف اسی صورت میں مذموم ہے (چنانچہ دوسری احادیث میں اس سے نہی آئی ہے) جبکہ اس سے کسی مفسدہ کا اندیشہ ہو (مثلاً ممدوح میں عجب پیدا ہو جائے گا) لیکن اگر مفسدہ سے امن ہو تو (پھر) اس میں کوئی خرابی نہیں اور اگر اس میں کوئی مصلحت بھی ہو تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی جیسا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث کی (ان کے منہ پر) مدح فرمائی (جس میں مفسدہ نہ ہونا تو یقینی ہے اور غالب یہ ہے کہ اس میں مصلحت بھی تھی (مثلاً اس سے ان کا دل بڑھا ہوگا اور دین کو اور زیادہ قوت ہوگئی ہوگی۔

## امور میں سب سے بہتر اوسط ہے

۴۷۷- **حدیث:** ایسے امر کو اختیار کرو جو افراط و تفریط کے درمیان ہو اور

سب سے اچھے وہ امور ہیں جو اوسط درجہ کے ہیں میں کہتا ہوں محققین نے تربیت میں اسی سے تمسک کیا ہے اور شیخ کے لئے ان اوساط کی علمی تحقیق سب سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ ان کو کبھی اپنے طرفین سے التباس ہو جاتا ہے اور طالب کے لئے اس پر عمل کرنا سب سے زیادہ سہل اور نافع ہے اور افراط میں سہولت نہیں تفریط میں نفع نہیں۔

## طالبین کے حال کے لحاظ سے رعایت و مصلحت

۴۷۸- **حدیث**: آپ نے حضرت کعب کو جب انہوں نے غزوہ تبوک کے تخلف سے توبہ قبول ہونے کی خوشی سے سب مال خیرات کرنا چاہا یہ فرمایا کہ کچھ مال اپنے پاس بھی رہنے دو یہ تمہارے لئے خیر (و مصلحت) ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں رعایت ہے حال سالک کی اس طرح سے کہ آپ نے کعب بن مالک کو تمام مال خیرات کرنے کی اجازت نہیں دی اور حضرت ابو بکرؓ کو اس سے منع نہیں فرمایا کیونکہ آپ کو نور نبوت سے اس کا علم تھا کہ یہ ابو بکرؓ کی برابر تنگی پر صبر نہ کر سکیں گے اور یہی طریقہ ہے شیوخ کا کہ وہ ہر شخص کے لئے نور فراست سے وہ امر تجویز کرتے ہیں جو اس کے لئے مصلحت سمجھتے ہیں۔

## اہل اللہ پر ہیبت و محبت کا القاء

۴۷۹- **حدیث**: اللہ تعالیٰ جب کسی مخلوق کو خلافت کے لئے پیدا کرنا چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ اس کی ناصیہ پر پھیر دیتا ہے تو پھر اس شخص پر کوئی آنکھ نہیں پڑتی مگر اس شخص سے محبت کرتی ہے۔

**فائدہ**: خلیفہ وہ شخص ہے جو لوگوں کی سیاست یعنی ان کی معاش و معاد کی اصلاح کی خدمت کرے خواہ حکومت کے ساتھ اور اکثر احادیث میں خلیفہ کے یہی معنی آئے ہیں اور یا بدوں حکومت کے جیسے علماء اور مشائخ ہیں اور قرآن میں خلیفہ کے یہ معنی آئے ہیں اور آیت انی جاعل فی الارض خلیفۃ میں یہی معنی ہیں اور اسی معنی میں تمام انبیاء کو داخل کیا گیا ہے حالانکہ بعض انبیاء امراء نہ تھے اور حدیث میں دونوں معنی کا احتمال ہے اور اسی وجہ سے عزیزی نے (بمعنی امراء لے کر یہ) کہا ہے یعنی اس پر ہیبت اور قبول

کا القاء فرماتے ہیں تا کہ وہ اپنے احکام جاری کر سکے اور اس کا کہنا سنا جاوے اور جب خلق کو اس سے محبت ہوگی اس کے لئے لازم ہے کہ اس کا کہنا مانا جائیگا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچا جائے گا اور اس کی ہیبت قلوب میں جمی رہے گی اھ (پس عزیزی نے سلاطین مراد لئے ہیں) اور حفنی نے کہا ہے کہ مراد خلیفہ سے وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالی نے (ارشاد خلق کے لئے) منتخب کرلیا ہو اور اس کو خلق کا ہادی بنایا ہو آگے کہا ہے کہ یہاں خلیفہ حکومت مراد نہیں ہے جیسا بعض کو شبہ ہو گیا ہے اھ میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث میں خلیفہ حکومت ہی مراد لیا جائے اور اس پر (خاص احکام میں) خلیفہ ارشاد کو قیاس کر لیا جائے بوجہ مشترکہ ہونے علت کے اور وہ علت لوگوں کو (دینی) نفع پہنچانا ہے تب بھی مقصود حاصل ہو جائے گا اور وہ مقصود حکم کا عام ہونا ہے (یعنی اس شخص کا صاحب ہیبت ہونا) اور اس قسم کی ہیبت مشاہدہ سے مشترک ہے سلاطین میں اور ان اہل اللہ مساکین میں (کہ اکثر اوقات سلاطین کی ہمت بزرگوں کے سامنے بولنے کی نہیں ہوتی) اور یہی ہیبت وہ چیز ہے جس کے ساتھ اس آیت میں تعبیر کیا گیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو ان کے بھائی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ابھی تمہارا بازو تمہارے بھائی سے قوی کئے دیتے ہیں اور ہم دونوں بھائیوں کے لئے ایک رعب دیں گے (اس رعب کا یہ اثر ہوا کہ فرعون جیسا متجبر متکبر ان سے دب گیا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

## دوا نہ کرنے سے کرنا بہتر ہے

۴۸۰- **حدیث**: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں نازل کی ہیں اور ہر بیماری کے لئے ایک دوا مقرر کی ہے سو دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو۔

**فائدہ**: اس میں ترغیب ہے دوا کرنے پر اور غالب عادت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تھی سو مسنون طریقہ یہی ہوا اور ائمہ اہل طریق اسی مسلک پر ہیں لیکن امر چونکہ ارشادی ہے اس لئے ترک تداوی بھی جائز ہے اور اس پر ملامت نہ کی جائے گی خصوص اگر غلبہ حال توکل سے ہو جیسا بعض مشائخ اس مسلک پر بھی ہیں اور یہ ایک درجہ ہے توکل کا یعنی ترک اسباب ظفیہ اور اس درجہ سے اعلیٰ درجہ وہ توکل ہے جو مباشرت

اسباب کے ساتھ ہو' کیونکہ اسباب کو استعمال کرتے ہوئے اسباب پر اعتماد نہ کرنا بہ نسبت اس کے زیادہ عجیب ہے کہ اسباب کا استعمال نہ کیا جائے اور پھر اس پر نظر نہ ہو جیسا ظاہر ہے (یہ تحقیق تھی تداودا کی آگے تحقیق ہے لاتداووا کی) عزیزی نے لاتداودا ابحرام میں علقمی سے نقل کیا ہے کہ امام احمد نے اس حدیث سے اور ایک دوسری حدیث سے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا حرام چیز میں نہیں رکھی۔ اس پر استدلال کیا ہے کہ نہ حرام (خالص) سے تداوی جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام جزو ہو جیسے گدھی کا دودھ اور حرام گوشت اور تریاق (جو سانپوں سے تیار ہوتا ہے) اور ہمارے مذہب کا صحیح قول یہ ہے کہ تمام نجس چیزوں سے تداوی جائز ہے بجز نشہ والی چیز کے بدلیل حدیث عرنیین کے جو صحیحین میں ہے کہ اونٹوں کا پیشاب پیو یعنی دوا کے لئے جیسا ظاہر الفاظ حدیث کا یہی مدلول ہے باقی رہی حدیث جو اس مقام پر مذکور ہے اور اسیطرح دوسری حدیث کہ میری امت کی شفا حرام میں نہیں رکھی یہ اس حالت پر محمول ہے جب حاجت نہ ہو اس طرح کہ وہاں دوسری پاک دوا موجود ہو جس سے اس کی حاجت نہ رہے اور وہ اس کے قائم مقام ہو سکے (چنانچہ) بیہقی نے کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں (ممانعت کی) اگر صحیح ہوں تو بلاضرورت حرام کے ساتھ تداوی کرنے سے انہی پر محمول ہیں تا کہ ان دونوں میں اور حدیث عرنیین میں تطبیق ہو جائے اھ میں کہتا ہوں کہ یہ جب ہے جب حدیث عرنیین کی اس جزو میں منسوخ نہ ہو جیسے دوسرے جزو یعنی مثلہ میں اجماعاً منسوخ ہے اور اس قول میں متاخرین حنفیہ نے بھی موافقت کی ہے (کہ ضرورت شدیدہ کے وقت تداوی بالحرام کے جواز پر فتویٰ دے دیا ہے) باقی متقدمین حنفیہ سو ان کا وہی مذہب ہے جو امام احمد کا مذہب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وسوسہ کا علاج اس کی عفو کے استحضار میں ہے

۴۸۱- **حدیث:** اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے ان کے خیالات سے تجاوز فرما دیا ہے جن کی وہ اپنے جی سے باتیں کرتے ہیں جب تک کہ ان کو منہ سے نہ نکالیں یا ان کو عمل میں نہ لائیں' عزیزی نے کہا ہے کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان کے سینہ میں جو وسوسہ پیدا ہوں' حفنی نے کہا ہے کہ خیال کے مراتب پانچ ہیں ایک

ہاجس دوسرا خاطر تیسرا حدیث النفس چوتھا ہم پانچواں عزم پس جب کوئی بات قلب میں ابتداء واقع ہوئی اور اس نے نفس میں کوئی حرکت نہیں کی اس کو ہاجس کہتے ہیں پھر اگر اس شخص کو توفیق ہوئی اور اول ہی سے اس کو دفع کر دیا تو وہ مابعد کے مراتب (کی تحقیق) کا محتاج نہ ہوگا اور اگر وہ نفس میں دورہ کرنے لگے یعنی وقوع ابتدائی کے بعد اس کے نفس میں اس کی آمد و رفت ہونے لگے مگر اس کے کرنے نہ کرنے کا کوئی منصوبہ نفس نے نہیں باندھا اس کو خاطر کہا جاتا ہے جب نفس کرنے نہ کرنے کا برابر درجہ میں منصوبہ باندھنے لگا اور ان میں سے کسی کو ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہوتی اس کو حدیث نفس کہتے ہیں سو یہ تین درجہ ایسے ہیں کہ ان پر نہ عقاب ہے اگر یہ شر میں ہے اور نہ ثواب ہے اگر خیر میں ہے پھر جب اس فعل کو کر لیا تب اس فعل پر عقاب یا ثواب ہوگا اور ہاجس اور خاطر اور حدیث النفس پر نہ ہوگا (جیسا بعض علماء اس طرف بھی گئے ہیں) پھر جب نفس میں فعل یا عدم فعل کا منصوبہ ترجیح فعل کے ساتھ ہونے لگا لیکن وہ ترجیح قوی نہیں ہے بلکہ مرجوح ہے جیسا وہم ہوتا ہے اس کو ہم کہتے ہیں اس پر ثواب بھی ہوتا ہے اگر وہ خیر میں ہے اور عقاب بھی ہوتا ہے اگر شر میں ہے پھر جب فعل کا رجحان قوی ہو گیا یہاں تک کہ جازم مصمم بن گیا کہ ترک پر قابو نہیں رہا۔ اس کو عزم کہتے ہیں اس پر بھی ثواب ہوتا ہے اگر خیر میں ہے اور عقاب ہوتا ہے اگر شر میں ہے اھ میں کہتا ہوں کہ لفظ وسوسہ تینوں مرتبوں کو عام ہے یعنی ہاجس اور خاطر اور حدیث النفس سو وسوسہ کی ان تینوں قسموں پر مواخذہ نہیں ہے اور دونوں حالتوں میں حکم معافی کا مختلف نہیں ہوتا اور حدیث النفس پر مواخذہ نہ ہونا تو حدیث صحیح سے ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) اور بقیہ دو پر (یعنی ہاجس و خاطر پر) عدم مؤاخذہ بالاولیٰ ہے کیونکہ جب حدیث النفس معاف ہے تو اس کے ماقبل کے درجات (یعنی ہاجس و خاطر جو کہ (اس سے اہون و ادون ہیں) بدرجہ اولیٰ معاف ہوں گے اور اگر تم کو یہ خلجان ہو کہ حدیث کی بنا پر حدیث کی معافی کا حکم اس پر موقوف ہے کہ حدیث میں (حدیث النفس کے) اصطلاحی معنی مراد ہوں سو اس کی کیا دلیل ہے پس اس خلجان کو

اس طرح دفع کرو کہ یہ اصطلاح عین لغت ہے اور نصوص معنی لغویہ ہی پر محمول ہوتے ہیں جب تک معانی لغویہ پر کوئی شرعی اصطلاح طاری نہ ہو جائے اور یہاں طاری نہیں ہوئی، پس لغوی معنی ہی مراد ہوں گے اور لغوی معنی (حدیث النفس) کے وہی ہیں جو ہم نے اوپر ذکر کیا خوب سمجھ لو اور ہا جس پر عدم مؤاخذہ کا راز یہ ہے کہ یہ اس کا فعل نہیں صرف اس پر ایک شی ایسی وارد ہوگئی جس پر اس کو نہ قدرت ہے نہ اس کا کوئی تصرف ہے اور خاطر کا درجہ جو اس کے بعد ہے اگرچہ یہ شخص اس کے دفع پر اس طرح قادر ہے کہ ہا جس کے اول ہی وارد ہونے کے وقت اس کو ہٹا دے (مثلاً کسی دوسری جانب میں لگ جائے) لیکن کہ یہ خاطر حدیث النفس سے کم ہے اور حدیث النفس حدیث کی رو سے معاف ہے اس لئے یہ خاطر بدرجہ اولیٰ معاف ہے اور اس (تحقیق) سے ایک سخت اشکال حل ہو گیا اور وہ اشکال یہ ہے کہ کلیات شرعیہ اور قواعد عقلیہ کا مقتضاء یہ ہے کہ اختیاری پر مؤاخذہ ہو اور غیر اختیاری پر مؤاخذہ نہ ہو، یہ تو مقدمہ ہے آگے اشکال ہے کہ) پھر امت مرحومہ کا (یہ) اختصاص (کہ وساوس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا) اگر مراتب مذکور میں سے غیر اختیاری کے اعتبار سے ہے (کہ غیر اختیاری پر ان سے مؤاخذہ نہیں ہوتا اور دوسری امم سے ہوتا تھا) تب تو امم سابقہ اور امور غیر اختیاریہ کے ساتھ مکلف ہونا لازم آتا ہے اور یہ کلیات شرعیہ کا منافی ہے (جیسے لایکلف اللہ نفساً الاوسعہا کہ ظاہراً اس میں نفس عام ہے لاحق اور سابق کو) اور اگر اختیاری کے اعتبار سے ہے تو خود ایک اختیاری اور دوسری اختیاری میں کیا فرق ہے کہ عزم پر تو مؤاخذہ ہوتا ہے اور حدیث النفس پر نہیں ہوتا باوجودیکہ اختیاری ہونے میں دونوں شریک ہیں وجہ حل ہونے کی یہ ہے کہ اختصاص مرتبہ اختیاری ہی کے اعتبار سے ہے اور فرق درمیان خاطر و حدیث النفس کے اور درمیان عزم کے یہ ہے کہ خاطر و حدیث النفس کا دفع اگرچہ اختیاری ہے مگر اس کے لئے قصد کی ضرورت ہے اور اس قصد سے اکثر ذہول ہو جاتا ہے پس ہا جس (اس ذہول کی حالت میں) اکثر خاطر اور حدیث النفس کی طرف (بلاقصد) منجر ہو جاتا ہے سو اس (خاطر اور حدیث النفس) پر مؤاخذہ

ہونا کلیات شرعیہ کے خلاف نہیں ( کیونکہ یہ بایں معنی اختیاری ہے کہ اس کا دفع اختیاری تھا جب دفع نہ کیا تو بقا اختیاری ہوا اور اس بنا پر کسی امت کا اس کا مکلف ہونا کلیات شرعیہ کے خلاف نہ تھا) لیکن رحمت الٰہیہ نے اس امت کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ اس درجہ کو معاف کر دیا۔ جیسے اصر واغلال (بوجھ اور طوق یعنی احکام شدیدہ) کو جو امم سابقہ پر تھے اس امت سے ہلکا کر دیا پس یہ مرتبہ اختیاری ہے لیکن اس میں شدت تھی (اس لئے یہ اصر واغلال کی ایک فرد بھی باقی رہا عزم تو ہا جس اس کی طرف اس طرح سے مفضی نہیں ہوتا بلکہ وہ قصد مستقل سے پیدا ہوتا ہے پس یہ فرق ہے عزم میں اور حدیث النفس میں تو مدار عفو وہ افضا ہوا جو ذہول کے سبب ہو اور مدار مؤاخذہ عزم مستقل ہوا (جب یہ بات ہے) تو اگر گناہ کا حدیث النفس بھی عزم مستقل سے ہو اگر چہ عزم معصیت نہ ہو جیسے کسی نامحرم عورت کے تصور سے (قصداً) لذت حاصل کرنا سو ظاہر یہ ہے کہ اس پر مؤاخذہ ہوگا اور ایسا التذاذ میرے نزدیک اس حدیث کے عموم میں داخل ہوگا کہ نفس (بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا یہ ہے کہ وہ) تمنا کرتا ہے اور اشتہاء کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قلب میلان کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے (اور ظاہر ہے کہ التذاذ بدوں اشتہاء و میلان کے ہو نہیں سکتا پس یہ التذاذ بھی زنا ہوا)۔

اور اس حدیث کا مستحضر رکھنا وساوس کا علاج عظیم ہے جس کا مشائخ استعمال کرتے ہیں (اور اسی حیثیت سے اس رسالہ میں یہ حدیث لائی گئی ہے) اور بعض اکابر (جیسے غزالی) کا کلام اس مقام پر اور طرح ہے لیکن اصل مقصود نہیں بدلتا (یعنی اختیاری پر مؤاخذہ اور غیر اختیاری پر عدم مؤاخذہ خواہ حقیقتاً غیر اختیاری ہو خواہ حکماً)

## طاعات کا مرغوب طبع ہو جانا

**۴۸۲- حدیث:** حق تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے ایک خاص اشتہاء کی چیز بنائی ہے اور میری خاص اشتہاء شب کے اٹھنے میں ہے (یعنی تہجد کے لئے) میں جب شب کو نماز میں کھڑا ہوا کروں تو کوئی شخص میرے پیچھے نماز نہ پڑھا کرے۔

**فائدہ:** میں کہتا ہوں کہ لفظ اشتہاء اکثر اوقات رغبت طبعیہ میں مستعمل ہوتا

ہے پس یہ حدیث اس پر دال ہے کہ طاعات کا طبعاً مرغوب ہو جانا ایک حالت محمودہ ہے رغبت عقلیہ (اعتقادیہ) بھی کافی ہے (اور انسان اسی کا مکلف ہے) باقی یہ ارشاد کہ میں جب شب کو نماز میں کھڑا ہوا کروں تو کوئی شخص میرے پیچھے نماز نہ پڑھا کرے یہ کئی وجہ کو محتمل ہے ایک تو وہ ہے جس کو عزیزی نے مناوی سے نقل کیا ہے یعنی یہ کہ تہجد مجھ پر واجب ہے تم پر نہیں اور یہ حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا حفنی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پھر عبداللہ بن عباس کے واقعہ سے یہ منسوخ ہو گیا چونکہ انہوں نے آپ کے پیچھے شب میں (آپ کے اذن سے تہجد کی) نماز پڑھی اور یہ وجہ مذکور دو وجوں کو شامل ہے ایک یہ کہ یہ نہی (کہ میرے پیچھے کوئی شخص تہجد کی نماز نہ پڑھے) آپ کے ساتھ تہجد کے مخصوص ہونے سے معلل ہو (یعنی چونکہ تہجد مجھ پر واجب ہے اور تم پر نہیں اس لئے کوئی شخص میرے پیچھے تہجد نہ پڑھے) پس اس صورت میں یہ نہی اعتقاد وجوب (تہجد) کے ساتھ مخصوص ہوگی یعنی کوئی شخص باعتقاد وجوب میرے پیچھے تہجد نہ پڑھے (کیونکہ وہ تم پر واجب نہیں اور بدوں اس اعتقاد کے نہی نہ ہوگی کیونکہ مطلق نہی میں اس اختصاص کو کوئی دخل نہیں چنانچہ ظاہر ہے) آگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وجوب تہجد کے باقی رہنے نہ رہنے میں علماء کا اختلاف ہے اور وجہ ثانی یہ ہے کہ اس نہی (عن الاقتداء فی التہجد باعتقاد الوجوب) کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے واقعہ سے منسوخ کہا جائے اور یہ وجہ صحیح نہیں کیونکہ اس اعتقاد کے ساتھ نہی اب بھی باقی ہے (یعنی اب بھی تہجد میں کسی کا اقتداء اس اعتقاد سے منہی عنہ ہے یہ بھی منسوخ نہیں ہے) البتہ اگر نہی کو اطلاق پر محمول رکھیں (یعنی اعتقاد وجوب کے ساتھ بھی اقتداء جائز نہ ہو اور بدوں اس اعتقاد کے بھی جائز نہ ہو) تو نسخ موجہ ہو سکتا ہے کیونکہ عبداللہ بن عباس کی حدیث تقریری اس کے معارض ہے) اور شاید اس وجہ (اطلاق) پر نہی کا مبنی نفل میں جماعت کا مکروہ ہونا ہو کیونکہ اذن (اقتداء) کبھی چار شخصوں کے جمع ہو جانے کی طرف مفضی ہو جاتا ہے اور وہ مکروہ ہے (اس لئے آپ نے نہ مطلقاً منع فرمایا ہو (پھر یہ نہی علی الاطلاق حضرت عبداللہ کے واقعہ سے منسوخ ہو گئی

ہو یعنی نہی میں یہ تفصیل ہو گئی ہو کہ اگر مقتدی چار سے کم ہوں تو نہی نہ ہو اور اگر چار یا زیادہ ہوں تو نہی ہو) اور تیسری وجہ یہ ہے (حدیث کے معنی میں) وہی میرا ذوق ہے کہ نہی کی علت تشویش خاطر ہے ایسے وقت میں جس میں اجتماع خاطر مقصود ہو (جیسے عبادت خلوت کا وقت ہے) کیونکہ خلوت کے اور احکام ہیں اور جماعت کے اور احکام ہیں۔

پس حدیث اس بناء کی وجہ پر اس پر دال ہو گی کہ کوئی شخص کسی کے پاس ایسے وقت نہ جائے جس میں اس نے خلوت کا قصد کیا ہو کیونکہ اس پر گرانی ہوگی (اس صورت میں یہ حکم منسوخ نہ ہوگا) اور یہ نہی حضرت عبداللہ کے واقعہ سے معارض نہ ہوگی کیونکہ (اس صورت میں) جس کو اجازت ہو جائے وہ اس نہی سے مستثنیٰ ہوگا (کیونکہ علت نہی کی ثقل و تشویش تھی اور اذن سے علت مرتفع ہو گئی اور حضرت عبداللہ ماذون تھے اور یہ اذن خواہ زبان سے ہو خواہ قرائن سے ہو اس طرح کہ دو شخصوں میں بے تکلفی ہو (کہ اس کی شرکت سے ثقل نہ ہو یا اگر ثقل ہوتا تو یہ شخص بے تکلفی کے سبب دوسرے کو اطلاع کر دیتا) اور میرا مقصود اس مقام پر اس حدیث کے لانے سے یہی اخیر وجہ ہے کیونکہ (اس صورت میں) یہ (مدلول حدیث) فن کے مسائل سے ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ کسی کو تشویش میں ڈالنے سے اور ایذا پہنچانے سے بچنے کا بلیغ سے بلیغ اور نہایت دقیق سے دقیق وجوہ کے ساتھ اہتمام رکھنا چاہئے اور یہ امر صوفیہ میں مثل امور طبیعہ کے ہے وہ اس کا بہت سخت اہتمام کرتے ہیں اور ایسی رعایتوں کی دلیل کلی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں (یعنی اس سے کسی کو اذیت نہ پہنچے (اس میں تمام ایسی جزئیات آ گئیں جن سے کسی کو گرانی یا کلفت ہو)۔

## مسئلہ استعداد کی تحقیق

**۲۸۳- حدیث:** اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور القاء فرمایا سو جس کو اس روز وہ نور پہنچ گیا اس نے ہدایت پائی اور جس کو نہیں پہنچا وہ گمراہ ہوا اور مشکوۃ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میں اسی لئے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم پر قلم

خشک ہو گیا۔ میں کہتا ہوں یہ زیادت اس پر دال ہے کہ یہ القاء نور (مراتب وجود میں سے اس درجہ میں تھا جس میں تقدیر لکھی گئی ہے (کیونکہ آپ نے تقدیر کے طے ہو جانے کو القاء نور پر متفرع فرمایا ہے) اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیرات کو آسمان وزمین کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار سال قبل لکھا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا (یعنی اس کو پہلے سے پیدا کر دیا تھا فہو حادث ایضا وان کان سابقا علی غیرہ) تو یہ پیدائش مذکور (جو حدیث میں مذکور ہے) ایسے مرتبہ میں ہوئی ہے کہ اس میں آسمان و زمین موجود نہ تھے سو یہ پیدائش مذکور آدم علیہ السلام سے بہت پہلے ہوئی کیونکہ آدم علیہ السلام کی پیدائش آسمان وزمین کے بعد ہوئی ہے جیسا مسلم نے ایک حدیث طویل میں مرفوعاً زمین اور زمین کی چیزوں کی پیدائش کے بعد روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام عصر کے بعد جمعہ کے روز آخر خلق میں اور دن کی آخری ساعۃ میں عصر اور رات کے درمیان پیدا کئے گئے اور (حم فصلت کی آیات سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ) آسمان وزمین کی آفرینش ایام متصلہ میں ہوئی ہے پس آدم علیہ السلام کی پیدائش زمین و آسمان کے بعد ہوئی اور وہ پیدائش جو حدیث میں مذکور ہے آسمان وزمین کے بہت قبل ہوئی جیسا اوپر مذکور ہوا تو اس پیدائش (مذکور فی المتن) کا ان ذرات کے پیدائش پر محمول کرنا جو آدم علیہ السلام کی صلب سے مستخرج ہوئے اور ابقاء نور کا اقامت شواہد و دلائل اور انزال آیات پر محمول کرنا جو آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بہت بعد واقع ہوا اور اسی طرح ظلمت کا نفس امارہ کی ظلمت پر محمول کرنا جو کہ شہوات رویہ اور گمراہ کن خواہشوں پر مجعول کیا گیا ہے جس کا بنی آدم کے زمین پر پیدا ہونے کے بعد وقوع ہوا ہے یہ سب بہت بعید ہے (کیونکہ حدیث متن میں جو خلق اور القاء نور اور ظلمت مذکور ہے یہ سب آدم علیہ السلام سے بہت پہلے ہیں اور یہ محامل یعنی ذرات مستخرجہ اور اقامت دلائل و ظلمت نفس امارہ یہ سب آدم علیہ السلام کے بعد ہیں تو یہ حمل کیسے صحیح ہوگا اگرچہ ایسے حمل کی طرف ایک جماعت محشین اور شراح کی گئی ہے نیز اس کا قائل ہونا بھی بعید ہے کہ شہوات رویہ

واہواء مضلہ بدوفطرت میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی عام تھے پھر بعد میں زائل کر دیئے گئے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہر مولود فطرت (صحیحہ) پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں پس جب عوام الناس بدوفطرت میں ان گندگیوں سے پاک ہوتے ہیں تو حضرات انبیاء میں اس کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے اس لئے حدیث کی تفسیر مشہور صحیح نہیں ہوسکتی) پس اقرب اس حدیث کی تفسیر میں میرے ذوق سے یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ نور ہدایت کی استعداد قریب ہے اور ظلمت اس استعداد سے خالی ہوتا ہے اور القاء نور اس استعداد کا عطا فرماتا ہے اور یہ (نور کا) پہنچ جانا حق تعالیٰ کے ارادہ و اختیار سے ہے۔ بنا بر رحمت کے اسی طرح (نور کا) نہ پہنچنا یہ بھی حق تعالیٰ کے ارادہ و اختیار سے ہے بنا بر حکمت کے اور اس رحمت اور حکمت کی علت کا سوال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ سوال تقدیر کے متعلق ہے جس کی اجازت نہیں دی گئی پس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مکلّف مخلوق کو اس استعداد (مذکور) سے (اولاً) خالی پیدا کیا پھر جس پر منظور ہوا اس استعداد کو بنا بر رحمت کے فائض فرمایا اور جس پر منظور ہوا بنا بر حکمت کے فائض نہیں فرمایا پس بعضے اس استعداد کے موجود ہونے سے ہدایت یافتہ ہو گئے اور بعض اس استعداد کے مفقود ہونے سے گمراہ ہو گئے پھر یہ مفقود ہونا دو قسم پر ہے ایک اس استعداد سے خالی ہونا اور اس کی ضد سے بھی خالی ہونا اور یہ اس شخص کی حالت ہے جس کو دعوت نہیں پہنچی سو وہ معذور ہیں اگرچہ گمراہ بایں معنی ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ نہ ہوئے اور دوسری قسم اس استعداد سے خالی ہونا اور اس کی ضد کے ساتھ متصف ہونا اور یہ اس شخص کی حالت ہے جس کو دعوت پہنچی مگر اس نے قبول نہیں کیا اور یہ ایسی گمراہی سے گمراہ ہیں جس پر معذب ہوں گے۔ پس (اس تفسیر مذکور کی بنا پر) یہ حدیث استعداد کے مجعول ہونے پر اور باری تعالیٰ کے اپنے اعطاء اور عدم اعطاء میں مختار ہونے پر دال ہوگی اور اس مقام پر بعضوں کو لغزش ہوگئی ہے اور گمراہ ہو گئے ہیں اس طرح سے کہ انہوں نے استعداد کے غیر مجعول ہونے کا اور استعداد کے مقتضا کے خلاف میں حق

تعالیٰ کے غیر مختار ہونے کا حکم کر دیا اور وہ لوگ اس کے صرف اس لئے قائل ہوئے تا کہ اس اشکال کے لازم آنے سے بچے رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ پر جبر فرمایا ہے (اور بچنا اس طرح (سے ہے) کہ بندہ سے جو کچھ صادر ہوا ہے وہ اگر چہ حق تعالیٰ ہی کے پیدا فرمانے سے ہے لیکن حق تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا وہ جبر نہ تھا بلکہ اس کی استعداد کی اقتضاء سے تھا اور اس کی تبدیل محال تھی کیونکہ وہ قدیم ہے اسی طرح اس استعداد کے خلاف پیدا کرنا بھی ممتنع تھا کیونکہ فعلیت کے لئے قوت شرط ہے (اگر خلاف پیدا کرتے اس کی قوت تھی نہیں) اھ میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں پر یہ استعداد اور استعداد بمعنی امکان ذاتی مختلط ہو گئی اور وہ امکان ذاتی قدیم ہے اور غیر مجعول ہے اور اس کے غیر مجعول ہونے میں کوئی محذور نہیں ہے کیونکہ وہ امر عدمی محض ہے جو جعل کو قبول نہیں کرتا اور یہ امکان ممکن سے کبھی منفک نہیں ہوتا۔ کیونکہ امکان ہمیشہ بالذات ہوتا ہے بالغیر نہیں ہوتا کیونکہ اگر امکان بالغیر ہو تو لازم آتا ہے کہ وہ شے ممکن واجب بالذات یا ممتنع بالذات ہوگی پھر ممکن بن گئی تو انقلاب حقائق لازم آئے گا اور وہ محال ہے اور جب امکان ذاتی ہوا تو ممکن سے کبھی منفک نہیں ہوگا نہ اس کے وجود کی حالت میں اور نہ عدم کی حالت میں پس وہ امکان ازلی بھی ہے ابدی بھی ہے لیکن چونکہ وہ کوئی وجودی چیز نہیں (بلکہ اس کی حقیقت عدم الوجوب وعدم الامتناع ہے جو کہ عدمی محض ہے) اس لئے کوئی محذور لازم نہ آئے گا اس لئے کہ محذور کسی شے موجود کا ازلی ہونا ہے نہ کہ کسی شے معدوم کا اس لئے کہ اعدام سب ازلی ہیں۔ سو یہ حکم اس استعداد کا ہے جو بمعنی امکان کے ہے اور ان لوگوں پر وہ مختلط ہو گئی اور باوجود اس (امر باطل کے قائل ہونے) کے اس اشکال سے ان کو خلاصی نہیں ہوئی بلکہ اس سے زیادہ سخت اشکال ان پر لازم آ گیا اس لئے کہ وہ باری تعالیٰ کے جابر ہونے سے بھاگے تھے اب ان پر باری تعالیٰ کے ایسے مجبور و غیر مختار ہونے کا اشکال لازم آ گیا کہ (نعوذ باللہ) وہ اس استعداد کے مقتضاء کے خلاف پر (بھی) قادر نہیں اور اس کی ایسی مثال ہو گئی کہ بارش سے بھاگے تھے اور پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ پس خوب تفکر اور تذکر و تدبر و تبصرے سے کام کرو اور اس تحقیق پر شکر کرو۔

## قرض کے معاملہ میں جرأت اور حزم

۴۸۴- حدیث: اللہ تعالیٰ مدیون کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا دین ادا کر دے جب تک کہ اس کا دین ایسی چیز کے لئے نہ ہو جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ اصل ہے بعض اہل طریق کے معمول کی کہ امور خیر کیلئے قرض لینے میں باک نہیں کرتے اگرچہ وہ واجب نہ ہو اور بعض احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہیں سو پہلی جماعت وعید کو مکروہ شرعی پر محمول کرتے ہیں اور دوسری جماعت فضیلت کو ضرورت پر محمول کرتے ہیں اور ہر ایک کی جدا جہت ہے کہ وہ اس کی طرف رخ کئے ہے۔

## دکھاوے کے لباس صوف کی مذمت

۴۸۵- حدیث: زمین اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتی ہے ان لوگوں سے جو صوف کا لباس ریاء سے پہنتے ہیں (کہ لوگ ان کو صوفی کہیں)

فائدہ: اس میں ریاکار صوفیوں کی مذمت ہے اور ایسے نمائشی لباس کے باب میں خوب کہا گیا ہے

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بے غش باشد
اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

## اقتضاء وقت کا اقناع

۴۸۶- حدیث: بندہ اللہ سے حسن ادب حاصل کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس پر وسعت فرماتا ہے وہ بھی (دوسروں پر) وسعت کرتا ہے اور جب اس پر تنگی فرماتا ہے وہ بھی تنگی کرتا ہے (یہ نہیں کہ اپنی ایک وضع قرار دے کر اس کو نباہتا ہے اور اس میں تکلیف اٹھاتا ہے۔

فائدہ: اس میں اس شخص کی فضیلت ہے جو اقتضاء حال کے تابع رہتا ہے اور ایسے شخص کو ایک اصطلاح میں ابن الوقت کہا جاتا ہے اور دوسری اصطلاح میں خاص مغلوب الحال پر اطلاق کیا جاتا ہے اور ایسی رعایتیں صوفیہ میں کثرت سے ہیں اور ایسے ہی باب میں کہا گیا ہے

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق
نیست فردا گفتن از شرط طریق

## کسی معین شخص کو وعظ کرنے کے آداب

۴۸۷- **حدیث**: تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی (مسلمان) کا آئینہ ہے پس جب اس میں کوئی گندگی کی بات (یعنی عیب دیکھے اس کو اس سے آئینہ کی طرح دور کردے

**فائدہ**: آئینہ کے ساتھ نسبت دینے میں کسی معین شخص کو نہی عن المنکر کرنے کا ادب بتلایا گیا ہے اس طور سے کہ خود اس کو تو اس کے عیب پر مطلع کردے اور دوسرے کو مطلع نہ کرے چنانچہ آئینہ کی بعینہ یہی شان ہوتی ہے۔

## تکمیل دین کے اہتمام کا راز

۴۸۸- **حدیث**: اللہ کے دین کی نصرت وہی کرسکتا ہے جو اس دین کو اس کی تمام جوانب سے احاطہ کئے ہوئے ہو یعنی جس کے دین میں کچھ نقص ہوگا اگرچہ وہ نقص من وجہ ہی ہو اس کو دین الٰہی کی نصرت کی توفیق نہیں ہوتی اور یہ بیان ہے اصل عادت الٰہیہ کا پس یہ مضمون اس حدیث کے منافی نہ ہوگا جس میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید فاجر شخص سے بھی کرادیتا ہے کیونکہ یہ نادر ہے کسی عارض کی وجہ سے اور سنت مستمرہ نہیں ہے اور اسی مقام سے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ اپنے متوسلین کے لئے خاص اہتمام کرتے ہیں کہ ان کا دین مکمل ہوجائے پس ان میں ذرا بھی کوئی بات دیکھتے ہیں جو کمال میں مخل ہو...... ہو وہ اس پر مواخذہ کرتے ہیں پس جاہل آدمی ان کو غلیظ شدید سمجھتا ہے اور حاشا وکلا جو وہ ایسے ہوں۔

## عمل کے بغیر علم کی زیادتی نہیں

۴۸۹- **حدیث**: شیطان بعض اوقات تم سے علم میں بڑھ جاتا ہے۔

**فائدہ**: اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ کسی کو اپنے علم پر دھوکہ نہ کھانا چاہئے کیونکہ اصل چیز عمل ہے اور علم تو اس کا ایک مقدمہ ہے اور محض مقدمہ بدوں

مقصود کے کوئی چیز نہیں اور شیطان کا بعض اوقات علم میں سابق ہو جانا جیسا مدلول نقلی ہے (جیسا حدیث بالا سے ثابت ہوا) اسی طرح مدلول عقلی بھی ہے کیونکہ وہ علماء پر علوم ہی میں بکثرت تلبیس کرتا ہے جیسا بدعتی علماء میں اس کا مشاہدہ ہے اور کوئی شخص کسی کو کسی شے میں دھوکہ نہیں دے سکتا جب تک تلبیس کرنے والا اس شخص سے اس شی میں زیادہ علم (ومہارت) نہ رکھتا ہو جس پر تلبیس کرتا ہے۔

## ہدیہ کو عذر سے رد کر دینا

**۴۹۰- حدیث:** فلاں شخص نے مجھ کو ہدیہ میں ایک ناقہ دی میں نے اس کے عوض میں چھ جوان اونٹ دیئے مگر وہ ناراض رہا میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ بجز قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کے کسی کا ہدیہ قبول نہ کروں گا۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی صحیح عذر سے ہدیہ کا رد کر دینا بھی جائز ہے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس واقعہ میں) اس پر عزم فرمایا کہ ایسے شخص کا ہدیہ قبول نہ فرماویں گے جو ہدیہ میں بدلہ چاہے اور قلیل بدلہ میں ناراض ہو اور ان قبائل کی تخصیص اس لئے کی کہ یہ لوگ مکارم اخلاق اور شرافت نفس اور اصل کی پاکیزگی کے ساتھ موصوف ہیں اور یہ تخصیص حصر کے لئے نہیں اور ان قبائل کے علاوہ جو اور لوگ شرافت نفس کے ساتھ متصف ہوں وہ بھی ان ہی کے حکم میں ہیں پس اس حدیث میں اور دوسری جن حدیثوں میں دوسرے لوگوں سے ہدیہ قبول کرنا وارد ہے ان میں تعارض نہیں۔

## لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں بخل کی مذمت

**۴۹۱- حدیث:** اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہوتے ہیں جن کو (خاص) نعمتوں کے ساتھ مخصوص فرماتا ہے اور ان نعمتوں کو ان میں برقرار رکھتا ہے جب تک وہ اس کو صرف کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ اس کو (مستحقین سے) روک لیتے ہیں تو ان سے لے کر دوسروں کی طرف منتقل فرما دیتا ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث ان لوگوں کی مذمت فرما رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیئے

ہوئے فضل میں بخل کرتے ہیں خواہ وہ دی ہوئی چیز مال ہو یا علم ہو پھر وہ علم خواہ ظاہری ہو یا باطنی ہو اور یہ سمجھتے ہیں کہ کمالات گویا ان کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں کہ جو کچھ ان کو دیا اس کو سلب کرے باقی کسی چیز کا اس کے غیر اہل سے روک لینا (اور اس کو نہ دینا) اس کو بخل سے کوئی مس نہیں (بلکہ یہ تو شرعاً مطلوب ہے)

## کشف والہام خواہ صحیح ہوں مگر حجت نہیں

۴۹۲- **حدیث**: اللہ تعالیٰ کے بعضے ایسے بندے ہیں کہ وہ لوگوں (کی حالت) کو فراست سے پہچان لیتے ہیں حدیث میں جو توسم کا لفظ ہے عزیزی نے فراست سے تفسیر کی ہے اور حفنی نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کی باطنی حالت کو کشف والہام سے دریافت کر لیتے ہیں اور اس حدیث میں کہ اتقوا فراسة المومن فراست سے یہی مراد ہے۔

**فائدہ**: اس حدیث میں دلیل ہے بعض الہام اور کشف کے صحیح ہونے کی اور بے شمار صلحا اور اولیاء سے اس کا ایسا ثبوت ہے کہ اس میں کسی تلبیس کی آمیزش نہیں لیکن باوجود اس (صحت) کے وہ حجت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی نظیر احکام مشہورہ سے یہ ہے کہ جو شخص عید کا چاند ابر میں رمضان کی انتیس تاریخ کو دیکھ لے مگر قاضی کے یہاں بوجہ واحد ہونے کے شہادت قبول نہ ہو تو اس کا چاند دیکھنا اگرچہ واقع میں یقیناً بالکل صحیح اور التباس سے خالی ہو مگر حجت نہ ہوگی حتیٰ کہ خود دیکھنے والے کے لئے بھی حجت نہ ہوگی چنانچہ اس پر واجب ہوگا کہ اگلے روز سب کے ساتھ روزہ رکھے پس صحیح ہونا حجت ہونے کو مستلزم نہیں پس تم تفریط سے بھی بچنا کہ ان کو حجت سمجھنے لگو جیسا بعض کو لغزش ہوگئی ہے کہ کشف والہام کی حجت کا حکم دیا لیکن صرف اپنے ہی لئے اور تم کو معلوم ہو چکا کہ اس میں حق کیا ہے۔ (یعنی اپنے لئے بھی حجت نہیں) اور بہت کم ہیں جنہوں نے اس فرق پر تنبیہ کی ہو (صحت اور چیز ہے اور حجیت اور چیز ہے)۔

## تنعم ولایت کی نفی نہیں کرتا

۴۹۳- **حدیث**: اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالی

انکو قتل سے محفوظ رکھتا ہے (یعنی ان پر کسی مخلوق کو مسلط نہیں فرماتا) اور ان کی عمروں کو دراز فرماتا ہے اور ان کو اچھا رزق دیتا ہے (اچھے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حلال دیتا ہے اور فراخی سے دیتا ہے) اور ان کو عافیت میں زندہ رکھتا ہے اور ان کی جان عافیت کے ساتھ ان کے بستروں پر قبض فرماتا ہے پھر ان کو شہداء کے مراتب عطا فرماتا ہے اور دوسری روایت میں یہ اور زیادہ کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر ایسے فتنے گذر جاتے ہیں کہ جیسے تاریک رات کے ٹکڑے ہوتے ہیں اور وہ ان فتنوں سے بھی عافیت میں رہتے ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ بلاؤں کا مسلط ہونا لوازم مقبولیت سے نہیں جیسے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بزرگ ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ سخت بلا میں انبیاء ہوتے ہیں سو ان دونوں میں وجہ تطبیق دو ہیں یا تو دوسری حدیث کو اکثری حالت پر محمول کیا جائے اور پہلی حالت کو اقل حالت پر (کہ اکثری حالت تو بلاء ہی کی ہے لیکن بعض کے لئے ایسا نہیں ہوتا) اور یا دوسری حدیث میں بلاء سے مراد عام لی جائے خواہ بلاء معنوی ہو یا حسی ہو (تو اس سے کوئی خالی نہیں) اور پہلی حدیث کو بلاء حسی پر محمول کیا جائے کہ اس سے بہت بندے خالی ہوتے ہیں گو باطنی بلاء یعنی مجاہدہ وفکر وحزن میں مبتلا ہوتے ہیں چنانچہ بعض اولیاء اللہ کی حالت ثابت ہوئی ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ تنعم میں زندہ رہے اور کامل راحت میں وفات فرمائی اور بعض طرح طرح کے تکالیف اور امراض میں زندہ رہے اور غربت اور کربت میں وفات فرمائی اور یہ سب حالتیں رحمت وحکمت ہیں (کسی حالت میں رحمت ظاہر ہے کسی میں خفی اور حکمت سب حالات میں ہے)۔

**فائدہ:** وجہ جمع کے سوچتے ہوئے مثنوی کی طرف رجوع کیا دفتر سوم کے ختم کے قریب یہ اشعار نکلے۔

گاہ گفتے کایں بلائے بے دوست | گاہ گفتے کایں حیات جان ماست

گاہ فریادش بگر دوں بر شدے | گہ خیال دلبرش ہمدم بدے الخ

جس سے تائید ہوتی ہے جمع کے وجہ ثانی کی کہ بلاء عام ہے۔ یہ شخص صاحب حکایت ظاہراً ابلاء میں تھا اور باطنا لطف ولذت میں تھا فقط

## آنے والے کا استقبال

۴۹۴- حدیث: مسلمان کا حق ہے جب اس کو اس کا بھائی مسلمان (اپنے پاس آتا ہوا) دیکھے تو اس کے لئے (اس طرح) حرکت کرے (جس سے وہ سمجھے کہ میرے آنے سے اس کو نشاط ہوا ہے اور میرے بیٹھنے کی جگہ کا اہتمام کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ صوفیہ کے گویا اخلاق لازمہ سے ہے جیسا مشاہدہ کیا جاتا ہے (جس سے اس قوم کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ مطلوبات شرعیہ ان کے عادات طبعیہ ہو گئے ہیں)

## طریقت میں داخل ہونیوالے کو لقب دینا

۴۹۵- حدیث: ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

۴۹۶- حدیث: ہر امت کا ایک حکیم ہے اور اس امت کے حکیم ابوالدرداء ہیں۔

فائدہ: دونوں حدیثیں اس پر دال ہیں کہ کسی کو کوئی اچھا لقب دے دینا مستحسن ہے بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو اور بعض مشائخ کے معمولات میں اس کا مشاہدہ ہوا ہے (کہ اپنے سلسلہ میں داخل ہونے والوں کو کوئی خاص جدید لقب دیتے ہیں مگر اہلیت شرط ہے)

## تربیتی مصلحت کے لئے تعریض

۴۹۷- حدیث: اور اس حدیث کی شرح کا لقب یہ ہے التحریض علی صالح التعریض جو شخص اپنی دی ہوئی چیز کو واپس طلب کرے اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اول کھاتا ہے یہاں تک کہ جب پیٹ بھر جاتا ہے قے کر دیتا ہے پھر اس قے کو چاٹتا ہے۔

فائدہ: جاننا چاہئے کہ یہ حدیث حنفیہ کے نزدیک تنفیر پر محمول ہے نہ کہ تحریم پر جیسا ہدایہ میں ہے پھر یہ تنفیر بعض کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک کراہت تحریمی ہے جیسا درمختار میں ہے اور غیر حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث تحریم

کے لئے ہے اور حدیث اپنے ظاہر الفاظ سے تحریم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ قے کا چاٹنا حرام ہے لیکن جب اس قے کے چاٹنے والے کی طرف نظر کی جائے کہ کتا ہے تو پھر حدیث عدم تحریم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ کتے کا فعل تحریم کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا (یہ تو اختلاف مذاہب کا بیان تھا۔ آگے اس حدیث سے ایک مسئلہ تصوف کے استنباط کا ذکر ہے اور (وہ یہ ہے کہ) حنفیہ کی تفسیر پر یہ حدیث ایک ضروری عملی مسئلہ پر دال ہے جس کو صوفیہ محققین اپنے اپنے متعلقین کی تربیت میں استعمال میں لاتے ہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ حضرات بعض اوقات اپنے متعلقین کے خطاب میں ایسی عبارت کے ساتھ تکلم کرتے ہیں کہ وہ موضوع تو ایک حقیقت کے لئے ہے لیکن موہم دوسری حقیقت کے لئے ہے جو اس عبارت کا مدلول نہیں اور (اس عبارت کے تکلم کے وقت) مقصود ان کا مخاطب ہی کی مصلحت کے لئے اس کے ذہن کو اس دوسری حقیقت (غیر مدلولہ) کی طرف منتقل کرنا ہوتا ہے اور اس کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ مصلحت ایسی ہو کہ اگر اس کے ظاہری طریق سے بھی حاصل کرنے کا ارادہ کیا جائے تو متکلم کے لئے جائز ہو لیکن یہ ظاہری طریق اس مخاطب پر دشوار تھا اور یہ طریق موہم اس پر سہل تھا اور اس مسئلہ کی مثالوں میں سے ایک مثال میرے استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک جواب ہے جو بعض ذاکرین کو دیا تھا جس نے ان سے ذکر پر مداومت نہ کر سکنے کی شکایت کی تھی اور انہوں نے اس ذاکر میں ذکر پر مداومت کرنے سے عجز کے آثار محسوس فرمائے اور یہ بھی محسوس کیا کہ یہ عمل غیر دائم پر راضی نہ ہوگا اور یہ بھی محسوس کیا کہ اگر اس کو دوام میسر نہ ہوا تو عمل کو بالکلیہ ترک کر دے گا پس انہوں نے اس کو یہ جواب دیا کہ کبھی عمل کرنا اور کبھی اس کا ترک کر دینا یہ بھی ایک نوع کی مداومت ہے کیونکہ یہ مجموعہ عمل و ترک پر مداومت ہے تو اس جواب سے اس شخص کو ایک طرح کا نشاط پیدا ہو گیا اور اس نے بالکلیہ عمل کو ترک نہیں کیا پھر اس نشاط اور اس عمل (غیر دائمی) کی برکت سے اس کو مداومت مطلوبہ حاصل ہو گئی پس مولانا کے اس ارشاد سے کہ کبھی عمل کرنا اور کبھی ترک کر دینا یہ بھی ایک قسم کی مداومت

ہے مخاطب کے خیال میں یہ بات آ گئی کہ یہ مداومت بھی مداومت مطلوبہ ہے اور مولانا کی یہ مراد نہ تھی کیونکہ مداومت مطلوبہ تو وہی ہے کہ جس کے ساتھ بجز شاذ نادر کے ترک کبھی نہ ہو سو اگر مولانا یہ جواب دیتے کہ کبھی عمل کرنا اور کبھی ترک کر دینا اگرچہ مداومت نہیں ہے لیکن بالکلیہ ترک مناسب نہیں اور یہی انشاء اللہ تعالیٰ سبب ہو جائے گا مداومت مطلوبہ کا تو اس مخاطب کو اس جواب پر عمل کرنا دشوار ہو جاتا پس اس مصلحت کے لئے اس طریق کو اختیار کیا اور اس سے اس پر عمل سہل ہو گیا۔ پھر اس کو مداومت کی توفیق ہو گئی اور اس حدیث کی دلالت اس مسئلہ پر حنفیہ کے مسلک پر ظاہر ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے جو اپنی قے میں عود کرتا ہے مخاطب میں حرمت کے خیال کو پیدا کرتا ہے اور حضور کی مراد صرف تنفیر ہے سو اگر آپ عدم تحریم کی تصریح فرما دیتے تو ترک عود فی الھبہ دشوار ہوتا (نفس میں بار بار یہی داعیہ پیدا ہوتا کہ حرام تو ہے ہی نہیں پھر نفع کیوں چھوڑیں) اور جب عدم تحریم کی تصریح نہیں فرمائی تو اب ترک عود سہل ہو گیا (کیونکہ نفس کو مایوسی ہو گئی کہ اب اس کی گنجائش نہیں رہی) باقی اس شرط کا تحقق جس کا ذکر میرے اس قول میں تھا کہ اس کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ مصلحت ایسی ہو کہ اگر اس کو اس کے ظاہری طریق سے بھی حاصل کرنے کا ارادہ کیا جائے تو متکلم کے لئے جائز ہو الخ سو اس شرط کے تحقق کا بیان یہ ہے کہ اگر باوجود اس عود کے مباح فی نفسہ ہونے کے بھی بدوں اس تمثیل کے اس عود سے منع فرما دیتے تو آپ کو اس کا حق تھا جیسا یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی بات کا حکم کریں تو پھر بھی ان کو اس بات میں اختیار باقی رہے (گو وہ امر فی نفسہ محل اختیار تھا مگر اب حتمی حکم کے بعد محل اختیار باقی نہیں رہا) چنانچہ حضرت زینب کا زید کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار فی نفسہ مباح تھا لیکن جب حضور اقدس نے نکاح کا حکم فرما دیا اور انکار سے منع فرما دیا تو زینب پر اس مباح میں آپ کی اطاعت واجب ہو گئی اور یہ (وجوب اطاعت) ایک امر جزئی میں تھا باقی ایسے مباح کا کسی حکم کلی میں

واجب ہو جانا (یعنی خود آپ کے ذاتی حکم کا تشریع عام بن جانا) سو بعض علماء کے قول پر آپ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہوتا ہے جو آپ نے اس شخص سے فرمایا تھا جس نے حج کے باب میں پوچھا تھا کہ کیا ہر سال میں حج واجب ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پھر ہر سال کے لئے واجب ہو جاتا (ماخوذ ہونے کی تقریر یہ ہے کہ) نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں مذہب صحیح کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام میں اجتہاد فرمانے کا اختیار تھا اور آپ کے حکم میں یہ شرط نہیں کہ وہ وحی ہی سے ہو اھ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رائے مبارک سے کسی مباح کے واجب فرما دینے کا یا کسی مباح کے حرام فرما دینے کا حق تھا (اس لئے اس سائل کے سوال کے وقت اگر یہی رائے ہو جاتی کہ ہر سال کے لئے واجب کر دینا چاہئے تا کہ سب کو بصیرت حاصل ہو کہ بے ضرورت سوال کرنا مضر ہے تو اس رائے پر عمل کرنا آپ کو جائز تھا) پھر اس حکم اجتہادی کا باقی رہنا یا منسوخ ہو جانا سو یہ دوسری بات ہے اور شوکانی نے (نیل الاوطار میں) باب وجوب حج میں اسی ارشاد مذکور کے تحت میں (کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا) یہ کہا ہے کہ اس (ارشاد) سے اس پر استدلال کیا گیا ہے (یعنی بعض علماء نے استدلال کیا ہے) کہ آپ کو احکام کے شروع کر دینے کا بھی اختیار مفوض کیا گیا ہے اور اس میں اختلاف بھی ہے جو اصول میں بسط کے ساتھ مذکور ہے اھ اور یہ قول اس مضمون پر دلالت کرنے میں اور زیادہ قوی ہے جو ہم نے کہا ہے کہ آپ کو حکم عام کی تشریع بھی جائز ہے پس وہ شرط مذکور بھی بوجہ اتم واوضح متحقق ہو گئی اور (گو علماء کا اس اختیار تشریع عام میں اختلاف ہے مگر) ایسے امور میں اختلاف مضر نہیں (کیونکہ اثر اختلاف کا دلیل کا ظنی ہو جانا ہے اور جس مسئلہ تصوفیہ کو ہم مستنبط کر رہے ہیں عمل کے لئے اس کا بھی ظنی ہونا کافی ہے) پھر اگر اختلاف مضر بھی ہو تو دلیل خاص کو مضر ہو گا اور غایت اس ضرر کی یہ ہو گی کہ وہ دلیل خاص منتفی ہو جائے گی اور دلیل خاص کا انتفاء مدلول کے انتفاء کو مستلزم نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوسری دلیل سے ثابت ہو جائے جیسے یہاں مسلم

کی حدیث ہے جو عنقریب آتی ہے اور وہ ہمارے مقصود سے زیادہ چسپاں ہے کیونکہ ہمارا مقصود واصلاح خاص کے طریق پر استدلال کرنا ہے نہ کہ تشریع عام پر اور اس کے لئے مسلم کی حدیث (آئندہ) کافی ہے جیسا عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا اور وہ وہ حدیث ہے جو میرے قول آئندہ میں ہے (یعنی یہ سب بیان تھا اس مسئلہ کو حدیث متن سے ثابت کرنے کا) اور اس باب میں ایک دوسری حدیث بھی ہے جو دلالت میں حدیث متن سے زیادہ صریح ہے اور وہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں حضرت وائل سے اس قصہ میں مذکور ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ولی مقتول کو قصاص لینے کا اختیار عطا فرمادیا اور جب وہ وہاں سے چلا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ اس کو قتل کردے گا تو یہ بھی اسی (قاتل اول) کے مثل ہو جائے گا اور مسلم ہی کی دوسری روایت میں وائل سے آپ کا یہ ارشاد ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہیں اھ آپ کا مقصود کسی مصلحت سے قصاص معاف کردینے کی درخواست تھی جس کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں اور یہ مقصود معافی کا ایسا ہے کہ اگر آپ اس ولی مقتول کو اس کا صریح حکم فرماتے تو اس پر واجب ہو جاتا لیکن آپ نے صریح الفاظ سے حکم نہیں دیا تاکہ اگر وہ امتثال امر کا نہ کرے تو گنہگار نہ ہو پس آپ نے تعریض (واشارہ) کے طور سے ایسی بات فرمادی کہ اس سے مخاطب ایسا مضمون سمجھا جو آپ کی مراد نہ تھی کیونکہ آپ کی مراد (پہلے ارشاد میں) مطلق مماثلت فی الفعل تھی نہ فی الحکم (یعنی یہ مطلب تھا کہ دونوں نفس فعل قتل میں یکساں ہو جائیں گے کہ جیسا اصل مجرم قاتل تھا اسی طرح ولی مقتول بھی قاتل ہو جائے گا گو حکم دونوں قتل کا جدا جدا ہے کہ مجرم کا فعل حرام تھا اور ولی مقتول کا فعل جائز ہے (اور اسی طرح (دوسرے ارشاد میں) آپ کی مراد بعض قاتل کا نار میں داخل ہونا ہے (یعنی جو ظلما قتل کرے) نہ خاص اس قاتل کا جو ظالم کو قصاص میں قتل کر رہا ہے اور اس حدیث سے جو میں نے اس مسئلہ تصوفیہ پر استدلال کیا ہے اس کی تائید نووی کے قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے حدیث کی شرح میں کہا ہے اگرچہ ان کا قول مجمل ہے اور میرا قول مفصل ہے (اور اس تائید کے نقل کرنے

سے یہ فائدہ ہے کہ اکثر طبائع کو علماء ظاہر کے اقوال سے زیادہ قناعت ہوتی ہے اور صوفیہ کو مخترع سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس حدیث کے جزو عفو کے متعلق اور حدیث آئندہ واقعہ عبداللہ بن ابی کے متعلق بھی علماء ظاہر کے اقوال نقل کروں گا) اور نووی کے قول کی عبارت یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ایسے الفاظ سے فرمایا جس میں آپ صادق ہیں اور اس میں جو ابہام ہے وہ ایک مقصود صحیح کے لئے ہے اور وہ مقصود یہ ہے کہ ولی قتیل (اس کہنے سے ڈر جاوے گا اور معاف کر دے گا اور یہ معاف کر دینا ولی مقتول کی بھی اور اصل مقتول کی بھی دینی مصلحت ہے ولی کی مصلحت تو ثواب ہے عفو کا اور اصل مقتول کی مصلحت اس کے اجر کا بڑھ جانا ہے کیونکہ جس مظلوم کا انتقام نہ لیا جائے اس کا اجر بڑھ جاتا ہے) اور اس میں مجرم کی بھی مصلحت ہے کہ قتل سے اس کی رہائی ہے پس جب کہ عفو (سراسر) مصلحت تھی آپ نے تعریض سے اس تک رسائی حاصل کی اور ضمری وغیرہ نے جو ہماری جماعت کے اور دوسری جماعت کے بھی علماء ہیں یہ کہا ہے کہ مفتی جب تعریض میں مستفتی کی مصلحت دیکھے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ ایسی تعریض کر دے جس سے مقصود حاصل ہو جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ اس (تعریضی قول) میں سچا ہو آگے مثال دی ہے کہ جیسے کوئی شخص روزہ میں غیبت کرنے کے متعلق پوچھے کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور مفتی یہ کہہ دے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (پس نووی کی اس نقل سے میرے استدلال کی تائید ہوگئی) اور میں نے جو یہ کہا ہے کہ اگر آپ عفو کا صریح امر فرماتے تو ولی مقتول پر معاف کر دینا واجب ہو جاتا اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو امام مسلم نے اسماعیل بن سالم سے جو اس حدیث کے راوی ہیں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حبیب بن ابی ثابت سے اس کا ذکر کیا (کہ ولی مقتول کی نسبت فی النار کیسے فرمایا انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے ابن اشوع نے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عفو کی درخواست کی تھی اس نے انکار کر دیا (اس لئے آپ نے ایسا فرمایا اس لئے کہ اس صورت میں وہ

تارک واجب ہوا جو مستحق وعید ہوتا ہے ) میں کہتا ہوں شاید مراد ابن اشوع کی ایک ایسے احتمال کا پیدا کرنا ہے جس سے قتل کرنے پر دخول نار کا حکم صحیح ہو جائے ( کیونکہ ابن ) اشوع نے کوئی سند بیان نہیں کی ) سو ( اس جواب سے ) اتنا تو معلوم ہو گیا کہ اگر آپ اس کو ( عفو کا ) حکم فرما دیتے تو اس پر آپ کے حکم کا امتثال واجب ہو جاتا پس ہمارے سب دعوے علمائے ظاہر کے اقوال سے بھی ثابت ہو گئے اور اس قاعدہ مذکورہ سے سب اشکالات بھی مرتفع ہو جاتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر واقع ہوتے ہیں جو آپ نے عبداللہ بن ابی ( منافق ) کے باب میں فرمایا ہے جس وقت آپ اس کے جنازے کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ آپ عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یوں کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ( مجھ کو صریح نہی نہیں فرمائی بلکہ ) مجھ کو ( استغفر لهم او لا تستغفر لهم میں ) اختیار دیا ہے سو میں نے استغفار کو اختیار کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ ( اللہ تعالیٰ نے ستر پر عدم مغفرت کی خبر دی ہے ) میں ستر سے بڑھا دوں گا اور اشکال اس میں دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ( استغفر لهم او لا تستغفر لهم ) تسویہ کے لئے ہے تخیر کے لئے نہیں اور دوسرا یہ کہ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سبعین مرة ) مبالغہ پر محمول ہے ( نہ کہ تحدید پر ) پس اس عدد کا مفہوم مخالف معتبر نہیں اور ان دونوں اشکالوں کے جواب میں علماء قدیماً و حدیثاً متحیر رہے ہیں اور سب سے سہل وجہ حدیث میں جیسا کہ قاعدہ مذکور کی بنا پر مولانا محمد یعقوب صاحب نے ارشاد فرمایا ہے یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محض الفاظ سے بدوں التفات معانی کے تمسک فرمانے کا قصد فرمایا جیسا کہ آپ نے ہبہ اور قصاص کی گزشتہ حدیثوں میں اس کا قصد فرمایا کہ مخاطب محض الفاظ سے تمسک کرے اور اس طرف التفات نہ کرے کہ ان الفاظ سے مراد کیا ہے اور فعل ( یعنی اس پر نماز جنازہ پڑھنا ) فی نفسہ جائز تھا کیونکہ نماز و استغفار سے نہی صریح وارد نہ ہوئی تھی اگرچہ یہ نماز و استغفار فی حد ذاتہ اصل سے فعل غیر مفید تھا لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس میں کچھ حکمتوں کی بھی رعایت فرمائی تھی اس لئے وہ فعل عبث بھی نہ رہا اور شاید حکمت وہ ہو جس کو حاشیہ بخاری میں مختلف کتابوں سے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ (جواب میں فرمایا) اس سے امت پر غایت رحمت وشفقت کے اظہار کو خیال میں ڈال دیا اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا قمیص اور میری نماز اس کو کیا نافع ہو سکتی ہے واللہ میں امید کرتا ہوں کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام لے آئیں اور یہ بھی روایت ہے کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام لے آئے جب دیکھا کہ اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص مبارک کا تبرک عطا ہوا ہے اور ان روایتوں کو میں نے کہیں منقول نہیں دیکھا لیکن یہ روایتیں اس احتمال سے تو گری ہوئی نہیں کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حکمتوں کا قصد فرمایا ہو جن میں ایک حکمت وہ بھی ہے جو میرے استاد مولانا محمد یعقوب صاحب نے بیان فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فعل سے اس کو ظاہر فرما دیا کہ اگر کسی میں ایمان نہ ہو تو اس کو تبرکات بالکل کام نہیں دیتے (اس شخص کے برابر کس کو تبرکات نصیب ہو سکتے ہیں مگر منافق ہونے کی وجہ سے پھر بھی نار کے درک اسفل کا مستحق رہا اور پہلی حکمتیں غیر مسلمین کے اعتبار سے تھیں کہ ان کا تالیف قلب کرنا مقصود تھا اور یہ اخیر کی حکمت مسلمین کے اعتبار سے ہے کہ ان کو مسئلہ کی تعلیم کرنا مقصود ہے) واللہ اعلم

اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کی تقریر کو التحریض علی صالح التعریض سے ملقب کروں۔ یوم الخمیس ۱۳ ربیع الاول ۵۰ھ

## نظامت اور تجمل غیر کے اکرام اور غیرت مندی کے لئے

۴۹۸- **حدیث**: (آپ نے صحابہ سے کسی ایسے موقع پر کہ وہ کہیں پہنچنے والے تھے ارشاد فرمایا کہ) تم اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو سو اپنا سامان درست کر لو اور اپنا لباس درست کر لو یہاں تک کہ عام لوگوں میں تم ایسے ہو جاؤ جیسے بدن میں کوئی ممتاز نشان ہوتا ہے (جیسے تل) کیونکہ اللہ تعالیٰ بے شرم ہونے کو اور نہ بے شرم بننے کو پسند فرماتا ہے (اور

سامان ولباس کو درست نہ کرنا مشابہ بے حیائی کے ہے کہ ذلت سے شرماتا نہیں کذا ذکر العزیزی بقولہ ای وعدم اصلاح ماذکر شبہ الفحش اھ اور ذلیل ہونا بلاوجہ یہ بھی مذموم ہے حدیث میں لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسہ)

**فائدہ:** حدیث اس پر دال ہے کہ جس قدر (سہولت سے) ممکن ہو اپنی ہیئت کو درست رکھے اور نظافت کا خیال رکھے اور اس میں دو پہلو ہیں ایک یہ کہ یہ خود مقصود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نظافت والے ہیں نظافت کو محبوب رکھتے ہیں اور جمال والے ہیں اور جمال کو محبوب رکھتے ہیں اور دوسرا پہلو اس شخص کا اکرام ہے جس کے پاس یہ جارہا ہے (کہ میلا کچیلا کسی کے پاس جانے کے گویا یہ معنی ہیں کہ ہمارے قلب میں اس کی کوئی وقعت نہیں جس کی وجہ سے کوئی اہتمام کیا جاتا) اور حدیث میں دونوں امر کی طرف اشارہ ہے۔ امر اول کی طرف تو اس ارشاد میں کہ اللہ تعالیٰ بے شرم ہونے یا بے شرم بننے کو پسند نہیں فرماتے اور امر ثانی کی طرف اس ارشاد میں کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو اور غرض ثانی میں بہ نسبت غرض اول کے کسی قدر زیادتی بھی جائز ہے) لیکن اگر یہ زینت وتجمل کسی غرض فاسد سے ہو جیسے ناز وفخر وہ مذموم ہے. بہت سی نصوص اس کی دلیل ہیں۔

اور اسی سبب سے حفنی نے اس حدیث میں یہ قید لگائی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب نفس کا تزکیہ ہو چکا ہو اور اگر یہ شخص ایسا ہے کہ اس زینت وجمال سے اس کو عجب وتکبر پیدا ہو جائے گا تو پھر زینت وتجمل کو ترک کر دے اور غیر مزین وغیر جمیل لباس پہن کر اس کا علاج کرے یہاں تک کہ اس کو مہذب کرے۔ اھ

اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ یہاں تک کہ لوگوں میں ممتاز نشان کی طرح ہو جاؤ اس سے مراد لباس شہرت نہیں ہے جس میں وعید آئی ہے بلکہ مراد ایسا صاف لباس ہے جس سے یہ شخص میلے کچیلے لوگوں سے ممتاز ہو جائے اور لوگوں سے ایسے ہی لوگ مراد ہیں اور قرینہ اس پر ہے کہ آپ نے اس کو مطلق اصلاح کی علت میں فرمایا ہے پس یہ بات متعین ہو گئی کہ مراد ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے لباس کی (ضروری) اصلاح بھی نہیں کی اس کو خوب سمجھ لو۔

# احوال میں بعض نقص کی حکمت

**۴۹۹- حدیث:** (زندگی کی) امید خدا تعالیٰ کی رحمت ہے میری امت کے لئے اگر یہ امید نہ ہوتی تو کوئی ماں بچہ کو دودھ نہ پلاتی اور نہ کوئی درخت لگانے والا درخت لگاتا۔

**فائدہ:** اس میں بعض کو نیات مباحہ کی حکمت کا بیان ہے جو ذاتاً تو مرجوح ہیں (کیونکہ ذاتاً تو موت کی یاد مطلوب ہے) اور اثر کے اعتبار سے راجح ہیں (یعنی بعض اوقات عام طبائع کے اعتبار سے استحضار موت پر اس کو ترجیح ہو جاتی ہے چنانچہ اگر موت ہر وقت یاد رہے تو عام لوگ بہت سی ضروریات سے معطل ہو جائیں اور عام طبائع کی قید اس لئے لگائی گئی کہ کاملین منتہین اس پر قادر ہیں کہ ضروریات معاش و استحضار موت دونوں کو جمع کر لیں) اور اس میں سالک کی تسلی ہے جب وہ اپنے بعض اعمال یا احوال میں نقص ہونے سے مغموم ہوتا ہے (مثلاً اس سے غمزدہ ہوا کہ موت کی یاد میں کمی پائی اس وقت اس کی تسلی) اس طور سے (کی جاتی ہے) کہ اس نقص کی حکمت بیان کر دی جاتی ہے جس پر بہت سے احکام شرعیہ موقوف ہیں مثلاً دودھ پلانا علی العین واجب ہے (جب تک اس کا بدل نہ ہو) اور اسی طرح کھیتی کرنا جس کی طرف درخت اگانے کے مضمون میں اشارہ ہے واجب علی الکفایہ ہے اور امل کی مذمت میں جو حدیثیں آئی ہیں مراد اس سے طول امل ہے جیسا مناوی نے کہا ہے کہ اصل امل کی مدح اس کے منافی نہیں کہ اس کی تطویل کی مذمت آئی ہے یعنی اس میں منہمک ہو جانا اور آخرت کو بالکل چھوڑ دینا۔

# اعمال ظاہری کی خرابی کا عذر

**۵۰۰- حدیث:** اعمال کی مثال مثل برتن (میں رکھی ہوئی چیز) کے ہے جب اس کے نیچے کا حصہ اچھا ہوگا تو اوپر کا حصہ بھی اچھا ہوگا اور جب نیچے کا حصہ خراب ہوگا تو اوپر کا حصہ بھی خراب ہوگا (کیونکہ تعلق اتصال کے سبب ضرور اثر پہنچتا ہے مثلاً گھی میں میل ہو گو نیچے بیٹھ جائے مگر ادنیٰ حرکت سے اوپر بھی اس کا ظہور ہوگا اسی طرح اگر باطن اچھا ہے تو اس کا اثر اعمال میں بھی ظاہر ہوگا اسی طرح اگر برا ہے)۔

**فائدہ:** اس میں رد ہے جاہل صوفی پر جو یوں کہتا ہے کہ باطن کا درست ہونا کافی ہے گو ظاہر خراب ہو تو حدیث نے یہ بات بتلا دی کہ باطن کی درستی سے ظاہر کی درستی مفارق نہیں ہو سکتی اور یہ بات کیسے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ایک شخص کسی سے دل سے تو محبت کرتا ہے پھر زبان سے اس کو گالیاں دیتا ہے اور ہاتھ سے اس کو مارتا ہے سو جو شخص نماز عمداً ترک کرتا ہو یا شراب پیتا ہو یا شریعت کی بے قدری کرتا ہو۔ یہ بات (عادتاً) محال ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت ہو اسی بارہ میں حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اگر انار خرید و کھلا ہوا خرید و جس کا کھلنا اس کے دانوں کی حالت بتلاتا ہو۔ اور منحوس کھلنا لالہ کا کھلنا ہے۔ جس کے کھلنے سے دل کی سیاہی ظاہر ہو گئی مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اعمال ظاہرہ اچھے ہوں یا برے وہ علامات ہیں باطن کے اچھے یا برے ہونے کی اور اس مسئلہ کے فروغ میں سے یہ ہے کہ اگر کسی شیخ کو دیکھو کہ اس کا ظاہر شریعت کے خلاف ہے تو اپنے کو اس سے بچانا اور سمجھ لینا کہ اس کا باطن اگر درست ہوتا تو ظاہر بھی درست ہوتا)۔

## نماز میں کمال کیلئے لزوم استغراق نہیں

۵۰۱- **حدیث:** میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور یہ ارادہ ہوتا ہے کہ نماز طویل پڑھوں گا پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ اس کی ماں اس کے رونے سے پریشان ہوگی۔

**فائدہ:** اس میں اس کی تصریح ہے کہ استغراق کمال نماز کے لوازم سے نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے کامل ہونے میں کوئی شک نہیں اور باوجود اس کے آپ آواز سنتے تھے حالانکہ استغراق میں ایسی آواز مسموع نہیں ہوتی۔

## ولایت کی بعض علامتیں

۵۰۲- **حدیث:** اولیاء اللہ وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آ جائے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں ایک علامت اولیاء کی مذکور ہے اور اولیاء میں اس

کا مشاہدہ ہوتا ہے ( کہ ان کی صحبت میں حق تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھ جاتی ہے ) اور ان کی اور علامات بھی ہیں سب کے مجموعہ سے ان کی ولایت پر اور اس پر کہ یہ استفادہ کے لائق ہیں استدلال کیا جاتا ہے۔

## دین میں غلو کے نقصانات

۵۰۳- **حدیث**: دین میں غلو کرنے سے بچو پہلے لوگ دین میں غلو کرنے ہی سے ہلاک ہوئے۔

**فائدہ**: اس میں وہی مسلک ہے جس پر محققین ہیں کہ تمام عبادات و عادات میں اعتدال کی رعایت رکھتے ہیں اور اسی پر دوام کی بھی امید ہو سکتی ہے جو دین میں مطلوب ہے باقی غلو سے ملال اور کلال پیدا ہوتا ہے اور اس سے کبھی ترک عمل کی نوبت آجاتی ہے سو غلو فی الحال تو عمل کی تکثیر ہے اور فی المآل عمل کی تقلیل ہے اور یہی معنی ہے خیر الامور اوساطہا کے اور کنوز الحقائق میں بعینہٖ حدیث اسی لفظ سے وارد ہوئی ہے۔

## عمل کی اہمیت علم سے زیادہ ہے

۵۰۴- **حدیث**: اے امت میں تمہارے متعلق ان چیزوں سے زیادہ اندیشہ نہیں کرتا جس کا تم کو علم نہیں ( کیونکہ علم کی کمی میں جو کوتاہی ہو جاتی ہے وہ بے باکی کی دلیل نہیں۔ اس لئے جرم خفیف ہے ) لیکن یہ دیکھو کہ جن چیزوں کا تم کو علم ہے ان میں کیسا عمل کرتے ہو۔

**فائدہ**: اس میں وہی طریق ہے جس پر صوفیہ ہیں کہ عمل کا اہتمام علم کے اہتمام سے زیادہ کرتے ہیں۔

## اعمال کے ذریعہ رذائل کا علاج

۵۰۵- **حدیث**: تقدیر پر ایمان رکھنا سب افکار و غموم کو دور کر دیتا ہے۔

**فائدہ**: اس میں تدابیرات شرعیہ سے ( جن میں ایمان بالقدر بھی داخل ہے۔ امراض نفسانیہ کا ( جن میں ہم و حزن بھی داخل ہے ) علاج ہے اور یہ صوفیہ میں منجملہ

عادات شائعہ کے ہے (کہ اپنے متعلقین کو خاص خاص رذائل کے معالجہ کے لئے خاص خاص مناسب اعمال بتلاتے ہیں) اور ایمان بالقدر پر اور اعمال کو اور ہم وحزن پر دوسری نفسانی خرابیوں کو قیاس کیا جائے گا۔

## حصہ چہارم

بعد الحمد والصلوٰۃ اب تک رسالہ تشرف (باوجودیکہ مقامی مصلحت افادہ عام کی مقتضی اس کو تھی کہ اردو میں ہوتا مگر) عربی عبارت میں رہا جس کا اصل سبب داعی یہ تھا کہ اس کے حصہ اول ودوم کی اکثر احادیث کی تخریج عراقی ومقاصد حسنہ سے نقل کی گئی ہے تو برکت کے لئے ان کی عبارت کو نہیں بدلا اور اس کے بعد تقریر مسئلہ کے متعلق جو اپنی عبارت ہوتی تھی اس کو بھی اس کے تابع رکھا گیا اور افادہ عامہ کی مصلحت اردو ترجمہ سے پوری کردی گئی پھر حصہ سوم اس کی موافقت میں استصحاب کے طور پر شروع ہوگیا۔ مگر اب صرف الف کے اختتام کے ایک مدت کے بعد دفعۃً یہ بات خیال میں آئی کہ داعی تو رہا نہیں اور بلا ضرورت کام مضاعف کرنا پڑتا ہے اگر اصل اردو ہی میں لکھی جائے تو بجائے کام مضاعف کرنے کے نفع مضاعف ہوجائے کیونکہ ناظرین کو جتنے اوراق میں ایک خاص مقدار مضامین کی دستیاب ہوتی ہے اتنے اوراق ہیں اس سے دونی مقدار سے مستفید ہوسکیں گے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ یہاں سے یعنی جامع الصغیر وکنوز الحقائق کے حرف باء سے اس کو اردو میں کردیا جائے البتہ اصل حدیث عربی میں مع اپنے التزامات قدیمہ کے ہوگی جس کے ساتھ ترجمہ بھی ہوگا پس یہ اپنے طرز میں حقیقۃ الطریقہ کے طرز پر ہوجائے گا اور اسی تغیر کے سبب امتیاز کے لئے یہاں حصہ چہارم کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور چونکہ ترجمہ کی مصلحت خود اصل سے حاصل ہو جائے گی اس لئے رسالہ تکمیل التصرف کو کہ ترجمہ کا لقب تھا ختم کیا جاتا ہے پس حصہ آئندہ کا عنوان تشرف بدوں تکمیل التصرف ہے اللہ تعالیٰ کام اور نفع میں مدد فرمائے۔

اشرف علی

شروع عشرہ اخیر ربیع الاول ۱۳۵۱ھ

# حرف الباء

## شہرت مبتدی کیلئے مضر ہے نہ کہ منتہی کیلئے

۵۰۶- **حدیث:** آدمی کے لئے یہ خرابی کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا کے بارہ میں انگلی سے اشارہ کیا جائے (یعنی اس کو شہرت ہو جائے) مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (کہ باوجود شہرت کے بھی اس کے فتنہ سے محفوظ رہے)۔

**فائدہ:** حدیث سے دو امر معلوم ہوئے ایک یہ کہ شہرت موجب فتنہ ہے خواہ کسی دنیوی کمال میں ہو یا دینی کمال میں کیونکہ اس سے عجب میں مبتلا ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ دوسرے یہ کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہوتی ہے اس میں یہ اثر عجب وغیرہ کا نہیں پیدا ہوتا اور ایسا شخص اصطلاح قوم میں منتہی اور کامل کہلاتا ہے چنانچہ عزیزی نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس کو ایسا ملکہ عطا ہو جائے جس کی وجہ سے اپنے نفس کو مغلوب رکھنے پر قادر ہو جائے پس شیطان اسکو از جا رفتہ نہ کر سکے اور خود بینی میں مبتلا نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ شان منتہی کی ہوتی ہے پس اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ مبتدی کو اسباب شہرت سے بھی بچنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ منتہی پر شبہ نہ کیا جائے اور ایسے شخص کو جو معصوم فرمایا گیا یہ لغت کی بنا پر ہے ورنہ اصطلاحی معنی میں اس کو معصوم کہنا جائز نہیں محفوظ کہا جاتا ہے۔

## مدارات

۵۰۷- **حدیث:** میں صفت مداراۃ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ نے جب مجھ کو مبعوث فرمایا تو مداراۃ کی خصلت عطا فرمائی تا کہ بعثت کے مقاصد میں معین ہو کیونکہ اس سے مخالف کی مخالفت ضعیف ہو جاتی ہے جس سے مزاحمت کم ہو جاتی ہے)۔

**فائدہ:** اکثر مداراۃ اور مداہنت میں اشتباہ ہو جاتا ہے اول محمود ہے ثانی مذموم ہے اس لئے دونوں کی حقیقت سمجھنا چاہئے سو مداراۃ کا حاصل اہل جہل کے ساتھ نرمی کرنا تا کہ وہ دین کی طرف آ جائیں اور اہل شر کے ساتھ نرمی کرنا تا کہ ان کے شر سے حفاظت رہے اور یہ دونوں امر مطلوب ہیں اول تو خود دین میں مقصود ہے ثانی مقصود میں

معین ہے کیونکہ کسی شریر کی ایذا میں مبتلا ہو جانے سے احیاناً طاعت میں بھی اور اکثر تبلیغ میں بھی خلل پڑ جاتا ہے اور مداہنت بد دینوں کے ساتھ نرمی کرنا تا کہ ان سے مال یا جاہ کا نفع حاصل کرے اور مداراۃ حضرات صوفیہ کے خاص اخلاق میں سے ہے۔

۵۰۸- **حدیث**: ترک زینت ایمان (کے شعبوں میں) سے ہے۔

**فائدہ**: وجہ ظاہر ہے کہ مومن کی تمام تر توجہ آخرت کی طرف رہتی ہے تو اس کو تزیین کی طرف کب توجہ ہوگی اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مراد اس زینت کا ترک ہے جس میں توجہ اور وقت صرف کیا جائے اگر بدوں خاص اہتمام کے زینت کا سامان عطا ہو جائے تو وہ زینت مذموم نہیں بلکہ اس سے اعراض کرنا اظہار ہے زہد کا جو ایک قسم کی ریاء ہے خصوص جب ترک زینت میں خاص اہتمام کرنا پڑے جو مخل ہو جائے توجہ الی الآخرت میں تو جس طرح علت زینت مذموم ہوئی تھی وہ علت چوں کہ ترک زینت میں بھی متحقق ہو گئی اس لئے اب اس طرح کی ترک زینت مذموم ہو جائے گی جس کی طرف حضرت عارف شیرازیؒ اشارہ فرماتے ہیں۔

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بے غش باشد　　　اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

مگر چونکہ اکثر عادۃً زینت محتاج اہتمام ہوتی ہے ترک زینت محتاج اہتمام نہیں ہوتی اس لئے ترک زینت کی مدح فرمائی گئی اور ایسی ترک زینت ممدوحہ صوفیہ کی اصل وضع ہے باقی کسی حالت کے اقتضاء سے زینت اختیار کر لینا اس کے منافی نہیں۔

## نو وارد کو مانوس کرنا

۵۰۹- **حدیث**: نئے آنے والے کو (اجنبیت کے سبب ایک قسم کی) حیرت زدگی (یعنی بدحواسی ہوتی ہے (اس لئے بعض ضروری باتیں اس کے ذہن میں نہیں آتیں اپنے ہر قول اور ہر فعل میں چکرا جاتا ہے) سو اس کو آؤ بھگت کے ساتھ لیا کرو (تا کہ اس کی طبیعت مانوس ہو کر کھل جائے اور حواس بجا ہو جائیں اور ہر قول کا موقع سمجھ سکے پھر نہ خود پریشان ہو نہ دوسرے کو پریشان کرے)

**فائدہ**: اس میں تعلیم ہے ہر مقامی شخص کو نو وارد کے ساتھ انس کا معاملہ کرنے

کے متعلق عموماً اور اہل وجاہت کو خصوصاً خواہ دنیوی وجاہت رکھتے ہوں جیسے امراء وروسایا دینی وجاہت رکھتے ہوں۔ جیسے مشائخ وعلماء بلکہ وجاہت دینیہ کا اثر ہیبت وجاہت دنیویہ سے زیادہ ہوتا ہے حتیٰ کہ اہل وجاہت دنیویہ پر بھی اور معتقدین پر تو بے حد ہوتا ہے تو ان کو خاص طور پر واردین کے ساتھ لطف ورفق کی ضرورت ہے لیکن اسی وقت تک کہ ان کی بے پروائی اور دین اور اہل اللہ کی بے قدری وبے وقعتی ثابت نہ ہو ورنہ پھر زیادہ رعایت کرنے میں دین کی سبکی ہے۔

**فائدہ: ۲-** اس حدیث کی برکت سے مجھ کو اپنے ایک ضابطہ کا معاملہ بدل دینے کی توفیق ہوئی یعنی پہلے میں ضروری سمجھتا تھا کہ آنے والا خود اپنا اور اپنی حاجت کا ضروری تعارف کرا دے اب تنبہ ہوا کہ بعض اوقات حیرت زدگی سے اس میں کوتاہی ہو جاتی ہے اب میں نے یہ معمول کرلیا ہے کہ اس کا مقام آمد وغرض آمد اور اس مقام پر جو مشغلہ تھا پوچھ لیتا ہوں اس سے ضروری حالت معلوم ہو جاتی ہے اور وہ مانوس ہو جاتا ہے اور پھر جانبین تعیین طریق معاملہ میں رعایت ہوتی ہے والحمدللہ علی ما افھمنی ووفقنی و کان ذلک حین اتی علی احدی وسبعون سنة من عمری

## مخلصین کا ابتلاء

**۵۱۰- حدیث:** جیسا سیلاب اپنے منتہی کی طرف دوڑتا ہے اہل احسان (یعنی اہل اخلاص) کی طرف بلاء اس سے بھی زیادہ دوڑتی ہے۔

**فائدہ:** مشہور ہے کہ بزرگوں کو کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور رہتی ہے۔ یہ حدیث اس کا ماخذ ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا اجر بڑھانا ہوتا ہے اگر بلا نہ ہو تو وہ اعمال کا اجر تو حاصل کر سکتے ہیں مگر بلا ومصیبت پر جو اجر ملتا ہے اس کو کیسے حاصل کر سکتے اور بلا سے مراد اگر بلائے ظاہری ہو جیسا متبادر یہی ہے تب تو یہ اکثری ہے کلی نہیں کیونکہ جن بزرگوں میں ضعف طبیعت کے سبب جو کہ فطری ہے تحمل نہیں ہوتا اور بلا ان کے لئے مضر ہوتی اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھتے ہیں اور اگر بلا سے عام مراد ہو کہ بلائے باطنی کو

بھی شامل ہو تو یہ حکم کلی ہے باطنی احوال سب اہل طریق کو ایسے پیش آتے ہیں کہ دوسرا شخص ان کا تحمل نہیں کر سکتا جیسے خشیت فکر آخرت ملاحظہ عظمت اسی کو کسی نے کہا ہے۔

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست　　حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

ان اللہ یبغض الحبر السمین یعنی اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو پسند نہیں فرماتے اس میں مراد وہ فربہی ہے جو بے فکری سے ہو کیونکہ جو شخص عالم ہو کر آخرت سے بے فکر ہوگا وہ ضرور ہی مبغوض ہوگا۔

## حرف التاء

## حسن معاشرت

۵۱۱- **حدیث:** تیرا تبسم کرنا اپنے (مسلمان) بھائی کے سامنے (تاکہ وہ مسرور و مانوس ہو جائے ثواب میں مثل) صدقہ کے ہے اور تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (بالمعنی المذکور) صدقہ ہے اور تیرا راستہ بتلا دینا کسی شخص کو راہ بھٹکنے کی جگہ میں تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا پتھر اور کانٹے اور ہڈی کو راستے سے ہٹا دینا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا پانی ڈال دینا اپنے ڈول سے اپنے بھائی (مسلمان) کے ڈول میں تیرے لئے صدقہ ہے۔

**فائدہ:** یہ اخلاق صوفیہ کے برابر کسی میں بھی نہیں پائے

## امر اختیاری میں کوشش کی ضرورت

## اور غیر اختیاری میں رنج سے نقصانات

۵۱۲- **حدیث:** تو مومن کو اس حال میں پائے گا کہ (جو عمل) اپنی طاقت میں ہو اس میں کوشش کرتا ہے اور جو اپنی طاقت میں نہ ہو اس پر افسوس کرتا ہے۔

**فائدہ:** اس سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ امور اختیاریہ میں طاقت اور ہمت اور کوشش سے کام لینا چاہئے دوسرا یہ کہ امور غیر اختیاریہ میں اپنے کو تعب میں نہ

ڈالنا چاہئے اس کے فوت ہونے پر حزن کافی ہے مگر اس حزن کے درجات ہیں ایک حزن معتدل جو اس عمل کے محبوب ہونے سے اور اپنے عاجز ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے یہ تو محمود ہے کہ عمل حسن کی محبت لوازم ایمان سے ہے اور اپنے عجز کا مشاہدہ عبدیت کا شعبہ ہے دوسرا درجہ حزن مفرط جس سے قلب میں پریشانی پیدا ہو کر یاس کا غلبہ اور ہمت میں ضعف ہو جائے یہ مذموم ہے کہ مخل ہے عمل میں جو کہ مقصود تھا اور حق تعالیٰ سے رجاء و محبت کے تعلق کا ضعیف کرنے والا ہے اور اس کا ممنوع ہونا نصوص میں وارد ہے مثلاً لیلۃ التعریس میں غزوہ خیبر سے واپس ہوتے ہوئے جب باوجود کافی انتظام بیداری کے صبح کی نماز آپ کی اور سب ہمراہی صحابہؓ کی قضا ہو گئی اور صحابہؓ نے افسوس ظاہر کیا چنانچہ انہوں نے متاسف ہو کر کہا قد فرطنا فی صلوتنا یعنی ہم نے اپنی نماز میں (بڑی) تقصیر کی تو آپ نے تسلی کے لئے فرمایا لاتفریط فی النوم انما التفریط فی الیقظۃ یعنی سونے میں کوئی تقصیر نہیں تقصیر تو بیداری کی حالت میں ہے اور جب آپ نے ان کو پریشان دیکھا چنانچہ ایک روایت میں ہے وقد رای فزعھم تو فرمایا رویداً رویداً لایاس علیکم یعنی سکون سے رہو سکون سے رہو کچھ مضائقہ کی بات نہیں اور آپ نے مزید تسلی و ازالہ قلق کے لئے یہ فرمایا انا بحمد اللہ لم نکن فی شیء من امور الدنیا یشغلنا عن صلوتنا ولکن ارواحنا کانت بید اللہ تعالیٰ فارسلھا متی شاء اور یہ بھی فرمایا فان ھذا منزل حضرنا فیه الشیطان جس حاصل یہ ہے کہ ہم بحمد اللہ کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ تھے جو ہم کو ہماری نماز سے غافل کر دے لیکن ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں تھیں اس نے جب چاہا چھوڑ دیا اور یہ ایک ایسی منزل ہے جہاں ہمارے پاس شیطان آ گیا (اس نے سلا دیا یعنی ہم نے اپنے اختیاری انتظام میں کمی نہیں کی مگر غیر اختیاری اسباب سے نماز قضا ہو گئی جس میں اکتساب کے درجہ میں تو حضرت بلالؓ کو جو کہ پہرہ دار مقرر کئے گئے تھے شیطان کی تھپکی دینا سبب ہوا چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت بلالؓ جاگنے کے لیے نوافل پڑھنے کھڑے ہو گئے تھے شیطان نے وسوسہ ڈال کر لٹا دیا

بچہ کی طرح ان کو تھپکتا رہا یہاں تک کہ وہ سو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے احتیاطاً اپنی کمر اپنے کجاوے سے لگالی تھی اور مشرق کی طرف منہ کر لیا تھا کہ صبح صادق کو دیکھتا رہوں گا مگر آنکھیں بند ہو گئیں لیٹنا اسی کو کہا گیا یا غلبہ کے بعد لیٹ گئے ہوں اور تخلیق کے درجہ میں اللہ تعالیٰ کا ارواح کو منقبض کر لینا سبب ہوا جیسا اوپر گزرا یعنی جب یہ قضا ہو جانا ہمارے اختیار سے نہیں ہوا تو زیادہ پریشان نہ ہونا چاہئے۔ تو دیکھئے اس واقعہ میں آپ نے زیادت قلق سے منع فرمایا اور زیادت کی قید کے دو قرینے ہیں ایک تو یہ کہ نفس حزن کو تو خود اس حدیث میں ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے تو تطبیق کے لئے اس قید کی ضرورت ہے دوسرا قرینہ یہ کہ صحابہ کا مذاق ایمانی نفس قلق سے تو ان کو خالی کر ہی نہیں سکتا آپ کے ارشاد کے بعد زیادت کو سکون ہو گیا اسی مذاق پر نظر فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادت کی قید الفاظ میں نہیں لگائی اور آپ نے جو شیطان کے آ جانے کو سبب فرمایا تو اس آ جانے کا اثر حضرت بلالؓ پر ہوا کہ باوجود ارادہ تیقظ کے پھر سو گئے بقیہ جماعت کی نوم طبعی تھی اور یہ شبہ کہ حضور کا قلب تو نہ سوتا تھا پھر آپ کیوں نہ اٹھے اس طرح مدفوع ہے کہ آپ کا نوم مثل نعاس کے تھا کہ ناقض وضو تو نہ ہوتا تھا مگر ہوش بھی نہ رہتا تھا اس لئے اندازہ وقت کا نہ ہوا اور یہ سب روایات جمع الفوائد باب وجوب الصلوٰۃ اداء وقضاءً میں ہیں۔

## شیخ کی وفات کے بعد بھی اس کی موافقت

۵۱۳- **حدیث:** اللہ تعالیٰ کے روبرو تو پیر اور جمعرات کے روز اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر اور باپوں اور ماؤں کے روبرو جمعہ کے روز پیش کئے جاتے ہیں (یعنی ملائکہ پیش کرتے ہیں اور ہر نبی پر ان کے امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور باپوں اور ماؤں سے مراد اصول ہیں پس دادا پردادا اور اسی طرح دادی پردادی نانی پرنانی سب اس میں داخل ہو گئے (کذا قال العزیزی) پس وہ (یعنی حضرات انبیاء و آباء و امہات) ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور (خوشی سے ان کے چہروں کی چمک دمک بڑھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی گناہ کے کام مت کرو) اور اپنے مردوں کو ایذا مت دو (یعنی جس طرح وہ حسنات سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح

سیئات سے آزردہ ہوتے ہیں تو ان کو آزار مت پہنچاؤ اور حضرات انبیاء کو جو مردہ کہا گیا ہے یہ باعتبار موت ظاہری کے ہے ورنہ حدیث میں ہے ان نبی اللہ حی یرزق اور حیات برزخی گو غیر انبیاء کو بھی عام ہے لیکن انبیاء میں اقوی ہے یہاں تک کہ اس حیات کا اثر ان کے جسد میں بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو مٹی نہیں کھاتی جیسا حدیث میں آیا ہے)

**فائدہ:** حضرات صوفیہ اس اہتمام میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں کہ وفات شیخ کے بعد وہ کام نہیں کرتے جو ان کی حیات میں نہیں کر سکتے تھے اور اس سے نہ علم غیب ثابت ہوتا ہے اور نہ معمولی اعمال کی پیشی ثابت ہوتی ہے صرف حسنات وسیئات کی پیشی ثابت ہوتی ہے یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنی ذات میں حسنات وسیئات ہوں یا کسی عارض سے ہو گئے ہوں۔

## کمال دین کے ساتھ اہتمام مال دینا منع نہیں

۵۱۴- **حدیث:** مساجد کے دروازوں کے پاس (پہنچ کر) اپنی جوتیوں کی دیکھ بھال کر لیا کرو (کہ کوئی گندگی وغیرہ تو نہیں لگی جس سے مسجد آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہو کذا قال العزیزی فی تفسیرہ)

**فائدہ:** اس سے دو امر مستفاد ہوئے ایک یہ کہ مسجد کی حفاظت کی جائے اور یہ مدلول ظاہر ہے دوسرا یہ کہ جوتیوں کی حفاظت کی جائے ورنہ اگر باہر ہی چھوڑ دینے کا حکم ہوتا تو اس تفقد کی حاجت نہ ہوتی مسجد کے آلودہ ہونے کا احتمال جب ہی ہو سکتا ہے جب ان کو اپنے ساتھ مسجد میں لے جائیں تو گویا اس کی اجازت دی گئی اور لے جانے کے وقت اس کی صفائی کے دیکھ لینے کا حکم ہوا اور اگر آلودہ ہو تو صاف کر لیا جائے اس کی حکمت یہ ہے کہ دل پریشان نہ رہے اس سے مفہوم ہوا کہ اپنی چیز کی حفاظت کا اہتمام بقدر ضرورت کرنا شغل مع اللہ کے منافی نہیں بلکہ شغل مع اللہ کا معین ہے ورنہ قلب اس چیز کے ساتھ متعلق رہتا اور اسی قدر شغل مع اللہ میں خلل پڑتا پس مدعیان طریق جو ایسے اہتمام کو خلاف طریق سمجھتے ہیں یہ غلو ممنوع ہے۔

## اللہ کی ذات میں فکر کی ممانعت اور اس کے ذکر کی مطلوبیت

۵۱۵- **حدیث:** ہر چیز میں فکر کرو اللہ کی ذات میں فکر مت کرو ساتویں

آسمان سے اس کی کرسی (یعنی عرش) تک سات ہزار انوار ہیں اور وہ اس سب سے عالی ہے (تو تمہارا خیال وہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے سو ادراک صحیح تو محال ہوا پھر اگر ذہن کو دوڑایا تو ضرور غلط ادراک ہوگا یعنی ذہن کوئی ایسا حکم کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے اور یہ ضلال ہے)

**فائدہ:** فکر کی نہی سے متعلق توجہ یعنی تصور اجمالی کی نہی لازم نہیں آتی کہ مطلق توجہ تو دعا و ثناء کے لوازم سے جو کہ ماموربہ ہیں اور یہی توجہ اجمالی ہے جس کا مراقبہ اہل طریق کا معمول ہے اور ذات کے متعلق ہونے سے وہ مراقبہ ذات کہلاتا ہے اور حدیث **راقب اللہ تجدہ تجاھک** کا محمل یہی مراقبہ ہے پس اہل طریق پر یہ شبہ وارد نہیں ہوسکتا کہ یہ حدیث کے خلاف ذات میں فکر کرتے ہیں خوب سمجھ لو۔

## ان کی اصلاح اور اپنی حفاظت کی نیت سے گناہگاروں سے نفرت نہ کہ اپنے تکبر اور ان کی تحقیر کی وجہ سے

۵۱۶- **حدیث:** اللہ تعالیٰ کے قرب (اور رضا) کو حاصل کرو اہل معاصی سے نفرت رکھ کر (یعنی معصیت کی حیثیت سے نہ کہ ان کی ذات سے تو مبغوض حقیقت میں وہ افعال منہیہ ہوئے کذا قال العزیزی بلکہ اگر کسی دوسری حیثیت سے ان سے محبت بھی ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً ان سے کوئی قرابت وغیرہ ہو کذا قال الحفنی یا وہ محسن ہوں یا کسی سے حب اضطراری ہوجائے جیسے عشق غیر اختیاری) اور ان سے جب ملو تو ترش رو چہرہ بنا کر (اس مصلحت سے کہ شاید ان پر اس کا اثر ہو اور وہ معاصی سے باز آجائیں **کذا قال العزیزی** نہ کہ تحقیر کے سبب کہ یہ کبر ہے) اور حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو ان کو ناراض کر کے (یعنی جب بشاشت سے نہ ملوگے تو وہ آپ ہی تم سے ناراض ہوں گے کذا قال الحفنی) اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو ان سے دور رہ کر (دوری کا حکم اس لئے ہے کہ مجالست سے اس کے اخلاق تم میں اثر کریں گے کذا قال الحفنی)

**فائدہ:** عزیزی اور حفنی کی شرح میں نظر کرنے سے حدیث سے یہ فوائد حاصل

ہوئے (نمبر۱) کسی عاصی کو حقیر نہ سمجھے البتہ معاصی سے نفرت رکھے گو اس کا اثر ناراضی اور بعد کا اس کی ذات تک بھی پہنچے (نمبر۲) نیت زیادہ یہ ہونی چاہئے کہ اس کی اصلاح ہو جائے (نمبر۳) اپنی حفاظت کی بھی نیت ہو کہ ہم میں ان معاصی کا اثر نہ ہو جائے۔ اور یہ سب امور ظاہرا و باطنا معمولات ہیں حضرات صوفیہ کے۔

## استاد و شاگرد کے حقوق

**۵۱۷- حدیث:** اس شخص کے ساتھ تواضع کرو جس سے تم علم حاصل کرتے ہو اور اس شخص کے ساتھ بھی تواضع کرو جس کو تم تعلیم کرتے ہو مراد اس سے علم دین ہے جس میں علم طریق باطنی بھی داخل ہے پس اس میں استاد پیر کا حق بھی آ گیا اور شاگرد اور مرید کا بھی مگر دوسرے دلائل سے جیسے من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا دونوں تواضع میں یہ فرق ہے کہ اول تواضع خدمت و تعظیم واطاعت ورضاجوئی ہے اور دوسری تواضع لطف وشفقت ووسعت اخلاق ہے) اور تم متکبر عالم مت بنو (تواضع نہ کرنا تو تکبر ظاہر ہے اور علم وتحقیق کا دعوٰی یہ بھی تکبر ہے کذا قال العزیزی)

**فائدہ:** مشائخ اور مریدین کا جس قدر اس حدیث پر عمل ہے دوسری جگہ اس کی نظیر مفقود ہے۔

## التاء مع الالف واللام

## توبہ حقیقی میں عدم عود کی شرط نہیں

**۵۱۸- حدیث:** حدیث اول۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا وہ شخص کہ جس کے پاس گناہ ہی نہ ہو (کیونکہ جب وہ معاف ہو گیا تو گناہ نہ رہنے میں دونوں برابر ہو گئے اگرچہ دوسرے وجوہ سے فرق ہو مگر یہ فضیلت اس کے لئے ہے جو حقیقی توبہ کرے یعنی دل سے نادم اور متوجہ الی اللہ ہو) اور (صرف الفاظ ہی کے ساتھ گناہ سے توبہ کرنے والا) اس حالت میں کہ وہ دل سے اس گناہ پر قائم ہے (اور عین توبہ کے وقت گناہ کا عزم رکھتا ہے یعنی حقیقی وقلبی توبہ نہیں کی محض لفظی ورسمی توبہ کی ہے)

ایسا ہے جیسے (نعوذ باللہ) اپنے رب کے ساتھ استہزاء کرنے والا (کیونکہ استہزاء میں الفاظ تعظیمی ہوتے ہیں اور دل میں تحقیر ہوتی ہے۔ اسی کے مشابہ اس شخص کی حالت ہوئی کہ زبان سے اقرار اور دل میں اصرار۔

۵۱۹- **حدیث:** حدیث دوم توبہ خالص نادم ہونا ہے گناہ پر جب وہ تجھ سے صادر ہو جائے پھر (نادم ہو کر) تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواست کرے پھر کبھی اس کی طرف عود نہ کرے (یعنی دل سے یہ عزم ہو کہ عود نہ کروں گا کذا قال الحنفی گو غلبہ نفس وشیطان سے پھر عود ہی ہو جاوے اگر ایسا ہو جائے پھر اسی طرح ندامت و استغفار وعزم عدم عود کا حکم ہے اس کی دلیل وہ حدیث ہے۔ ما اصر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین مرۃ (رواہ الترمذی وابو داؤد)

**فائدہ:** بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر توبہ کر کے توڑ دی تو وہ توبہ ہی بے کار ہے اسی لئے بعض لوگ توبہ ہی نہیں کرتے کہ شاید پھر ٹوٹ جائے، ممکن ہے کہ دونوں حدیثوں سے ان کو غلط فہمی ہوئی ہو کہ پہلی حدیث میں قیام علی الذنب کو استہزاء قرار دیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں توبہ خالص میں عدم عود کو شرط ٹھہرا گیا ہے لیکن اس باب میں اور احادیث جیسے حدیث مذکور فی تقریر الترجمہ اور اس کی نظائر کثیرہ صاف دلیل ہیں کہ مقیم علی الذنب سے مراد مقیم بالقلب ہے اور عدم عود سے مراد عزم عدم عود ہے جیسے تقریر ترجمہ میں ظاہر کر دیا گیا ہے پس اب اس غلطی کی کچھ گنجائش نہیں اور یہی محمل ہے ایسے اقوال کا جیسے شیرازیؒ کا قول ہے۔

سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ    معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

چنانچہ بعضے دوسرے بزرگوں نے اس تحقیق کا حاصل اپنے اس قول میں ظاہر فرما دیا ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ    گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست    صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

## غفلت ومعصیت کے مقام سے منتقل ہو جاؤ

۵۲۰- **حدیث:** (آپ نے جس وادی میں صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی فرمایا تھا

کہ جس مقام میں تم کو غفلت ہوگئی وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ (چنانچہ دوسری جگہ جا کر صبح کی نماز قضا پڑھی)

**فائدہ:** حفنی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ جس مقام پر غفلت یا معصیت واقع ہو وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا چاہئے کیونکہ اس مقام پر شیاطین الجن یا شیاطین الانس کا اثر ہوتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اہل طریق کو اس کا خاص اہتمام رکھنا چاہئے۔

**فائدہ نمبر ۲** یہ قصہ صحیحین میں بھی ہے مگر خاص یہ الفاظ ان میں نہیں۔

## ضیافت اور صوم نفل کا توڑنا

**۵۲۱- حدیث:** تیرے بھائی نے تو تیرے لئے تکلف کیا اور تو کہتا ہے کہ میرا روزہ ہے (مطلب یہ کہ میزبان کی دل شکنی ہو تو روزہ افطار کر دینا چاہئے اور یہ روزہ نفل تھا اور اس کا بڑا قرینہ یہ ہے کہ فرض یا واجب روزہ میں وہ میزبان ہی کیوں کھانے وغیرہ کا تکلف کرتے)

**فائدہ:** نفل روزہ کا افطار کر لینا جب مہمان یا میزبان کی دل شکنی ہو جائز ہے (درمختار کتاب الصوم فصل العوارض) ایسی رعائتیں حضرات صوفیہ کے یہاں جس قدر ہیں کسی دوسری جماعت میں نہیں اور یہاں سے مومن کے قلب کی حرمت کا اندازہ ہوتا ہے مگر فرض روزہ کی علی الاتفاق اور واجب کی علی الاختلاف حرمت قلب کی حرمت سے اعظم ہے اور بعض مغلوبین سے جو ایسے موقع پر فرض روزہ کا افطار منقول ہے وہ حجت نہیں لیکن وہ غلبہ حال سے معذور تھے اور وہ حال یہ تھا کہ اس وقت ان پر حقیقت صوم کی مستور ہوگئی اور حقیقت قلب کی مکشوف ہوگئی۔ **کذا قال مرشدی وھو من الحسن کماتری بمکان ای مکان واللہ اعلم۔**

## ذکر نعمت

**۵۲۲- حدیث:** نعمت کا بیان کرنا بھی شکر کا ایک طریقہ ہے

**فائدہ:** پس بعض حضرات اکابر طریق سے جو اپنے بعض حالات رفیعہ منقول ہیں گو بعض لوگ اس کو دعویٰ سمجھتے ہیں مگر ان کا مقصود اظہار نعمت اور ادائے شکر ہے اس آیت میں بھی یہی مضمون ہے واما بنعمۃ ربک فحدث.

## حرف الثاء

## امور غیر اختیاری کا مذموم نہ ہونا بشرطیکہ ان کے اختیاری مقتضیات پر عمل نہ کیا جائے

۵۲۳- **حدیث:** تین چیزیں ہیں جو میری امت کے لئے بھی لازم ہیں (کیونکہ عادۃً یہ امور طبعیہ ہیں بجز معصوم کے اوروں کا ان سے سالم رہنا بعید ہے (کذا قال الحفنی) جب خیر الامم بھی اس سے سالم نہیں تا بدیگران چہ رسد اسی کو میں نے ترجمہ میں لفظ بھی سے ظاہر کر دیا ایک بدگمانی (کہ قرائن اسے کسی کی نسبت پر خیال آجائے) اور (دوسری) حسد (کہ کسی صاحب نعمت کو دیکھ کرنا گواری ہو خصوص جب اس سے کچھ رنج بھی پہنچا ہو) اور (تیسری) بدشگونی یعنی جن امور کو عوام موجب نحوست سمجھتے ہیں ان سے دل میں کھٹک ہو جانا کہ شاید ایسے امر کے پیش آجانے سے اپنے مقصد میں ناکام رہیں مقصود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ یہ امور تمثل طبعیات کے غیر اختیاری ہیں اس لئے ان پر تو ملامت اور مواخذہ نہیں آگے ان پر جو بعض اوقات امور اختیاریہ مرتب ہو جاتے ہیں ان کا علاج فرماتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ کیا میں تم کو اس خطرے سے نکلنے کا طریقہ نہ بتلا دوں (جس چیز میں خطرہ ضرر کا ہو اس چیز سے بچنے کا طریقہ یہ بھی اصطلاح طبی میں علاج ہے) پس (وہ علاج یہ ہے کہ) جب تم کو (کسی کے ساتھ برا) گمان پیدا ہو اس کو محقق مت سمجھو (نہ علماً کہ اس کا یقین کر لو نہ عملاً کہ اس کا تجسس کرنے لگو یا اس کو زبان پر لاؤ یا اس پر کوئی سزا وغیرہ دینے لگو خصوص یہ سمجھ کر کہ میں مومن کامل ہوں میری فراست صادق ہے کذا قال الحفنی کیونکہ اول تو اس کے صاحب فراست ہونے کی کوئی دلیل نہیں

دوسرے ایسے امور میں فراست یا کشف والہام حجت نہیں) اور جب تم میں حسد پیدا ہوتو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو (کیونکہ حسد کا حاصل اعتراض ہے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے حکیم ہونے پر کہ مستحق کو نعمت نہ دی غیر مستحق کو دے دے اس سے استغفار کرو کذا قال العزیزی اس استغفار سے استحضار ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ کے حکیم ہونے کا تو حسد مضمحل ہو جائے گا اور اس کے مقتضاء پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئے گی تو استغفار کی حکمت یہ ہے گو محض حسد کے غیر اختیاری درجہ سے گناہ نہ ہوا تھا لیکن استغفار فی نفسہ بھی ذکر و اطاعت ہے اور اس حالت کے مناسب ہے اس لئے اس کی تخصیص کی گئی) اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں حسد پیدا ہو تو حد سے آگے مت بڑھو (یہ آگے بڑھنا دو طرح سے ہے یا تو اس کے عیوب و نقائص تلاش کرنے لگے جب اس سے زیادہ قدرت نہ ہو یا اس پر ظلم و زیادتی کرنے لگے جبکہ اس پر قدرت ہو حاصل مشترک دونوں کا یہ ہے کہ حسد کے مقتضائے اختیاری پر عمل کرنے لگے حدیث میں بغی کا لفظ ہے جس کے معنی حد سے بڑھنا اور تلاش کرنا اور زیادتی کرنا ہے میں نے پہلا ترجمہ اختیار کیا کیونکہ دوسرا تیسرا ترجمہ اس کے افراد ہیں اس میں سب کی رعایت ہو گئی) اور جب بدشگونی کا خیال پیدا ہو تو اس کام کو کر گزرو (یعنی ترک مت کرو کیونکہ ترک کرنا اس کے مقتضاء پر عمل کرنا جو اختیار سے ہے اس پر گناہ اور ملامت ہے)۔

**فائدہ: ۱**– اس حدیث سے ایک بڑا مسئلہ طریق کا ثابت ہوا کہ امور غیر اختیاریہ نقص نہیں ان پر غم نہ کرے البتہ اس کی کوشش کرے کہ وہ امور اختیاریہ قبیحہ تک مفضی نہ ہو جائیں۔ خلاصہ یہ کہ کیفیات و انفعالات پر ملامت نہیں اعمال و اقوال پر مواخذہ ہے۔

**فائدہ: ۲**– اس حدیث میں جب تین چیزوں کو بمنزلہ امر طبعی فرمایا ان میں سے دو چیزوں کی طبیعت ظاہر ہے کہ امور نفسانیہ میں سے ہیں مگر بدشگونی کوئی امر نفسانی نہیں محض خیالات کا اثر ہے اور خود یہ خیالات امور طبعیہ نفسانیہ نہیں اسی لئے اہل تطیر میں عموم تو کیا کثرت عددیہ بھی نہیں پھر بدشگونی کو مثل امر طبعی کے کیسے ارشاد فرمایا گیا۔ یہی سوال ابوداؤد و ترمذی کی روایت میں بھی ہے جس میں بعد حدیث

مرفوع الطیرۃ شرک کے حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے۔

**ومامنا ( احد) الا (یعرض له الوهم) ولكن الله يذهبه بالتوكل** (**مشکوة باب الفال و الطيرة**) اس میں بھی عموم عرفی کا حکم کیا گیا ہے جو مشاہدہ کے خلاف ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عموم ایک قید کے اعتبار سے ہے یعنی جن لوگوں پر زمانہ اعتقاد تطیر کا گزرا ہو ان کے لئے ایسے اوہام کا بے اختیار آ جانا بالعموم عرفی عام ہے جیسے اکثر حضرات صحابہؓ کہ ان پر زمانہ قبل اسلام ایسا ہی گزر چکا تھا اور ان حضرات کا ان خیالات کی مقاومت کرنا نہایت کمال ہے اور جن پر ایسا زمانہ ہی نہیں گزرا ان کا خلو ان خیالات سے کچھ بھی کمال نہیں کیونکہ اس کے اسباب ہی معدوم ہیں جیسے کسی ایسے نو مسلم کا جو کہ قبل اسلام گوشت سے متنفر تھا بعد اسلام گوشت کھانا کمال مجاہدہ ہے اور اس سے ان اوہام سے خالی رہنے والوں کی فضیلت بھی اوہام آنے والوں پر لازم نہیں آتی۔

## قوت بیانیہ کی محمودیت کے قیود

۵۲۴- **حدیث:** تین چیزیں ایمان میں سے ہیں حیاء اور پارسائی یعنی حرام سے بچنا) اور کم روانی یعنی زبان کی کم روانی نہ کہ فہم (دین) اور علم (دین) کی کم روانی (مطلب یہ کہ زبان بے تکلف نہ چلتی ہو مگر فہم اور علم میں روانی ہو یہ روانی تو ایمان کی چیز ہے اور اس میں کمی خلاف کمال ہے کذا قال العزیزی)

**فائدہ:** ۱- بعض احادیث میں آیا ہے **الحياء والعى شعبتان من الايمان والبذاء والبيان شعبتان من النفاق رواه التر مذى عن ابى امامة عن النبى صلى الله عليه وسلم كذا فى المشكوة باب البيان والشعر** حدیث متن گویا اس کی تفسیر ہے یعنی مراد کم روانی سے وہ ہے جس کا سبب حیاء وعفاف ہو اور وہ مراد نہیں جس کا سبب علم وفہم کی کمی ہو قوت بیانیہ کی کمی کبھی اس سے ہوتی ہے کہ علم وفہم کی کمی ہے جب ذہن میں حقیقت ہی موجود نہیں تو وہ بیان میں کیسے آئے گی سو یہ محمود نہیں اور کبھی قوت بیانیہ کی کمی اس سے ہوتی ہے کہ علوم تو ذہن میں ہیں مگر حیاء و عفاف کے سبب گفتگو سوچ کر کرتا ہے اور ڈرتا ہے کہ حدود سے تجاوز نہ ہو جائے اور یہ

محمود ہے اور اس کے مقابل جو قوت بیانیہ ہوگی جس کا سبب بے باکی ہے وہ مذموم ہو گی۔ حدیث ترمذی میں بھی اسی تفسیر کی طرف اشارہ ہے مگر حدیث متن اس میں صریح ہے کہ عی کی تقسیم کی تصریح ہے اور تامل کے بعد اس سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اگر انکشاف حقائق کے غلبہ سے حفظ حدود کے ساتھ کبھی کلام میں روانی پیدا ہو جائے وہ اس عی محمود کے خلاف نہیں پس بعض بزرگوں کی قوت بیانیہ میں کمی اور بعض کی روانی یا ایک ہی بزرگ کی دونوں شاخیں مختلف احوال میں ان میں کوئی محل شبہ نہیں کبھی کسی پر روانی کے اسباب غالب ہوتے ہیں اور کبھی یا کسی پر کم روانی کے۔

**فائدہ: ۲۔** کبھی کم روانی کا سبب مذاق جب سکوت وضیق عن الکلام کا غلبہ ہوتا ہے اگر فطری طور پر ہے تو اس میں کلام نہیں اور اگر اصلی نہیں تو اول میں سبب اس کا بھی احتیاط ہی تھی پھر عادت ہونے سے مذاق طبعی کے مشابہ ہو گیا۔

## مصلحت دینی کے سبب ترک نکاح

**۵۲۵- حدیث:** تین شخص قیامت کے روز عرش کے سایہ میں ہوں گے جس روز بجز اس کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان تین میں سے وہ عورت بھی ہے جس کا شوہر اس کے پاس کچھ یتیم بچے چھوڑ کر مر گیا۔ اس عورت نے کہا کہ میں نکاح نہیں کروں گی اپنے یتیموں کی خدمت کروں گی یہاں تک کہ وہ مر جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کو اس قابل کردے کہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں یعنی کھانے کمانے کے لائق ہو جائیں)۔

**فائدہ:** اس سے ثابت ہوا کہ باوجود نکاح کو سنت سمجھنے کے اگر کسی مصلحت معتد بہا عند الشرع کے سبب نکاح نہ کرے تو مضائقہ نہیں بلکہ وہ مصلحت اگر شرعاً مطلوب ہے اور نکاح اس میں مخل ہوگا تو نکاح نہ کرنے میں زیادہ فضیلت ہے تو جن بزرگوں نے نکاح نہیں کیا ان پر اعتراض نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی حالت کا اندازہ کر کے خانہ داری کے جھگڑوں کو تفرغ للعبادۃ کے لئے مخل سمجھتے تھے۔ خود فقہاء نے بھی بعض احوال میں نکاح کو مکروہ اور حرام فرمایا ہے۔

# سوءِ تدبیر پر توکل کی مذمت

۵۲۶- حدیث: تمہارا پروردگار تین شخصوں کی دعا قبول نہیں فرماتا ایک وہ شخص جو غیر آباد (یعنی غیر محفوظ) مکان میں (بلا اضطرار) ٹھہرے (یعنی محفوظ جگہ ٹھہرنے کی میسر تھی اور پھر غیر محفوظ جگہ ٹھہرا اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ میری جان اور مال کو محفوظ رکھے یا وہاں ٹھہرنے میں مال کا نقصان ہو جائے اور اس کی واپسی کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرماتے) اور ایک وہ شخص جو عین راستہ میں ٹھہرے جہاں آدمیوں کی یا مواشی وغیرہ کی آمد و رفت ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ گزرنے والوں کی ایذاء سے محفوظ رہوں اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی) اور ایک وہ شخص جس نے اپنے چارپایہ کو (جیسے سواری کا جانور یا باربرداری یا کھیتی یا دودھ کا جانور غیر محفوظ طور پر) چھوڑ دیا پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا شروع کر دے کہ اس کو تھامے رکھے (کہیں چلا نہ جائے اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی)

فائدہ: وجہ یہ ہے کہ ایسے خطروں کے مواقع پر خود شرعی حکم ہے کہ اپنی جان و مال کی حفاظت رکھے چنانچہ ارشاد ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور حدیث میں ہے کہ اونٹ کو باندھ کر توکل کرو اور ایک حدیث میں سفر کے اندر جدا جدا فاصلہ سے ٹھہرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور کثرت سے اس قسم کی احادیث وارد ہیں ان سب دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مقاصد کے جو اسباب ایسے ہیں کہ عادت غالبیہ میں بدوں ان اسباب کے وہ مقاصد ضائع ہو جاتے ہیں ان اسباب کا ترک کرنا جائز نہیں اور ما ذون فیہ بمعنی ترک اسباب ان اسباب میں ہے جن پر مقاصد خاصہ عادۃً موقوف نہیں پس یہ اسباب مذکورہ فی الحدیث محل توکل بالمعنی المذکور نہیں اس لئے ترک اسباب سے نافرمانی کا مرتکب ہوا اس لئے عون الٰہی سے محروم رہے گا یعنی عون کا وعدہ نہیں اور بلا وعدہ عون کا وقوع اس کے منافی نہیں پس اس کے کثیر الشیوع اور غالب الوقوع غلطی پر تنبیہ ہو گئی کہ خود بے تدبیری اور بے انتظامی کا ارتکاب کر کے توکل کا دعویٰ کرنا اور

کامیابی کا منتظر رہنا اور کامیابی پر فخر کرنا جہل عظیم ہے اور حدیث میں دعا سے مراد مطلق دعا نہیں بلکہ خاص دعائیں جو ان ہی مواقع پر کی گئی ہیں اور اگر کسی سے اجتہادی غلطی ہو جائے اور غیر موقع توکل بالمعنی المذکور میں توکل اختیار کرے اور پھر کوئی مصیبت پیش آجائے تو اگر اس نے پریشانی ظاہر کی تو اس کا توکل دعوٰی کا ذبہ تھا اور اگر پریشانی نہیں ظاہر کی تو اجتہادی غلطی تھی جس میں معذور ہوگا۔

## سوء تدبیر کی مذمت

**فائدہ:** یہ حدیث بھی حدیث سابق کے ہم معنی ہے اس کو پیش نظر رکھنے سے فہم میں سہولت ہوگی۔

**۵۲۷- حدیث:** تین شخص ہیں جو اللہ تعالٰی سے (اپنی خاص خاص مصیبتوں میں جو ابھی مذکور ہوں گی) دعا کرتے ہیں مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جاتی ایک وہ شخص جس کے نکاح میں بد خلق عورت ہے اور اس کو طلاق نہیں دیتا (اور اس کی بدخلقی سے نجات کی دعا کرتا ہے اللہ تعالٰی اس کی دعا قبول نہیں فرماتے کیونکہ اس سے نجات حاصل ہونا اس کے اختیار میں ہے کہ اس کو طلاق دیدے اور باوجود اس کے اختیار میں ہونے کے پھر اپنے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا ہے تو اللہ تعالٰی نے تو نجات کی سبیل میسر کر دی ہے تو اس کو کیوں نہیں اختیار کرتا) اور ایک وہ شخص کہ اس کا کسی دوسرے شخص کے ذمہ مال چاہتا ہو اور اس نے اس پر کسی کو گواہ نہ بنایا ہو (اور اس نے اس کے حق سے انکار کر دیا ہو اس وقت یہ دعا کرے کہ اس سے وصول ہو جائے یہ دعا بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالٰی نے خطرہ انکار سے محفوظ رہنے کی تدبیر اس کے ہاتھ میں دی تھی بلکہ قرآن مجید میں اس کی تعلیم فرمائی ہے تو اس نے بھی اپنے ہاتھوں نقصان کیا) اور ایک وہ شخص جس نے اپنی اہل وعیال میں سے کسی بے وقوف کو اپنا مال دے دیا (جیسا بعض کا معمول ہے کہ اپنی سب کمائی بیوی کے یا کسی اولاد کے سپرد کر دیتے ہیں کہ وہ اپنے انتظام سے خانگی اخراجات میں صرف کرے) حالانکہ اللہ تعالٰی نے ار شاد فرمایا ہے کہ بیوقوفوں کو اپنے اموال مت دو (تو اگر ان اہل وعیال کی بدتمیزی اور بد

انتظامی سے بے موقع خرچ ہونے سے افلاس یا تنگی ہوئی اور یہ اس کے رفع ہونے کی دعا کر رہا ہے تو یہ دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ خود جان بوجھ کر اپنا مال ضائع کیا)

**فائدہ:** حدیث میں مطلق دعا مراد نہیں بلکہ خاص وہی دعا مراد ہے جو خاص مصائب کے متعلق ہو جن میں یہ اشخاص خود مبتلا ہو گئے پس حاصل اس حدیث کا قریب قریب حدیث بالا کے ہے جن مضرتوں سے بچنے کی اللہ تعالیٰ نے تدبیر بتلا دی ہے اور ان تدابیر پر اس کو قدرت بھی عطا فرما دی ہے پھر ان تدبیروں سے کام نہ لینا اور ان مضرتوں کے وقوع کے وقت ان مضرتوں سے بچنے کی دعا کرنا ایک قسم کی گستاخی ہے اور تدبیر موجود مقدور کو چھوڑ کر دعا پر اکتفا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی سردی میں اکڑ رہا ہے اور لحاف پاس رکھا ہے مگر اوڑھتا نہیں دعا کر رہا ہے تو ایسا نہ کرنا چاہئے بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے پھر اگر ان میں ناکامی ہو تو اب دعا کا وقت ہے باقی یہ مطلب نہیں کہ دعا کرنا جائز نہیں البتہ اس کوتاہی کے بعد ادب دعا کا یہ ہے کہ اول اس کوتاہی سے توبہ کرے اور اس سے معافی مانگے پھر دعا مانگے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر دعا کرے گا تو قبول نہ ہوگی مطلب یہ ہے کہ قبولیت کا وعدہ نہیں اور یہ مطلب بھی نہیں کہ طلاق دینا واجب ہے یا گواہ کرنا واجب ہے یا سفیہ کو مال دینا حرام ہے بلکہ تدابیر پر عمل کرنے کی ترغیب ہے اور آیت کی یہ تفسیر نہیں ہے بلکہ تفسیر کے لئے لازم ہے کیونکہ تفسیر تو بقرینہ سیاق وسباق یہ ہے کہ اولیاء کو حکم ہے کہ سفہاء کو ان کے مال قبل رشد یاسن رشد سپرد مت کرو اور اموالکم میں اضافت مجازی ہے باقی اس سے بطور دلالۃ النص کے یہ بھی لازم آ گیا کہ جب علت سفہ سے خود سفیہ کا مال مالک کو دینا ممنوع ہے تو اسی علت سے اپنا مال غیر مالک کو دینا کب مناسب ہے۔

## حرف الجیم

## صحبت صوفیہ کے برکات وآداب

۵۲۸- **حدیث:** بزرگوں کے پاس بیٹھا کرو (ظاہراً عمر کے اعتبار سے بڑا مراد ہے کیونکہ وہ اہل تجربہ اور اہل بصیرت اور کامل العقل والمرفتہ ہوتے ہیں اور ان سے استفادہ کامل ہوتا ہے) اور علماء سے (احکام دینیہ) پوچھتے رہا کرو اور حکماء سے

ملتے جلتے رہا کرو (کہ اس سے ان حقائق کا انکشاف ہوتا ہے جن سے علوم اور اعمال اور اخلاق اور احوال کی تکمیل ہوتی ہے)

**فائدہ:** کبراء کی تفسیر مذکور کو ظاہر اس لئے کہا گیا کہ متبادر اور کثیر الاستعمال محاورات اور نصوص میں یہی ہے چنانچہ من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا میں بلا اختلاف یہی مراد ہے اور یہی کثرت سے صغیر کا مقابل لایا گیا ہے اور صغیر میں دوسرا احتمال غالباً کالمعدوم ہے تو تقابل قرینہ مراد مذکور کا ہوگا نیز کبراء کو اس حدیث میں مقابل لایا گیا ہے علماء و حکما کے تو اگر بڑائی سے مراد علم اور دین میں بڑائی ہو تو تقابل نہ رہے گا اور یہ خلاف ظاہر ہے اور یہی تقابل قرینہ ہے کہ حکماء سے مراد ایسی جماعت ہے جو علم کے علاوہ کسی اور دینی خدمت میں مشغول ہیں کیونکہ دنیائے مباح کا استفادہ تو جالسوا الکبراء میں آ گیا اور دنیائے غیر مباح کی ترغیب شارع کے کلام میں محال ہے پس دینی ہی فائدہ ہو سکتا ہے جو خدمت علمی سے ممتاز ہو تو ایسی جماعت صرف صوفیہ ہی کی ہو سکتی ہے سو ان مقدمات کے بعد حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ عبد کے لئے تین حاجتیں ہیں ایک دنیوی مباح اور اس کی اصلاح کے لئے تو بڑے بوڑھوں کی جماعت سے تعلق رکھے دوسری دینی علم بالاحکام کی اس کے لئے علماء سے تعلق رکھے تیسری دینی تکمیل ظاہری و باطنی اس کے لئے صوفیہ کرام سے تعلق رکھے۔

**فائدہ:** تو اس حدیث سے اس جماعت کی کتنی بڑی فضیلت اور ان سے استفادہ کی کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کے تجارب اور دین کے احکام معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس جماعت کی ضرورت باقی رہتی ہے اور خالطوا کو سائلوا کے مقابلہ میں فرمانا اشارہ اس طرف ہے کہ صوفیہ سے استفادہ زیادہ مقاولت و مسائلت پر موقوف نہیں بلکہ بلا ضرورت شدیدہ یہ اکثر مضر ہو جاتا ہے کما یعرفہ اھل الطریق نیز خالطوا کو جالسوا اور سائلوا کے مقابلہ میں لانا اشارہ اس طرف بھی ہے کہ صوفیہ سے کماً اور کیفاً زیادہ تعلق کی ضرورت ہے کیونکہ مجالست اور مسائلت کا تعلق تو قلیل و کثیر سب کو شامل ہے اور مخالطت بدوں تکرار و کثرت و لزوم کے متحقق نہیں ہوتی

حفنی نے بھی حکماء کی تفسیر میں ایک وجہ یہی اختیار کی ہے حیث قال اوالمراد اھل التصوف اور عزیزی نے اہل اللہ کی صحبت میں ایک خاصیت یہ بھی ذکر کی ہے کہ وہ اگر کسی شخص کی طرف نظر کر لیتے ہیں تو وہ شخص باسعادت ہو جاتا ہے اور اس کو واقعات و نظائر سے موکد کیا ہے سو عزیزی کا یہ قول بھی میرے اس استنباط کی تاکید کرتا ہے کہ اس جماعت صوفیہ سے منتفع ہونا مکالمت پر موقوف نہیں کیونکہ عزیزی نے نظر کے ساتھ مکالمت کی شرط نہیں لگائی واللہ اعلم۔

## حدیث ''اللہ تعالیٰ کے ہمنشین وہ ہیں جو اہل ورع ہیں'' کا ماخذ

۵۲۹- **حدیث**: اللہ تعالیٰ کے ہم نشین (یعنی مقربین) کل کے روز (یعنی قیامت کے دن) وہ لوگ ہیں جو اہل ورع ہیں (یعنی حرام چیزوں سے بچتے ہیں) اور جو دنیا سے بے رغبت ہیں (یعنی دنیا کی چیزوں سے رغبت نہیں رکھتے) گو ان میں سے مباحات کا استعمال کرتے ہوں مگر ان سے ایسی رغبت نہیں رکھتے۔

جو اللہ تعالیٰ سے یا اس کے احکام سے غافل کر دے

**فائدہ:۱-** ظاہر ہے کہ یہ شان خاص جماعت صوفیہ کی ہے تو اس سے اس جماعت کی فضیلت عظیمہ ثابت ہوئی۔

**فائدہ: ۲-** صوفیہ میں ایک حدیث ان الفاظ سے مشہور ہے **من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصوف** اور چونکہ بلا اسناد ذکر کی جاتی ہے اس لئے اس پر بے اصل ہونے کا شبہ ہوتا ہے مگر یہ حدیث بانضمام ایک مقدمہ عقلیہ بدیہیہ کے اس حدیث کی روایت بالمعنی ہو سکتی ہے کیونکہ جب وہ جلساء حق ہیں اور جلیس کا جلیس جلیس ہوتا ہے تو ان کے جلیس کا جلیس حق ہونا لازم ہے۔

## ذمائم کا مدار قلب پر ہے

۵۳۰- **حدیث**: بڑائی (یعنی عظمت **بمعنی تعاظم کذافی الحفنی و العزیزی**) قلب میں ہوتی ہے (مطلب یہ ہے کہ ظاہری تواضع کا کچھ اعتبار نہیں

بہت لوگ اس لئے متواضع نظر آتے ہیں کہ ان کو اپنی بڑائی چلانے کی قدرت نہیں ورنہ سب سے زیادہ متکبر ثابت ہوں پس مدار اس کا قلب پر ہے متکبر وہ ہے جو اپنے دل میں اپنے کو بڑا سمجھے اور چونکہ واقع میں کسی مخلوق کو بڑائی حاصل نہیں اس لئے مخلوق کو تکبر حرام ہے اور اللہ تعالیٰ حقیقی بڑائی کے ساتھ موصوف ہیں اس لئے تکبران کی صفات کمال سے ہے قرآن مجید میں بھی متکبران کی صفات میں وارد ہوا ہے البتہ استکبار سے وہ منزہ ہیں کیونکہ استکبار کی حقیقت یہ ہے کہ واقع میں بڑا نہ ہو اور اپنے کو بڑا سمجھے تو جو واقع میں بڑا ہو وہاں استکبار صادق نہیں آتا اور تکبر عام ہے ہر بڑا سمجھنے کو خواہ واقع میں بھی بڑا ہو جیسے اللہ تعالیٰ خواہ واقع میں بڑا نہ ہو جیسے مخلوق)

**فائدہ:** مدار ذمائم باطنی کا قلب پر ہے۔

## تہلیل میں کثرت

**۵۳۱- حدیث:** اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو (یعنی لا الہ الا اللہ کثرت سے کہا کرو)۔

**فائدہ:** پورا عمل اس حدیث پر صوفیہ کا ہے ان کے نزدیک گویا یہ لوازم میں سے ہے حفنی نے کہا ہے کہ اس کی کثرت قلب میں نور بڑھاتی ہے اور یہ نفس امارہ کے لئے مثل شمشیر بران کے ہے جو شخص اس پر دوام کرتا ہے وہ اس کے نفس امارہ کو لوامہ تک پھر مطمئنہ تک ترقی دیتا ہے۔

## حرف الحاء

## اللہ کی نعمتوں کے ذکر کے ذریعہ تربیت میں ترجیح

**۵۳۲- حدیث:** اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بناؤ (یعنی بندوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور رحمتوں کا تذکرہ بکثرت کرو تا کہ ان کو طبعاً اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور محبت سے خوب اطاعت کریں اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے۔

**فائدہ:** اس میں شیوخ محققین کے طرز تربیت کی صاف تائید و تاکید ہے کہ وہ زیادہ تر اسی کا اہتمام و تدبیر کرتے ہیں کہ طالبین کے اکثر حالات پر ان حالات کے

منافع ومصالح اوران میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ورحمت پر مطلع کرتے ہیں اس سے ہمت ونشاط وعمل میں قوت ہوتی ہے۔

۵۳۳- **حدیث:** حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ جب وہ بچے تھے آپ ان کو کھڑے ہوئے کھلا رہے تھے اوران کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھ میں لے کر اول ان کے پاؤں اپنے پاؤں پر رکھے پھران کو اوپر اس طرح اونچا کیا کہ ان کے پاؤں اپنے سینہ مُبارک پر جمائے اوران کا منہ آپ کے دہن شریف کے سامنے ہوگیا پھران سے فرمایا منہ کھولو۔ انہوں نے منہ کھول دیا آپ نے ان کا منہ چوم لیا اس حالت میں آپ ان سے خوش طبعی میں یوں فرماتے تھے) قد جنیسی۔

لچکتی ڈالی چڑھ جا آنکھیں مچھر والی

**فائدہ:** حفنی نے کہا کہ اس واقعہ میں بچوں کے ساتھ پیار ودلار کا برتاؤ کرنے کی ترغیب ہے میں کہتا ہوں کہ بجز مغلوب الحال بزرگوں کے اہل اللہ کی عموماً بچوں کے ساتھ یہی عادت ہے اوراس میں خاص حکمتیں بھی ہیں مثلاً بچوں کا دل خوش کرنا اور دیکھنے والوں کی طبیعت کو بے تکلف کردینا تاکہ استفادہ میں تکلف نہ کریں خود اپنا جی خوش کرنا جس سے اضمحلال وفتور رفع ہوکر عبادت میں نشاط پیدا ہو وامثال ذلک۔

## تنہائی کا وقت نکالنا اوراس کی حکمت

۵۳۴- **حدیث:** ہر شخص کو ضروری ہے کہ اس کے لئے (متفرق طور پر) ایسی مجلسیں بھی ہونا چاہئیں جس میں خلوت اختیار کرے اوران میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے ان سے استغفار کرے۔

**فائدہ:** حضرات اہل طریق اس کا فعلاً سخت التزام اور قولاً سخت اہتمام رکھتے ہیں کہ خاص خاص اوقات خلوت کے لئے خاص رکھتے ہیں اوران میں ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں اور تجربہ سے اس کی خاصیت بیان فرماتے ہیں کہ لاوردلہ لاواردلہ نیز تجربہ ہوا ہے کہ القاء فی الجلوۃ مشروط ہے تلقی فی الخلوۃ کے ساتھ اور حدیث میں استغفار کی

تخصیص محض ذکری ہے کثرت احتیاج کے سبب باقی مقصود اطلاق دلائل سے مطلق ذکر ہے جو اختلاف مقتضیات کے سبب مختلف ہوسکتا ہے ومن الدلائل قولہ تعالیٰ فاذا فرغت فانصب ومنھا قولہ علیہ السلام ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ.

## وسوسہ کا علاج اس کے منافع پر مراقبہ کے ذریعہ

**۵۳۵- حدیث:** تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے شیطان کے فریب کو وسوسہ کی طرف راجع کردیا۔ (یعنی بعضوں پر اس کا اس سے زیادہ قابو نہیں چلتا کہ وہ ان کے قلوب میں برے برے وسوسے ڈال دیتا ہے جن کو وہ بھی برا سمجھتے ہیں مگر ان کی قدرت سے خارج ہوتے ہیں اس لئے گناہ نہیں ہوتا بلکہ کشمکش سے جو مشقت ہوتی ہے اس سے اجر اور قرب بڑھ جاتا ہے تو شیطان نے تدبیر تو کی تھی ضرر پہنچانے کی مگر اور الٹا نفع ہوگیا۔

**فائدہ:** اہل طریق کے نزدیک وساوس کا یہ متعین علاج ہے کہ اس کے غم میں نہ پڑے بلکہ اس حدیث کے مراقبہ میں مشغول ہوجائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کو محل حمد فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون عارف ہوگا پھر اس پر غم کو اپنے اوپر سوار کرلینا چہ معنی۔ باقی حزن طبعی مضر نہیں۔ مگر اس کو قصداً بڑھائے نہیں بلکہ اس کو اس مراقبہ سے گھٹانے کی کوشش کرے۔

## حزن بھی مجاہدہ کا اعلیٰ طریقہ ہے

**۵۳۶- حدیث:** کسی امر دینی کے سبب محزون ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام عالی میں ہے یعنی اس سے قرب وقبول میں ترقی ہوتی ہے اور حزن عام ہے خواہ کسی گناہ اختیاری پر ہو خواہ کسی حالت باطنی غیر اختیاری کے سبب ہو اور جن احادیث میں مصائب وبلیات پر اجر وارد ہوا ہے ان کی بناء پر ایسے حزن کو بھی اس حزن دینی کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے غرض مجموعہ دلائل سے ہر حزن کا نافع ہونا ثابت ہے۔

**فائدہ:** اہل طریق ان دلائل کے ساتھ اپنے مشاہدہ کو بھی منضم کرکے حزن کو طریق مجاہدہ میں سے اعلیٰ درجہ کا طریق فرماتے ہیں پس حدیث میں اس مسئلہ کی تصریح ہے۔

# حرف الخاء

## صوفیہ محققین کے خصائص

۵۳۷- حدیث: تم سب سے اچھا وہ شخص ہے کہ اس کی طرف دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلادے (یعنی اس کی زیارت اور قرب میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے) اور اس کی گفتگو تمہارے علم میں ترقی کرے (یعنی جب وہ کلام کرتا ہے تو حکمت وعلم کا کلام کرتا ہے اس سے سننے والوں کے علم میں ترقی ہوتی ہے) اور اس کا عمل تم کو آخرت کی طرف رغبت بڑھادے (یعنی اس کے اعمال صالحہ کو دیکھ کر اس کی رغبت بڑھتی ہے کہ ہم بھی نیک کام کریں کہ آخرت میں نافع ہوں)

فائدہ: اس کا مصداق صوفیہ محققین میں منحصر ہے پس اس حدیث اس جماعت کا خاص امتیاز ثابت ہوتا ہے۔

## اعمال وتعلیم میں سہولت کی رعایت

۵۳۸- حدیث: دین کے سب کاموں میں سب سے اچھا وہ کام ہے جو آسان ہو۔

فائدہ: فرائض وسنن تو سب آسان ہی ہیں یہ قید تطوعات کے اعتبار سے ہے کہ بعض لوگ بلا کسی داعی مطلوب کے مقصودیت کے درجہ میں اعمال شاقہ کو اختیار کر لیتے ہیں پھر جب شوق ونشاط یا قویٰ میں ضعف واضمحلال ہو جاتا ہے انقطاع یا فتور ہو جاتا ہے دوسری حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے۔ **علیکم ماتستطیعون فان اللہ لایمل حتی تملوا** محققین مشفقین کا تربیت میں یہی طرز ہے۔

# حرف الدال

## طالبان حق اور طالبان آخرت کے امتیاز کا ثبوت

۵۳۹- حدیث: دنیا (کی طلب) اہل آخرت کے لئے (وقوعاً) ممتنع ہے اور آخرت (کی طلب) اہل دنیا کے لئے (وقوعاً) ممتنع ہے اور دنیا وآخرت (دونوں کی

طلب) اہل اللہ کے لئے (وقوعاً) ممتنع ہے (یہ مراد نہیں کہ شرعاً منہی عنہ ہے چنانچہ ثانی و ثالث کا منہی عنہ نہ ہونا علی الاطلاق ہے اور اول کا منہی عنہ نہ ہونا اس قید کے ساتھ ہے کہ حدود کے اندر ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ وقوعاً منفی ہے اور نفی بھی بدرجہ ضرورت ولزوم اور یہی لزوم نفی امتناع کی حقیقت ہے پس لفظ حرام بمعنی مصطلح فقہاء یعنی منہی عنہ مستعمل نہیں بلکہ بمعنی لغوی مستعمل ہے جو کہ ہر ممتنع کو شامل ہے خواہ اس کا امتناع دلیل عقلی سے ثابت ہو خواہ دلیل عادی سے خواہ دلیل شرعی سے جیسا اس آیت اسی معنی میں وارد ہے۔

**وحرام علی قریة اھلکنا ھا انھم لایرجعون بزیادة لا کما فی قوله مامنعک الاتسجد اذا امرتک ای رجوعھم بعد الاملاک ممتنع غیر محتمل للوقوع بالدلیل الشرعی من اخبار اللہ تعالیٰ عن علم وقرعه** پس حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ اصل طالبان دنیا آخرت کو طلب نہیں کرتے جیسی حالت کفار کی ہے اور اصل طالبان آخرت دنیا کو طلب نہیں کرتے یعنی اس کے طالب نہیں گو حاجت کے لئے کاسب ہوں کیونکہ کسب مذموم نہیں خود حدیث میں کسب حلال کو فرض فرمایا ہے یہ حالت عامہ مومنین کی ہے اور اصل طالبان حق نہ دنیا کو طلب کرتے ہیں نہ آخرت کو یعنی ان کی طرف حالاً التفات نہیں کرتے بخلاف عامہ مومنین کے کہ ان کا عدم التفات صرف اعتقادی اور علمی ہے حالی نہیں اہل اللہ کا ان سے بھی امتیاز ہے

**فائدہ:** اس حدیث میں اہل طریق کے ایسے ہی مقولہ کی تصریح ہے جو ان کے کلام میں بکثرت وارد ہے جس میں انہوں نے طالبان حق کی شان کو طالبان آخرت کی شان سے ممتاز کہا ہے سورۃ رحمٰن کے آخری رکوع اور سورۃ واقعہ کے اول رکوع کی تفسیر بیان القرآن میں ملاحظہ کرنے سے اس تقسیم کی مزید تقویت ہوتی ہے۔

## بچوں سے دعا کروانا

**۵۴۰- حدیث:** میری امت کے نابالغ بچوں کی دعا مقبول ہوتی ہے جب تک کہ (بالغ ہو کر گناہوں کا ارتکاب نہ کریں)

**فائدہ:** بعض اہل طریق کی عادت ہے کہ بچوں سے اپنی مغفرت وغیرہ کی دعا

کرواتے ہیں یہ حدیث صریح دلیل ہے اس معمول کے نافع اور مستحسن ہونے میں حضرت سمنون محبؒ کا واقعہ مکتب کے بچوں سے ادعو العمکم الکذاب کہہ کر دعا کی درخواست کرنے کا مشہور ہے۔

# حرف الذال

## اہل کشف واسرار کیساتھ معاملہ خصوصاً مجذوب و بہالیل

۵۴۱- **حدیث**: ایسے عارفین کو جو کہ میری امت میں ہوں گے (ان کے حال پر) چھوڑ دو جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں (مطلب یہ کہ اسرار غامضہ مکشوف ہوتے ہیں) نہ ان کو (اپنے فتویٰ سے) جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں (یعنی نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو نہ ناری ہونے کا مراد یہ کہ اگر وہ ان اسرار کے ساتھ تکلم کریں اور غموض کے سبب سمجھ میں نہ آئیں اور ظاہراً خلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد ہو اور نہ ظاہراً خلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تضلیل کرو بلکہ ان کا معاملہ خدائے تعالیٰ کے سپرد کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز ان کا فیصلہ فرمادیگا۔

**فائدہ**: اور بعض اوقات ان کے بعض افعال بھی جو ان ہی اسرار مکشوفہ غامضہ پر مبنی ہوتے ہیں اہل ظاہر کی سمجھ میں نہیں آتے جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات قرآن مجید میں مذکور ہیں گو شرائع میں ایسے مبانی کے اعتبار و عدم اعتبار میں اختلاف ہوسکتا ہے اور اس غموض کے سبب بعض اوقات وہ اقوال و افعال خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں تو اس حدیث میں ان کے ساتھ معاملہ کرنے کا طریق بتلایا گیا ہے نہ ان کو ولی اور نہ جنتی سمجھو اور نہ ان کو گمراہ اور دوزخی سمجھو بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرو اور اس معاملہ میں چند قیدیں ہیں ایک یہ کہ دلیل اجمالی سے ان کا عارف ہونا معلوم ہو جائے جیسا کہ لفظ عارفین میں اس طرف اشارہ ہے اور وہ اجمال دلیل اہل قلوب سلیمہ کا ان کے اندر ذوقاً نور قبول کا ادراک کرنا اور اس ادراک کے سبب ان کے ساتھ بے ادبی نہ کرنا اور ان کے اقوال و افعال پر سختی سے نکیر نہ کرنا ہے ورنہ اگر اس اجمالی دلیل

سے بھی ان کا عارف ہونا معلوم نہ ہو تو ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے بلکہ ایسے اقوال و افعال پر سختی سے نکیر کیا جائے گا اور اس قائل و فاعل پر گمراہی و استحقاق نار کا فتویٰ دیا جائے گا اور ان اقوال و افعال میں تاویل نہ کی جائے گی۔

دوسری قید یہ ہے کہ دلیل تفصیلی سے ان کا عارف ہونا معلوم نہ ہو اور دلیل تفصیلی یہ ہے کہ جو علماء و مشائخ علوم ظاہر باطن کے جامع ہیں وہ ان کو ظناً مقبول سمجھتے ہوں ورنہ اگر اس تفصیلی دلیل سے ان کا عارف ہونا معلوم ہو تو ان کے لئے بھی یہ حکم نہیں ہے بلکہ اس صورت میں ان پر مقبولیت و استحقاق جنت کا فتویٰ دیا جائے گا اور ان اقوال و افعال میں تاویل کی جائے گی جیسے اس شان کے بہت اولیاء امت میں گزرے ہیں حدیث انتم شھدآء اللہ فی الارض و نیز قصہ خضر علیہ السلام جو قرآن مجید میں مذکور ہے اس کی کافی دلیل ہے اور ایک قید یہ ہے کہ ان کا کوئی عذر شرعی بین نہ ہو جیسے اختلال عقل ورنہ ان کے لئے مرفوع القلم ہونے کا اور اس عذر کے طاری ہونے سے قبل کی حالت کا اعتبار کر کے عدالت نافسق کا فتویٰ دیا جائے گا۔ پس کسی قسم کا فتویٰ دینے سے ممانعت ایسے شخص کے حق میں ہے جس میں دونوں احتمال ہیں اس لئے احتمال صلاح پر مردودیت کا فتویٰ نہ دیں گے اور احتمال فساد پر مقبولیت کا فتویٰ نہ دیں گے بلکہ سکوت کریں گے اور بعض اوقات اس عذر شرعی کے بین یا غیر بین ہونے میں ایک غلطی ہو جاتی ہے اور وہ غلطی یہ ہے کہ بعض اوقات عقل میں اختلال ہوتا ہے حواس سالم ہوتے ہیں جیسے بہائم کہ سلیم الحواس ہوتے ہیں مگر عاقل نہیں ہوتے بعض اہل ظاہر سلامتی حواس کو سلامتی عقل سمجھ کر دھوکہ کھاتے ہیں اور ان کو غیر معذور سمجھ کر ان کو گمراہ سمجھتے ہیں اس لئے اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے اور بعض لوگ اس کے مقابل دوسری غلطی کرتے ہیں کہ باوجود کسی قسم کے احتمال صلاح و عذر نہ ہونے کے خلاف شرع لوگوں کے معتقد ہو کر ایسے اقوال و افعال میں ان کا اتباع کر کے اپنا ایمان خراب کرتے ہیں پس حدیث میں دونوں جماعتوں کی اصلاح ہے اور سہل معیار اس حدیث پر عمل کرنے کا یہ ہے کہ اپنے زمانے کے اہل فہم و اہل تقویٰ و

اہل تحقیق و اہل احتیاط کا معاملہ ایسے لوگوں کے ساتھ دیکھ لے اور ویسا ہی خود بھی کرے۔ اور حدیث گو سنداً ضعیف ہے مگر اس کا مضمون آیات قرآنیہ سے متأید ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لک بہ علم و قال تعالیٰ ان یتبعون الا الظن و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا وقال تعالیٰ بل کذبوا بمالم یحیطوا بعلمہ

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی شرح میں علامہ عزیزی و علامہ حفنی کی کچھ عبارتیں بھی بقدر ضرورت نقل کر دوں تا کہ تفصیل مذکور میں مجھ کو مخترع نہ سمجھا جائے۔

قال العزیزی عن المناوی ویظھر ان المراد بھم المجاذیب ونحو ھم الذین بیدو منھم ما ظاھرہ یخالف الشرع فلا نتعرض لھم بشیء ونسلم امرھم الی اللّٰہ تعالیٰ و قال الحفنی اترکوا مخالطۃ المجاذیب و التکلم فیھم ای لا تحکموا بانھم من اھل الجنۃ لا عتقاد کم فیھم الولایۃ ولا تحکموا بانھم من اھل النار نظر العملھم المعاصی ظاھرا بل فوضوا امرھم لمولاھم.

مجانین الا ان سرجنونھم عزیز علی ابوابھم یسجد العقل اھ

اور علامہ حفنی نے اپنی عبارت میں ایک فائدہ زائدہ بھی بیان کیا ہے وہ یہ کہ دزوا کے معنی میں تعمیم کی ہے کہ ان کو چھوڑنے کے معنی یہ ہیں کہ ان سے ملو بھی مت اور ان کے باب میں کلام بھی نہ کرو اھ اگر محاورہ کے اعتبار سے اس تعمیم کا مدلول حدیث ہونا کسی کے نزدیک محل کلام ہو تب بھی مدعا دوسرے طور پر حدیث سے ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ معاملہ قولی مستقل دلیل سے اس معاملہ فعلی کو مستلزم ہے کیونکہ جب اس میں احتمال فساد کا ہے جو مبنی ہے معاملہ قولی کا اور اہل فساد کی مخالطت سے اجتناب کا وجوب ثابت ہے پس ایسے شخص کی مخالطت سے بچنا بھی واجب ہے تو یہ دوسرا جزو اگر حدیث کا بلا واسطہ بھی مدلول نہ ہو مگر جزو اول کے واسطہ سے مدلول ہے واللہ اعلم۔

## تدوین سوانح اولیاء کی اصل

۵۴۲- حدیث: صالحین (کے مناقب وصفات کا) تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اصل ہوسکتی ہے بزرگوں کے حالات وسوانح ضبط کرنے کی جیسا ہمیشہ سے امت کا معمول رہا ہے اور اس کی طبعی اور مشاہد خاصیت یہ ہے کہ ان کی محبت بڑھتی ہے اور اس محبت سے ان کی اطاعت کی رغبت اور طاعت کی ہمت بڑھتی ہے۔

## حرف الراء

## بعض اولیاء کا ظاہر میں حقیر ہونا

۵۴۳- حدیث: بعض اشخاص ایسے ہیں (غایت بے سروسامانی کے سبب) ان کے بال بھی میلے اور کپڑے بھی میلے دروازوں پر دھکے دیئے جاتے ہیں (یعنی جہاں جائیں کوئی کھڑا ہونے نہیں دیتا مگر عنداللہ ان کا یہ درجہ ہے کہ) اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں یعنی ان کے منہ سے یہ نکل جائے کہ (قسم ہے اللہ تعالیٰ ایسا کریں گے) تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کردیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ بعض اولیاء اللہ ظاہر میں ذلیل وخوار ہوتے ہیں تو ولایت کے لئے وجاہت دنیویہ لازم نہیں دوسرا یہ کہ بعض اولیاء کی یہ خاص شان بھی ہوتی ہے کہ جو کچھ ان کی زبان سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ پورا کردیتے ہیں اور تیسرا امر لفظ رب سے جو تقلیل کے لئے ہے کما قال الحنفی معلوم ہوتا ہے سب اولیاء اللہ کے لئے ایسا ہونا لازم نہیں بلکہ بعض ترک دعا کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہر ایک کی شان جدا ہے امر اول کے متعلق کہا گیا ہے

مبین حقیر گدایاں عشق راکاین قوم ۔۔۔ شہان بے کمر وخسروان بے کلہند

امر ثانی کے متعلق کہا گیا ہے

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بین ۔۔۔ کہ ناز برفلک وحکم برستارہ کنم

امر ثالث کے متعلق کہا گیا ہے

قوم دیگرے شناسم زاولیاء — کہ دہان شان بستہ باشد از دعا
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود — آب حیوان گرد دار آتش بود
پس چرا گوید دعا الاگر — در دعا بیند رضائے دادگر

(از دفتر سوم مثنوی قصہ اولیا راضی باحکام قضا وسوال کردن بہلول)

## شیخ جاہل سے بیعت جائز نہیں

۵۴۴- **حدیث:** بعض عابد جاہل ہوتے ہیں اور بعض عالم بدعمل ہوتے ہیں (یعنی بعض عمل میں مشغول ہوتے ہیں مگر علم سے عاری ہوتے ہیں اور بعض علم کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں عمل سے عاری ہوتے ہیں سوتم لوگ جاہل عابدوں سے اور بدعمل عالموں سے بچو۔

**فائدہ:** بچنے سے مراد یہ ہے کہ ان سے صحبت واختلاط وتعلق خاص مت رکھو کیونکہ علم کی کمی یا عمل کی کمی سے ظاہر ہے کہ ان کی دینی حالت درست نہ ہوگی اور صحبت مؤثر ہوتی ہے تو ان کی صحبت سے تمہاری دینی حالت بھی خراب ہوجائے گی۔ باقی اگر صحبت نہ ہو محض ضرورت کے وقت ان سے استفادہ کرلیا جائے تو اس باب میں ان دونوں کا حکم جدا ہے یعنی عالم بےعمل ہے تو ایسا استفادہ جائز ہے مثلاً اس سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرلیا جائے کیونکہ فتویٰ تو نقل ہے حکم صحیح کی اور حکم صحیح کا اس کو علم حاصل ہے اس لئے فتویٰ بتلا سکتا ہے اس لئے اس سے پوچھ لینا درست ہے بشرطیکہ اس کی یہ بدعملی غلط مسئلہ بتلانے تک نہ پہنچ گئی ہو جیسا کہ بعض فرق ضالہ کے علماء مضل بھی ہوتے ہیں اور اس کی تشخیص وتحقیق علماء حق کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اور جاہل عابد سے ایسا استفادہ بھی جائز نہیں کیونکہ علمی فائدہ تو علم پر موقوف تھا اور وہ علم سے عاری ہے اور عملی فائدہ اس لئے نہیں ہوسکتا کہ خود عمل کے لئے علم صحیح شرط ہے۔ جب وہ علم صحیح نہیں رکھتا تو اس کا عمل بھی صحیح نہیں ہوگا تو صحبت سے یہی عمل حاصل ہوگا جو کہ خلاف دین ہے پس اس سے کسی قسم کا استفادہ جائز نہ ہوگا۔ اس سے خوب ثابت ہوگیا کہ جس درویش

کو ضروری احکام بھی شریعت کے معلوم نہ ہوں اس کو پیر بنانا اور اس کا اتباع کرنا بالکل ناجائز ہے اگر دھوکہ سے ایسا ہو گیا اس سے قطع تعلق کر لینا واجب ہے **ولا یضر ضعف السندلان المعنی ثابت بدلائل قویۃ ومنہا حدیث الرجل علیٰ دین خلیلہ فلینظر احد کم من یخالہ وھو مذکور فی باب الراء ایضاً بزمر (دت) عن ابی ھریرۃ و ھو حدیث حسن.**

## اولیاء پر آثار خوف یا شوق کا لزوم

۵۴۵- **حدیث:** اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے کہ ان کو (دیکھنے والے) لوگ بیمار گمان کرتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں (وجہ ان کے بیمار ہونے کی ان پر خوف الٰہی وفکر آخرت کا غلبہ ہے۔ خوف وفکر میں آدمی کی حالت بیماروں جیسی ہوتی ہے)۔

**فائدہ:** اس حدیث میں جیسی فکر وخوف کی فضیلت ہے اسی طرح اولیاء کی ایک علامت بھی ہے **ھکذ اعللو الحکم بالخوف** اور اس صورت میں یہ حکم خاص ہو گا اہل خوف کے ساتھ مگر میرے ذوق میں یہ ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ مشترک ہے سب اولیاء میں جس کا سبب بعض میں خوف ہے اور بعض میں شوق اور ان دونوں سے کوئی دل خالی نہیں ہے اور شوق بھی بیمار ولاغر ومضمحل کر دیتا ہے **کماقال صاحب البردۃ و الحب یعترض للذات بالالم** اور حدیث میں کوئی خاص علامت مذکور نہیں پس دونوں کو عام ہے۔

## غیر عارف کی عبادت پر عارف کی عبادت کی فضیلت

۵۴۶- **حدیث:** ایک رکعت اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو (جس کو عارف کہتے ہیں) افضل ہے اس شخص کی ہزار رکعت سے جو اللہ تعالیٰ کو (جان سکتا تھا مگر) نہ جانتا ہو۔ (اس ترجمہ میں اس کا نکتہ بتلایا گیا ہے کہ جاہل نہیں فرمایا متجاہل فرمایا کیونکہ جس شخص کے پاس جاننے کا سامان ہی نہ ہو وہ معذور ہے اس کا تھوڑا علم بھی بجائے پورے علم کے ہے)

۵۴۷- **حدیث:** دو رکعت ایسے شخص کی جو صاحب ورع ہو (یعنی حرام سے بچتا ہو) اس شخص کی ہزار رکعت سے افضل ہے جو ملے جلے عمل کرتا ہے (کچھ اچھے کچھ برے اس مقام پر عزیزی نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ہزار سے مراد تکثیر ہے تحدید نہیں اور حفنی نے اس تفصیل کی وجہ میں کہا ہے کہ عمل غیر صالح جب صالح کے ساتھ مخلوط ہوتا ہے تو اس سے نور و برکت کو زائل کر دیتا ہے اھ گو نفس عمل کا اجر باقی رہتا ہے)۔

۵۴۸- **حدیث:** دو رکعت عالم کی افضل ہے غیر عالم کی ستر رکعت سے (یہاں ستر رکعت فرمایا اور دو حدیثوں میں ایک ہزار پھر ان دو میں سے ایک میں دو رکعت کو افضل فرمایا اور ایک میں ایک رکعت کو اور نصوص میں تعارض ہوتا نہیں۔ اس لئے عزیزی کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ مراد تکثیر ہے تحدید نہیں اور اخیر حدیث میں غیر عالم سے مراد وہی ہے جو متجاہل سے مراد ہے۔

**فائدہ:** میں نے اپنے مرشد علیہ الرحمہ سے سنا تھا کہ عارف کی ایک رکعت غیر عارف کی ایک لاکھ رکعت سے افضل ہے ان حدیثوں میں اس تفصیل کی تصریح ہے اور چونکہ حدیث میں تحدید مقصود نہیں لہٰذا لاکھ سے بھی تعبیر صحیح ہے اور وجہ اس افضلیت کی عبادت کے آداب و حقوق دقیقہ کو جاننا اور بجالانا ہے۔

## معمولات میں راحت کی رعایت

۵۴۹- **حدیث:** قلوب کو وقتاً فوقتاً راحت دو۔

**فائدہ:** اس میں اسی طریق کا امر ہے جو مشائخ محققین مربین کا معمول ہے کہ طالب کی تربیت میں مجاہدات و ریاضات کے ساتھ اس کی راحت جسمانی و نفسانی کا لحاظ رکھتے ہیں کبھی خفت عمل سے کبھی وقفات و فترات سے۔ یہ عبادت حالیہ میں نشاط میں اور عبادت مستقبلہ میں دوام میں معین ہوتا ہے اور وقفات و فترات جو قانون سے ہوں دوام کے منافی نہیں اور راحت بدنیہ کا مفہوم تو ظاہر ہے اور بہت سی احادیث میں وارد ہے شاید اسی لئے یہاں ذکر نہ کی گئی ہو اور راحت نفسانیہ یہ کہ فکر و مراقبہ میں زیادہ تندہی نہ کریں خیال پر زیادہ زور نہ ڈالیں اس سے پریشانی میں زیادتی ہو کر اصل عمل سے بھی باز رہ جاتا ہے۔

# حرف الزائے

## بلاضرورت شیخ کی صحبت لازم نہیں

**۵۵۰- حدیث:** (جس سے بکثرت ملنا ہو اس سے) درمیان ناغہ کر کے ملا کرو اس سے محبت میں ترقی کرو گے۔ زائر کی محبت میں بھی اور مزدور کی محبت میں بھی کیونکہ ناغہ سے اشتیاق بڑھ جاتا ہے۔

**فائدہ:** اور یہ اس وقت ہے جب ملنا ہی مقصود ہو اور اگر کچھ اور بھی مقصود ہو جیسے استفادہ علوم ظاہرہ یا باطنہ کا اس وقت ناغہ کرنا مطلوب نہیں اور یہ حدیث اصل ہے اکثر بزرگوں کے اس معمول کی کہ بلا حاجت مذکورہ بالا اپنے شیخ کی خدمت میں زیادہ قیام نہیں کرتے اور تجربہ بھی ہے کہ دوام ملازمت سے عظمت واحترام میں ضعف ہو جاتا ہے۔

## اہل اللہ سے ملاقات کا اہتمام

**۵۵۱- حدیث:** اللہ (کی خوشنودی) کے لئے ملا کرو جو شخص (کسی سے) اللہ کے لئے ملتا ہے اس کے ساتھ (اکراماً) ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں (جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے کذا قال العزیزی)

**فائدہ:** یہ اصل ہے اس عادت کی جو اہل طریق کا معمول ہے کہ اہل اللہ سے صرف ملنے ہی کا اہتمام کرتے ہیں اور منشاء اس کا محض تعلق مع اللہ ہوتا ہے۔

## عطیہ اہل اللہ سے عار واعراض نہیں کرنا چاہئے

**۵۵۲- حدیث:** (اپنے بھائی (مسلمان) سے اس کے گھر جا کر ملاقات کرنے والا (اور وہ اگر کھانا کھلائے) اس کا کھانا کھانے والا درجہ میں اس سے بڑا ہے جو اس کو کھانا کھلاتا ہے (کیونکہ قصد کر کے اس کے گھر جانا اور اس کے کھانا کھلانے پر کھانا کھا لینا عار نہ کرنا یہ دونوں علامات تواضع سے ہیں اور چونکہ سبب اس تواضع کا حب فی اللہ ہے تو حقیقت میں یہ تواضع للہ ہے اس کے رافع درجات ہونے

میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ گو اطعام کے ثواب میں وہ گھر والا بڑھا ہوا ہو مگر مجموعی طور پر قواعد سے زائر کو فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مطعم نے تو مال ہی خرچ کیا جو سہل اور طاعم نے جاہ خرچ کیا جو دشوار ہے اور اجر بقدر مشقت ہے **وھذا من ذوقی الماخوذ من کلیات الشرع واللہ اعلم)**

**فائدہ:** اس میں اصل ہے اہل طریق کی عادت کی کہ باوجود اس کے کہ اکثر اوقات ملوک وسلاطین کے عطائے کثیر سے بھی عار کرتے ہیں مگر اہل اللہ کی ادنیٰ چیز کو رغبت واعتقاد برکت کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے کچھ نفع مالی طعام وغیرہ حاصل کرنے کا اہتمام یا ان سے سوال کرے بعض اوقات ایسا اہتمام بوجہ مفضی یا موہم اذیت وثقل ہونے کے خلاف ادب ہوتا ہے اسی طرف اثنائے ترجمہ میں اس عبارت سے اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ اگر کھلا دے بعض لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں۔

## زہد سبب راحت ہے

۵۵۳- **حدیث:** دنیا کی بے رغبتی قلب اور بدن (دونوں) کو راحت دیتی ہے اور دنیا کی رغبت قلب اور بدن (دونوں) کو تعب میں ڈالتی ہے (اور وجہ ظاہر ہے کہ جب دنیا کی محبت ہوگی ہر وقت قلب اس کی طلب اور اسباب ترقی کی فکر میں رہے گا پھر اسباب کے جمع کرنے میں جوارح سے سعی حد سے زیادہ کرے گا تو قلب اور بدن دونوں محنت میں مبتلا ہوں گے اور زہد میں دونوں سے محفوظ رہے گا)۔

**فائدہ:** اہل اللہ کی راحت کا یہ راز ہے جو مشاہد ہے۔

# حرف السین

## ضعیف العقل لوگوں سے معاملہ

۵۵۴- **حدیث:** (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ بنی آدم میں سے جو لوگ مغفل ہیں ان کو عذاب نہ دیں اللہ تعالیٰ نے وہ لوگ مجھ کو عطا کر دیئے (یعنی میری درخواست پر ان کو معاف فرما دیا)

**فائدہ:** بعض لوگ فطرۃً یا کسی حالت کے غلبہ سے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ قانون شرعی سے غیر مکلف تو نہیں ہوتے مگر پورے باہوش و باخبر بھی نہیں ہوتے اس لئے ان سے بعض احکام میں غفلت ہو جاتی ہے **وھو معنی ما قال الحفنی و ان لم تفع منھم عبادۃ** اور باوجود مکلف ہونے کے احکام میں کوتاہی کرنا ظاہر ہے کہ گناہ ہے تو یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ان سے گناہ کا کام بھی ہوتا ہے پس ایسے گناہ ان سے ہو سکتے ہیں نہ وہ گناہ جو بلاواسطہ گناہ ہیں جیسے زنا و سرقہ و شرب خمر وغیرہا **وھو معنی ماقال العزیزی لم یتعمدوا الذنوب وھو حاصل الارجاع الذی قلت۔**

ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں ایسے ہی لوگ مراد ہیں اور اطفال غیر مکلفین کا مراد ہونا بعید ہے کیونکہ قانون شرعی سے ان میں مواخذہ کا احتمال ہی نہیں اس لئے وہ محل سوال ہی بخلاف ان مذکورین کے کہ بوجہ مکلف ہونے کے مواخذہ کے مستحق ہیں اس لئے آپ نے ان کے متعلق درخواست عدم مواخذہ کی فرمائی کیونکہ ایسے لوگوں کو پابندی احکام میں سخت اہتمام کی حاجت ہے اور ایسے شدید اہتمام پر دوام عادۃً متعسر ہے اگرچہ متعذر نہیں آپ نے ان کے تعسر پر نظر فرما کر شفاعت عدم مواخذہ کی فرمائی جو قبول ہو گئی۔ اسی سنت نبویہ والہیہ کے موافق شیوخ مربین بھی ایسے لوگوں کے ساتھ معاملہ عفو و صفح کا کرتے ہیں جس کی نسبت معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کی قوت فکریہ ضعیف ہے اگر اس کا استعمال کرنا چاہیں تب بھی غفلت ہو جاتی ہے تو گو معذور نہیں مگر کالمعذور ہیں پس یہ لوگ عدیم العقل تو نہیں مگر سلیم العقل بھی نہیں بلکہ سقیم العقل یا عقیم العقل ہیں جن کی تعبیر کے لئے عرف و محاورہ میں بلہ کا لقب مناسب ہے۔

**فائدہ: ۲** — اگر اس حدیث کو حدیث ذروا العارفین الخ کے ساتھ ملا لیا جائے جو کہ حرف ذال کی اول حدیث ہے تو جن لوگوں کی حالت خلاف ظاہر ہے ان کی سب اقسام اور ان اقسام کے احکام کی کافی تحقیق معلوم ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

# فتنہ کے زمانے میں گوشہ نشینی

۵۵۵-**حدیث**: سلامتی آدمی کی فتنہ (کے زمانہ) میں یہ ہے کہ اپنے گھر کو لپٹا رہے (یعنی بلا ضرورت اختلاط چھوڑ دے)

**فائدہ**: ۱- حدیثوں میں جہاں فتن سے استعاذہ آیا ہے اس کی دو قسمیں کی گئی ہیں ماظھر منھا و مابطن پس حدیث بالا میں فتنہ اپنے اطلاق سے دونوں قسموں کو شامل ہے فتنہ ظاہرہ جیسے محاورات بین المسلمین عند فقد الامام اور باطنہ جیسے شیوع بدعات و منکرات مع الاعجاب والاصرار اکثر اہل ظاہر نے اس حکم کو قسم اول کے وقت سمجھا ہے اور صوفیہ نے عام لیا ہے یہی وجہ ہے کہ مدت سے ان حضرات نے عزلت کو ترجیح دی ہے۔

## عزلت کی نیت میں حدیث اور کلام صوفیہ کے فرق کی وضاحت

**فائدہ**: ۲- حدیث سے بالکل ظاہر ہے کہ سبب اس عزلت کا تحرز عن الفتن ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ اہل فتن کے ضرر سے بچنے کی نیت ہوگی اور بعض اہل طریق سے منقول ہے کہ عزلت میں یہ قصد نہ ہو کہ میں لوگوں کے شر اور ضرر سے بچوں بلکہ یہ قصد ہونا چاہئے کہ لوگ میرے شر اور ضرر سے بچے رہیں تو ظاہراً یہ قول حدیث سے معارض ہے مگر تامل کے بعد معارض نہیں کیونکہ حدیث حقیقت ہے اور ان کا قول معالجہ ہے عجب و کبر کا جس کی ضرورت مبتدی کو ہے یعنی گو اصل داعی عزلت کا توقی عن ضرر الناس ہے لیکن اس کے استحضار سے خوف ہے کہ اپنے کو بری عن العیوب اور لوگوں کو آلودہ عیوب سمجھنے لگے اس لئے معالجہ کے لئے یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ بجائے لوگوں کے عیوب کے مستحضر رکھنے کے اپنے عیوب کو مستحضر رکھے اور یہ بنا واقع کے بھی مطابق ہے کیونکہ اختلاط سے دونوں ہی جانب ضرر و اضرار محتمل ہے اور اس کی ضرورت مبتدی کو ہے جو استحضار عیوب ناس کے ساتھ تواضع کو جمع نہیں کرسکتا بخلاف منتہی اور کامل کے کہ تمام عالم کے عیوب اگر اس کے سامنے اس طرح آجائیں کہ ان

میں کوئی تاویل و عذر بھی نہ ہو سکے تب بھی اس میں کبر و عجب کا احتمال نہیں ہو سکتا اور صورت اس کی دو ہیں ایک اس کا استحضار دائمی کہ اعتبار مال کا ہے اور ممکن ہے کہ دوسروں کا مال میرے مال سے بہتر ہو نفی کبر کے لئے یہ بھی کافی ہے دوسری صورت اس کا استحضار کہ ممکن ہے کہ دوسرے شخص میں فی الحال ہی کوئی ایسی مخفی خوبی ہو جو میری تمام خوبیوں سے عنداللہ زیادہ پسندیدہ اور مجھ میں کوئی ایسی مخفی گندگی ہو جو دوسرے شخص کے تمام عیوب سے زیادہ ناپسندیدہ ہو تو فی الحال ہی اس کی مجموعی حالت میری مجموعی حالت سے بہتر ہوا اور یہ نفی کبر میں وافی ہے تو ایسے کامل کا اگر عزلت سے یہ بھی قصد ہو کہ میں لوگوں کے ضرر سے محفوظ رہوں تو کچھ بھی حرج نہیں خوب سمجھ لو اور اکابر پر مخالفت حدیث یا غفلت عن الحدیث کا گمان مت کرو۔

## قبور کا نشان باقی رکھنے میں حد اعتدال

۵۵۶- **حدیث:** قبروں کو سطح زمین کے برابر کر دو جب (مردہ کو) دفن کر چکو۔

**فائدہ:** برابر کرنے کا مطلب بے نشان کرنا نہیں ہے زیارت کے لئے نشان رکھنا تو خود سنت سے ثابت ہے چنانچہ ابو داؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر رکھ کر یہ حکمت فرمانا مروی ہے اعلم بھا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اھلی (مشکوۃ) بلکہ مراد یہ ہے کہ بہت اونچی مت بناؤ چنانچہ مسلم کی روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ولا قبراً مشرفاً الا سویتہ (مشکوۃ) معلوم ہوا کہ تسویہ مقابل اشراف یعنی ارتفاع کے ہے پس مٹانے کی کوشش کرنا افراط ہے اور اونچی بنانا تفریط ہے مجموعہ احادیث میں اعتدال کی تعلیم ہے اور علماء و صوفیہ دونوں میں اہل غلو کی اصلاح ہے۔

## پوشیدہ اور علانیہ عمل کی ایک دوسرے پر فضیلت

۵۵۷- **حدیث:** (تطوعات میں) پوشیدہ (عمل فی نفسہ) افضل ہے علانیہ سے (اور فرائض میں یہ حکم نہیں ہے) اور علانیہ (عمل ایک عارض سے) افضل ہے

اس شخص کے لئے جس کی یہ نیت ہو کہ اس کا اقتداء کیا جائے گا (وہ عارض یہی ہے)۔

**فائدہ:** یہاں پوشیدہ اور علانیہ سے مراد وہ ہے جہاں قصداً اخفا یا اعلان ہو اس کا قرینہ اعلان میں تو لمن اراد ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جس شخص کی یہ نیت ہوگی وہ قصداً ہی اعلان کرے گا اور تقابل کا تناسب میں متبادل یہ ہے کہ اخفا میں قید قصد ہی کی ہوگی۔

اس تقریر پر ایک صورت اور رہ گئی کہ نہ اخفا کا قصد ہو نہ اعلان کا اس میں چونکہ کوئی نیت نہیں اس میں صرف عمل کا اجر ملے گا کسی خاص نیت کا اجر نہ ملے گا۔ اس لئے اس قسم کا رہ جانا مخل حصر نہیں کیونکہ یہاں حصر مطلق کا عمل نہیں بلکہ اس عمل کا جو مقرون ہو نیت صالحہ سے پس اس کی یہی دو قسمیں ہوں گی ایک وہ جس میں تاکد اخلاص کی نیت ہو ایک وہ جس میں دوسروں کی اقتداء کی نیت ہو اور نیت صالحہ کی قید سے قصد ریا نکل گیا وہ مقسم ہی میں داخل نہیں پس اب حصر بالکلیہ محفوظ رہا۔ اب یہ سوال باقی رہا کہ جس میں صرف عمل ہی کی نیت ہو نہ اخفا کا قصد ہو نہ اعلان کا اس کی فضیلت کا کیا حکم ہے سو منقول تو نظر سے نہیں گزرا مگر قواعد طریق سے کہ وہ کسی دلیل شرعی کے متصادم نہیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حالت سب سے اکمل ہے کیونکہ اس عامل کا التفات ونظر مخلوق کی طرف بالکل ہی نہیں جس سے اخفا یا اظہار کا قصد کرتا اور گو تضاعف اجر نہ ہو مگر اکملیت کی بنا پر اس کا ایک ہی اجر ان دونوں کے دو اجر سے زائد ہو سکتا ہے کہ اس اساس اس شخص کے عمل کی توحید غالب ہے اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اکثر عوام کی یہی حالت ہوتی ہے کہ کسی خاص قصد کا استحضار نہیں ہوتا خالی الذہن ہو کر عمل کرتے ہیں تو چاہئے کہ اکثر عوام ان خواص اہل نیت سے افضل ہو جائیں جواب یہ ہے کہ مدار افضلیت علی الاطلاق یہ عدم استحضار ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ عدم استحضار جس کا منشاء کمال توحید ہو اور عوام کے عدم استحضار کا منشاء تو غفلت غصہ ہے حتیٰ کہ ان کو خود عمل کا بھی پورا استحضار نہیں رہتا محض بنا بر اعتبار عمل کر لیتے ہیں گو کسی درجہ میں نفس نیت عمل کی ہوتی ہے مگر اس نیت میں کمال کا درجہ نہیں ہوتا۔

## شیخ کا ریا مرید کے اخلاص سے افضل ہے (اس مقولہ کا ماخذ)

**فائدہ:** یہ حدیث اصل ہے اکابر کے اس مقولہ کی کہ ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید" پس یہ ریا لغوی ہے بمعنی اظہار نہ کہ شرعی بمعنی ارادۂ اظہار لغرض دنیوی اور یہ خیریت فی نفسہ نہیں بلکہ عارض کے سبب ہے کہ اس کا نفع متعدی بھی ہوگا اور گو نفع متعدی علی الاطلاق افضل نہیں ہوتا عمل لازم سے مگر یہاں لازم و متعدی کا مجموعہ متحقق ہے اس لئے مجرد لازم سے افضل ہوسکتا ہے۔

# حرف الشین

## اہل خطرات کی فضیلت

**۵۵۸- حدیث:** دریا کا شہید (یعنی جو غزوہ کے لئے دریا کا سفر کرے اور شہید ہوجائے) خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے (کیونکہ اس نے دو خطرے اختیار کئے ایک قتال دوسرا رکوب بحر کذا قال العزیزی) اور اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کے قبض کرنے کے لئے ملک الموت کو مقرر فرما رکھا ہے مگر دریا کے شہیدوں کی روح خود قبض فرماتے ہیں (اس میں ملک الموت کا واسطہ نہیں ہوتا تا کہ ان کا شرف ظاہر ہو)۔

## بعض حضرات کی موت بلا واسطۂ ملک الموت ہوتی ہے

**فائدہ:** اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ خطرات کے بڑھنے سے اجر بڑھتا ہے اور اشتراک علت سے اہل طریق کے اجر و قرب کا حال معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کے خطرات سب خطرات سے اشد و اصعب ہیں چنانچہ جن پر گزرتی ہے وہ جانتے ہیں وللہ در القائل

اے ترا خارے بپا ر شکستہ کے دانی کہ چیست — حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور دوسرا مسئلہ یہ کہ بعض اموات کی موت میں ملک الموت واسطہ نہیں ہوتے اور شہداء بحر کی تخصیص اسی تعلیل مذکور سے ممکن ہے کہ اضافی ہو جن کے خطرات بحر کے خطرات سے بھی اشد ہوں ممکن ہے کہ یہ شرف ان کے لئے بھی ہو وعلیہ یحمل قول القائل

درکوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند — کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

# حرف الصاد

## تکمیل عبادت کے لئے مراقبہ معین

۵۵۹- حدیث: اس شخص کی سی نماز پڑھو جو (اپنی زندگی کو ختم سمجھ کر سب کو) رخصت کر رہا ہے (ظاہر بات ہے کہ اگر کسی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ میری عمر ختم ہوگئی اور یہ اخیر نماز ہے تو وہ کیسی پڑھے گا) گویا (نماز کی حالت میں) تو خدا تعالی کو دیکھ رہا ہے (یعنی اگر خدائے تعالیٰ کو دیکھتا تو کیسی نماز پڑھتا پس اسی نماز کے مشابہ پڑھ) کیونکہ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے سو وہ تو تجھ کو دیکھ رہا ہے (اور اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ تو ویسی ہی نماز پڑھ جیسی اس کو دیکھ کر پڑھتا کیونکہ طبعی امر ہے کہ اگر کوئی کام کسی بڑے عظیم الشان حاکم کے حکم سے کیا جائے تو جس حالت میں تم اس کو دیکھتے ہو اس حالت میں جیسا دل سے اور توجہ سے اس کام کو سنوار کر کرو گے۔ اسی طرح اس حالت میں بھی سنوار کر کرو گے جب تم تو اس کو نہ دیکھتے ہو مگر یہ یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ وہ تم کو چلمن سے یا کسی دریچہ سے یا روشن دان سے دیکھ رہا ہے دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہ ہوگا تو اسی طرح گو تم خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے ہو لیکن یہ تو یقینی اعتقاد ہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے تو ویسی ہی عبادت کرو جیسی اس کو دیکھ کر کرتے۔

فائدہ: حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو مذکور ہوا اور وہ مطلب نہیں جو مشہور ہے کہ اس میں یہ مراقبہ بتلایا گیا ہے کہ تم یہ تصور کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور جو شخص یہ مراقبہ نہ کر سکے وہ دوسرا مراقبہ کرے کہ وہ تمکو دیکھ رہا ہے یہ مطلب دو وجہ سے صحیح نہیں نقلاً بھی عقلاً بھی پھر نقلاً کلیاً بھی جزئیاً بھی جزئیاً تو اس لئے کہ الفاظ اس پر دال نہیں چنانچہ اہل عربیۃ پر ظاہر ہے اور کلیاً اس لئے کہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا میں رویت ممتنع ہے اور ممتنع شرعی کو واقع فرض کرنے میں مزاحمت ہے شرع کی جو شرع سے محتمل نہیں اور نہ اس کی کہیں نظیر منقول ہے اور عقلاً اس طرح کہ اگر یہ مراد ہوتی تو اس کا فرض کرنا ہر وقت ہر شخص کو ممکن ہے کیونکہ فرض تو محالات کا بھی ہو سکتا ہے پھر اس

کے کیا معنی کہ اگر یہ مراقبہ ممکن نہ ہو تو دوسرا مراقبہ کر لیا جائے بلکہ مدلول حدیث کا وہی ہے جو اول ذکر کیا گیا ہے اور اس مدلول میں بھی حدیث میں ایک مراقبہ ہے مگر وہ کانک تراہ میں نہیں بلکہ صلوۃ مودع میں ہے جس کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی یہ مراقبہ کہ اپنی عمر کو ختم سمجھو اور اس نماز کو آخری نماز سمجھو یہ تو مراقبہ ہے اور کانک تراہ میں اس مراقبہ کا ثمرہ ہے کہ جب یہ مراقبہ راسخ ہو جائے گا تو نماز ایسی کامل ہوا کرے گی جیسے خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ہوتی آگے اس حکم کی تعلیل ہے کہ ایسی کامل نماز پڑھنے کا ایک مقتضی بھی ہے یعنی خدا تعالیٰ کا تم کو دیکھنا جس کی تقریر گزر چکی ہے۔

## خلق سے مایوس ہونا غنائے قلبی کی تدبیر ہے

**بقیہ ترجمہ حدیث ۵۵۹:** اور اس چیز سے مایوس ہو جاؤ جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تم غنی ہو کر زندگی بسر کرو گے یہ غنائے قلبی ہوگا جس میں درہم و دینار کی بھی ضرورت نہیں کما قیل ؎

اے دل آن بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی — بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

اور ایسی بات سے بچو کہ جس سے (بعد میں) عذر کرنا پڑے (یہ بھی ایک مراقبہ ہے کہ جو بات کہنا ہو یا جو کام کرنا ہو (لان کلمة ماما) پہلے سوچ لے کہ اس کے صدور کے بعد جس شخص سے اس کا تعلق ہے اگر اس) کو خبر ہو جائے تو مجھ کو عذر تو کرنا نہیں پڑے گا اور اگر کسی شخص سے تعلق نہیں یا جس سے تعلق ہے وہ صاحب وجاہت نہیں کہ اس سے عذر کرنا پڑے لیکن قیامت میں اگر باز پرس ہونے لگے تو اس وقت تو ندامت و معذرت کی حاجت نہ ہوگی یہ سوچ کر پھر وہ بات کہو یا وہ کام کرو ظاہر ہے کہ جو بات بے جا ہوگی اس مراقبہ کے بعد اس کا صدور نہ ہوگا۔

**فائدہ:** یہ دونوں مراقبے حضرات صوفیہ کے طرق کا جزو ہیں ایسے مراقبات سے وہ تربیت و اصلاح کرتے ہیں۔

## تحقیق طریق اور تسہیل

**۵۶۰۔ حدیث:** صراط مستقیم (یعنی طریق دین) اس فاصلہ سے بھی زیادہ

وسیع ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان واقع ہے۔

**فائدہ:** لوگ اپنی کوتاہ نظری یا کم ہمتی سے دین میں تنگی سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں بے حد وسعت ہے اور یہ وسعت اس شخص کو محسوس ہوتی ہے جس میں دو وصف ہوں ایک نظر صحیح ہو جس سے حقائق دین کو سمجھے دوسرے قصد صحیح ہو جس سے اس کو اختیار کرے ورنہ غلط نظر سے شمس وقمر جیسے کواکب کو تنگ سمجھتا ہے اور کم ہمتی سے سو قدم کی مسافت کے قطع کرنے کو مصیبت سمجھتا ہے۔ یہاں سے حضرات صوفیہ کی قوت علمیہ و عملیہ کی صحت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دین کے ہر کام کو سہل سمجھتے ہیں اور سہل کر کے پیش کرتے ہیں اور کیسی ہی الجھی ہوئی حالت ان کے سامنے پیش کی جائے وہ اس کو ایسی خوبی سے سلجھا دیتے ہیں کہ اس میں کوئی گرہ باقی نہیں رہتی اور سامنے عمل کا میدان فراخ نظر آنے لگتا ہے چنانچہ اتباع سے بے تکلف اس کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

# حرف الضاد

## طالبین کی تادیب

۵۶۱- **حدیث:** تازیانہ ایسی جگہ رکھا کرو کہ اس کو خادم دیکھا کرے۔

**فائدہ:** عزیزی نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ کسی شخص کو یہ مناسب نہیں کہ اپنے خادموں کو آزاد چھوڑے بلکہ تادیب سے ان کی خبر گیری رکھے لیکن اپنے حظ نفس کے لئے نہ کرے۔ بلکہ مقصد اصلاح کرے اور حد مناسب سے تجاوز نہ کرے اھ۔

میں کہتا ہو کہ حکماء بین کا یہی طرز ہے طالبین کی اصلاح میں۔

## اپنی ضروریات کی کفالت خود کرے

۵۶۲- **حدیث:** مہمان داری دیہاتیوں کے ذمہ ہے شہریوں کے ذمہ نہیں۔

**فائدہ:** عزیزی نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ مسافر کو جنگل میں احتیاج ہے اور جنگل والوں کو مہمانداری کرنا آسان ہے اھ مطلب یہ ہے کہ جنگل میں مسافر اپنی احتیاج کا انتظام نہیں کرسکتا کیونکہ بازار وغیرہ وہاں نہیں ہوتے اور شہر اور قصبہ

میں انتظام کرسکتا ہے حفنی نے کہا ہے کہ ذمہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ واجب ہے بلکہ متاکد ہے اھ۔ مرقاۃ میں عدم وجوب ضیافت پر اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حدیث میں ایک یوم ولیلہ کی مہمانی کو جائزہ فرمایا ہے۔ اور جائزہ کے معنی ہیں عطیہ ومنحہ وصلہ اور یہ اختیار ترک کے ساتھ ہوسکتا ہے اھ۔ بعض اہل طریق کا معمول ہے کہ اپنے طعام وغیرہ کا انتظام خود کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس کی اصل ہے اور گو سنداً ضعیف ہو مگر قواعد سے قوی ہے اور اس معمول میں جانبین کے مصالح دینیہ کثیرہ ہیں جو مشاہد ہیں البتہ اگر کوئی انتظام سے عاجز ہو تو پھر اس کی اعانت خواہ نقد سے خواہ طعام سے کی جاتی ہے یہ بھی معمول ہے تاکہ اس کو تکلیف نہ ہو ان کی نظر راحت پر ہے اپنی بھی ان کی بھی۔

## حرف الطاء

۵۶۳- **حدیث:** اہل ایمان کی غذاء دجال کے زمانہ میں (صرف) تسبیح وتقدیس ہوگی سو جس شخص کا کلام اس روز تسبیح اور تقدیس ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے بھوک کو زائل کرے گا۔ (یعنی اس زمانہ میں جو ابتلاء اہل ایمان پر قحط ہوگا اس سے ان کو ضرر نہ ہوگا بلکہ تسبیح وتقدیس بجائے طعام کے کافی ہوجائے گی)

**فائدہ:** حدیث سے معلوم ہوا کہ اس عالم میں بھی مومن کا بدوں غذائے حسی کے صرف غذائے معنوی پر زندہ رہنا ممکن ہے اور زمانہ دجال کا حصر کسی دلیل سے ثابت نہیں پس بعض بزرگوں کے جو اس قسم کے واقعات منقول ہیں ان میں استبعاد کی کوئی وجہ نہیں۔

## علوم عارفین کی وسعت

۵۶۴- **حدیث:** راہوں میں ایک راہ دوسری راہ کو ظاہر کرتی ہے۔

**فائدہ:** بقول حفنی راہ عام ہے حسی اور معنوی کو چنانچہ ظاہری راستوں میں بھی کبھی ایسی متناسب علامتیں ہوتی ہیں کہ ایک راستہ کی پہچان سے دوسرے کی پہچان ہوجاتی ہے اور اسی طرح معنوی یعنی عقلی اور علمی ادلہ میں ایک سے دوسری، دوسری سے تیسری سمجھ میں آتی چلی جاتی ہے اور ویسے تو ہر مقصود میں ایسے طرق کا سلسلہ ہے لیکن طریق باطنی میں یہ

سلسلہ اس قدر وسیع و مبسوط ہے کہ بعض عارفین میں باوجود علوم درسیہ کی کمی کے معارف کی ترقی بڑے بڑے متبحر علماء کو حیرت میں ڈال دیتی ہے جن کی نسبت مولانا فرماتے ہیں۔

بینی اندر خود علوم انبیاء      بے کتاب و بے معید و اوستا

## حرف الطاء

### معاملہ کا تفاوت منشاء کے تفاوت کے ساتھ ہے

**۵۶۵- حدیث:** ایک ظلم دوسرے ظلم سے کم ہوتا ہے۔

**فائدہ:** مقصود یہ ہے کہ جو بے راہی جس درجہ کی ہو اس کے ساتھ علماً و عملاً اسی درجہ کا معاملہ کرنا چاہئے اس حدیث پر پورا عمل محققین صوفیہ کا ہے کہ ظاہری اشباہ و نظائر میں دقیق سے دقیق فرق کو سمجھ کر معاملات میں اس کا لحاظ رکھتے ہیں مثلاً دو شخص ساتھ آئے دونوں سے یکساں غلطی ہوئی مگر سیاست میں دونوں کے ساتھ جدا جدا معاملہ کیا کیونکہ دونوں غلطیوں کے منشاء میں فرق تھا جو اوروں کی سمجھ میں نہیں آیا انہوں نے نور باطنی سے اس کو سمجھ لیا اور عمل سے ظاہر کیا نادان ان پر اعتراض کرتا ہے اور بعد میں جب حقیقت واضح ہوتی ہے تب ان کی صحت تجویز کا اضطراراً اعتراف کرتا ہے۔

### دور دراز احتمال کے سبب احتیاط

**۵۶۶- حدیث:** گمان کبھی غلطی کرتا ہے کبھی صحیح سمجھتا ہے۔

**فائدہ:** یعنی جب بلا دلیل محض گمان میں دونوں احتمال ہیں تو ایسے گمان کے مقتضاء پر عمل کرنا خلاف احتیاط اور معصیت ہے۔ مثل حدیث سابق اس حدیث پر بھی پورا عمل صوفیہ محققین کا ہے کہ احتمال کے بعید سے بعید ہوتے ہوئے بھی احتیاط کرتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک چوری کرتے ہوئے کو دیکھ کر ٹوکا اس نے چوری نہ کرنے پر قسم کھائی آپ نے اس کی تصدیق فرمائی اہل ظاہر کا کبھی ایسے موقع پر دوسری طرف ذہن بھی نہیں جاتا کیونکہ وہ اس کو یقینی مشاہدہ سمجھتے ہیں اہل باطل کے ذہن میں یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ مالک سے اذن حاصل کر لیا ہوگا مگر کسی ظالم کی مزاحمت کے خوف سے اخفاء کی ہیئت اختیار کر لی۔

# حرف العین المہملۃ

## ضعیف العقل طالبین سے مواخذہ میں تلطف

۵۶۷- **حدیث**: اپنے غلاموں پر سزا یا عتاب ان کی عقل کے موافق کیا کرو (اپنی عقل کے موافق مت کرو اور اشتراک علت سے یہی حکم ہے سب اتباع و متعلقین کے لئے)

**فائدہ**: مطلب یہ ہے کہ عوام اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں کی عقل خواص اور تعلیم یافتہ لوگوں کی برابر نہیں ہوتی تو ان کی غلطیوں پر اس کو مستحضر کر لیا کرو کہ ان کی عقل کی رسائی ہماری برابر نہیں اس استحضار کے بعد ان کی غلطی کے درجہ کا اندازہ کر کے اس کے مناسب مواخذہ کرو یہی معاملہ شیوخ کو کم فہم اور کم علم طالبین کے ساتھ کرنا زیبا ہے۔

## ثروت اور کمال دین ایک دوسرے کے منافی نہیں

۵۶۸- **حدیث**: مجھ کو اپنی امت سے ایسے لوگوں کی حالت (خواب میں) دیکھ کر (خوشی کا) تعجب ہوا جو دریا پر سوار ہیں (یعنی دریا میں جہاد کے لئے سفر کر رہے ہیں اور اپنی شان و شوکت میں) ایسے ہیں جیسے تخت پر بادشاہ ہوتے ہیں۔

**فائدہ**: بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے ام حرام نے بیان کیا کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں قیلولہ فرمایا پھر ہنستے ہوئے جاگے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس چیز سے آپ کو ہنسی آئی آپ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا اھ یہ آپ کو اپنے بعد کی حالت مکشوف ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو سامان امارت عطا فرمائے اور اس کے لئے موجب غفلت نہ ہو تو یہ مقبولیت و کمال دین کے منافی نہیں۔ بہت اولیاء اس شان کے ہوتے ہیں۔

## علم باطن ثابت ہے لیکن حجت نہیں

۵۶۹- **حدیث**: علم باطن اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک راز ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں

چاہتا ہے القاء فرما دیتا ہے۔

**فائدہ:** علم باطن کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے ایک ان میں احکام شرعیہ کا علم جن کا تعلق عبد کے اعمال باطنہ سے ہے کیونکہ اعمال دو قسم کے ہیں ایک افعال جوارح جیسے نماز روزہ وغیرہا ماموارات میں اور سرقہ شراب خمر وغیرہا منہیات میں۔ دوسری قسم افعال قلوب جیسے اخلاص وتواضع وغیرہا ماموارات میں اور ریاء وکبر وغیرہا منہیات میں اور ان سب اعمال کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ امراً ونہیاً متعلق ہیں عرف متاخرین میں ان احکام شرعیہ کے علم کو جن کا تعلق افعال جوارح سے ہے علم فقہ وعلم ظاہر کہا جاتا ہے اور ان احکام شرعیہ کے علم کو جن کا تعلق افعال قلوب سے ہے علم سلوک وعلم باطن کہا جاتا ہے باقی متقدمین کے نزدیک سب کو فقہ کہتے ہیں ان کے نزدیک علم فقہ کی تعریف یہ ہے **معرفتہ النفس مالها وما علیها**۔ سو ایک اصطلاح تو علم باطن کی یہ ہے اور دوسری اصطلاح یہ ہے کہ جن امور مخفیہ کی نہ شریعت نے خبر دی نہ ان کے ساتھ کچھ احکام فعل یا ترک کے متعلق بیان کئے وہ بذریعہ کشف والہام کسی پر منکشف ہو جائیں اس انکشاف کو علم باطن کہا جاتا ہے۔

اور ان دونوں اصطلاحوں میں اقرب الی الحقیقتہ اللغو یہ دوسرے معنی ہیں کیونکہ لغت میں علم باطن کی ترکیب اس کو مقتضی ہے کہ اس علم کا معلوم خود باطن ہے اور یہ امر معنی ثانی پر صادق آتا ہے کیونکہ اس کا معلوم خود باطن ومخفی ہے یعنی وہ اسرار جن کو شریعت نے ظاہر نہیں فرمایا۔ بخلاف معنی اول کے کہ اس علم کا معلوم احکام شرعیہ ہیں جن کو شریعت نے ظاہر فرمایا ہے۔ البتہ ان احکام کا متعلق (بفتح اللام) یعنی جس سے ان احکام کا تعلق ہے وہ امر باطنی ہے یعنی صفات نفسانیہ جمیلہ یا رذیلہ تو اس علم کو علم باطن کا کہنا مجاز ہوگا کیونکہ وہ خود باطن کا علم نہیں بلکہ باطن کے احکام ظاہرہ کا علم ہے تو معلوم خود باطن نہیں بلکہ اس معلوم کا ملابس باطن ہے پس حدیث میں ان دو معنی میں سے علم باطن سے مراد دوسرے معنی ہیں دو وجہ سے ایک تو یہ کہ یہ معنیٰ حقیقت ہیں اور حقیقت کے ہوتے ہوئے بدوں تعذر حقیقت کے معنی مجازی لینا صحیح نہیں دوسرے یہ کہ خود خبر اس

کا قرینہ ہے کیونکہ اس کو راز فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ معنی اول راز نہیں نیز اس خبر کی صفت میں ارشاد ہے **یقذفه الله فی قلوب من یشاء من عباده** جس میں تصریح ہے کہ یہ سب کے قلوب میں القاء نہیں کیا گیا اور معنی اول پر یہ صفت صادق نہیں آتی کیونکہ اس کا القاء تمام عباد کے لئے عام ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے پس اس معنی ثانی کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ ایک راز ہے یعنی اگر علم کے درجہ میں رہے اور ایک حکم ہے یعنی اگر علم کے درجہ میں آ جائے اول کی مثال حقائق علمیہ و معارف لدنیہ جیسے صفات وافعال الٰہیہ کے اسرار جو اہل کشف کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ ثانی کی مثال جیسے کسی کو ۲۹۔ شعبان کو مکشوف ہو کہ کل رمضان کا روزہ رکھو یا ۲۹ رمضان کو مکشوف ہو کہ کل عید کرو پس اس حدیث میں اثبات ہے اس علم کا اور مدح ہے اور بواسطہ اس اثبات اور مدح کے نہی ہے اس کی نفی اور ابطال سے اور اس کے اہل پر طعن و انکار سے جیسا کہ اہل قشر کی عادت ہے لیکن اس اثبات اور مدح سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر ہر شخص کے ایسے ہر ہر جزئی دعویٰ کا تسلیم اور قبول کرنا واجب ہے اس کا حکم دوسرے دلائل سے یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر مدعی متبع شریعت ہے یعنی اس کی عام اور غالب اور اصل حالت اتباع شریعت کی ہے اور اس وقت کے مشائخ اور علماء اہل بصیرت اس کو متبع شریعت سمجھتے ہیں تو اگر اس کا کوئی دعویٰ علمی یا عملی شریعت کے متصادم نہیں تو ظناً مقبول و مسلم ہوگا اور احتمال غلط ہونے کے احتمال کا بھی اعتقاد واجب ہوگا اور اگر شریعت کے متصادم ہے تو اس کے ظاہر کا تو رد واجب ہوگا لیکن مدعی چونکہ متبع شریعت ہے اس پر نکیر و اعتراض نہ ہوگا۔ بلکہ اگر تاویل ممکن ہوگی تو تاویل کر لی جائے گی ورنہ سکوت کیا جائے گا کہ ہم اس کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھے بلکہ خود اس مدعی کو اپنے نفس کے لئے یہی حکم ہے کہ خلاف شرع کو باطل سمجھے اور اگر وہ مدعی متبع شریعت نہیں تو نہ تاویل کریں گے نہ سکوت کریں گے بلکہ اگر مصادم شریعت ہو تو اس کو رد کر دیں گے اور جو مصادم نہ ہو اس کی طرف التفات نہ کریں گے خوب سمجھ لو اور اگر وہ کوئی حکم ہے جیسے روزہ وعید کی مثال اوپر لکھی گئی ہے اس میں بھی

فتویٰ شرعی پر عمل ہوگا جوازاً اور وجوباً اور حرمتاً۔ البتہ جواز کی صورت میں خود صاحب کشف کے یک گونہ رجحان ہو سکتا ہے۔

اور اگرچہ بعض اکابر سے منقول ہے کہ بعض کشوف کے اندر احتمال تلبیس کا نہیں ہوتا ھ لیکن اس کے تسلیم کے بعد بھی عدم تلبیس مستلزم حجیۃ کو نہیں جیسے کوئی ایک شخص تنہا عید کا چاند اس طرح دیکھ کہ اس کو ذرا شبہ نہ ہو مگر پھر اس پر صبح کو روزہ رکھنا فرض ہوگا (تو یہاں تلبیس منفی ہے مگر پھر بھی حجت نہیں۔

## نسب ظاہری یا باطنی میں تعمق کی مذمت

**۵۷۰- حدیث:** نسب کا علم ایسا علم ہے کہ نافع نہیں اور اس کی بے علمی ایسی بے علمی ہے کہ مضر نہیں۔

**فائدہ:** مراد وہ علم ہے جس میں تعمق و توغل ہو ورنہ بقدر حاجت جس سے حقوق قرابت و میراث ادا ہو سکیں مطلوب ہے اور حدیث میں اس کے حاصل کرنے کا امر وارد ہے۔ اس حدیث میں رد ہے ان لوگوں پر جو بزرگوں کی اولاد میں ہونے پر یا بزرگوں کے سلسلے میں ہونے پر فخر کرتے ہیں اور غایت اہتمام سے شجروں کی تحقیق کرتے پھرتے ہیں پہلا مرض متکبر دنیاداروں میں زیادہ ہے اور دوسرا رسمی صوفیوں میں زیادہ ہے سب کو سمجھ لینا چاہئے۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی　　　　کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

**تلک امۃ قد خلت الایۃ**

## غضب کا علاج

**۵۷۱- حدیث:** (دین کی) تعلیم دو اور (اس تعلیم میں) آسانی کرو اور دشواری میں مت ڈالو اور بشارت دیا کرو اور نفرت مت دلاؤ اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو (غصہ اترنے تک) خاموش رہو (کیونکہ غصہ میں معلوم نہیں کونسی بات بیجا نکل جائے اور کون سا کام بیہودہ ہو جائے۔

**فائدہ:** اس حدیث کے اخیر میں غصہ کا کیا اچھا علاج مذکور ہے کہ باوجود نہایت سہل

سونے کے نہایت اکسیر ہے اور الحمد للہ کہ اس مراقبہ کی تعلیم میر امدت سے معمول ہے۔

## گائے کے گوشت کے ترک میں غلو کی اصلاح

**۵۷۲- حدیث:** گائے کے دودھ کی عادت کرلو وہ شفاء ہے۔

(یعنی جس مرض کے مناسب ہو یہ نہیں کہ ہر مرض کے لئے شفاء و دوا ہے اور اس کے استعمال کیلئے ماہر طبیب کی رائے کی ضرورت ہے' کذا قال الحفنی ) اور اس کا گھی دوا ہے (اسی قید سابق سے ) اور اس کا گوشت بیماری ہے یعنی جب لاغر ہو اور فربہ مضر نہیں کذا قال العزیزی یا جب ہمیشہ کھایا جائے جس کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس ارشاد کے پھر اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی ( رواہ مسلم ) سو گر یہ مطلقاً بیماری کا سبب ہوتا تو آپ مسلمانوں کو کیوں کھلاتے کذا قال الحفنی ۔

**فائدہ:** نیز فن طب میں ثابت ہو چکا ہے کہ نہ اس کا دودھ اور گھی علی الاطلاق نافع ہے اور نہ گوشت علی الاطلاق مضر ہے چنانچہ دودھ سنگ گردہ و مثانہ کا محدث ہے اور خلط غالب کی طرف سریع الاستحالہ ہے اور گھی اندرونی بیماریوں کو اور معدہ کو اور ہضم کو مضر ہے اور گوشت مسمن بدن مقوی باہ' یرقان کو مفید ہے۔ اور محنتی لوگوں کو چنداں مضر نہیں اور جو اس میں بعض مضرتیں ہیں اس کی اصلاح دارچینی مرچ سیاہ سونٹھ پوست خربزہ سے ہو جاتی ہے هذا کله من بستان المفردات للطبیب محمد عبدالحکیم ابن الحکیم محمد کاظم علی رحمهما الله تعالیٰ اور باوجود اس کے جو ایک کو مضر اور دو کو نافع فرمایا گیا ہے وہ باعتبار غلبہ اضافی کے ہے اور وہ بھی خفیف درجہ میں جو اکثر محسوس بھی نہیں ہوتا چنانچہ مشاہد ہے اور گوشت ہی کی کیا تخصیص ہے۔ اس کو چھوڑ کر جو بقول اور دالیں کھائی جاتی ہیں ان میں بھی اکثر ایسی مضرت سے خالی نہیں پس جب درجہ اس کا مضرت و منفعت میں ثابت ہو گیا تو اس مضرت قابل اصلاح پر حرمت یا کراہتہ کو متفرع کرنا تغیر ہے حدود شریعہ کی اور مصادمت ہے نص قرآنی کلوا مما رزقکم الله ولا تتبعوا خطوات الشیطان الیٰ قوله و من البقر اثنین قل آالذکرین حرم ام الانثیین الایة اور حدیث صحیح قولی البقرة عن سبعته والجزور عن سبعته رواه مسلم

وابوداؤد و اللفطله و فعلی مذکور بالا کی اعاذ ناللہ منه اور حدیث متن اس کے ساتھ اس لئے معارض نہیں ہوسکتی کہ نہ ثبوت میں نصوص سابقہ کی برابر اور نہ دلالت میں کو کیوں کہ وہ نصوص حلت میں صریح ہیں اور حدیث متن حرمت پر دال نہیں محض ایک حکم طبی ہے پھر وہ بھی خاص قیود کے ساتھ جیسا اوپر مذکور ہوا اور اس مقدمہ کی کوئی دلیل نہیں کہ ہر معمولی مضرت کی چیز مکروہ یا حرام ہے پس اہل کفر کا اس سے استدلال کرنا اپنے جہل کا اظہار ہے اور اسی طرح بعض مبتدع غلاۃ فی الزہد کا اس کے ترک کا التزام کرنا تعدی حدود ہے خصوص اگر اس ترک کو موجب قربت سمجھیں اور استعمال کو مضر باطنی سمجھیں جس میں اتباع ہے جوگیہ مرتاضین کا تب تو بدعت قبیحہ شنیعہ مخوفہ کفر ہے آیت یایھاالذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ کا شان نزول اس کا مؤید ہے اور اہل عزائم وعاملین کا اس سے پرہیز کرانا اگر باعتقاد کرہت ہے تو بدعت ہے اور اگر تدبیر طبی کے درجہ میں ہے جیسے ہیجان قوت بہیمیہ کا انسداد مثلاً تو مضائقہ نہیں ہے مالی بدپرہیزی سے کوئی سخت ضرر پہنچ جانا غالباً قوت خیالیہ کا اثر ہے۔ واللہ اعلم

## لباس صوف کی برکت

۵۷۳- **حدیث:** صوف کا لباس پہنا کرو اپنے قلب میں ایمان کی حلاوت پاؤ گے۔

**فائدہ:** کیونکہ منشاء اس کا زہد اور تواضع ہے اور اس سے ایمان کی تنویر ظاہر ہے اور صوفیہ میں اس کا معمول ہونا ایسا ظاہر ہے کہ گویا ان کے لئے مثل شعار کے ہوگیا ہے اور احقر کی رائے میں لقب صوفی کی بنا یہی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ریاء وشہرت کے قصد سے نہ ہو ورنہ اس کا مصداق ہوگا۔

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بے غش باشد　　　اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

## تہلیل واستغفار میں کثرت کی فضیلت

۵۷۴- **حدیث:** تم لا الہ الا اللہ اور استغفار کو اختیار کرو اور دونوں کی کثرت کرو کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے تباہ کیا اور انہوں نے

مجھ کولا الہ الا اللہ اور استغفار سے تباہ کر دیا ( کیونکہ اس کی برکت سے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو میرا سب کیا دھرا برباد ہو جاتا ہے ) پھر جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو بدعات سے تباہ کیا اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں اس لئے اس سے توبہ نہیں کرتے تو اس سے میرا مقصود حاصل ہو گیا۔

**فائدہ:** اس حدیث سے دو امر مستفاد ہوئے ایک ان دونوں ذکروں کی کثرت اور صوفیہ ان کی جس قدر کثرت ہے وہ کسی جماعت نہیں دوسرا امر یہ ہے کہ بدعت کے ہوتے ہوئے کثرت ذکر میں کوئی فضیلت نہیں کیونکہ وہ ذکر اس نیت سے نہیں ہوگا کہ بدعت معاف ہو جائے کیونکہ بدعت کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ پس بعض جہلاء صوفیہ باوجود ابتلاء بدعات کے کثرت ذکر پر ناز کرتے ہیں یہ سراسر غلطی ہے۔

## صحیح عقیدہ والے کا تھوڑا عمل فاسد عقیدہ والے کے کثیر عمل سے بڑھ کر ہے

۵۷۵- **حدیث:** عمل قلیل سنت کے ساتھ اس عمل کثیر سے بہتر ہے جو بدعت کے ساتھ ہو ( وجہ ظاہر ہے کہ عمل کے کامل ہونے میں صحت اعتقاد شرط ہے تو فساد اعتقاد کے ساتھ ضرور وہ عمل ناقص ہوگا)۔

**فائدہ:** بعض لوگ جو بعض مبتدع صوفیوں کو کثرت اوراد و اشغال و اذکار میں دیکھ کر خوش اعتقاد علماء یا عوام پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اس حدیث میں ان پر رد ہے۔ یہ حدیث بھی حدیث بالا کے قریب قریب ہے۔

## اعمال باطنی کو عبادت نہ سمجھنا غلطی ہے

۵۷۶- **حدیث:** اپنے قلوب کو مراقبہ کی عادت ڈالو (یعنی بندہ کی طرف اللہ تعالیٰ کے رقیب و نگران ہونے کا دھیان رکھا کرو، وکذا قال العزیزی وھو المذکور فی قولہ تعالیٰ ان اللہ کان علیکم رقیباً۔

اور فکر و عبرت کی کثرت کیا کرو (فکر کا حاصل واقعات آخرت کو سوچنا جس سے اعمال و احوال کی اصلاح ہو اور عبرت آیات قدرت کو سوچنا جس سے معارف و علوم میں ترقی ہو)

**فائدہ:** معلوم ہوا کہ یہ اعمال باطنی بھی عبادات ہیں بدلیل مامور بہ ہونے کے بس اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض آدمی بعض بزرگوں کو عبادات جوارح میں کم مشغول دیکھ کر یہ رائے قائم کر لیتے ہیں کہ یہ عبادت کم کرتے ہیں اور اس لئے ظاہری عابد کو ان پر ترجیح دیتے ہیں یہ غلطی ہے کیونکہ وہ ان اعمال باطنی میں زیادہ مشغول ہیں اور یہی عبادت ہے۔

## حرف الغین المعجمہ

## مشغلہ قوالی کے نقصانات

۵۷۷- **حدیث:** گانا قلب میں نفاق کو ایسا اگاتا ہے جیسا پانی ترکاری کو اگاتا ہے (اور اس کے مقابل ایک روایت میں یہ ہے کہ ذکر ایمان کو ایسا اگاتا ہے جیسا پانی کھیتی کو اگاتا ہے کذا قال الحفنی اس مقابلہ سے اس نفاق کی تفسیر مفہوم ہو سکتی ہے تقریر اس کی یہ ہے کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا جیسے ایک درجہ یہ ہے کہ بجز حق تعالیٰ کسی کو معبود نہ سمجھے وہ نص یہ ہے کہ قرآن مجید میں وارد ہے **لایشرک بعبادۃ ربہ احدا** اس شرک کی تفسیر ایک حدیث میں ہے یرائی...... اور ظاہر ہے کہ شرک مقابل ہے ایمان کا اور ریاء میں قصد ہوتا ہے غیر اللہ کا تو جب قصد غیر اللہ مقابل ہوا ایمان کا تو اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا کمال یہ ہے کہ غیر اللہ کا قصد نہ کرے اور اسی مقام سے صوفیہ نے **لا الہ الا اللہ** کی ایک تفسیر **لا مقصود الا اللہ** سے بھی کی ہے پس ایمان کی تفسیر یہ ہوئی کہ غیر اللہ کا قصد نہ ہو تو نفاق جو اس کا مقابل ہے اس کی تفسیر یہ ہو گی کہ غیر اللہ کا قصد ہو پس حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ جیسے ذکر سے توجہ الی اللہ بڑھتی ہے اسی طرح غناء سے توجہ الی غیر اللہ بڑھتی ہے اور یہ امر مشاہد ہے حتیٰ کہ اگر غناء کے بعض افراد مباح بھی ہوں مگر اس کی کثرت میں بھی یہ خاصیت ضرور ہے باقی یہ کہ اس کا نام نفاق رکھا کفر یا شرک نہیں رکھا تو اس کی وجہ تشبیہ خاص ہے کہ جیسے نفاق میں اظہار ہوتا ہے ایمان کا اور اخفاء ہوتا

ہے کفر کا اسی طرح یہاں اظہار ہے توجہ الی اللہ کا اور ابطان ہے توجہ الیٰ غیر اللہ کا)

**فائدہ:** اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر اس میں غور کیا جائے تو کوئی سماع کا شغل نہ کرے گو کوئی مفتی اباحت ہی کا فتویٰ دے دے کیونکہ اصل سرمایہ صوفی کا یہ توجہ الی اللہ ہے اور سماع کے شغل سے وہی برباد ہو جاتا ہے اس کے بعد دوسری بحث اس کے جواز و عدم و جواز و شرائط جواز کی ہے احقر نے اس کی کافی تحقیق اپنے رسالہ حق السماع اور رسالہ السنتہ الجلیہ میں کر دی ہے باقی بعض روایات میں جو نکاح وغیرہ کے موقع پر وارد ہوا ہے یا بعض اہل طریق سے منقول ہے وہ شغل نہیں ہے شرائط کی رعایت کے ساتھ احیاناً منقول ہے وہ مضر نہیں جیسے کوئی تیز دوا یا غذا مصلح کے ساتھ گاہ گاہ استعمال کی جائے اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا لیکن اگر کثرت کرے وہ مصلح بھی اثر کے لئے مانع نہیں ہو سکتا آگے حرف فا کی اول حدیث میں جو نکاح میں دف اور صوت کی اجازت آتی ہے اس سے تعارض کا شبہ بھی رفع ہو گیا۔

## حرف الفاء

## غناء کی اباحت پر استدلال کا ابطال

**۵۷۸- حدیث:** حلال و حرام (یعنی نکاح و زنا) کے درمیان فرق یہ ہے کہ نکاح میں دف اور صوت ہوتی ہے (مراد اعلان ہے کہ عادۃً و شرعاً نکاح میں ہوتا ہے اور زنا میں نہیں ہوتا اور مقصود اس عادت کی ترغیب ہے یعنی نکاح میں اعلان ہونا چاہئے جس کا ادنیٰ درجہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا سننا ہے۔

**فائدہ:** بعض نے صوت کو غنا پر محمول کر کے اس سے غنا کی اباحت پر تمسک کیا ہے لیکن اول تو اس کی کوئی دلیل نہیں ممکن ہے صوت سے مراد نکاح کے سامان میں بول چال کرنا ہو کہ اکثر ایسی تقریبات میں بول چال بلند آواز سے کرنے کی عادت ہے کما ذھب الیہ الحفنی حیث قال و الصوت ای رفع الصوت فی قضاء حوائج النکاح و لیس المراد رفع الصوت بالتغنی اذا التغنی

مذموم لامطلوب اھ اور اگر غناء مراد مان لیا جائے تو مطلق غناء کی اباحت سے ہر غناء کی اباحت لازم نہیں آتی پس جس غناء میں مفاسد مانعہ جواز پائے جائیں گے اس کی اجازت نہ ہوگی نیز چونکہ علت نہی کی مفاسد ہیں تو اگر کسی خاص طرز سے ضرب دف میں وہ مفاسد پائے جائیں گے تو دف سے بھی منع کر دیا جائے گا اس لئے فقہاء نے دف میں تطریب کو منع فرمایا ہے صرف اس پر بلا کسی قانون کے ہاتھ مار دینا اعلان کے لئے مباح ہے اور اصل مطلوب اعلان ہے خواہ کسی طریق جائز سے ہو مثلاً غربال ہی بجا دینے سے ہو یا زبانی اعلام عام کے واسطے سے ہو۔

## اولیاء کی نرمی سختی میں معترضین کی غلطی

۵۷۹- **حدیث:** آسمان میں دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک سختی کی فرمائش کرتے ہیں اور دوسرے نرمی کی (یہ فرمائش دونوں جگہ یا حقیقت ہے کہ من جانب اللہ جس خدمت پر مامور کئے جاتے ہیں اس میں اپنے اعوان کو شدت یا نرمی کا امر فرماتے ہیں کیونکہ وہ خود وحی سے ایسے ہی خدمات پر مامور کئے جاتے ہیں جس میں شدت یا نرمی مقتضائے حکمت ہوتی ہے اور یا یہ کہ کنایہ ہے ان کے طبائع کی فطری شدت ولین سے جس میں انتقال ہوتا ہے معنی حقیقی ملزوم سے لازم کی طرف گو معنی حقیقی یعنی امر کا تحقق نہ ہو جیسے طویل النجاد سے انتقال ہوتا ہے طول قامت کی طرف گو نجاد کا تحقق بھی نہ ہو) اور دونوں صواب پر ہیں (کیونکہ وہ مواقع اسی کے مناسب ہوتے ہیں)۔

ان میں ایک جبرئیل علیہ السلام ہیں (جو اکثر نزول عذاب وغیرہ کے انتظام کے لئے مامور ہوتے ہیں) اور دوسرے میکائیل علیہ السلام ہیں جو اکثر بارش وغیرہ کے اہتمام کے لئے مامور ہوتے ہیں) اور (جیسے ان دوشانوں کے دوفرشتے ہیں اسی طرح ان ہی دوشان کے) دو نبی ہیں ایک نرمی کا امر فرماتے ہیں دوسرے شدت کا (اس میں بھی وہی دونوں احتمال ہیں) اور دونوں صواب پر ہیں (اس لئے کہ اگر وحی سے ایسا کرتے ہیں تو وحی کا صواب قطعی ہونا ظاہر ہے اور اگر اجتہاد سے ایسا کرتے ہیں تو جب تک اجتہاد سے وحی مانع نہ ہو تو وہ اجتہاد بھی واجب العمل ہے) اور وہ (دو نبی) ابراہیم

علیہ السلام اور نوح علیہ السلام ہیں (کہ اول آمر باللین ہیں اور دوسرے آمر بالشدت) اور (ان ہی دو شان کے) میرے دو صحابی ہیں ایک نرمی کا امر کرتے ہیں اور دوسرے شدت کا (اور) وہ (دونوں) ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں (جن کی نرمی و شدت معلوم و مشہور ہے)۔

**فائدہ:** حفنی نے فرمایا ہے کہ مقصود اس حدیث سے اس طرف اشارہ فرمانا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں انبیاء علیہ السلام اور ملائکہ علیہم السلام کے اوصاف میں سے ایک ایک وصف کے ساتھ موصوف ہیں اور دونوں مصیب ہیں کیونکہ شدت اس موقع پر ہے جہاں لین مناسب نہیں اور لین ایسے موقع پر ہے کہ وہاں شدت مناسب نہیں اھ میں کہتا ہوں کہ ابھی مدلول حدیث کا صاف نہیں ہوا کیونکہ اصابت کی جو علت انہوں نے بیان کی ہے اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اس تقریر پر پھر اختلاف شان کی کیا وجہ کیونکہ شدت کے موقع پر سب ہی کو شدت کی ضرورت ہے اور نرمی کے موقع پر سب ہی کو نرمی کی ضرورت ہے اس لئے میرے نزدیک تقریر مقام کی یہ ہے کہ اس میں تو سب متفق ہیں کہ نرمی کے موقع پر نرمی کی جائے اور شدت کے موقع پر شدت مگر اختلاف اس میں ہے کہ ایک ہی موقع میں اختلاف طبائع سے اس میں اختلاف رائے ہو جاتا ہے کہ یہ موقع نرمی کا ہے یا شدت کا جیسے اساری بدر کا واقعہ ایک ہی واقعہ ہے مگر حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی رائے فدیہ و قتل میں مختلف ہو گئی اور ایسا اختلاف محل اجتہاد میں ہو سکتا ہے تو شیخین کا اختلاف یقیناً اسی قسم کا ہو سکتا ہے باقی عیمین یا ملکین کا اختلاف اگر وہ بھی اجتہاد فرماتے ہوں تب تو یہ تقریر وہاں بھی جاری ہو سکتی ہے اور اگر وہ اجتہاد نہ فرماتے ہوں بلکہ ان کا ہر اختلاف وحی سے مسبب ہو تو تشبیہ کا مقصود مطلق اختلاف ہوگا خاص اختلاف نہ ہوگا اور تقریر یہ ہوگی کہ شیخین کے ان اوصاف پر اعتراض و شبہ نہ کیا جائے کیونکہ سنت الٰہیہ جاری ہے کہ مقبولین کا رنگ مختلف بنایا ہے سو اصحاب وحی کے رنگ کا اختلاف تو وحی کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے اور غیر اصحاب وحی کے رنگ کا اختلاف اجتہاد کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے اب وہ سوال باقی نہیں رہا اور یہاں سے اختلاف مذاق اولیاء کے متعلق بڑا مسئلہ طے ہوا کہ اسی طرح اولیاء کے

مزاج مختلف ہوتے ہیں اور اس اختلاف پر بعض نادان اعتراض کیا کرتے ہیں مثلاً یہ کہ کیسے بزرگ ہیں کہ فلاں امر ثقیل پر سختی نہیں کی یا کیسے بزرگ ہیں کہ فلاں امر خفیف پر سختی کرنے لگے۔ اس حدیث سے ان معترضین کی غلطی واضح ہوگئی جس کا حاصل یہ ہے کہ نیت سب کی اصلاح ہی ہے آگے مزاج کے اختلاف سے رائے کا اختلاف ہو جاتا ہے ایک کے نزدیک نرمی طریقہ ہے اصلاح کا دوسرے کے نزدیک سختی طریقہ ہے اصلاح کا۔ مجھ کو اس مقام پر مولانا محمد علی مونگیری خلیفہ مولانا شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہما کا مقولہ یاد آ گیا فرماتے تھے کہ بعض لوگ مولانا پر تیز مزاجی کا اعتراض کرتے تھے یوں نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے اپنے بندوں کو مختلف المزاج پیدا کیا ہے پھر اس کے بعد بعض کو مقبول بنا دیا تو مقبولیت کے بعد مزاج فطری تو نہیں بدلتا اس لئے بعض مقبولین نرم ہوتے ہیں بعض تیز ہوتے ہیں آھ۔

## صوفیہ کی بصیرت اور اعمال کے حدود

۵۸۰- **حدیث:** وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے اور ہر چیز میں اسراف ہوتا ہے۔

**فائدہ:** اسراف کی حقیقت ہے حدود سے تجاوز اور شریعت نے ہر چیز کے حدود مقرر کر دیئے ہیں ان حدود سے جب تجاوز ہوگا اسراف ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ وضو جو کہ عبادت ہے جس کے متعلق یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ عبادت تو امر مطلوب ہے اس میں جتنی بھی زیادتی ہو جائے وہ عبادت میں ترقی ہے تو اس میں کیا حرج ہے اس لئے تمثیل میں وضو کا ذکر فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ چونکہ ایک واقعہ میں وضو ہی کی نسبت پوچھا گیا تھا اس لئے وضو کا ذکر کیا گیا وہ واقعہ سوال و جواب کا ابن ماجہ میں مذکور ہے کما فی جمع الفوائد باب الاستنشاق عن ابن عمرو بن العاص اور ہر حال میں مبتنی کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ عبادت ہے مگر اس کے حدود میں مثلاً ہر عضو کو تین بار دھونا یہ حد ہے اسی طرح ایک بار وضو کر کے دوسری بار وضو کرنا اس کے لئے ایک حد ہے کہ پہلے وضو سے کچھ عبادت ادا کر لی ہو پس چوتھی بار قصداً کسی عضو کا دھونا یا بلا کسی فصل کسی عبادت کے

دوسری بار وضو کرنا یہ حد سے تجاوز اور اسراف ہوگا اور راز اس میں یہ ہے کہ ہر چیز اپنی خاصیت کے لئے مطلوب ہے اور خاصیت کے ترتب کے خاص شرائط ہوتے ہیں حدود بھی منجملہ شرائط ہیں پس حدود سے تجاوز کرنے میں وہ خاصیت ظاہر نہ ہوگی تو وہ مفید نہ ہوگی اس لئے کالعدم ہوگی جیسے نسخہ میں اجزاء دوائیہ کے خاص اوزان ہوتے ہیں اگر کوئی یہ سمجھ کر کہ جب تین ماشہ میں یہ فائدہ ہے تو ایک تولہ میں زیادہ نفع ہوگا مقدار دوا کی بڑھالے ظاہر ہے کہ وہ نفع مرتب نہ ہوگا عجب نہیں کہ مضر ہو جائے پس اس حدیث میں اس غلطی کا رفع ہے کہ اکثر لوگ اسراف کو اموال کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں پس یہ لوگ جب بعض اکابر (المراد بہ مراد مولانا فرید الدین والد مولانا رفیع الدین ناظم مدرسہ دار العلوم دیوبند یہ فی ابتدءہا منہ ۱۲) کی حکایت سنتے ہیں کہ ان سے کوئی کلام کرتا تو وہ نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا دو قسم کے لوگ ہیں کہ بعض کو تو پہچانتا ہوں تو ان کی آواز بھی پہچانتا ہوں اور جن کی آواز نہیں پہچانتا تو ان کی صورت بھی نہیں پہچانتا تو نگاہ اٹھا کر دیکھنا ایک فضول حرکت ہے تو ایسی حکایات سن کر اس کو غلو پر محمول کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں خود نگاہ اٹھانے کی ایک ایسی قسم کی ممانعت موجود ہے جو ظاہراً مباح ہے چنانچہ ارشاد ہے **لاتمدن عینیک الی ما متعنابه ازواجاً منهم الایة** نیز یہ معترض بھی غالباً کثرت کلام کو مکروہ سمجھتے ہوں گے تو کلام اور نظر میں فرق کیا ہے **ویوئده ما حکی القشیری عن داؤد الطائی انه دخل علیه بعضهم فجعل ینظر الیه فقال اما علمت انهم کانوا یکرهون فضول النظر کما یکرهون فضول الکلام** و پس اس حدیث میں یہ بات بتلا دی گئی کہ جس طرح اموال میں اسراف ہوتا ہے اسی طرح اعمال میں بھی حتیٰ کہ طاعات میں بھی اس لئے وضو کی تمثیلاً یا اقتضاء للمقام ذکر فرمایا اور تعیم حکم کے لئے فی کل شئی اسراف بھی فرما دیا البتہ جو چیزیں بالذات مطلوب ہیں ان میں کوئی حد نہیں جیسے ایمان کہ ہر حال میں ہر وقت میں ہر درجہ میں مطلوب ہیں اسی لئے عزیزی نے یہ قید لگائی کہ یتاتی فیہ الاسراف اور ان حدود کو حضرات صوفیہ سب

سے زیادہ سمجھتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات عبادات زائدہ سے منع کر دیتے ہیں جو اہل ظاہر کو تعجب میں ڈال دیتا ہے مگر وہ بصیرت سے تجویز کرتے ہیں۔

## حرف القاف

## موت کی عقلی محبت کافی طبعی محبت وافی ہے

۵۸۱- **حدیث:** اللہ تعالیٰ نے (حدیث قدسی میں) ارشاد فرمایا کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے میں اس سے ملنے کو محبوب رکھتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنے کو ناگوار سمجھتا ہے تو میں اس سے ملنے کو ناگوار سمجھتا ہوں اور ایک حدیث میں اس مضمون کے بعد یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے یا آپ کی بیبیوں میں سے کسی بی بی نے عرض کیا کہ ہم موت کو ناگوار سمجھتے ہیں اور حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے (جیسا کہ اس حدیث کے اخیر میں مذکور ہے) کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے سے قبل موت ہوتی ہے (تو اللہ تعالیٰ کی لقاء کی رغبت کے لوازم میں سے ہے کہ موت سے کراہت و ناگواری نہ ہو جب اس سے ناگواری ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ سے ملنے سے رغبت نہ ہوگی تو پھر ہم میں کوئی بھی ایسا نہ ہوا جس کو حب لقاء حق نصیب ہو تو اس بناء پر ہم سب خسارہ میں ہوئے) حضور نے فرمایا کہ یہ بات (اس طرح) نہیں بلکہ (واقعہ یہ ہے کہ) جب مومن کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو اس کو حق تعالیٰ کی رضامندی اور (مومن کے لئے جو) سامان کرامت (اس نے مہیا فرمایا ہے اس) کی بشارت دی جاتی ہے پس (اس وقت) اس (مومن) کے نزدیک آگے آنے والے عالم سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی اس لئے وہ حق تعالیٰ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اور حق تعالیٰ اس کے ملنے کو محبوب رکھتے ہیں اور جب کافر کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو اس کو حق تعالیٰ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے پس (اس وقت) اس (کافر) کے نزدیک آنے والے عالم سے زیادہ کوئی چیز ناگوار نہیں ہوتی اس لئے وہ حق تعالیٰ سے ملنے کو ناگوار سمجھتا ہے اور حق تعالیٰ اس سے ملنے کو ناگوار سمجھتے ہیں۔

**فائدہ:** بہت سے بزرگوں نے اس رغبت وکراہت کی یہ تاویل کی ہے۔

**احب عبدی لقاء ی بان عمل عمل الحب لمحبوبه عند لقاء ه و ذالک بامتثال الاوامر والنوا هی احببت لقاء ه ای هیئات له الا کرام العظیم کما یهئی المحب لمحبوبه الشئی العظیم اذاجاء ه فلیس المراد من الحدیث ان الانسان یحب الموت اذا لطبع البشری جبل علی حب الحیوٰة الاماقل و کره لقائی بان عمل من یکره لقاء شخص و ذلک بارتکاب المعاصی کذا قال الحفنی و نحوه قول العزیزی.**

جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ رغبت وکراہت عقلی ہے لیکن دوسری روایت میں جو جواب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حب وکراہت طبعی ہے مگر موت کے قریب ہے ممکن ہے کہ جواب مذکورہ بالا کے وقت اس دوسری روایت پر نظر نہ ہو تو حاصل مقام یہ ہوا کہ حالت حیات میں حب طبعی ہونا لوازم میں سے نہیں گو بعض کو میسر ہو جائے اور قرب موت میں لازم ہے تو بزرگوں سے جو دونوں حالتیں منقول ہیں موت سے خوف طبعی بھی اور حب طبعی بھی دونوں میں سے کوئی حالت نقص کی نہیں اور طبعی نور علی نور ہے۔

## ان اہل نسبت کی شان جو اہل افادہ نہیں ہیں

**۵۸۲- حدیث:** اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو لوگ میری عظمت کی وجہ سے باہم محبت رکھتے ہیں (یعنی ان میں سے ہر شخص دوسرے کے ساتھ اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے جو باعظمت ہے اور ایسے باعظمت سے تعلق رکھنے والا قابل محبت کے ہے مطلب یہ کہ نسبت مع اللہ سبب ہے محبت کا جس کا حاصل حب فی اللہ کی اعلیٰ قسم ہوئی کیونکہ اس کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ مدار محبت اعمال صالحہ ہوں اور نسبت مع اللہ سب اعمال میں اعلیٰ ہے اس لئے اس بنا پر جو محبت ہوگی وہ حب فی اللہ کی اعلیٰ قسم ہوگی) ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء وشہداء رشک (یعنی تمنا) کریں گے (کہ کاش ہماری بھی یہی حالت ہوئی گو نبوت وشہادت کا درجہ اس

سے بھی بڑا ہے مگر یہ تمنا ایک خاص وجہ سے ہوگی کہ یہ لوگ مشقت حساب سے بچے ہوں گے اور حضرات انبیاء علیہم السلام سے گو خود ان کے متعلق کوئی حساب نہ ہوگا مگر امت کے معاملہ کے متعلق سوال وارد ہے اور شہداء سے بھی گو حساب نہ ہوگا لیکن بعض ریاکار شہداء کے محاسبہ کو دیکھ کر مخلص شہداء کو بھی خوف حساب ہوگا اور یہ جماعت جس کا ذکر متن حدیث میں ہے حساب اور خوف حساب دونوں سے محفوظ ہوگی جیسا کہ شرح کی حدیث میں وارد ہے اور اس میں اس کی بھی تصریح ہے کہ یہ لوگ انبیاء وشہداء سے درجہ میں کم ہوں گے اور بناء غبطہ کی بھی تصریح ہے کہ ان کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور گو آیت میں خوف کی نفی جمیع مقبولین کے لئے عام ہے مگر خاص ان کے حق میں آیت کی تلاوت فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ نفی خوف کے دو درجے ہیں ایک خاص خوف کی نفی ایک مطلق خوف کی نفی تو پہلے درجہ کے اعتبار سے تو اس کے مصداق سب مقبولین ہیں مگر دوسرے درجہ کے اعتبار سے اس کے مصداق صرف بعض ہیں آپ نے اس دوسرے درجہ کے اعتبار سے آیت کی تلاوت فرمائی)۔

**فائدہ: ۱**— جو صفت اس جماعت کی متن اور شرح کی حدیث میں فرمائی گئی ہے اس کا مصداق صاف طور پر صوفیہ کی وہ خاص جماعت معلوم ہوتی ہے جو اہل نسبت ہیں مگر گمنام ہیں اور غلبہ عشق سے اپنے کام میں لگے ہیں افادہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں رکھتے اور اس لئے صاحب سلسلہ نہیں کیونکہ اگر صاحب سلسلہ ہوتے تو ان سے ان کے تابعین کے متعلق سوال ہوتا جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام سے ہوگا پس یہ جماعت گو فضیلت میں اول درجہ نہیں مگر بے خطر ہیں اسی لئے بعض حضرات سے اس حالت پر مسرت منقول ہے کما قیل۔

احمد تو عاشقی بمشیخت تراچہ کار　　　دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد

کما قیل

عاشقاں را با قیامت روز محشر کار نیست　　　عاشقاں را جز تماشائے جمال یار نیست

پس مدار فضیلت کا اجراء سلسلہ پر نہیں گو افضیلت اس میں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو وہ عطا کیا جو اس کے مناسب ہے پس ایسی جماعت سے بھی محبت رکھنا چاہیے

اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتے۔

تتمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میری محبت ایسے لوگوں کے لئے واجب اور لازم ہو چکی (یعنی اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ مجھ کو ان سے محبت ہے) جو میرے لئے باہم محبت کرتے ہیں اور جو میرے لئے باہم ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں (تاکہ ایک کو دوسرے سے علمی نفع ہو) اور جو میرے لئے باہم ایک دوسرے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

**فائدہ:** تحابب تو ان میں اور مذکورین حدیث سابق میں مشترک ہے اس کے بعد دوسرے صفات ان میں مابہ الامتیاز ہیں جن کا حاصل باہم تعلقات افادہ کا جاری ہونا ہے کیونکہ باہم بیٹھنا اور باہم ملنا اور ایک دوسرے کو کچھ دینا بدوں تعلقات کے نہیں ہوسکتا اور تعلقات جو دین میں مقصود ہیں وہ افادات دینیہ کے لئے ہیں اسی بنا پر علامہ حفنی نے متجالسین کی شرح میں کہا ہے لنحو علم اور قرآن بخلاف محبت کے کہ بعید سے بھی ہوسکتی ہے اور اس کے لئے افادہ بھی لازم نہیں چنانچہ ظاہر ہے اور اس کی بھی وہی فضیلت ہے چنانچہ مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ میں شیخین کی روایت سے حدیث ہے

**عن ابن مسعود قال جاء رجل الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق بھم فقال المرء مع من احب** ۱ھ

پس حاصل اوصاف اس جماعت کا باہمی افادہ واستفادہ ہو۔ اس اعتبار سے ان کی شان جماعت سابقہ کی شان کے مقابل ہوئی اور یہ تقابل افادہ وعدم افادہ باعتبار غلبہ کے ہے یعنی ایک پر شان افادہ کی غالب ہے دوسرے پر غالب نہیں اور ظاہر ہے کہ جماعت اہل افادہ غیر اہل افادہ سے افضل ہوگی پس یہ جماعت پہلی جماعت سے افضل ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ تعلقات میں خطرات بھی ہوتے ہیں پس دونوں جماعتوں کا مجموعہ اس شعر کا مصداق ہے

بدریا در منافع بے شمار ست　　　اگر خواہی سلامت برکنار ست

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جدا حالت اور جدا استعداد بنائی ہے ہر ایک کے لئے خاص شان اس کے مناسب اور قرین مصلحت وحکمت ہے ولنعم مادیل۔

بگوش گل چہ سخن گفتہ کہ خنداں ست          بعندلیب چہ فرمودہ کہ نالاں ست

اور بعض جماعتیں خاص خاص وقت میں دونوں شانوں کی جامع ہوتی ہیں چنانچہ علامہ حفنی نے متجالسین کی شرح میں ایک عارف کی حکایت لکھی ہے۔

کان بعض العارفین الملازم للخلوة فجائه بعض افراده خرج له و جالسه و تحدث معه ثم یقول له ماخرجت لک الالعلمی بانه افضل من خلوتی لا نه ید خلنا فی سلک المتجالسین فی الله ٥١

## فجر وعصر کے بعد ذکر کا اہتمام خاص

**۵۸۳- حدیث:** اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابن آدم تھوڑی دیر بعد فجر اور بعد عصر میرا ذکر کرلیا کر میں ان دونوں کے درمیان (یعنی فجر سے عصر تک اور پھر عصر سے فجر تک جس میں سارا ہی دن اور رات آ گئی) تیرے لئے کافی ہو جاؤں گا (یعنی ہر قسم کی صلاح وفلاح بدوں اکتساب تجھ کو عنایت کروں گا یعنی طرفین کی درستی سے وسط کو میں خود درست کردوں گا)۔

**فائدہ:** اکثر اہل طریق کا معمول ہے کہ ان دونوں وقتوں میں خلوت اور ذکر کا خاص اہتمام ورعایت رکھتے ہیں پھر ان میں سے بھی فجر کے بعد اہتمام میں فقہاء ومجتہدین بھی خصوصیت کے ساتھ متفق ہیں چنانچہ امام مالک سے مدونہ میں منقول ہے کہ فرض فجر کے بعد طلوع شمس تک باتیں کرنا مکروہ ہے میں نے نافع مولیٰ ابن عمر اور موسیٰ بن میسرہ اور سعید بن ابی ہند کو دیکھا کہ نماز فجر کے بعد تھوڑی دیر بیٹھتے تھے (جیسے اب بھی نماز اور دعا کے درمیان اوراد کا معمول ہے) پھر ذکر کے لئے متفرق ہو جاتے تھے اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے بات چیت نہ کرتے تھے یعنی ذکر اللہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اھ (صفحہ ۱۱۹ جلد ۱) اور درمختار میں کہا گیا ہے کہ بعد نماز فجر کے طلوع شمس تک اور بعض نے کہا ہے کہ آفتاب بلند ہونے تک بات چیت کرنا مکروہ ہے (صفحہ ۳۹۶ جلد ۱)

## جذبات حق کی بابت قول کی اصل

**۵۸۴- حدیث:** تھوڑی توفیق زیادہ عقل سے بہتر ہے (کیونکہ اگر عقل ہو اور

توفیق نہ ہو تو اس عقل سے بھی منتفع نہیں ہو سکتا مثلاً خیر و شر کی عقل ہے لیکن بدوں توفیق کے نہ خیر کو حاصل کر سکتا ہے نہ شر سے بچ سکتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ توفیق بھی ہو گو عقل کامل نہ ہو مگر ضروری درجہ بھی اس کا نافع ہوتا ہے کہ اس خیر کو حاصل کرے گا اور شر سے بچے گا) اور صرف امر دنیوی میں عقل موجب مضرت ہے (کیونکہ اس سے انہماک فی تحصیل الدنیا پیدا ہوگا جیسا کفار یا اشباہ کفار کی حالت دیکھی جاتی ہے) اور امر دین میں عقل موجب مسرت ہے (کیونکہ اس سے دین حاصل کرے گا جو اصلی مسرت ہے)۔

**فائدہ:** یہ اس مضمون کی اصل ہے جو صوفیہ میں مشہور ہے جذبۃ من جذبات الحق خیر من عمل الثقلین اس جذبہ کا حاصل وہی توفیق ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل اللہ کا دنیا کے نشیب و فراز و تدبیرات دقیقہ سے واقف نہ ہونا علامت نقص عقل نہیں بلکہ کمال عقل مقصود ہے۔

## خاص بندوں پر راز تقدیر ظاہر ہونے کا امکان

**۵۸۵- حدیث:** تقدیر کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے سو اللہ تعالیٰ کے راز کو افشا مت کرو (اگر تم اس پر مطلع بھی ہو جاؤ تب بھی عام طور پر اس کو ظاہر مت کرو)۔

**فائدہ:** اگر یہ حدیث ثابت ہو تو اس سے دو امر مستفاد ہوتے ہیں ایک مفہوماً ایک منطوقاً اول یہ کہ مسئلہ قدر کا بعض پر منکشف ہو سکتا ہے ورنہ افشاء سے نہی کی حاجت نہ تھی جب انکشاف نہ ہوتا تو اظہار ہی پر قدرت نہ ہوتی پھر نہی کی کیا حاجت تھی یعنی ایسا انکشاف کہ صاحب انکشاف کو اس میں شبہ و وسوسہ نہ ہو بالکل قناعت و اطمینان ہو جائے گو اجمالاً ہی ہو اور بزرگوں نے جو فرمایا ہے کہ دنیا میں اس کا انکشاف ممتنع ہے مراد اس سے کہنہ تفصیلی ہے پس کوئی تعارض نہیں بلکہ کہنہ تفصیلی کے انکشاف کو بعض نے آخرت میں بھی ممتنع کہا ہے بہر حال انکشاف اجمالی مقنع دنیا میں بھی ممکن ہے ثانی جو منطوقاً حدیث کا مدلول ہے یہ کہ بعد اطلاع کے اس کا افشائے عام جائز نہیں اور اس عدم جواز کی وجہ یہ نہیں کہ اس کے حق ہونے میں کوئی امر واقع میں موجب اشکال ہے حقائق مامور بہا میں ایک

حقیقت بھی ایسی نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقول متوسط کو اس میں ایسے اشکالات پیدا ہوتے ہیں کہ ان کے حل کے لئے بیان کافی نہیں بلکہ نور بصیرت کی ضرورت ہے جو عامہ میں مفقود ہے۔ اس لئے ان کو اس میں شبہات پیدا ہوں گے اور اندیشہ گمراہی کا ہے اس لئے عامہ کو اعتقاد اجمالی کا امر کیا جائے گا اور خوض سے نہی کی جائے گی حاصل یہ کہ معروف میں نقص نہیں عارف میں نقص ہے جیسے قرآن مجید محل ریب نہیں کفار محل ریب ہیں۔ اسی بناء پر قرآن مجید کے حق میں لاریب فیہ فرمایا ہے اور کفار کے حق میں ان کنتم فی ریب فرمایا جیسا اسی حکمت نقص فہم کے سبب ارشاد ہوا ہے حدثوا الناس بما یعرفون اتریدون ان یکذب اللہ و رسولہ (فر) عن علی مرفوعا وھو فی (خ) موقوف (ح) کذا فی الجامع الصغیر حرف الحاء اور یہی حکم ہے اسماء تصوف کا چنانچہ کلام قوم میں منصوص ہے اور یہ حدیث اس کا ماخذ ہو سکتی ہے۔

## حرف الکاف

## تحفہ کی قدر دانی

۵۸۶- حدیث: آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ جو چیز اس کے سامنے پیش کی جائے اس سے ناخوش ہو (یہ عام ہے مہمانی کو اور ہدیہ کو جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ میزبان جو کھانا پیش کرے اس کو ناک مارتے ہیں اس کی بے قدری اور تحقیر کرتے ہیں)

فائدہ: اس حدیث پر پورے عامل حضرات صوفیہ ہیں کہ دوسرے شخص کی خدمت کی بے حد قدر کرتے ہیں اور جہاں رد ہدیہ میں خشونت کا شبہ ہوتا ہے اس کا سبب غیرت ہے جس کا منشاء مہدی کا تکبر ہے۔

## پسندیدہ و ناپسندیدہ شہرت

۵۸۷- حدیث: آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے۔

فائدہ: مراد وہ شہرت ہے جو اس کی خواہش سے ہو یا بلا خواہش ہو گئی تھی مگر اس

کو پسند ہواور اِس پر ناز کرے باقی جو منجانب اللہ اوراس کے ساتھ ہی یہ اپنے کو اس کا اہل نہ سمجھے اور عدم استحقاق کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے وہ مراد نہیں بلکہ یہ علامت ہے قبول عند اللہ کی کہ اپنے بندوں کے قلوب میں اس کی محبت پیدا کر دی۔

## اہل اللہ کے مصیبت میں مبتلا ہونیکی حکمت

**۵۸۸- حدیث:** جس طرح ہمارے لیے (یعنی جماعت انبیاء کیلئے) اجر مضاعف ہوتا ہے اسی طرح ہم پر بلا بھی مضاعف ہوتی ہے (جیسا ایک دوسری حدیث میں وارد ہے سب سے زیادہ اصحاب بلاء حضرات انبیاءؑ ہوتے ہیں پھران کے بعد جو (اپنے طبقہ میں) افضل ہو پھر وہ جوان کے بعد افضل ہو کذا فی العزیزی۔

**فائدہ:** پس اولیاء کا کسی تکلیف یا مرض میں مبتلا ہونا علامت ان کے بعد کی نہیں ہے بلکہ قرب کی ہے اور معیار اس کا تسلیم ورضا ہے اور دوا و تدبیر تسلیم ورضا کے منافی نہیں۔

## عالم کے قدیم ہونے کے بارے میں بعض جاہل صوفیہ کے منشاء غلط کی تحقیق

**۵۸۹- حدیث:** اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی

**فائدہ: ۱-** یہ نص ہے جمیع اجزاء عالم کے حدوث زمانی میں کیوں کہ قدم بالزمان میں اللہ تعالیٰ کے وجود کے ساتھ دوسرے کے وجود کی نفی صادق نہیں آتی اور چونکہ حدوث بالزمان مستلزم ہے حدوث بالذات کو بھی اس سے اس پر بھی دلالت ہوگئی اور اس حدیث میں رد ہے ان مدعیان تصوف پر جو باتباع فلاسفہ کے عالم کے قدم بالزمان کے قائل ہیں اور اعیان ثابتہ کے قدم سے جس کے صوفیہ قائل ہیں خود دھوکہ میں پڑ گئے یا دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ اعیان ثابتہ عالم کے وجود علمی الٰہی کا مرتبہ ہے عالم کے وجود حسی کوئی نام نہیں۔

**فائدہ: ۲-** اور یہی حدیث بخاری کتاب بدء الخلق میں بروایت عمران بن حصین ان لفظوں سے وارد ہے۔ قال (صلی اللہ علیہ وسلم) کان اللہ ولم یکن شئی

غیرہ و کان عرشه علی الماء اور تعجب ہے کہ باوجود صحیح بخاری میں ہونے کے کنوز الحقائق میں حدیث کو حاکم کی طرف کیوں منسوب کیا اور اسی کے ہم معنی دوسری حدیث کے الفاظ ہیں ولم یکن شیء معه اورده فی الفتح بقوله و فی روایة غیر البخاری ولم یکن شیء معه اور کسی چیز کی معیت منفی ہے تو قبلیت بدرجہ اولیٰ منفی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں صریح بھی وارد ہے کان الله ولم یکن شیء قبله (جمیع الفوائد)

فائدہ: ۳- بعض لوگوں کو ولم یکن شیء غیرہ کیساتھ وکان عرشہ علی الماء فرمانے سے دھوکہ ہو گیا ہے کہ اس وقت بھی موجود تھا تو اسکے قدم کے بھی قائل ہو گئے چنانچہ یہ دعویٰ میں نے خود سنا ہے اور یہ سب جہل ہے اس دھوکہ کو فتح الباری میں اس طرح دفع کیا گیا ہے۔

ویکون قوله و کان عرشه علی الماء معناه انه خلق الماء سابقا ثم خلق العرش علی الماء وقد وقع فی قصة نافع بن زید الحمیری بلفظ کان عرشه علی الماء ثم خلق القلم فقال اکتب ما هو کائن ثم خلق السموٰات والارض وما فیهن فصرح بترتیب المخلوقات بعد الماء والعرش اه وقال الحافظ مجد اسطو حکی ابو العلاء الهمدانی ان للعلماء قولین فی ایهما خلق اولا العرش او القلم قال والاکثر علی سبق خلق العرش واختار ابن جریر ومن تبعه الثانی اه

فائدہ: ۴- لاشئی کے عموم میں روح بھی آ گئی پس اس کا قدم بھی باطل ہو گیا اس میں بھی بعض کو غلطی ہو گئی اس لئے تنبیہ کر دی گئی قشیریہ میں امام ابو اسحٰق اسفرائنی کی تقریر سے روح کے مخلوق ہونے کا مسئلہ سنکر ابو القاسم نصیر آبادی کا قبول کرنا مذکور ہے نیز اوسی میں ہے قال الواسطی "ما احدث الله شیئا اکرم من الروح صرح بان الروح مخلوقة (فصل فی بیان اعتقاد هذه الطائفة فی مسائل الاصول قریب ختم)

## حرف اللام

## اشاعت طریقت میں حرص کی فضیلت

۵۹۰- حدیث: اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں کسی ایک شخص کو ہدایت فرما دے

ہ تیرے لئے تمام ان چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے۔

**فائدہ:** اس سے مشائخ کے اس مقولہ کی اصل نکلتی ہے کہ شیخ کو اشاعت طریق پر رِیص ہونا چاہئے اور اصل یہی ہے اور جن بزرگوں پر شان افادہ غالب نہیں ہے۔ وہ ایک عارض سے ہے اور وہ عارض غلبہ عشق ہے اس کی تحقیق حرف قاف حدیث قال اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی کی شرح میں گذر چکی ہے پس دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔

## بہ شرط اعتقاد شیخ حق رسیدہ مگر غیر کامل بھی نافع ہوتا ہے

۵۹۱- **حدیث:** اگر تم میں کوئی شخص کسی پتھر کے بارہ میں اپنا گمان نیک کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے نفع پہنچا دیتے ہیں

**فائدہ:** پتھر سے مراد مجازاً وہ شخص ہے جو دین میں نافع ہونے کی اہلیت نہیں رکھتا مگر دین میں مضر بھی نہیں جیسے ہادی محق غیر محقق کہ محق ہونے کے سبب مضر تو نہیں مگر محقق نہ ہونے کے سبب نافع بھی نہیں اور نفع کی دو قسمیں ہیں ایک نفع ارشاد دوسرا نفع اعتقاد مراد یہاں نفع اول نہیں کہ وہ موقوف ہے ہادی کے محقق ہونے پر بلکہ دوسرا نفع مراد ہے چنانچہ حدیث میں حسن ظن اس طرف مشیر قریب بصریح ہے پس مقولہ مشہورہ پیر من خس ست اعتقاد من بس ست گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے مگر مجمل ہے اس شرح کا محتاج ہے جو میں نے کی ہے اور بدوں اس شرح کے اس میں متعدد غلط فہمیوں کا اندیشہ ہے بعض غلط فہمیوں کے لئے اپنے رسالہ تعلیم الدین باب پنجم موانع طریق فصل دوم کے اخیر سے ایک عبارت اس مقولہ کے متعلق نقل کرتا ہوں کہ اس سے بے شرع پیر مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر پیر بہت بڑے درجہ کا کامل نہ ہو مگر شرح کے خلاف بھی نہ ہو تو یوں سمجھے کہ اگرچہ ان سے بڑھ کر اور کامل ہوں مگر میرے لئے یہی کافی ہیں اور میرا اعتقاد مجھے مقصود تک پہنچا دیگا اھ۔

## حرف المیم

## محفل میں جب کوئی بات کرتا ہو تو دوسرا خاموش رہے

۵۹۲- **حدیث:** نہیں بیٹھے چند اشخاص کسی مجلس میں پھر ایک دوسرے

کیلئے (یعنی اس کے کلام کرنے کے وقت) خاموش نہ ہوا ہو مگر اللہ اس مجلس سے برکت کو سلب کر لیتا ہے۔

**فائدہ:** یعنی ادب جلیس کا یہ ہے کہ جب وہ کوئی کلام کرے بشرطیکہ معصیت نہ ہو تو دوسرا اس کے کلام کرنے تک خاموش رہے کہ اس میں اس کا اکرام اور دلجوئی ہے جو حقوق مجالست سے ہے یہ ادب صوفیہ میں نہایت کمال کے ساتھ پایا جاتا ہے خصوص شیخ کے کلام کے وقت اور اہل ظاہر میں بہت کم ورنہ اکثر دوسرے کی بات کو کاٹ کر بولنے لگتے ہیں حتی کہ استاد کی تقریر میں بھی خصوص مناظرہ میں **وفی العزیزی وفیہ ذم ما یفعلہ غوغاء الطلبۃفی المدرس الآن ۱۰**

## مردہ بات کرنیوالے کی بات اس سے اپنے تعلق کے لحاظ سے سنتا ہے

۵۹۳- **حدیث:** کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی شخص کی قبر پر گذرے جس کو دنیا میں پہچانتا ہو اور اس کو سلام کرے مگر وہ (میت) اس (سلام کرنے والے) کو پہچانتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ) اگر اس کو نہ پہچانتا ہو تو (صرف) سلام کا جواب دیتا ہے (پہچانتا نہیں)۔

**فائدہ:** اس حدیث سے مردہ کا ادراک اور سماع اور تکلم ثابت ہوا گو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے مگر اہل کشف کا مشاہدہ ہے اور حدیث میں اس کشف کی صحت کی تائید ہے لیکن اس سے ہر بات کا سننا یا سننے سے بڑھ کر کوئی امداد کرنا یہ ثابت نہیں ہوتا پس اہل غلو کے لئے اس میں گنجائش نہیں اور نفی سماع کی نصوص میں سماع کو سماع نافع پر محمول کیا جا سکتا ہے جیسا آیت میں کفار کو اموات کے ساتھ تشبیہ دینے سے اس حمل کی تائید ہوتی ہے کیونکہ مشبہ کا سماع حسی مشاہد ہے پس لامحالہ وجہ تشبیہ جو طرفین میں مشترک ہے سماع نافع ہی ہو سکتا ہے۔

## قرض لینے میں اہل اللہ کے مسالک کے اختلاف کی بناء

۵۹۴- **حدیث:** کوئی شخص ایسا نہیں جس کی نیت ادائے دین کی ہو مگر اللہ

تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد ہوتی ہے۔

**فائدہ:** یہی بشارت سبب ہوتی ہے بعض اہل اللہ کو قرض لینے کی جرأت پر مگر ضروریات میں نہ کہ فضولیات میں کیونکہ بلاضرورت قرض کرنے کی اجازت نہیں احادیث مع کا یہی عمل ہے اور بعض حضرات جو باوجود ضرورت کے بھی اس میں احتیاط کرتے ہیں ان کو اس بشارت میں شبہ نہیں لیکن بعض طبائع میں فطرۃً ایسے تعلقات سے تشویش ہو جاتی ہے جو اعمال میں بعض اوقات مضر ہوتی ہے اور مندوبات ومباحات یقیناً مشروط ہوتے ارتفاع موانع کے ساتھ اور ایسی تشویش مانع ہے (اس لئے احتیاط کرتے ہیں اور جن کو تشویش نہیں ہوتی ان کے نزدیک شرط متحقق ہے اس لئے وہ تو منع کرتے ہیں **وللناس فیما یعشقون مذاھب** ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر ست حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی پر پہلا رنگ غالب تھا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ پر دوسرا رنگ۔

## حلال مال یا کام سے عار کرنے میں وبال ہے

۵۹۵- **حدیث:** کوئی شخص ایسا نہیں جو حلال سے شرمائے مگر اللہ تعالیٰ اس کو حرام میں مبتلا فرماتا ہے۔

**فائدہ:** حدیث عموم الفاظ سے عام ہے ہر حلال کو جیسے حلال کی کمائی یا جیسے حلال عطیہ وہدیہ۔ بعض لوگ بعض مزدوریوں کو ذلت سمجھتے ہیں۔ بعضے لوگ کسی حلال ہدیہ کے قبول کرنے سے کسی وجہ سے مثلاً ہدیہ کو محقر سمجھ کر یا صاحب ہدیہ کو محقر سمجھ کر عار واستنکاف کرتے ہے تو اس تکبر کی سزا میں وہ حرام کی تعاطی میں اضطراراً واقع ہو جاتے ہیں حدیث میں اصلی مقصود اس کبر میں زجر فرمانا ہے بعضے درویشی کے مدعی ہو کر ایسی چیزوں کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور عموم الفاظ کی بناء پر عزیزی وحفنی نے اس میں نکاح حلال کو بھی داخل کر کے کہا ہے کہ اس سے شرمانا ابتلاء بالزنا کا سبب بن جاتا ہے۔

## نااہل پر علوم ظاہر کرنے اور اہل سے چھپانے کی مذمت

۵۹۶- **حدیث:** (علمی) مضمون کا اس کے اہل (یعنی قدردان وطالب)

سے روکنے والا (یعنی بخل کرنے والا) ایسا ہے جیسے اس مضمون کا نا اہل سے بیان کرنے والا (یعنی دونوں شخص اس مذمت میں شریک ہیں کہ انھوں نے اس مضمون کو ضائع کیا۔ اہل کو نہ پہنچنے میں تو اس کی ذات ضائع ہوئی کہ اس اخفاء کی بدولت مٹ جائیگا) اور نا اہل کو بتلانے میں اس کی قدر ضائع ہوئی کہ وہ اس کے حقوق ادا نہ کرے گا اور اس کو آلہ فساد و ترفع بنائے گا۔

**فائدہ:** اور یہ علوم زائدہ میں ہے جس سے عرفاً مقتداء و محقق سمجھا جاتا ہے علوم احکام میں نہیں کہ اس کی تبلیغ عام تو فرض ہے اور چونکہ عرفاً اس کو موجب فخر بھی نہیں سمجھا جاتا اس لئے اس میں احتمال آلہ فساد بنانے کا نہیں ہے یہاں سے دو قسم کے صوفیوں کی زبوں حالی مفہوم ہوتی ہے ایک وہ جو نکات تصوف عام مجالس میں بگھارتے ہیں ایک وہ جو طالبان صادق سے بھی ضروری افادات میں دریغ کرتے ہیں تا کہ ان کے علمی کمال میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو جائے جیسے بعض طلبہ بھی اپنے اساتذہ کی تقریرات کو دوسروں سے چھپاتے ہیں تا کہ عام نظروں میں ان کی شان تفرد ظاہر ہو۔

## شیخ ایسی اشیاء کی تجارت نہ کرے جن کا تعلق طالبین سے ہو

۵۹۷- **حدیث:** سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ صاحب حکومت اپنی رعیت میں تجارت کرے۔

**فائدہ:** عزیزی نے اس کو مقید کیا ہے اس چیز کے ساتھ جس کی حاجت عام ہو کیونکہ اور لوگ اس کی تجارت کرتے ہوئے ڈریں گے اور اس سے عام لوگوں پر اس چیز میں تنگی ہوگی اور حفنی نے اس کو عام کہا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس سے معاملہ کرتے ہوئے لوگوں کو دینا پڑے گا اور اس سے تنگی ہوگی نیز اس میں ایک خود غرضی کی بھی صورت ہے اگر ایسی تجارت کے متعلق کوئی قانون مقرر کیا جائے خواہ اسمیں رعایا کی کیسی ہی مصلحت مضمر ہو مگر عام طور سے یہی شبہ ہوگا کہ اپنے نفع کے لئے ایسا کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اسی علت کے اشتراک سے صاحب افادہ کو بھی ایسی

چیزوں کی تجارت مناسب نہیں جن کا اہل استفادہ سے تعلق یا دخل ہے مثلاً یہ شخص بعض خاص کتب کے مطالعہ کی ان کو رائے دیتا ہے اگر یہ ان کتب کی تجارت کرے گا تو یہ شبہ ضرور ہوگا کہ اپنی کتابیں فروخت کرنے کے لئے یہ رائے دی گئی ہے اور اس شبہ کا مانع وصول برکات ہونا ظاہر ہے تو شیخ کو ایسے امر مانع کا سبب بننا مناسب نہیں بلکہ اگر کوئی دوسری تجارت بھی کرے تو اپنے زیر اثر لوگوں سے معاملہ نہ کرے اور اگر کوئی داعی ہو تو ایسے شخص کو واسطہ بنائے کہ معاملہ کو اسی کی طرف منسوب سمجھا جائے۔

## اکتساب اور کمال تکمیل ایک دوسرے کے منافی نہیں

۵۹۸- **حدیث**: آدمی کی خوش فہمی کی یہ بات ہے کہ اپنے معاش کا مناسب انتظام کرے اور جو چیز تمہاری مصلحت کی ہو اس کو طلب کرنا حب دنیا میں داخل نہیں۔

**فائدہ**: یہ حدیث اوپر کی شرح کر رہی ہے کہ تجارت حلال کافی نفسہ کچھ مضائقہ نہیں جب اس کا کسب اور صرف حدود کے اندر ہو باقی کسی عارض سے کسی خاص محل میں کوئی خاص حکم کا ہو جانا اس کے منافی نہیں اور اس سے ان لوگوں کا جہل ظاہر ہو گیا جو اہل اللہ پر ایسے اعتراضات کرتے ہیں کہ درویش ہو کر تجارت کیوں کرتے ہو یا جائیداد کیوں خریدتے ہیں۔

## معمولات اگر کسی عذر سے چھوٹ جائیں تو ان پر زیادہ رنج کرنا مضر ہے

۵۹۹- **حدیث**: جو شخص (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آنے کے وقت یہ نیت رکھے کہ بیدار ہو کر رات کو نماز پڑھوں گا پھر صبح تک اس کی آنکھ لگ گئی تو اس کے لئے اس کی نیت کئے ہوئے عمل کا (یعنی صلوٰۃ اللیل کا) اجر لکھا جائیگا اور اس کا وہ سونا اس کے رب کی طرف سے انعام ہوگا۔

**فائدہ**: اس سے معلوم ہوا کہ ایسی معذوری کے ناغہ پر زیادہ قلق نہ کرے کیونکہ اصل مقصود یعنی ثواب سے تو محرومی نہیں ہوئی اور یہی مذاق ہے محققین کا اور عام سالکین حد سے زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں جو ظاہراً علامت ہے حب دین کی جو نافع

ہے لیکن یہ پریشانی مفرطاً اپنے اثر کے اعتبار سے انجام میں اعمال میں مضر ہوتی ہے کہ قلب میں ضعف ہو کر تعطل کی طرف مفضی ہو جاتی ہے۔

## ہدیہ میں سارے حاضرین محفل کی شرکت

۶۰۰- **حدیث:** جس شخص کے پاس کوئی ہدیہ آئے اور اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو وہ سب اس ہدیہ میں اس کے شریک ہیں۔

**فائدہ:** قواعد شرعیہ حدیث کو اطلاق ظاہری پر محمول کرنے سے مانع ہیں کیونکہ تملک تابع ہے تملیک کے اور تملیک تابع ہے نیت کے اور اپنی مملوک چیز بلا سابقہ وجوب کے کسی کو دینا محض تبرع ہے اور تبرع میں لزوم نہیں ہوتا پس حدیث یا تو محمول ہے مکارم اخلاق پر جیسا بعض اہل طریق کا معمول ہے جو اہل وعیال نہیں رکھتے کیونکہ صاحب عیال پر مقدم حق عیال کا ہے پھر فاضل سے دوسروں کو نفع پہنچانا چاہئے اور مقید ہے اس صوت کے ساتھ کہ قرائن سے معلوم ہو جائے کہ مہدی کا مقصود سب کو دینا ہے مگر ادب کے سبب صدر مجلس کے روبرو پیش کر دے کہ وہ اپنے انتظام سے سب کو تقسیم کر دے گا جیسے اکثر اہل تمدن کی عادت غالبہ ہے باقی اگر قرائن سے خاص شخص کو مالک بنانا مقصود معلوم ہو تو اس میں جلساء کو شریک کرنا واجب نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملوک نے ہدایا بھیجے کہیں منقول نہیں کہ آپ نے جلساء کو شریک فرمایا ہو وھذا التوجیہ من ذوقی۔

## اہل اللہ کی دوسروں پر ہیبت

۶۰۱- **حدیث:** جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہیبت ہر چیز پر ڈال دیتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ ہر چیز کی ہیبت اس پر ڈال دیتا ہے۔

۶۰۲- **حدیث:** جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ قوی رہ کر زندہ رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ملک میں بے فکری سے چلتا پھرتا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنے دشمن کے ملک میں بے فکر پھرتا ہے۔

**فائدہ:** جس کا دل چاہے اس کا مشاہدہ کر لے کہ اہل اللہ پر کسی کی ہیبت نہیں ہوتی جس سے وہ پریشان ہو جائیں اور ان کی ہیبت سب پر ہوتی ہے الالعارض نادر۔

## نصیحت کے معاملہ میں صوفیاء کا طریقہ

۶۰۳- **حدیث:** جو شخص (کسی کو) کسی اچھی بات کی نصیحت کرے سو اس کی نصیحت اچھے طریق سے (یعنی نرمی و خیر خواہی کے ساتھ) ہونا چاہئے (کہ وہ ناصح کے اعتبار سے عن التکبر اور مخاطب کے اعتبار سے (اقرب الی القبول ہے)۔

**فائدہ:** جماعت صوفیہ کی نصیحت کا یہی طریق مثل عادت لازمہ کے ہے۔

## ترک نکاح کو قربت سمجھنے کی مذمت

۶۰۴- **حدیث:** جو شخص نکاح سے انقطاع اختیار کرے (یعنی باوجود تقاضائے نفس و قدرت کے نکاح نہ کرے) وہ ہمارے طریقے سے خارج ہے (کیونکہ یہ طریقہ نصاریٰ کا ہے کہ وہ نفس نکاح کو وصول الی اللہ سے مانع سمجھ کر اس کے ترک کو عبادت سمجھتے ہیں کذا قال الحفنی فی شرح اجزاء الحدیث)۔

**فائدہ:** یہاں سے ان صوفیوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو اسی بناء پر بے نکاح رہتے ہیں باقی اگر کسی کو عذر بدنی یا مالی یا دینی ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے بدنی و مالی تو ظاہر ہے دینی یہ کہ نکاح کے بعد ضعف ہمت کے سبب دین کی حفاظت نہ کر سکے گا۔

## پیر جاہل کے حال کی خرابی

۶۰۵- **حدیث:** جو شخص کسی کا علاج کرے اور اس کی طب کا (ماہرین کو) علم نہ ہو تو اس پر ضمان لازم آئے گا (اگر کوئی غلطی ہو جائے تو دنیا میں بھی حسب فتویٰ شرعی اور اگر غلطی نہ ہو تو آخرت میں معصیت کے سبب اور اصل مقصود لم یعلم منہ طب سے یہ ہے کہ اس کو طب کا علم نہ ہو یعنی وہ طب سے ناواقف ہو لیکن تعبیر موجود میں اشارہ اس طرف ہے کہ طب سے واقف ہونا وہ معتبر ہے کہ ماہرین فن بھی اس کو معتبر سمجھتے ہوں ورنہ دعویٰ محض یا شہادت جہلاء کافی نہیں۔

**فائدہ:** اشتراک علت سے یہی حکم ہے اس شخص کا جو طب روحانی نہ جانتا ہو اور پھر منصب مشیخیت کا مدعی بن کر طالبین کی رہزنی کرنے لگے بلکہ یہ زیادہ قابل شناعت ہے کیونکہ طبیب جاہل صرف ابدان یا جان میں تصرف کرتا ہے اور یہ جاہل پیر ادیان و ایمان میں تصرف کرتا ہے۔ فان ھذا من ذالک.

## ذبح و رحم کا اجتماع

۶۰۶- **حدیث:** جو شخص کسی (ذبیحہ پر) رحم کرے اگرچہ وہ ذبیحہ چڑیا (گوریا) کا ہو اللہ تعالیٰ اس پر قیامت کے دن رحم فرمائے گا۔

**فائدہ:** عزیزی و حفنی دونوں نے کہا ہے کہ رحم کی تفسیر ترک ذبح نہیں بلکہ چھری کا تیز کرنا اور جلدی سے ذبح کر دینا ہے جس کو دوسری حدیثوں میں راحت و اسباب راحت سے تعبیر فرمایا ہے۔ وہ حدیثیں یہ ہیں۔

اذاذبحتم فاحسنو الذبح ولیحد احدکم شفرته ولیرح ذبیحته (لمسلم و اصحاب السنن) و امر النبی صلی اللہ علیه وسلم بحد الشفاروان تواری عن البھا ئم قال اذاذبح احد کم فلیجھز (للقزوینی) کذا فی جمع الفوائد.

اس سے بعض غلاۃ صوفیہ کی غلطی ظاہر ہوگئی کہ وہ ذبح کو خلاف رحم سمجھتے ہیں خود حدیث میں غور کرنے سے اس کا غلط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ذبیحہ پر رحم کرنے کا ذکر ہے سو اگر ذبح کو ترک کر دیا جائے تو وہ ذبیحہ ہی کیسے ہوگا۔ البتہ تفسیر مذکور کے علاوہ اور ایک تفسیر محتمل ہے کہ اس میں رحم متعارف و ذبح جمع ہو سکتے ہیں وہ یہ کہ ذبح تو کیا مگر ذبح کرتے ہوئے دل کڑھا اور یہ بڑا مجاہدہ ہے جس پر بجز محقق صوفی کے کوئی قادر نہیں۔

## اہل اللہ کو عطائے علم

۶۰۷- **حدیث:** جو شخص زہد فی الدنیا اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بدوں اس کے کہ وہ کسی سے علم سیکھے علم عطا فرماتا ہے اور بدوں اس کے کہ کوئی اس کو ہدایت کرے اس کو ہدایت فرماتا ہے اور اس کو صاحب بصیرت بنا دیتا ہے۔

**فائدہ:** مراد اس علم و ہدایت سے احکام منقولہ نہیں وہ ہر حال میں محتاج نقل ہیں بلکہ مراد اسرار و معارف ہیں جو علوم مکاشفہ سے ہیں اور دقائق سلوک میں ذوقیات ہیں جو علم معاملہ میں سے ہیں ایسے ہی علوم کے عطا ہونے کا مولانا فرماتے ہیں۔

بینی اندر خود علوم انبیاء　　بے کتاب و بے معید و اوستا

اور اہل اللہ میں اس شان کا ہونا کھلا مشاہدہ ہے جس سے اس جماعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

## بچوں پر نرمی اور طالبین کی حالت کی رعایت

۶۰۸۔ **حدیث:** جس شخص کے یہاں کوئی بچہ ہو اس شخص کو بھی اس کے ساتھ بچہ بن جانا چاہئے یعنی اس کے ساتھ قولاً و فعلاً بچوں ہی کا سا معاملہ کرے تا کہ وہ خوش ہو۔

**فائدہ:** یہ تو حدیث کا مدلول بلا واسطہ ہے جس کا حاصل بچوں کے ساتھ لطف و شفقت ہے اور یہ بھی اہل طریق کی گویا عادت طبیعہ ہے اور اس سے ابا کرنا کبر ہے جس سے یہ حضرات بری ہوتے ہیں اور ایک مدلول بواسطہ قیاس کے ہے یعنی اس میں اشتراک علت سے کہ وہ رعایت ہے۔ حالت مخاطب کی اس پر بھی دلالت ہے کہ کم فہم یا کم ہمت طالب کے ساتھ مشائخ کو تعلیم و مواخذہ میں معاملہ ضعفاء کا سا کرنا چاہئے کہ تنگی یا گرانی سے کام نہ چھوڑ دے مولانا اسی کے موافق وصیت فرماتے ہیں۔

چار پارا قدر طاقت بار نہ　　برضیفان قدر ہمت کار نہ

طفل را گر نان دہی برجائے شیر　　طفلی مسکین را ازان نان مردہ گیر

حضرت عارف شیرازی فرماتے ہیں۔

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود　　گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

ہمارے مرشد علیہ الرحمۃ نے اسی اصل کی بنا پر فرمایا ہے کہ عامی کو ایسے اشغال نہ بتلائے جائیں جس سے یکسوئی ہو کر احتمال کشف کا ہو کیونکہ وہ مکشوفات کی حقیقت نہ سمجھے گا اس میں احتمال گمراہ ہو جانے کا ہے۔

## جس کی اجازت ہو اس پر عمل نہ کرنے کی مذمت

۶۰۹- **حدیث**: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رخصت کو قبول نہ کرے اس پر عرفات کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

**فائدہ**: قبول مقابل سے رد کے اور یہ رد خواہ اعتقاداً ہو کہ اس حکم میں نقص وقصور کا معتقد ہو خواہ عملاً ہو کہ اس پر عمل کرتے ہوئے قلب میں تنگی ہو وہ خواہ قال الحفنی اور اس تقریر سے رد ہو گیا ظاہر یہ پر جنہوں نے اس سے وجوب افطار فی السفر پر تمسک کیا ہے علی مانقل عنہم العزیزی وجہ رد ظاہر ہے کہ قبول کی تفسیر عمل نہیں ہے کہ عدم عمل پر وعید ہو اور اس سے ان متشدد صوفیہ پر بھی رد ہو گیا جو شرعی رخصتوں پر عمل کرنے کو خلاف کمال سمجھتے ہیں۔

## میل جول کے حدود

۶۱۰- **حدیث**: مومن الفت کرتا ہے اور الفت کیا جاتا ہے اور ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ اوروں سے الفت کرے نہ اس سے کوئی الفت کرے اور سب سے اچھا وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

**فائدہ**: مذمت اس بے الفتی میں ہے جس کا سبب سخت مزاجی وخشونت ہو کذا قال الحفنی اور اگر انس باللہ کے غلبہ سے اختلاط سے وحشت ہو لیکن جب کسی سے ملنا ہو اس وحشت کو ظاہر نہ ہونے دے ایسی وحشت اس میں داخل نہیں پس بعض لوگوں نے اس حدیث سے عزلت کو ناپسندیدہ ہونا سمجھا ہے یہ ان کی غلطی ہے اور میرے ذوق میں اخیر جملہ خیر الناس میں اشارہ ہے اس الفت کی غایت کی طرف یعنی الفت بالذات مقصود نہیں بلکہ دینی نفع کے لئے مقدمہ ہونے کی وجہ سے مقصود ہے کیونکہ دینی نفع بدوں اختلاط وائتلاف ہو نہیں سکتا پس یہ بھی لازم آ گیا کہ اگر اختلاط سے نفع وانتفاع دینی نہ ہو تو اختلاط سے عزلت بہتر ہے کہ ابعد عن الضرر ہے۔

## رونا کب اچھا ہے اور کب برا

۶۱۱- **حدیث**: منافق اپنی آنکھوں پر قابو رکھتا ہے جس طرح چاہے رونے

لگے (جیسا کثر مکاروں کو دیکھا جاتا ہے کہ دل میں تردد ہے نہ غم مگر اظہار غم کی انکو مشق ہوتی ہے)۔

فائدہ: اس میں تسلی ہے ان سالکین کو جن کو رونا نہ آنے سے شبہ ہو جاتا ہے قساوت کا اس حدیث میں حقیقت معلوم ہوگئی ہے کہ رونا کسی کے اختیار میں ہونا یہ خلاف وضع اور علامت مذمومہ ہے تو اصل وضع یہی ہوئی کہ رونا اختیار میں نہ ہو جب غیر اختیاری ہو تو اس کا فقدان مذموم نہ ہوا پھر قساوت کی علامت کیسے ہوگا اور ابو الوقت کی حالت پر شبہ نہ کیا جائے کیونکہ وہاں اصل میں غلبہ استحضار خشیت امر اختیاری ہے پھر کبھی اس پر بکاء بھی مرتب ہو جاتا ہے کبھی نہیں ہوتا حاصل یہ کہ بکاء قلب مطلوب ہے بکاء عین مطلوب نہیں اور اسی لئے قرآن مجید میں بکاء کا امر کہیں وارد نہیں ہوا۔ فضیلت البتہ آئی ہے اور فضیلت اختیاری ہونے کو مستلزم نہیں اور آخر سورہ النجم میں لاتبکون جو موضع شکایت میں فرمایا گیا ہے مراد اس سے مجازاً عدم خشوع ہے بقرینہ ماقبل افمن هذا الحديث تعجبون و تضحكون اور ایک آیت میں فليضحكو اقليلا و ليبكو اكثيراً آیا ہے مراد اس سے اخبار ہے قیامت کے متعلق یعنی لا يضحكون ويبكون۔

## رزق اور خصوصاً روٹی کا اکرام

۶۱۲- حدیث: کسی قوم نے روٹی کے حق کی بے قدری نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک میں مبتلا کر دیا۔

فائدہ: اہل طریق رزق خصوص روٹی کے ادب میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

## علماء سے بھاگنے کی مذمت

۶۱۳- حدیث: عالم (دین) کے پاس بیٹھنا عبادت ہے۔

فائدہ: اس سے جاہل صوفیوں کی شناعت معلوم ہوتی ہے جو علماء سے بھاگتے ہیں۔

## مریض کی راحت کا لحاظ

۶۱۴- حدیث: عیادت کا کمال یہ ہے کہ مریض کے پاس سے جلدی اٹھ

جائے تا کہ اس کے قلب پر بار نہ ہو ایسے اخلاق جماعت صوفیہ میں مثل امور طبیعہ کے ہیں۔

## نعمت ظاہری و باطنی کا اظہار

۶۱۵- **حدیث:** منجملہ شکر نعمت کے یہ بھی ہے کہ اس کا اظہار کیا جائے۔

**فائدہ:** اس میں وہ نعمت بھی آ گئی جس میں کوئی مخلوق واسطہ ہے جیسے کسی نے کچھ دیا ہو اور وہ بھی آ گئی جس میں کوئی واسطہ نہ ہو جیسے کمالات باطنہ وعلوم الہامیہ پہلی نعمت کا اظہار تو صوفیہ کی عام عادت ہے اور دوسری قسم کا اظہار بھی بعض کا مذاق ہے اور بعض جو اخفا کرتے ہیں اس کا خوف دعویٰ ہے ولکل وجھة ھو مولیھا. ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست اور سب خیر ہے۔

## مجاہدات میں حالت طالبین کی رعایت

۶۱۶- **حدیث:** جو شخص اپنے اندر بزدلی محسوس کرے وہ جہاد میں نہ جائے کیونکہ وہ اس پر قادر نہ ہوگا۔ ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا بلکہ اس کے جانے سے اندیشہ ضرر دینی کا ہے اس کے لئے بھی اس طرح کہ یہ تو اپنے مقابل پر حملہ نہ کر سکے گا اور وہ اس پر حملہ کر کے قتل کر دے گا تو اس نے اپنے اہلاک میں اعانت کی جو جائز نہیں اور دوسروں کے لئے بھی اس طرح سے کہ اگر یہ میدان سے بھاگ گیا تو دوسروں کے بھی پاؤں اکھڑ جائیں گے)۔

**فائدہ:** حضرات مشائخ محققین ایسے نشیب وفراز پر پورے عامل ہیں اپنے متعلقین سے ان کے تحمل سے زیادہ کام نہیں لیتے۔

## طہارت میں غلو کی مذمت

۶۱۷- **حدیث:** جو شخص ہوا نکلنے سے استنجا کرے وہ ہمارے طریقہ میں نہیں (کیونکہ یہ غلو فی الدین ہے کہ کوئی چیز بدن کو نہیں لگی پھر خواہ مخواہ پانی سے دھو رہا ہے)۔

**فائدہ:** اس سے بعض متعبدین متشددین کا جہل ظاہر ہوا کہ طہارت ونجاست کے باب میں اوہام پر عمل کرنے کو بزرگی سمجھتے ہیں۔

# رقص ریا کی مذمت اور غیر اختیاری یا اچھی غرض کے رقص کا عذر

۶۱۸- **حدیث:** جو بتکلف رقص کرتے ہیں وہ گنہگار ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہوتی ہے۔

**فائدہ:** اس کے عموم میں مکار وجد کرنے والے بھی داخل ہو گئے اور ترقص میں اشارہ ہے کہ جس رقص میں انسان بے اختیار ہو اس پر ملامت نہیں پس ایسوں پر انکار و اعتراض کرنے والوں کی بھی اس میں اصلاح ہو گئی اور ریا رقص کرنے والوں کی بھی اصلاح ہو گئی اور رقص بتکلف وہی مراد ہے جس سے غرض مال یا جاہ ہو ورنہ اگر تکلف میں غرض محمود ہو وہ مذموم نہیں بلکہ اس میں خود حدیث وارد ہے فان لم تبکو افتباکوا۔

# حرف النون

## اہل اللہ کو دیکھنے کا اہتمام

۶۱۹- **حدیث:** نظر کرنا (حضرت) علیؓ کی طرف عبادت ہے (علامہ حفنی نے کہا ہے **ای یترتب علیه العبادة فاذ انظر شخص ابی علی بن طالب و نحوه من کل اشرق علیه نور التقوی ترتب علیه ان یقول سبحان الله لااله الا الله الخ.**

**فائدہ:** اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی تخصیص نہیں بلکہ یہی حکم ہے ہر متقی کی طرف نظر کرنے کا پس اس بنا پر یہ حدیث اصل ہے اس مقولہ مشہورہ کی کہ زیارت بزرگان کفارہ گناہ کیونکہ جب زیارت عبادت ہوئی اور عبادت کا خاصہ ہے ان الحسنات یلھبن السیات تو مدعا ثابت ہو گیا پس بزرگوں کی زیارت کے لئے جانا جیسا اہل طریق کا معمول ہے اس حدیث سے ثابت ہوا یہ دوسری بات ہے کہ خود عبادت ہے جیسا ظاہری مدلول ہے الفاظ کا یا سبب ہے عبادت کا جیسا علامہ حفنی نے کہا ہے واللہ اعلم۔

## حرف الہاء

## سائل کے آنے پر بشاشت

۶۲۰- حدیث: اللہ تعالیٰ کا ہدیہ مومن کی طرف (آیا ہوا) سائل (کا) اس کے دروازے پر (آنا) ہے۔

فائدہ: اہل اللہ کا یہ حال ہے کہ سائل کے آنے کو رحمت و نعمت سمجھتے ہیں اس سے تنگ نہیں ہوتے حضرت مرشدیؒ نے ایک بار فرمایا کہ سائل سے تنگ نہ ہونا چاہئے یہ لوگ تمہارے حمال ہیں کہ تمہارا اسباب آخرت میں پہنچاتے ہیں۔

## حرف الواوٗ

## حفظ مراتب مریدین

۶۲۱- حدیث: اس کی بھی توقیر کرو جس سے علم سیکھتے ہو (جیسے استاد اور پیر) اور اس کی بھی توقیر کرو جس کو علم سکھاتے ہو (جیسے شاگرد اور مرید اور پہلی توقیر باپ) کی سی ہے اور دوسری توقیر اولاد کی سی عزیزی نے کہا ہے و من توقیر هم ان لا یستعملهم فی قضاء حوائجه اھ)

فائدہ: اہل اللہ میں یہ عادت مثل امر طبعی کے ہے کہ معاملات میں مریدوں کو اولاد پر ترجیح دیتے ہیں اور ان سے اپنے ذاتی کام دواماً نہیں لیتے۔

## صوفی ریاکار کی مذمت

۶۲۲- حدیث: ایسے شخص کے لئے بڑی تباہی ہے جو صوف (کے کپڑے) پہنے (جو صوفیوں کا لباس ہے) اور اس کا فعل اس کے قول کے خلاف ہو۔

فائدہ: اس میں خصوصیت کے ساتھ ریاکار مدعی تصوف کی شناعت مذکور ہے و فی مثله قیل

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بے غش باشد　　　　اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

# حرف لا

## صوفیہ کی روایت حدیث کی حد

۶۲۳ - **حدیث**: حدیث میں کچھ حرج نہیں اگر اس میں تقدیم یا تاخیر کردو جبکہ اس کے مضمون کو ٹھیک نقل کردو (یعنی اصل مضمون نہ بدلے تو الفاظ کی تقدیم و تاخیر یا مترادف سے تبدیل یا فرق اجمال و تفصیل کا مضائقہ نہیں مگر ہر شخص کو اس کی بھی اجازت نہیں بلکہ صرف اس عالم کو اجازت ہے جو اصل حدیث کو شرح صدر کے ساتھ سمجھ لے۔

**فائدہ**: صوفیہ کی روایات میں باستثناء شاذ و نادر اصل مضمون ثابت ہوتا ہے خواہ خود اس روایت کی ذات سے خواہ دوسری کسی حدیث مؤید سے اس لئے ان پر اعتراض کرنے میں تشدد مناسب نہیں۔

## جاہلوں کے بعض مجاہدات کی مذمت

۶۲۴ - **حدیث**: اسلام میں (مجاہدہ نفس کے لئے) نہ ناک میں نتھنی پہننا ہے اور نہ ناک میں نکیل ڈالنا ہے اور نہ سیاحی میں پھرنا ہے اور نہ قطع تعلقات ہے اور نہ ترک لذات ہے۔ (بنی اسرائیل کے عابد زاہد لوگ مجاہدہ نفس کے لیے یہ کام کیا کرتے تھے کہ پرّہ بینی چھید کر اسمیں بال وغیرہ کی نتھنی ڈال دی یا دیوار بینی چھید کر اسمیں نکیل ڈال دی کہ اس کو پکڑ کر ان کو کھینچا جائے جس سے تکلیف ہو کذا قال العزیزی اور ایک جگہ قیام نہ کرتے تھے شہر بشہر پھرتے تھے کہ کسی سے تعلق پیدا نہ ہو اور تعلقات نکاح و اختلاط کو قطع کر دیتے تھے اور لذات مباحہ کے ترک کا اہتمام کرتے تھے اور ان سب کو موجب قرب حق سمجھتے تھے تو اسلام میں ان سب کو ممنوع قرار دیا گیا اور قرب کے لئے اعمال و طاعات کا حکم کیا گیا البتہ کسی خاص شخص کی کسی خاص حالت کا بطور معالجہ کے کوئی خاص اقتضا ہو تو اعتدال کے ساتھ تقلیل لذات کی اجازت ہے مگر نتھنی اور نکیل کو چونکہ ضروری علاج میں کوئی دخل نہیں اس کی مطلق اجازت نہیں)

**فائدہ:** اس سے بعض جہلاء صوفیہ کی غلطی ثابت ہوئی جو ایسے مجاہدات بدعیہ کا اہتمام کرتے ہیں۔

## اَمردوں سے تعلق ضلالت ہے

۶۲۵ - **حدیث:** بے ریش لڑکوں کی طرف نظر مت کرو کیونکہ ان (کے حسن) میں حوروں کی جھلک ہے (جس سے قلب کو کشش ہوتی ہے اور اس سے اندیشہ فتنہ کا ہوتا ہے)۔

**فائدہ:** بعض بے علم یا بد دین مدعیان تصوف نے امرد پرستی کو شغل اور بعض نے ذریعہ قرب الہی بنا رکھا ہے اول فسق اور ثانی قریب بہ کفر ہے اعاذنا الله منہا ان لوگوں کے دھوکہ کا جواب میرے رسالہ "تمیز العشق من الفسق" میں غایت تحقیق سے مذکور ہے۔

## ذکر جہر کی شرائط

۶۲۶ - **حدیث:** ایک دوسرے پر (ذکر یا تلاوت میں) جہر نہ کرے ایسا جہر نمازی کو پریشانی میں ڈالتا ہے (وہ قرأت وغیرہ بھول جاتا ہے)۔

**فائدہ:** اس سے ذکر جہر کی شرط ثابت ہوئی کہ کسی کو اذیت نہ ہو اور علت کے اشتراک سے نائم کی اذیت بھی اس میں داخل ہوگئی۔ محققین نے دونوں شرطوں کی تصریح فرمائی ہے۔

## شیخ کامل کی شرط

۶۲۷ - **حدیث:** اللہ کے دین کی خدمت کے لئے کوئی شخص (ٹھیک طور پر) کھڑا نہیں ہو سکتا بجز اس شخص کے جو اس (دین) کو اس کے سب پہلوؤں سے احاطہ کئے ہوئے ہو یعنی اس کے سب حدود و شروط اور طبائع کے خواص و احوال جزئیہ ضروریہ سے باخبر ہو)۔

**فائدہ:** حدیث سے معلوم ہوا کہ شیخ کامل ہونے کی صلاحیت کے شرائط بہت سخت ہیں اس سے غلطی ان لوگوں کی ثابت ہوتی ہے جو بدوں اس شرط کے مسند مشیخت پر بیٹھ جاتے ہیں یا کسی کو بٹھلا دیتے ہیں۔

# حرف الیاء

## علم وعمل ایک دوسرے کے بغیر کافی نہیں

**۶۲۸- حدیث:** اخیر زمانہ میں عابد بے علم اور عالم بدعمل (بکثرت) ہوا کریں گے۔

**فائدہ:** حدیث صاف دال ہے کہ علم وعمل دونوں کی ضرورت ہے ایک بدوں دوسرے کے کافی نہیں۔

## اعمال میں غلو کی مذمت

**۶۲۹- حدیث:** دین میں غلو کرنے سے بچو (یعنی ہر عمل کو حد کے اندر رکھو)۔

**فائدہ:** بعض لوگ طہارت وغیرہ میں جو زیادہ تشدد کرتے ہیں اور اس کو احتیاط وتقویٰ سمجھتے ہیں اس سے ان کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔

## مجاہدات میں غلو کی مذمت

**۶۳۰- حدیث:** اے خولہ (سامان ہوتے ہوئے) نہ گرمی کا تحمل کر اور نہ سردی کا۔

**فائدہ:** بعض جہلاء اس کو بھی مجاہدہ سمجھتے ہیں کہ قصداً گرمی یا سردی کی تکلیف جھیل رہے ہیں اور قادر ہوتے ہوئے اس کے دفع کی تدبیر نہیں کرتے یہ بھی غلو فی الدین ہے جس کی ممانعت اوپر کی قریب کی حدیث میں ہے اور یہ سب افراد ہیں عبادت مع الجہل کے جس کی مذمت حدیث متصل کے اوپر کی حدیث میں ہے اور ان ہی حدود کی رعایت احاطہ ہے جوانب دین کا جس کی ضرورت اس سے اوپر کی حدیث میں مذکور ہے۔

## خاتمہ

الحمد للہ آج ۹ محرم ۵۲ھ کو چوتھی جلد بھی تشرف کی ختم ہوئی۔ اور اتفاقات حسنہ سے ایسی حدیثوں پر اختتام ہوا جو اپنے مضمون کے اعتبار سے کل حدیثوں کی میزان کل کے طور پر ہے کیونکہ سب حدیثوں کا حاصل جمع بین العلم والعمل ہے اور ختم کی یہ چار

حدیثیں اس جمع کی ضرورت بتلا رہی ہیں جن میں ایک حدیث جامع صغیر کی ہے اور تین حدیثیں کنوز الحقائق کی۔

**و الحمد لله علی ذلک الاختتام و اسأله ان ینفع بالرسالة الخواص والعوام + ان یجعلها عدة لی فی یوم القیام . لرب الانام.**

## انتباہ در رفع اشتباہ متعلق رسالہ مسائل السلوک وتکشف وتشرف ہر چہار جلد

تصوف نام ہے تعمیر الظاہر والباطن کا اور کوئی آیت اور کوئی حدیث اس سے خالی نہیں تو ہر آیت اور حدیث میں کوئی نہ کوئی مسئلہ تصوف کا ضرور مذکور ہے مگر میں نے ان رسالوں میں صرف ان مسائل پر اکتفاء کیا ہے کہ جن کی نسبت خصوصیت کے ساتھ تصوف کی طرف عام طور پر معروف ہے اس لئے اثبات مسائل کے لئے آیات واحادیث میں انتخاب واقع ہوا پھر وہ بھی سب احادیث سے نہیں بلکہ ایک متوسط مقدار سے۔

اشرف علی ۱۰/ محرم ۱۳۵۲ھ

بحمد اللہ تعالیٰ

# اَلتَّشَرُّفُ بِمَعْرِفَةِ اَحَادِيْثِ التَّصَوُّفِ
# کی جملہ احادیث کا عربی متن

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فضل العلم ووجوبه

۱-الحديث طلب العلم فريضة على كل مسلم ابن ماجه من حديث انس وضعفه احمد والبيهقي وغيرهما

۲-الحديث اطلبوا العلم ولو كان بالصين ابن عدى والبيهقى فى المدخل والشعب من حديث انس قال البيهقى متنه مشهور واسانيده ضعيفة۔

۳-الحديث الدال على الخير كفاعله الترمذى من حديث انس و قال غريب ورواه مسلم و ابوداؤد والترمذى وصحيحه عن ابى مسعود البدرى بلفظ من دل على خير فله مثل اجر فاعله اه

فائده: الاحاديث الثلثة تدل على فضل التعلم و التعليم وفيه اصلاح لجهلة الصوفية من ذمهم العلم وعده حجاباً۔

۴-الحديث دع ما يريبك الى مالا يريبك الترمذى وصححه والنسائى وابن حبان من حديث الحسن بن على۔

## اعتبار الذوق والوجدان

۵-الحديث استفت قلبك وان افتوك احمد من حديث وابصة اه

فائده: دل الحديثان على اعتبار الذوق والوجدان ممن له كمال الايمان+فيما تزاحم فيه الدليلان+وهو كالطبعيات لاهل العرفان۔

## العلوم والاحوال الباطنية

۶-الحديث ان من العلم كهيئة المكنون الحديث ابو عبدالرحمٰن السلمى فى الاربعين له فى التصوف من حديث ابى هريرة باسناد ضعيف اه و

تمامه فی الاحیاء لایعنیه الا اهل المعرفة بالله تعالیٰ فاذا نطقوا به لم یجهله الا اهل الاغترار بالله تعالیٰ... فلا تحقروا عالماً اٰتاه الله تعالیٰ علماً منه فان الله عزوجل لم یحقره اذا اٰتاه ایاه۔

۷-الحدیث مافضل ابوبکر الناس بکثرة صلاة ولا بکثرة صیام الحدیث الترمذی الحکیم فی النوادر من قول ابی بکر بن عبدالله المزنی ولم اجده مرفوعا و تمامه فی الاحیاء وما فضل ابوبکر الناس بکثرة صیام ولاصلاة ولا بکثرة روایة ولا فتویٰ ولا کلام ولکن بشئ وقر فی صدره اھ

فائدہ: فی الحدیث وفی الاثر اثبات العلوم والاحوال الباطنیة۔

## الرفق بالناس فی الاختلافیات

۸-الحدیث اختلاف امتی رحمة ذکره البیهقی فی رسالته الاشعریة تعلیقاً واسنده فی المدخل من حدیث ابن عباس بلفظ اختلاف اصحابی لکم رحمة واسناده ضعیف اھ۔

فائدہ: فیه ماعلیه الصوفیة من التوسع والرفق بالناس فی الاختلافیات۔

## کون العلم الغیر النافع جهلا

۹-الحدیث ان من العلم جهل الحدیث ابوداؤد من حدیث بریدة و فی اسناده من یجهل اھ۔

فائدہ: فیه ماعلیه الصوفیة من تسمیة علم لا یوصل الی الله تعالیٰ جهلا۔

## فضل مجالس الصوفیة

۱۰- الحدیث اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا الحدیث الترمذی من حدیث انس وحسنه وتمامه فی الاحیاء قیل وما ریاض الجنة قال مجالس الذکر اھ۔

فائدہ: فیه فضل ظاهر لمجالس الصوفیة الصافیة فانها محض ذکر علما او عملا۔

## تصویب عادة الصوفیة من ضبط المعارف فی الشعر

۱۱-الحدیث ان من الشعر لحکمة البخاری من حدیث ابی بن کعب اھ

فائدہ: فیه تقریر ما اعتاده اکثر الصوفیة من تدوین العلوم و الحقائق فی الشعر

## رعاية المخاطب فى التعليم والمعاملة

١٢-الحديث ماحدث احدكم قوماً بحديث لا يفقهونه الا كان فتنة عليهم العقيلى فى الضعفاء وابن السنى وابو نعيم فى الرياء من حديث ابن عباس باسناد ضعيف ولمسلم فى مقدمة صحيحه موقوفاً على ابن مسعود

١٣- الحديث كلموا الناس بما يعرفون ودعوا ما ينكرون الحديث البخارى موقوفا على على ورفعه ابو منصور الديلمى فى مسند الفردوس من طريق ابى نعيم وتمامه فى الاحياء اتريدون ان يكذب الله ورسوله.

١٤- الحديث نحن معاشر الانبياء امرنا ان ننزل الناس منازلهم الحديث رويناه فى جزء من حديث ابى بكر الشخير من حديث عمر اخصر منه وعند ابى داؤد من حديث عائشة انزلو الناس منازلهم و تمامه فى الحياء وتكلموهم على قدر عقولهم اھ

فائدہ: فيه ماعليه المحققون من الصوفية من تعليم كل بما هوا هله وكتمان بعض العلوم من العامة.

## ذم العلم الظاهر المحض

١٥- الحديث العلم علمان علم على اللسان الحديث الترمذى الحكيم فى النوادر وابن عبدالبر من حديث الحسن عن جابر باسناد جيد واعله ابن الجوزى و تمامه فى الاحياء بعد قوله على اللسان فذالك حجة الله على خلقه و علم فى القلب فذلك علم النافع. فائدہ: فيه تقسيم العلم الى ماعلى اللسان المحض و دل التقابل على كونه غير نافع والى مافى القلب و سماه نافعاً وهذا هو التفسير للعلم الظاهر الذى يذمه القوم اى ماهوالظاهر المحض لا يصل اثره الى القلب والحديث نص فى ذلك.

## اصل العلم الباطن

١٦- الحديث اذا رايتم الرجل قداوتى صمتاً وزهداً الحديث ابن ماجه من حديث خلاد باسناد ضعيف و تمامه فى الاحياء فاقتربوا منه فانه يلقن الحكمة اھ.

تنبيه: وحيث اقول فيما بعد تمامه فمرادى من الاحياء ولاا كرره.

١٧-الحديث من عمل بما علم ورثه الله علم مالم يعلم ابو نعيم فى الحليه من حديث انس وضعفه الحديثان اصل لما يسمونه العلم الباطن الذى يترتب على العمل ولا دخل فيه للدرس

قرب الفرائض و قرب النوافل

١٨-الحديث لايزال العبد يتقرب الى بالنوافل حتىٰ احبه فاذا احببته كنت له سمعاً و بصراً متفق عليه من حديث ابى هريرة بلفظ كنت سمعه و بصره وهو فى الحلية كما ذكره المولف من حديث انس بسند ضعيف اه والذى ذكر المؤلف كنت سمعه الذى يسمع به الحديث.

قلت فى المشكوٰة عن البخارى فكنت سمعه الذى يسمع به و بصره الذى يبصر به و يده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها و ما تقرب الى عبدى بشيء احب الى من اداء ماافترضت عليه.

فائدة: والحديث اصل لا صطلاحى الصوفية قرب الفرائض و قرب النوافل و قد ذكرت حقيقتهما و كون العنوانين موافقا للحديث فى كليد مثنوى و مسائل المثنوى.

اثبات النور الباطنى و بعض الاحوال الوهبية و بعض علامات الكاملين

١٩-الحديث لما تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام الحديث الحاكم والبيهقى فى الزهد من حديث ابن مسعود و تمامه فقيل له ماهذا الشرح فقال ان النور اذا قذف فى القلب انشرح له الصدر وانفسح قيل فهل لذالك من علامة قال صلى الله عليه وسلم نعم التجافى عن دار الغرور والانابة الى دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله

فائدة: فى الحديث اثبات للنور الباطنى واثبات بعض الاحوال الوهبية وفيه بعض علامات الكاملين.

تحقيق معنى الشيخ فى قومه واثبات والافضل اهل ارشاد

٢٠-الحديث الشيخ فى قومه كانبى فى امته ابن حبان فى الضعفاء من حديث ابن عمر رضی الله عنه وابو منصور الديلمى من حديث ابى رافع بسند ضعيف.

قلت المراد بالشیخ الکبیر السن لا المرشد لکون ھذا الاطلاق مستحدثاومن ثم اوردہ الغزالی فی بیان شرف العقل وقال فی علته لیس ذلك لکثرۃ ماله ولا لکبر شخصه ولا لزیادۃ قوته بل زیادۃ تجربة التی ھی ثمرۃ عقله اہ نعم یثبت ھذا المعنی من حدیث العلماء ورثة الانبیاء رواہ ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجه وابن حبان فی صحیحه من حدیث ابی الدرداء کما ذکر فی التخریج۔

قلت ودلالة الحدیث الثانی علی فضل اھل الارشاد ظاھر وعلی استنباطه من الحدیث الاول۔ ایضًا لانه لما جعل مدار الفضل مطلق العقل والتجربة فالذی یتعلق بالدین بالاولی و کونه فی اھل الارشاد مشاھد فھم احق بھذا الفضل۔

## فضل المعرفة والعارفین

٢١-الحدیث اذا تقرب الناس بانواع البر فتقرب انت بعقلك ابو نعیم فی الحلیة من حدیث علی اذا اکتسب الناس من انواع البر لیتقربوابھا الی ربنا عز وجل فاکتسب انت من انواع العقل تسبقھم بالزلفة والقرب و اسنادہ ضعیف۔ فائدہ: قلت اوردہ المولوی الرومی فی مثنویه وشرحه احسن شرح کماھو دابه رحمه الله تعالیٰ وفیه اثبات لفضل المعارف الدینیة واھلھا وظاھران اعظم مصداقه عقل العرفاء اھل الطریق الذی یصلون به و یوصلون به الی المحبوب الحقیقی و من ثم قالوا رکعتا العارف افضل من الف رکعة غیر العارف۔

## کون بعض معانی القران مخفیا عن اھل الظاھر

٢٢-الحدیث ان للقراٰن ظاھراً وباطناً الحدیث ابن حبان فی صحیحه من حدیث ابن مسعود۔ فائدہ: بنحوہ و تمامه وحدا و مطلعا دل علی کون بعض الاسرار فی القراٰن بحیث لایصل الیه افھام العوام والخواص کالعوام و ح فلیس لاھل الظاھر النکیر علی اھل الباطن فی مثل تلك العلوم اذا لم یدفعھا الدلیل القاطع من اللغة او الشرع

## کونه تعالیٰ غیر مدرك بالکنه و کون علمه ﷺ غیر محیط

٢٣-الحديث لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك مسلم من حدیث عائشة انها سمعت رسول الله ﷺ یقول ذلك فی سجوده اه

فائدة: دل الحدیث علی امرین احدهما كون الحق سبحانه و تعالیٰ غیر مدرك بالكنه لسید العالمین والعاملین فكیف لغیره من العالمین والعاملین فان الاحصاء بالشیء هوادراكه بالكنه فانتفاء الاحصاء انتفاء للادراك بالكنه والثانی كون علمه ﷺ غیر محیط بالواقعیات فان كمالاته تعالیٰ من الواقعیات وقد جعل ﷺ علمه غیر محیط به هذا

امتناع رویة الحق فی الحال وادراك كنهة فی المآل

٢٤-الحدیث ان لله سبعین حجابا من نور لو كشفها لاحرقت سبحات وجهه ما ادركه بصره ابو الشیخ ابن حبان فی كتاب العظمة من حدیث ابی هریرة بین الله و بین الملئكة الذین حول العرش سبعون حجابا من نور و اسناده ضعیف وفیه ایضًا من حدیث انس قال قال رسول الله ﷺ لجبریل هل تری ربك قال ان بینی و بینه سبعین حجابا من نور وظلمة و فی الاكبر للطبرانی من حدیث سهل بن سعد دون الله تعالیٰ الف حجاب من نور و ظلمة ولمسلم من حدیث ابی موسیٰ حجابه النور لو كشفه لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه ولابن ماجه ادركه بصره

قلت ولمسلم فی روایة النار وفی كنز العمال (ج ٢٥٩٥)

بروایة الطبرانی فی الكبیر عن ابن عمر و سهل بن سعد بعد قوله و ظلمة زیادة ما تسمع نفس من حسن تلك الحجب الازهقت۔ اه

فائدة: فیه اثبات للحجب بین العبد و بین ربه تعالیٰ و هذا الاطلاق شائع علی السنة الصوفیة وفیه امتناع لرویة الله تعالیٰ فی الحال مطلقا و فی المآل برفع حجاب الكبریاء الذی حاصله الادراك بالكنه۔

كون الاحوال القلبیة غیر اختیاری

٢٥-الحدیث قلب العبد بین اصبعین من اصابع الرحمن مسلم من حدیث عبدالله بن عمرو۔

فائدہ: فی الحدیث کون بعض احوال القلب غیر اختیاری مطلقاً وبعضها غیر اختیاری بالاختیار المستقل۔

## مظهرية الاكوان للتجليات

٢٦-الحديث الحجر يمين الله ے الارض الحاكم و صححه من حديث عبد الله بن عمرو قلت وزاد فى كتاب الحج من حديث ابن عباس يصافح بها خلقه

فائدہ: فى الحديث كون بعض الا شياء المعظمة مظاهر لبعض التجليات الالهية وبناء على ذلك المظهرية سمى الحجر يمينا تجوزًا۔

## ما قد سبق آنفا

٢٧-الحديث انى لا جد نفس الرحمن من جانب اليمن احمد من حديث ابى هريرة فى حديث قال فيه واجد نفس ربكم من قبل اليمن ورجاله ثقات۔

فائدہ: فيه ما فى ما قبله حيث سمى البركات الخاصة لبعض الكمل نفس الرحمن بناء على ذلك التجلى (ونفس هذا بحركة الفاء)

## شعور الجمادات

٢٨-الحديث حديث تسبيح الحصى البيهقى فى دلائل النبوة من حديث ابى ذر و قال صالح بن ابى الاحضر ليس بالحافظ والمحفوظ رواية رجل من بنى سليم لم يسم۔

فائدہ: فيه اثبات للشعور فى الجمادات وهو من جملة المحسوس عند اهل الكشف۔

## التدقيق فى الطريق

٢٩-الحديث الشرك اخفى فى امتى من ذبيب النمل على الصفا ابو يعلى وابن عدى وابن حبان فى الضعفاء من حديث ابى بكر والاحمد و الطبرانى نحوه من حديث ابو موسىٰ۔

فائدہ: فيه ما يدل عليه اهل الارشاد سالكى الطريق من التدقيق فى الاعمال الباطنية و يعده اهل الظاهر غلوا وتشددا۔

# كتاب الصلٰوة

## كون القرب الخاص وراء القرب العلمى

٣٠-الحديث ان اقرب ما يكون العبد الى الله ان يكون ساجداً اه من

حديث ابی هريرة. فائدة: فيه كون حقيقة قرب العابد وراء العلم لان قرب العلمی لايختص بالعابد وهو القرب الخاص المامور بتحصيله.

## اقام حديث النفس فی الصلوٰة
## وتعيين المذموم منه

۳۱-الحديث من صلی ركعتين لم يحدث فيهما نفسه بشیٔ من الدنيا غفرله ماتقدم من ذنبه ابن ابی شيبة فی المصنف من حديث صلة بن اشيم مرسلاوهو فی الصحيحين من حديث عثمان بزيادة فی اوله دون قوله بشیٔ من الدنيا وزادطبرانی فی الاوسط الاخير فيه.

فائدة: ان حديث النفس الذی يخل بكمال الصلوٰة هوما كان عن قصدو اختيار كما هو مدلول قوله يحدث فان التحديث غير التحدث ثم هو لا يذم مطلقابل ماكان من الدنيا واماما كان من الخيراى الدين فانه غير مذموم لكنه مخصوص بالضروری وبه خرج الجواب عما يورد علی قول عمر رضی الله عنه انی لا جهز جيشی و انا فی الصلوٰة واما غير الضروری فينفيه قوله عليه السلام فی مثل هذا الحديث مقبلا عليهما بقلبه لان الاقبال علی الصلوٰة لا يجتمع مع الاقبال علی غير الصلوٰة وتجويز الضروری هو ماادی عليه رائی اخذا من قوله من الدنيا وقوله الاخير فی هذا الحديث وليراجع الی المحققين.

## الخشوع فی الصلوٰة...والدعاء عقيبهما

۳۲- الحديث انما الصلوٰة تمسكن ودعاء وتضرع رواه الترمذی والنسائی بنحوه من حديث الفضل بن عباس باسناد مضطرب وتمامه انما الصلوٰة تمسكن وتواضع وتضرع وتأوه وتنادم وتقنع يديك فتقول اللهم اللهم فمن لم يفعل فهی خداج. قلت وفی الترغيب باب الترهيب من عدم اتمام الركوع عن سنن الترمذی والنسائی وصحيح ابن خزيمة فی اٰخر الحديث و تقنع يديك يقول ترفعهما الی ربك مستقبلا ببطونهما وجهك و تقول ياٰرب ياٰرب ومن لم يفعل ذالك فهی كذا و كذا اه ای ناقص فی الفضيلة لا فی الصحة.

فائدة: قلت دل علی مطلوبية الخشوع فی الصلوٰة وعلی مشروعية

الدعاء عقيب الصلوٰة كما هو معتاد الصلحا و المصلين فان رفع اليدين فى اليدين فى الصلوٰة لايكون فى حاق الصلوٰة۔

## طريق تكميل الصلوٰة

۳۳-الحديث اذاصليت فصل صلوٰة مودع ابن ماجه من حديث ابى ايوب وك من حديث سعد بن ابى وقاص وقال صحيح الاسناد والبيهقى فى الزهد من حديث ابن عمر رضی اللہ عنہ ومن حديث انس بنحوه۔

فائدہ: فيه تعليم طريق تكميل الصلوٰة بمراقبة احتمال كون هذه الصلوٰة اخر الصلوٰة وهو عجيب يشاهده من جرب۔

## الوله والعشق

۳۴- الحديث حديث عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا ونحدثه فاذاحضرته الصلوٰة كانه لم يعرفنا ولم نعرفه الازدى فى الضعفاء من حديث سويد بن غفلة مرسلا كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا سمع الاذان كانه لايعرف احداً من الناس۔

فائدہ: هذا هو الوله والعشق الذى ينكره اكثر اهل الظاهر۔

## اشتراط احضار القلب شرطا للقبول

۳۵-الحديث لاينظر الله الىٰ صلوٰة لايحضر الرجل فيها قلبه مع بدنه لم اجده بهذا اللفظ وروى محمد بن نصر فى كتاب الصلوٰة من رواية عثمان بن ابى دهرش مرسلاً لا يقبل الله من عبد عملاً حتىٰ يشهد قلبه مع بدنه ورواه ابو منصور الديلمى فى مسند الفردوس من حديث ابى بن كعب واسناده ضعيف۔

فائدہ: فيه دلالة صريحة على كون احضار القلب الاختيارى لاالحضور الخير الاختيارى شرطا بقول الطاعة۔

## استلزام اصلاح الباطن لاصلاح الظاهر

۳۶- الحديث رائ رجلاً يعبث بلحيته فى الصلوٰة وقال لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه رواه الترمذى الحكيم فى النوادر من حديث ابى هريرة بسند ضعيف والمعروف انه من قول سعيد بن المسيب رواه ابن ابى

شيبة فى المصنف و فيه رجل لم يسم۔

فائدہ: فيه كذب دعوىٰ الباطن اذا خالفه الظاهر۔

قطع الاسباب المشوشة

٣٧-الحديث حديث النهى عن صلوة الحاقن الى قوله وم من حديث عائشة لاصلوة بحضرة طعام ولا هويدافعه الاخبثان۔

فائدہ: فيه اصل ماعليه اهل الطريق من قطع الاسباب المشوشة۔

الغيرة

٣٨- الحديث حديث ان ابا طلحة صلى فى حائط له فيه شجر فاعجبه ريش طائر فى الشجر الحديث فى سهوه فى الصلوة وتصدقه بالحائط مالك عن عبدالله بن ابى بكر ان اباطلحة الانصارىٰ فذكر بنحوه۔

فائدہ: فيه اصل الغيرة يعنى ازالة مايمنعه عن المحبوب و المطلوب۔

٣٩-الحديث ارحنا يا بلال قط فى العلل من حديث بلال ولا بى داؤد نحوه من حديث رجل من الصحابة لم يسم باسناد صحيح۔

فائدہ: الحديث محملان الاراحة بالاشتغال بالصلوة ومقدماتها و الاراحة بالفراغ عنها والاولى راحة اللقاء والثانية راحته الرضا واما الراحة بحط الاثقال فحظ المحجوبين وعلامتها عدم ارتباحهم بالاشتغال كفر حهم بالقطار دون الصوم بخلاف حال الواصلين فان لهم بالصوم فرحة وبالافطار فرحة

الحياء من الله وطريقه

٤٠-الحديث قال ابوهريرة كيف الحياء من الله قال تستحيى منه كما تستحيى من الرجل الصالح من قومك الخرائطى فى مكارم الاخلاق ورواه البيهقى فى الشعب من حديث سعيد بن زيد مرسلا بنحوه وارسله البيهقى بزيادة ابن عمر فى السند و فى العلل ورواه الدار قطنى عن ابن عمر له وقال انه اشبه شىء بالصواب لوردہ من حديث سعيد بن زيد احد العشرة۔

فائدہ: فيه تسهيل للاستحياء المانع عن المعصية باستحضار ان لورأنى فلان الصالح من قومى ما اقدمت عليها قط فالله احق ان يستحيى منه

## تحدید صلوٰۃ اللیل

۴۱- الحدیث حدیث الوتر سبع عشرۃ ابن المبارک من حدیث طاؤس مرسلا کان یصلی سبع عشرۃ رکعۃ من اللیل۔

فائدۃ: فیہ عدم تحدید صلوٰۃ اللیل بعشرۃ او اثنی عشرۃ فلا ینکر علی ما کان بعض المشائخ فصلون مائۃ رکعۃ او اکثر باللیل

## الاستفادۃ ممن یستحقرون

۴۲- الحدیث حدیث لولا صبیان رضع ومشائخ رکع الحدیث رواہ البیہقی وضعفہ من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ وتمامہا وبہائم رتع لصب علیکم العذاب صبا۔

فائدۃ: فیہ قطع لعرق العجب بمراقبۃ الاسفادہ ممن یستحقرون۔

## الادامتہ علی العمل

۴۳- الحدیث احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل اخرجاہ من حدیث عائشہ۔ رضی اللہ عنہا

فائدۃ: وھذا مما لا یختلف فیہ اثنان من اھل الطریق

## وخاصتہ ترک الاوراد

۴۴- الحدیث عائشہ من عبداللہ عبادۃ ثم ترکہا ملالۃً مقتہ اللہ ورواہ ابن السنی فی ریاضۃ المتعبدین موقوفا علی عائشۃ

فائدۃ: المقت لہ درجات ادناہ الحرمان من المحبۃ الخاصۃ وان ارید بہ المتبادر یحمل علی الافضاء الیہ فی الاکثر وصرح بہ اھل البصیرۃ التجربۃ من اھل الطریق ان الاعراض لہ بدایۃ وھو الترک ونہایۃ وھو مقت العبد للہ تعالیٰ الموجب لمقت اللہ تعالیٰ لہ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور فلا یرد لزوم وجوب المستحب والملالۃ احتراز عن العذر۔

# کتاب الزکوٰۃ

## عدم التنافی بین المعاد وبین المعاش الضروری

۴۵- الحدیث طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضہ الطبرانی والبیہقی فی شعب الایمان من حدیث ابن مسعود بسند ضعیف

فائدہ: فیہ ان الاشتغال بالمعاد لایمنع الاشتغال بالمعاش الضروری کمایزعمہ الغلاۃ۔

## تاکد حقوق العباد لاسیما المشائخ

۴۶-الحدیث من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ت وحسنہ من حدیث ابی سعید لہ ولابی داؤد ابن حبان نحوہ من حدیث ابی ھریرۃ وقال حسن صحیح۔

فائدہ: فیہ ان اداء حقوق الحق تعالیٰ لا یوھن حقوق الخلق بل یؤکدھا لاسیماعباد یعینون علی الوصول الی الحق کالمشائخ وعلی تاکد حقوقھم من اطاعتھم وتبجیلھم دلائل مستقلۃ غیر ھذا۔

۴۷- الحدیث من اسدیٰ الیکم معروفاً فکا فئوہ الحدیث رواہ ابوداؤد والنسائی من حدیث ابن عمر باسناد صحیح بلفظ من صنع وتمامہ فان لم تستطیعوا فادعوالہ حتیٰ تعلموا انکم قد کافأ تموہ

فائدہ: فیہ ما فی ما قبلہ

## عدم التنافی بین التوکل...وبین الاذخار الضروری

۴۸-الحدیث حدیث اذخر لعیالہ قوت سنۃ اخرجاہ من حدیث عمر کان یعزل نفقۃ اھل سنۃ۔

فائدہ: فیہ ان الا ذخار لمصلحۃ لا ینا فی التوکل ولا کمالہ لعدم الکلام فی کمال توکلہ صلی للہ علیہ وسلم ثم ھی عامۃ لمصلحۃ العیال اولمصلحۃ النفس من تحصیل الاطمینان وازالۃ التشویش لان الطبائع مختلفۃ فطرۃ لایتیسر لبعضھا الجتماع بدون اسبابہ فکان اذخارہ صلی اللہ علیہ وسلم ترحما علی ھو لامع عدم افتقارہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاجتماع الی الاسباب ھذا۔

## تعمیم حسن المعاشرۃ

۴۹- الحدیث اذا جاءکم کریم قوم فاکرموہ رواہ ابن ماجہ من حدیث ابن عمرورواہ ابوداؤد فی المراسیل عن حدیث الشعبی مرسلا بسند صحیح وقال الذی متصلا وھو ضعیف رواہ الحاکم نحوہ من حدیث

معبدبن خالد الانصاری عن ابیه وصحح اسناده۔

فائدہ: فیہ متمسك لما علیہ اهل الطریق من حسن المعاشرة مع کل احد بما یناسب مرتبته

## کتاب الصوم ...عدم استصغار الصغائر

۵۰-الحدیث النظر سهم مسموم من سهام ابلیس الحدیث رواه الحاکم وصحح اسناده من حدیث حذیفة

فائدہ: فیه عدم استصغار الصغار من الذنوب فانه قدیفوق مفسدته علی الکبائر لاسیما النظر الذی ینشاء عن الشهوة اوینشاء عنه الشهوة حالاً او مالاً وهو کما قال بعض اهل التجربة بالفارسیة

## کِتاب الحج

## اتباع معاملات الله مع العبد

۵۱- الحدیث حدیث من رزق فی شیء فیلزمه ومن جعلت معیشته فی شیء فلا ینتقل عنه حتیٰ یتغیر علیه رواه ابن ماجه من حدیث انس بالجمله الاولی بسند حسن ومن حدیث عائشة بسند فیه جهالة بلفظ اذا سبب الله لاحدکم رزقاً من وجه فلا یدعه حتیٰ یتغیرله اویتنکرله

فائدہ: قاسوا علیه کل معاملة من الله مع العبد تعرف بالبصیرة والفراسة وخصوصیات الواقعات و هوکالبدیهیات بل المحسوسات عند القوم یراعونه فی احوالهم۔

## زیارة قبر النبوی ﷺ

۵۲- الحدیث من زارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی الطبرانی والدار قطنی من حدیث ابن عمر

۵۳- الحدیث من جاء نی زائرا لایهمة الا زیارتی کان حقا علی الله ان اکون له شفیعاً الطبرانی من حدیث ابن عمر وصححه ابن السکن۔

فائدہ: مدلولهما ظاهر وهو من المستحبات اکدها لاسیما عند العشاق وحدیث لاتشد فیما لم ینقل افضلیة لان اعتقادها بالرئی المحض ابتداع

## التزی بزی الصالحین

۵۴- الحدیث من تشبه بقوم فهو منهم ابو داؤد من حدیث ابن عمر بسند صحیح ۔ فائدۃ: ھو عام للمحمود والمذموم وھو اصل لاختیار ذی الصالحین بنیۃ البرکۃ لابنیۃ التشبع بما لم یعط والشھرۃ۔

۵۵- الحدیث ان اللہ وکل بقبرہ صلی اللہ علیہ وسلم ملکاً یبلغہ سلام من سلم علیہ من امتہ رواہ النسائی وابن حبان والحاکم من حدیث ابن مسعود بلفظ ان للہ ملائکۃً سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام۔

فائدۃ: ولما کان الحکم غیر مدرک بالقیاس لایتعدی الی غیر المنصوص فلا یوذن فی خطاب الاولیاء والمقبولین احیاء کانوا او مقبورین لعدم ورود مثل ھذا النص فیھم والامکان المحض غیر کاف فی امثالہ

## ترک بعض التطوعات ... فی غلبتہ الذکر

۵۶- الحدیث یقول اللہ من شغلۃ قراءۃ القران عن دعائی ومسئلتی اعطیتہ ثواب الشاکرین رواہ الترمذی من حدیث ابی سعید من شغلہ القران عن ذکری اومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وقال حسن غریب ورواہ ابن شاھین بلفظ المصنف۔

فائدۃ: فیہ اصل لما علیہ المشائخ من قصرھم بعض المریدین علی بعض الطاعات ونھیھم عن بعض التطوعات والبسط فی رسالۃ حقیقۃ الطریقۃ تحت الحدیث الثالث والعشرین۔

## اصل بعض القاب الصوفیۃ

۵۷- الحدیث اھل القران اھل اللہ وخاصتہ النسائی فی الکبری وابن ماجہ والحاکم من حدیث انس باسناد حسن ۔ فائدۃ: فیہ اصل للالقاب المتعارفۃ بین القوم من اھل اللہ وخواص اللہ ونحوھما ۔

## اثبات الظلمۃ والنور للقلب

۵۸- الحدیث ان ھذہ القلوب تصداء کما یصداء الحدید قیل وما جلاءھا قال تلاوۃ القران وذکر الموت البیھقی فی الشعب من حدیث ابن

مرسلا ضعيف. فائدة: فيه اصل لامثال هذه الاطلاقات الشائعة بين القوم من الظلمة والجلاء للقلب

## التواجد لغرض محمود

٥٩- الحديث اتلوا القران وابكوا فان لم تبكوا فتباكوا ابن ماجه من حديث سعد بن ابي وقاص باسناد جيد. فائدة: فيه اثبات التواجد بمعنى التشبه باهل الوجد اذا كان الغرض جلب الحال المحمود لا الرياء.

## التفاضل بين الذكر الجلي والخفي

٦٠- الحديث خير الرزق ما يكفي وخير الذكر الخفي احمد و ابن حبان من حديث سعد بن ابي وقاص

فائدة: هذه الخيرية باعتبار الاصل ولا يستلزم نفي خيرية الجهر لعارض

## ترجيح الاهتمام بجمع الخاطر على الاهتمام بكثرة الثواب

٦١- الحديث حديث انه قال لابن مسعود اقراء فقال يارسول الله اقراء وعليك انزل فقال انى احب ان اسمعه من غيري الحديث متفق عليه من حديث ابن مسعود

فائدة: فيه اهمية جمع الخواطر في بعض الاحوال بحيث يقنع على الطاعة المفضولة باعتبار الاجر لانه لا كلام في زيادة اجر التلاوة.

## كون العبادات الشاقة غير منكر

٦٢- الحديث حديث ابي ذر قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فينا ليلة باية يرددها وهي ان تعذبهم فانهم عبادك رواه النسائي وابن ماجه. بسند صحيح

فائدة: فيه اصل لمشروعية العبادات الشاقة المنقولة عن كثير من اهل الشوق او الخشية اذا خلت عن المحذورات.

## ابطال العلم المغائر للشريعة واثبات العلم الوهبي

٦٣- الحديث حديث على ما اسر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا كتمه عن الناس الا ان يوتى الله عبداً فهماً في كتابه النسائي من رواية ابي جحيفة قال سألنا علياً فقلنا هل عندكم من رسول الله صلى الله عليه وسلم

شیء سوی القرآن فقال لاوالذی خلق الحبة و برأ النسمة الا ان یعطی الله عبداً فهما فی کتابه الحدیث وهو عند البخاری بلفظ هل عندکم من رسول الله صلی الله علیه وسلم مالیس فی القرآن وفی روایة وقال مرة مالیس عند الناس۔

فائدہ: فیه ابطال لزعم الجهلة من اتباعهم علما باطنیاً منقولا غیر الظاهری المنقول وفیه اثبات للعلم الوهبی الذی حقیقته الفهم الصحیح المستفاد من النور القلبی والتقوی الکامل۔

## رعایة النشاط فی العبادات

٦٤-الحدیث اقرأوا القرآن ما ائتلفت علیه قلوبکم ولانت له جلودکم فاذا اختلفتم فلستم تقرؤنه فی بعضها فاذا اختلفتم فقوموا عنه متفق علیه من حدیث جندب بن عبدالله البجلی فی اللفظ الثانی دون قوله ولانت له جلودکم۔ فائدہ: فیه رعایة النشاط فی العبادة وتاخرها وقت الملالة لکنه مخصوص بالراسخ فی العبادة و اماقبل الرسوخ فلا بدمن حبس النفس علیه حتی یرسخ فی العادة۔

## کتاب الاذکار والدعوات

## فضل الذکر وفضل الجمع بین الذکر بالقلب وباللسان

٦٥-الحدیث یقول الله تعالیٰ انا مع عبدی ماذکرنی وتحرکت لی شفتاه رواه ابن ماجه وابن حبان من حدیث ابی هریرة والحاکم من حدیث ابی الدرداء وقال صحیح الاسناد۔

فائدہ: فیه فضل الذکر وفیه افضلیة الجمع بین ذکر القلب وذکر اللسان من الذکر باحدهما واما التفاضل فیما بینهما فبحث مستقل و ظاهر الروایات کون الذکر القلبی المحض افضل من اللسانی المحض

## تفسیر الذکر فی النفس وعذر الصوفیة فی تمثیلاتهم

٦٦-الحدیث قال الله تعالیٰ اذا ذکرنی عبدی فی نفسه ذکرته فی نفسی الحدیث متفق علیه من حدیث ابی هریرة وتمامه واذا ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر من ملاءه واذا تقرب منی شبراً تقربت منه ذراعاً واذا تقرب

منی ذراعاً تقربت منه باعاً واذا مشیٰ اذا هرولت الیه

فائدہ: مقابلة الذکر فی النفس بالذکر فی الملا یدل علی ان المراد بہ الذی لایطلع علیه الملاء سواء کان بالقلب او باللسان فتخصیصة بالاولی مما لا دلیل علیه وفیه ایضا علم الصوفیة فی تمثیلا تهم للذات والصفات الالهیه کما فی الحدیث من تمثیل القرب المعنوی بالحسی

حقیقة القبر

٦٧- الحدیث القبر اما حفرة من حفر النار او روضة من ریاض الجنة رواہ الترمذی من حدیث ابی سعید بتقدیم وتأخیر وقال غریب قلت فیه عبیداللّٰہ بن الولید الوصافی ضعیف

٦٨- الحدیث ارواح المومنین فی حواصل طیور خضر معلقة تحت العرش رواہ ابن ماجه من حدیث کعب بن مالك ان ارواح المومنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة وروی النسائی بلفظ انما نسمة المومنین طائر و رواہ الترمذی بلفظ ارواح الشهداء وقال حسن صحیح۔

فائدہ: مجموع الحدیثین دلیل علی ان القبر المذکور فی النصوص هو عالم البرزخ لاهذہ الحفرة الخاصة فان المومن فی القبرثم هو معلق بالعرش وهو غیر الحفرة۔

بیان تفویض دعاء

٦٩- الحدیث حدیث ابی هریرة اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد فاکثروا من الدعاء رواہ مسلم۔ فائدہ: فیه کون الدعا ماللذکر فان المطلوب فی السجود بالکثرة هو التسبیح الذی هو الذکر لاالدعاء کما هو ظاهر الحدیث فعلم ان التسبیح سماہ دعاء فثبت ان اهل التفویض هم اهل الدعاء ایضاً

المجاهدة اضطراریة وحکمة بعض الشکوی

٧٠- الحدیث اذا احب اللّٰہ عبداً ابتلاہ حتیٰ یسمع تضرعه ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس اذا احب اللّٰہ عبدا صب علیه البلاء صبا الحدیث دفیه دعه فانی احب ان اسمع صوته وللطبرانی من

حدیث ابی امامة ان الله یقول للملئکة انطلقو الی عبدی فصبوا علیه البلاء الحدیث وفیه فانی احب ان اسمع صوته وسندهما ضعیف۔

فائدہ: هذہ مجاهدة اضطراریة وفیه حکمته۔

## عدم استحقار العاصی لاحتمال التوبة

٧١- الحدیث ما اصر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین مرة رواہ الترمذی وابی داؤد من حدیث ابی بکر وقال غریب ولیس اسنادہ بالقوی۔

فائدہ: فیه فضل الاستغفار وعدم الاستحقار للعاصی التائب حالا او احتمالا۔

## الاقتصاد فی العمل

٧٢-الحدیث لا تکابدوا اللیل ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس بسند ضعیف و فی جامع سفیان الثوری موقوفا علی ابن مسعود لا تغالبوا هذا اللیل۔

٧٣- الحدیث تکلفو من العمل ما تطیقون فان الله لا یمل حتی تملوا متفق علیه من حدیث عائشة بلفظ اکلفوا۔

٧٤- الحدیث خیر الدین ایسرہ احمد من حدیث محجن بن الادرع

٧٥-الحدیث لن یشاد هذا الدین احد الا غلبه فسددوا وقاربوا خ من حدیث ابی هریرة۔ فائدة متعلقة بالاحادیث الاربعة الاحادیث دالة علی اختیار الایسر وحکمته الاقتراب من رحمة الله ومشاهدة نعمة وترفیق المداومة

## النکیر علی ترکه الدوام

٧٦- الحدیث احب الاعمال الی الله ادومها وان قل متفق علیه من حدیث عائشة۔ فائدہ: فیه النکیر اللطیف علی ترك الدوام

## اصل الصوم الملقب هزاری روزہ

٧٧- الحدیث حدیث ابی هریرة من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب الله له صیام ستین شهراً وهو الیوم الذی هبط فیه جبریل علیه السلام علی محمد صلی الله علیه وسلم رواہ ابو موسی المدینی فی کتاب فضائل اللیالی والایام من روایة شهر بن حوشب عنه

فائدة: ان اخذ نصف هذه الشهور ثلثين والنصف تسعا وعشرين كان عدد اضعاف الصوم الفا وسبعمائة وسبعين والاعجب ان يكون هذا املالما اشتهر بين عوام العباد و العباد انه يعدل الفا و يلقبونه بهزاری روزه ولعلهم حذفوا الكسر تسهيلا واما نفی لا اصله فی بعض رسائلی فقبل العثور علی هذا الاثر ان ثبت سنده اولا علم لی به.

## اثر عبادة رمضان فی سائر السنة

٧٨- الحديث حديث انس اذا سلم يوم الجمعة سلمت الايام واذا سلم شهر رمضان سلمت السنة تقدم ۓ الباب الخامس من الصلوة ذكر يوم الجمعة فقط و قد رواه بجملته ابن حبان فی الضعفاء وابو نعيم فی الحلية من حديث عائشة وهو ضعيف . فائدة: فيه دلالة علی ما قاله بعض اهل الطريق من ان لعبادة رمضان دخلا ۓ السنة كلها عبادة وتقوی.

## عادات

## كتاب آداب الاكل ...توجيه الكلام التجوری

٧٩- الحديث يقول الله للعبد يوم القيامة ياابن ادم جعت فلم تطعمنی الحديث مسلم من حديث ابی هريرة بلفظ استطعمتك فلم تطعمنی.

فائدة: فيه جواب عن النكير علی كلام القوم الوارد فيه امثال هذه التجورات.

## اختيار الشق الايسر

٨٠- الحديث ماخير رسول الله صلی الله عليه وسلم بين شيئين الا اختار ايسر هما متفق عليه من حديث عائشة وزاد مالم يكن اثماً ولم يذكر ها مسلم فی بعض طرقه . فائدة: فيه ما عليه المحققون من عدم الهجوم علی المشتاق من غير ضرورة فان الشيئين هما طريقان يستويان فی الايصال الی المقصود والمشقة فی غير المقصود مما لافائدة فيه و كرر النظر فی الفائدة المتعلقة بالاحاديث الاربعة التی مرت قريبا من أخر الباب السابق

## ذم الرياء

٨١- الحديث ومن حديث ابن عباس ان النبی صلی الله عليه وسلم

نهى عن طعام المتبارئين.

فائدة: فيه من ذم الرياء والتفاخرة مما لا خفاء فيه

كتاب آداب النكاح ... توجيه الكلام التجوزى

٨٢- الحديث انه تعالىٰ يقول ماترددت فى شيء كترددى فى قبض عبدى المسلم يكره الموت وانما اكره مساءته ولابدله منه خ من حديث ابى هريرة انفرد به خالد بن مخلد القطوانى وهو متكلم فيه

فائدة: فيه مثل ما فى الحديث الاول من كتاب آداب الاكل

كون الاحوال غير مقصود

٨٣- الحديث لكل عامل شرة ولكل شرة فترة فمن كانت فترته الى سنتى فقد اهتدىٰ احمد والطبرانى من حديث عبد الله بن عمرو وللترمذى نحو هذا من حديث ابى هريرة وقال حسن صحيح

فائدة: فيه عدم دوام الاحوال النفسانية و كون اصل المقصود العمل بالسنة دون الكيفيات والاحوال وبه صرحوا.

المجاهدة الاضطرارية

٨٤-الحديث اذا كثرت ذنوب العبد ابتلاه بهم ليكفرها احمد من حديث عائشة الا انه قال بالحزن فيه ليث بن سليم مختلف فيه

فائدة: فيه ماصرح به اهل الطريق من منافع الحزن وهو من المجاهدات الاضطرارية.

التهادى لمحض الحب

٨٥-الحديث تهادوا تحابوا البخارى فى كتاب الادب المفرد والبيهقى من حديث ابى هريرة بسند جيد

فائدة: فيه ما عليه اهل الطريق من اعتنائهم بالتهادى لمحض الحب ماليس فى غيرهم

كتاب آداب الكسب والمعاش ... التوكل مع الاجمال فى الطلب

٨٦- الحديث ذكر الطير فقال تغدو خماصاً وتروح بطاناً الترمذى

وابن ماجه من حديث عمر قال الترمذی حسن صحيح.

فائدة: فيه تعليم التوكل صراحة والحمل على الاجمال فی السعی اشارة فان الغدو والرواح هو من السعی.

## الرفق

٨٧- الحديث رحم الله امرأً سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء البخاری من حديث جابر. فائدة: فيه من تعليم الرفق و المعاملة بالجميل مالا يخفی الاما امر فيه بالغلظ

## كتاب الحلال و الحرام ...اصل الاربعين

٨٨-الحديث ابونعيم فی الحلية من حديث ابی ايوب من اخلص لله اربعين يوما ظهر ينا بيع الحكمة من قلبه علی لسانه ولابن عدی نحوه من حديث ابی موسیٰ وقال حديث منكر

فائدة: فيه اصل للاربعين وبركاتها واثبات العلم اللدنی

## معيار التقوی

٨٩-الحديث دع مايريبك الی مالا يريبك النسائی والترمذی والحاكم وصححاه من حديث الحسن بن علی. فائدة: فيه معيار عظيم للتقوی.

## اشتراط اجابة الدعوة بمباح

٩٠- الحديث دعاه الرجل الفارسی فقال انا وعائشة الحديث مسلم عن انس و تمامه فقال لافقال لاثم اجابه بعد فذهب هو وعائشة يتساوقان فقرب اليهما اهالة . فائدة: فيه ان اشتراط اجابة الدعوة بشرط مباح لاينافی حق المسلم ولاحسن اخلاق.

## كتاب آداب الالفت

٩١- الحديث ان الله خلق آدم علی صورته مسلم من حديث ابی هريرة

فائدة: فيه مسئلة مظهرية الانسان للحق فان الصورة هو الظهور للحقيقة

٩٢- الحديث المرء علی دين خليله الحديث ابو داؤد والترمذی و حسله والحاكم من حديث ابی هريرة وقال صحيح ان شاء الله تعالیٰ وتمامه

فلينظر احد كم من يخالل ۔ فائدہ: فیه الاحتیاط البلیغ فی اتخاذ الشیخ الذی هو اعظم الاخلاء وادومهم خلة

## طریق النصح

٩٣-الحدیث المومن مراة المومن ابوداؤد من حدیث ابی هریرة باسناد
فائدہ: فیه تعلیم طریق النصح لمن رای فیه عیباً من الاظهار علیه والستر من غیرہ کشان المرأة۔

## المعاملة مع الشیخ وقت صدور الزلة منه

٩٤- الحدیث اتقوا زلة العالم ولا تقطعوہ وانتظروا فیأته۔ البغوی فی المعجم وابن عدی فی الکامل من حدیث عمر وابن عوف المزنی وضعفاہ
فائدہ: دخل فی عمومه النهی عن التعجیل فی القطع عن الشیخ بأدنی زلته مع النهی عن اتباعه فی ذالك الفعل والاشارة علی قطعه اذا اصر علی ذلك المنکر۔

## النهی عن الغلو

٩٥-الحدیث احبب حبیبك هونا ما عسی ان یکون بغیضك یوما ما۔الحدیث الترمذی من حدیث ابی هریرة و قال غریب قلت رجاله ثقات رجال مسلم لکن الراوی تردد فی رفعه وتمامه وابغض بغیضك هونا ما ۔ عسی ان یکون حبیبك یوما ما۔ فائدہ: فیه النهی عن الغلو فی الامور۔

٩٦- الحدیث حدیث اکرامه ﷺ لعجوز دخلت علیه و قوله انها کانت تأتینا ایام خدیجة وان حسن العهد من الایمان الحاکم من حدیث عائشة وقال صحیح علی شرط الشیخین و لیس له علة۔ فائدہ: فیه رعایة الحقوق واجبة کانت اومناسبة

## اصل عظیم لحسن الاخلاق

٩٧-الحدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ متفق علیه من حدیث ابی موسی۔ فائدہ: فیه اصل عظیم لحسن الاخلاق یتفرع الاف من احکامه

## اکرام اکابر کل قوم

٩٨-الحدیث اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ وفی اوله قصة فی قدوم

جریر بن عبد اللہ الحاکم من حدیث جابر وقال صحیح الاسناد۔

فائدہ: دل بعمومہ علی ندب مداراۃ کل رئیس ولو کافر لاشتمالہ علی المصلحۃ من تالیفہ علی الخیر او التوقی من الشر ولکن لا بمحض الطمع۔

الاتقاء عن التھم وحقیقتہ

۹۹- الحدیث انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا وقال علی رسلکما انہا صفیۃ متفق علیہ من حدیث صفیۃ۔ فائدہ: فیہ الاتقاء عن مواضع التھم وھی الامور التی تکون صورتہا صورۃ بعض المنکرات امامالم یکن کذالک فالتصدی لہ ھو الحفرف عن الملامۃ الذی مدح علی ترکہ

تطییب القلب وشرطہ

۱۰۰- الحدیث ان من احب الاعمال الی اللہ ادخال السرور علی المومن الحدیث الطبرانی فی الصغیر والاوسط من حدیث ابن عمر بسند ضعیف۔

فائدہ: ھو کالطبعی للقوم ولہ شرط ان لا یدخل فی الشرور بادخال السرور کالذین سموامشربہم بصلح الکل۔

تقدم المعاملات علی العبادات

۱۰۱- الحدیث ان فلانۃ تصوم النہار وتقوم اللیل وتوذی جیرانہا فقال ھی فی النار احمد والحاکم من حدیث ابی ہریرہ وقال صحیح الاسناد۔

فائدہ: فیہ شناعۃ لایذاء الناس بلاحق وتقدم المعاملات علی العبادات۔

کتاب آداب العزلۃ

اصل تدوین سیر الصلحاء

۱۰۲- الحدیث عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ لیس لہ اصل فی الحدیث المرفوع وانما ھو قول سفیان بن عیینۃ کذا رواہ ابن الجوزی فی مقدمۃ صفوۃ الصفوۃ۔ فائدہ: ھو اصل لتدوین احوال الصلحاء وقول تبع التابعی حجۃ فی مثلہ

الاقتصاد فی العمل

۱۰۳- الحدیث ان اللہ لا یمل حتی تملوا تقدم قلت لم اطلب موضعہ ورویت عن المشکوۃ روایۃ الشیخین عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم خذو من الاعمال ما تطیقون فان الله لا یمل حتی تملوا۔
فائدہ: فیه الحث علی الاقتصاد فی العمل لامکان المداومة۔

السفر فی الخمیس و السبت

۱۰۴- الحدیث حدیث کعب ابن مالک قلما کان رسول الله ﷺ یخرج الی سفر الا یوم الخمیس وا لسبت البزا و مقتصرا علی یوم خمیسها والخرائطی مقتصرا علی یوم السبت و کلاهما ضعیف الحدیث۔
فائدہ: اصل لعادۃ اکثر الصلحاء من السفر فی ھذین الیومین و الخمیس اثبت لورودہ فی الصحاح۔

کتاب السماع...عذر صاحب الوجد

۱۰۵- الحدیث حدیث ابی ھریرۃ ان غلاما کان فی بنی اسرائیل علی جبل فقال لامه من خلق السماء فقالت الله الحدیث وفیه ثم رمی نفسه من الجبل فتقطع رواہ ابن حبان۔
فائدہ: فیه ان الواجد معذور ولو اھلک نفسه فی غلبة الوجد فلا ینکر علیه۔

قطع الاسباب المشوشة

۱۰۶-الحدیث حدیث خلع رسول الله ﷺ بعد الفراغ عن الصلوۃ ثوب ابی جهم اذکان علیه اعلام شغلت قلبه تقدم فی الصلوۃ قلت والحدیث اخرجه الستة الا الترمذی کما فی التیسیر ولذالم استقرئ موضع تقدمه فی الصلوۃ و فی روایة مالک وابی داؤد کنت انظر الیها وانا فی الصلوۃ فاخاف ان تفتننی
فائدہ: فیه صون القلب عن المشوشات۔

اصل الفراسته وحکمها

۱۰۷- الحدیث اتقو ا فراسة المومن فانه ینظر بنورالله تعالیٰ الترمذی من حدیث ابی سعید وقال غریب۔ فائدہ: فیه اصل للفراسة وھی نوع من الکشف وقل من القوم من لم یوت حظا منه وحکمه حکم الکشف۔

اصل الرقص الوجدی والتواجدی

۱۰۸- الحدیث اختصم علی وجعفر و زید بن حارثة فی ابنة حمزۃ فقال

لعلى انت منى و انا منك فحجل وقال لجعفر اشبهت خلقى و خلقى فحجل و قال لزيد انت اخونا و مولانا فحجل ابوداؤد من حديث على باسناد حسن وهو عند البخارى دون حجل فى الاحياء والحجل هو الرقص وذلك يكون لفرح او شوق قلت لم اجده بهذا اللفظ فى سنن ابى داؤد ولا مراسيله نعم اورد الحافظ فى الفتح باب عمرة القضاء مانصه وفى حديث على عند احمد و كذا مرسل الباقر فقام جعفر فحجل حول النبى ﷺ دار عليه فقال النبى ﷺ ما هذا قال هذا شيء رايت الحبشة يصنعونه بملوكهم وفى حديث ابن عباس ان النجاشى كان اذا رضى احد من اصحابه قام فحجل حوله وحجل بفتح المهملة و كسر اى وقف على رجل واحدة وهو الرقص بهيئة مخصوصة وفى حديث على المذكور ان الثلاثة فعلوا ذلك اه وفى القاموس حجل دفع رجلا وتريث فى مشيه و فيه نزا ـ فائدة: فيه اصل الرقص اهل الوجد لفرح او شوق ولومن غير اضطرار اذالم يكن من غرض فاسد من الرياء و نحوه.

## موافقة الناس فى المباحات

۱۰۹- الحديث الحاكم من حديث ابى ذر خالقوا الناس باخلاقهم الحديث قال صحيح على شرط الشيخين ـ فائدة: فيه رعاية مذاق الرفقة فى المباح من المعاشرات حذرا عن الوحشة

## مهلكات

## كتاب عجائب القلب...عداوة النفس

۱۱۰- الحديث اعدیٰ عدوك نفسك التى بين جنبيك البيهقى فى كتاب الزهد من حديث ابن عباس وفيه محمد بن عبد الرحمٰن بن غزوان احد الوضاعين ـ فائدة: قلت لكن معناه فى القراٰن قوله تعالیٰ ان النفس لامارة بالسوء لان الامر بالسوء لا يكون الامن اعدى العدوو كذا فى الحديث وهو المجاهد من جاهد نفسه و سياتى فى كتاب رياضة النفس فان الجهاد لا يكون الامع العدو۔

## جهاد النفس

۱۱۱- الحديث رجعنا من الجهاد الا صغر الى الجهاد الا كبر (البيهقى فى

الزهد من حديث جابر و قال هذا اسناد فيه ضعف و تمامه فى كتاب رياضة النفس) قيل يا رسول الله وما الجهاد الا كبر قال جهاد النفس۔

فائدة: قلت فى روح المعانى فى تفسير اٰية وجاهدوا فى الله حق جهاده اخرج البيهقى عن جابر قال قدم على رسول الله ﷺ قوم غزاة فقال قد متم خير مقدم من الجهاد الا صغر الى الجهاد الا كبر قيل وما الجهاد الا كبر قال مجاهدة العبد هواه (وفى اسناده ضعف مغفر فى مثله)

فائدة: كون مدلول الحديثين من مقاصد الفن ظاهر۔

دوام انتظار الفيوض

۱۱۲- الحديث ان لربكم ايام دهر كم نفحات الحديث متفق عليه من حديث ابى هريرة وابى سعيد وقد تقدم و تمامه الا فتعرضوا لها۔

قلت الله اعلم كيف نسب هذا الحديث الى الشيخين فقد نسبه العزيزى الى الطبرانى عن محمد بن مسلمة بهذا اللفظ و فيه فتعرضوا له وفى نسخة لها ان يصيبكم نفحة منها فلا تشقون بعدها ابدا

قال الشيخ حديث حسن وفيه فى معنى نفحات اى تجليات مقربات يصيب بها من يشاء من عباده (۱۱ ج ۲)

فائدة: فيه دوام المراقبة ونعم ما قيل فيه كانه ترجمة له

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہی کند آگاہ نباشی

الشوق والمحبة

۱۱۳- الحديث يقول الله عزوجل لقد طال شوق الابرار الى لقائى الحديث لم اجد له اصلا الا ان صاحب الفردوس اخرجه من حديث ابى الدرداء ولم يذكرله ولده فى مسند الفردوس اسنادا وتمامه و انا الى لقائهم اشد شوقاً۔ قلت فهو من تعليقات صاحب الفردوس و معناه وارد فى الحديث من الصحيح من احب لقاء الله احب الله لقاءه فان الشوق احد اٰثار المحبة۔ فائدة: فيه اثبات المحبية والمحبوبية للعبد۔

## صحة تنبيهات القلب السليم

١١٤-الحديث اذا اراد الله بعبده خيراً جعل له واعظا من قلبه

ابو منصور الديلمی فی مسند الفردوس من حديث ام سلمة واسناده جيد. فائدة: فيه صحة تنبيهات القلب السليم.

## وسع القلب للتجلى الخالص

١١٥-الحديث قال الله تعالىٰ ما وسعنی ارضی ولا سمائی ووسعنی قلب عبدی المومن اللين الوادع لم ارله اصلا و فی حديث ابی عتبة قبله عند الطبرانی بعد قوله و آنية ربكم قلوب عباده الصالحين و احبها اليه الينها وارقها. قلت و حديث عتبة هذا الوارد قبله مانصه والطبرانی من حديث عتبة الخولانی يرفعه الی النبی صلی الله عليه وسلم قال ان لله آنية من اهل الارض وآنية ربكم قلوب عباده الصالحين الحديث و فيه بقية ابن الوليد و هومدلس لكنه صرح فيه بالتحديث وفی المقاصد الحسنة معناه وسع قلبه الايمان بی ومحبتی و معرفتی اه و فی كليد المثنوی الدفتر السادس روی الامام احمد فی الزهد عن وهب بن منبه ان الله فتح السموات لحزقيل حتیٰ نظر الی العرش وقال حزقيل سبحانك ما اعظمك يا رب فقال الله تعالیٰ ان السموات والارض ضعفن عن ان يسعنی ووسعنی قلب المؤمن الوادع اللين اه. فائدة: فيه اصل لما قالوا من كون قلب المومن عرش الله ای محلا للتجلی الاعظم الذی عبر عنه بالوسع.

## صحة الالهام

١١٦- الحديث اكثر اهل الجنة البله البزار من حديث انس وضعفه و صححه القرطبی وليس كذلك فقد قال ابن عدی انه منكر. فائدة: فيه بعض شيون المومن الذی حاصله عدم تعلق قلبه بالامور الدنيوية ومن لوازم عدم الالتفات الوقوع فی الغلط كثيرا واما قوله عليه السلام لا يلدغ المومن من جحر مرتين فمحله الامور الدينية فهو فيها متيقظ.

١١٧- الحديث ان من امتی محدثين و مكلمين خ من حديث ابی هريرة

لقد کان فی ماقبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر ورواه مسلم من حدیث عائشة۔ فائدہ: فیه صحة الالهام

ذم الغلو فی حب الخلق

۱۱۸- الحدیث حبك الشئ یعمی و یصم ابوداؤد من حدیث ابی الدرداء بأسناد ضعیف۔ فائدہ: فیه ذم الغلو فی حب الخلق۔

الحذر عن موهم المنکرات

۱۱۹- الحدیث اتقوا موضع التهم لم اجدله اصلا قلت ولکن معناه ثابت من حدیث صفیة المار قبیل کتاب العزلة

فائدہ: فیه الحذر عن الموهم للمنکر خصوصاً للمقتدیٰ۔

محل التقوی

۱۲۰- الحدیث التقویٰ ههنا واشار الیٰ القلب مر من حدیث ابی هریرة وقال الیٰ صدرہٖ۔ فائدہ: فیه عدم اعتداد التقوی الظاهری بدون الباطنی۔

کتاب التهذیب النفس

عدم التنافی بین الامور الطبعیة

۱۲۱- الحدیث انما انا بشر اغضب کما یغضب البشر رواہ مسلم من حدیث انس وله من حدیث ابی هریرة انما محمد بشر یغضب کما یغضب البشر۔

فائدہ: فیه ان الامور الطبعیة لا تنافی کمال النبوة فضلا عن کمال الولایة۔

الاعتدال فی المجاهده

۱۲۲- الحدیث خیر الامور اوسطها البیهقی فی شعب الایمان من روایة مطرف بن عبدالله معضلا۔ فائدہ:: شمل بعمومه الاقتصاد فی المجاهدة۔

انتفاء الکراهة الطبعیة

فی الرضاء

۱۲۳- الحدیث اعبد الله فی الرضاء فان لم تستطع ففی الصبر علیٰ ما تکرہ خیر کثیر۔ طب(قلت رواہ الترمذی من حدیث ابن عباس کذا قاله العراقی فی کتاب الصبر والشکر۔ فائدہ: فیه ان الرضاء الکامل

لایکون فیہ الکراھۃ الطبعی و ان کان فیہ الالم الطبعی والالما لکراھۃ العقلی لا یکون فی الصبر ایضا وفیہ رعایۃ الاستعداد فی التربیۃ۔

## افضلیۃ جہاد النفس من جہاد الکفار

۱۲۴-الحدیث المجاھد من جاھد نفسہ رواہ الترمذی فی اثناء حدیث و صححہ رواہ من حدیث فضالۃ ابن عبید۔ فائدہ: فیہ افضلیۃ جہاد النفس من جہاد الکفار فان کونہ جہادا موقوف علیہ۔

## کتاب علاج شہوت فرج وبطن

### عدم التنافی بین التوسع فی الماکل وبین الزھد

۱۲۵-الحدیث حدیث ابوسعید الخدری کان اذا تغدی لم یتعش واذا تعشی لم یتغد لم اجدلہ اصلا و حدیث قال لعائشۃ ایاک والاسراف فان اکلتین فی یوم من السرف البیھقی فی الشعب من حدیث عائشۃ و قال فی اسنادہ ضعف اھ قلت بل فی الحدیث ما یدل علی ضدہ وھو ما رواہ ابو داؤد فی باب صفۃ النبیذ عن عائشۃ انھا کانت تنبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدوۃ فاذا کان من العشی فتعشی شرب علی عشائہ فان فضل شئ صببتہ او فرغتہ ثم تنبذ باللیل فاذا اصبح تغدی فشرب علی غدائہ قالت نغسل السقاء غدوۃ وعشیۃ فقال لھا ابی مرتین فی یوم قالت نعم۔

فائدہ: فیہ ان توسع فی الماکل والمشارب من غیر غلو فیہ لاینافی الزھد واما الاقتصاد فیھا فکان عن ضرورۃ لاعن قصد۔

### المحادثۃ مع الاھل لا یخل بالخلوۃ

۱۲۶-الحدیث کان یضرب یدہ علی فخذ عائشۃ احیانا ویقول کلمینی یا عائشۃ لم اجدلہ اصلا قلت لکن معناہ ثابت بالحدیث الصحیح الذی رواہ مسلم عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر فان کنت مستیقظۃ حدثنی والا اضطجعہ۔

فائدہ: فیہ ان المحادثۃ مع الاھل لا ینافی مقصود الخلوۃ۔

# كتاب آفات اللسان

## ترك العبث من الاقوال والافعال

۱۲۷- الحديث من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه ت وقال غريب وهو من حديث ابي هريرة. فائدة: اصلا عظيم لتربية النفس.

## ترك الجدال

۱۲۸- الحديث عند احمد بلفظ لا يومن العبد حتىٰ يترك الكذب فى المزاحة والمراء وان كان صادقاً. فائدة: فيه كون المراء مورثا للظلمة فان نقص الايمان هو الظلمة ومن ثم ترى اهل الطريق يتضررون عنه اشد تنفر.

## اشدية غيبة الميت

۱۲۹- الحديث لاتسبوا الاموات فتؤذوا الاحياء الترمذى من حديث المغيرة بن شعبه ورجاله ثقات. فائدة: فيه كون غيبت الميت اشد لا شتماله على مفسدتين اهانة الميت وايذاء الحى

۱۳۰- الحديث لابى داؤد والترمذى وقال غريب من حديث ابن عمر اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم وللنسائى من حديث عائشة لا تذكروا موتاكم الا بخير واسناده جيد. فائدة: فيه ما فى ما قبله ولعل فى السكوت عن الحكمة الخاصة اشارة الى حكم اخرى كتعذر التحلل منه وكاحتمال مغفرته ومزاحمة المغتاب حكم الله على هذا الاحتمال.

# كتاب مذمت غضب... ذم الغضب

۱۳۱- الحديث سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبعدنى من غضب الله قال لا تغضب الطبرانى فى مكارم الاخلاق وابن عبد البر فى التمهيد باسناد حسن وهو عند احمد وان عبد الله بن عمرو هو السائل او قلت ترجمه العارف الرومى بقوله

گفت از خشم خدا چه بود اماں
گفت ترک خشم خویش اندر زماں

فائدة: باب عظيم من السلوك فى الطريق.

## القناعة والعافية

۱۳۲- الحدیث من اصبح امنا فی سربه معافی فی بدنه عنده قوت یومه فکانما حیزت له الدنیا بحذافیرها الترمذی وابن ماجه من حدیث عبید الله بن محصن دون قوله بحذافیرها قال الترمذی حسن غریب قلت ترجمة العارف الرومی بقوله

چوں ترا نانے وخرقانے بود
ہر بن موئے تو سلطانے بود

فائدہ: فیه تعلیم القناعة واغتنام الامن والعافیة

## ذم بعض الفقر

۱۳۳-الحدیث کاد الفقر ان یکون کفراً وکادالحسد ان یغلب القدر ابو مسلم الکشی والبیهقی فی الشعب من روایة یزید الرقاشی عن انس ویزید ضعیف ورواہ الطبرانی فی الاوسط من وجه أخر بلفظ کادت الحاجة ان تکون کفراً وفیه ضعف۔ فائدہ: فیه عدم کون الفقر محموداً علی الاطلاق۔

## النفع العظیم فی حب الشیخ

۱۳۴- الحدیث الرجل یحب القوم ولما یلحق بهم فقال هو مع من احب متفق علیه من حدیث ابن مسعود رضی الله عنه۔

فائدہ: فیه کون حب الشیخ فیه نفع عظیم۔

## کتاب مذمت دنیا

## التوحش عن الدنیا

۱۳۵-الحدیث الدنیا سجن المومن وجنة الکافر مسلم من حدیث ابی ہریرة۔

فائدہ: فیه ان من شان المومن عدم اللصوق قلبه بالدنیا۔

## التنفر عن الدنیا

۱۳۶- الحدیث الدنیا ملعونة ملعون ما فیها الترمذی وحسنه وابن ماجة من حدیث ابی ہریرة وزاد الا ذکر الله وما والاہ وعالم ومتعلم۔

۱۳۷-الحدیث حدیث ابی موسیٰ الاشعری من احب دنیاہ اضر بأخرته

الحديث احمد والبزار والطبرانی وابن حبان والحاکم وصححه و تمامه و من احب آخرته اضر بدنیاه فأثروا ما یبقیٰ علیٰ مایفنی۔

۱۳۸-الحدیث حب الدنیا راس کل خطیئة رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الدنیا والبیہقی فی شعب الایمان من طریقه من روایة الحسن مرسلا۔

۱۳۹-الحدیث الدنیا دار من لادار له الحدیث احمد من حدیث عائشه مقتصراً علیٰ هذا وعلیٰ قوله ولها یجمع من لا عقل له وزاد ابن ابی الدنیا والبیہقی فی الشعب من طریقه ومال من لامال له واسناده جید۔

فائدہ: فی کل من الاربعة تنفیر عن الدنیا۔

## کتاب مذمت بخل... مثل السابق

۱۴۰- الحدیث لاتتخذوا الضیعة فتحبوا الدنیا الترمذی والحاکم وصحح اسناده من حدیث ابن مسعود بلفظ فترغبوا۔

فائدہ: فیه مافی الاربعة الماضیة بزیادة ان فی الضیعة زیادة لصدق بالدنیا۔

## عدم الذم فی الدنیا المعینه علی الأخرة

۱۴۱- الحدیث نعم المال الصالح للرجل الصالح احمد و الطبرانی فی الکبیر والاوسط من حدیث عمرو بن العاص بسند صحیح بلفظ نعما وقالا للمرء

فائدہ: فیه کون الدنیا غیر مذمومة اذا کانت معینة فی الدین

## کون العز فی الاستغناء

۱۴۲-الحدیث عزا الموٴمن استغناء عن الناس الطبرانی فی الاوسط و الحاکم وصحح اسناده الی آخر ما قال۔

فائدہ: فیه حقیقة العز انها بالاستغناء لا بالاستقصاء وهو مشاهد۔

## الضن بالافاده

۱۴۳-الحدیث حدیث ابن عمر ان الله عبادا یخصهم بالنعم لمنافع العباد الحدیث الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابونعیم وفیه محمد بن حسان السمنی وفیه لین ووثقه ابن معین یرویه عن ابی عثمان عبدالله بن زید الحمصی ضعفه الازدی وتمامه فمن بخل بتلک المنافع علی العباد نقلها

الله تعالیٰ عنه و حولها الی غیرہ۔

فائدہ: فیه تهدید علی الضنه فی ایصال النفع دنیویاکان اودینیالا سیما ان کان عن الاکمال ترجمه بعضهم بقوله۔

خاص کند بندہ مصلحت عام را

## کتاب ملامت جاہ...ذم حرص الدنیا

۱۴۴-الحدیث منهو مان لایشبعان الحدیث الطبرانی من حدیث ابن مسعود بسند ضعیف والبزار و الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابن عباس بسند ین اہ قلت و فی حدیث الدارمی صاحب العلم وصاحب الدنیا وروی البیهقی عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال منهو مان لایشبعان منهوم فی العلم لایشبع منه ومنهوم فی الدنیا لایشبع منها کذافی المشکوٰۃ۔

فائدہ: فیه مدح علی الحرص العلم وذم للحرص علی الدنیا۔

## اختفاء بعض الاعمال عن الملئکة واصل الذکر القلبی والمحض

۱۴۵-الحدیث روی ابن ابی الدنیا فی کتاب الاخلاص من حدیث عائشة رضی الله عنها بسند ضعیف یفضل الذکر الخفی الذی لاتسمعه الحفظة علی الذین تسمعه الحفظة سبعین درجة۔ فائدہ: فیه ان بعض الاعمال لایطلع علیه الکاتبون الکرام ومن ثم قال بعضهم

میاں عاشق و معشوق رمزیست
کراما کاتبین راہم خبر نیست

وایضاً فیه اصل للذکر القلبی المحض الذی لاحرکة فیه للسان

## ذم الریاء

۱۴۶-الحدیث للشیخین من حدیث جندب من سمع سمع الله به ومن راءی راءی الله به ورواہ مسلم من حدیث ابن عباس

فائدہ: فیه من ذم الریاء ماهو ظاهر

## عدم الاهتمام بالوسواس وساوس

۱۴۷-الحدیث مسلم من حدیث ابن مسعود مختصراً سئل النبی صلی

الله علیه وسلم عن الوسوسة فقال ذاك محض الایمان والنسائی فی الیوم والليلة وابن حبان فی صحیحه ورواه النسائی فيه من حديث عائشة

۱۴۸- الحدیث حدیث ابن عباس الحمد لله الذی رد کید الشیطان الی الوسوسة ابوداؤد والنسائی فی الیوم والليلة بلفظ کیده

فائدہ: فیهما عدم المواخذة علی الامور الغیر الاختیاریة بل فیهما اشارة الی السرور بها۔

## مضرت التعلقات للضعفاء

۱۴۹- الحدیث مسلم من حدیث ابی ذر لا تأمرن علی اثنین ولا تلین مال یتیم۔

فائدہ: فیه عدم الوقوع فی التعلقات الغیر الواجبة للضعفا کما فی هذا الحدیث انی لاراك ضعیفاً

## کتاب منمت کبر... ترك التزین

۱۵۰- الحدیث البذاذة من الایمان ابوداؤد و ابن ماجة من حدیث ابی امامة بن ثعلبة۔ فائدہ: مدلوله ظاهر من ترك الزینة تواضعاً

## عدم التعرض للعامة فی بعض الاحوال الخاصة

۱۵۱- الحدیث حدیث ابی ثعلبة اذا رأیت شحاً مطاعاً وهوىً متبعاً واعجاب کل ذی رای برایه فعلیك بنفسك۔ ابوداؤد والترمذی وحسنه وابن ماجه

فائدہ: فیه ماعلیه البعض من عدم التعرض لاحد ووجود هذه الاعذار ظاهر ودع امر العامة

## بعض الحکم التکوینیته للمعاصی

۱۵۲- الحدیث حدیث لولم تذنبوا لخشیت علیکم ماهو اکبر من ذالك العجب العجب البزار وابن حبان فی الضعفا والبیهقی فی الشعب من حدیث انس وفیه سلام بن ابی الصهباء قال البخاری منکر الحدیث وقال احمد حسن الحدیث ورواه ابومنصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی سعید بسند ضعیف جداً

فائدہ: فیہ مایذ کرہ العارفون من بعض الحکم التکوینیۃ للمعاصی ولایلزم منہ الاذن فی مباشرتھا وانما المقصود منہ التخفیف فی غم المعاصی بحیث یفضی الی القنوط۔

## کون اصلاح الباطن اصلاً

۱۵۳- الحدیث ان اللہ لاینظر الیٰ صورکم تقدم قلت فی العزیزی ان اللہ لاینظر الیٰ صورکم واموالکم ولکن انما ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔ رواہ مسلم وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ۔

فائدہ: صریح فی کون اصلاح الباطن اصلاً لان الاعمال لایعتد بھا بدونہ وقول الرومی رحمہ اللہ کالترجمۃ لہ؛

ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را

## منجیات

## کتاب التوبہ ... حقیقتہ التوبۃ

۱۵۴- الحدیث الندم التوبۃ ابن ماجہ وابن حبان والحاکم و صحح اسنادہ من حدیث ابن مسعود رواہ ابن حبان والحاکم من حدیث انس و قال صحیح علیٰ شرط الشیخین۔ فائدہ: فیہ حقیقۃ التوبۃ۔

## العفو عن المغلوب

۱۵۵- الحدیث اللہ افرح بتوبۃ عبدہ المومن من رجل نزل فی الارض فلاۃ رویۃ مھلکۃ۔ الحدیث متفق علیہ من حدیث ابن مسعود و انس وزاد مسلم فی حدیث انس ثم قال من شدۃ الفرح اللھم انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح ورواہ مسلم بدون ھذہ الزیادۃ من حدیث النعمان بن بشیر و من حدیث ابی ہریرۃ مختصراً۔

فائدہ: فیہ العفو عن المغلوب ولو من الفرح فکیف بالمحبۃ والشوق۔

## طریان التغیرات علی الکامل

۱۵۶- الحدیث انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ فی الیوم واللیۃ

سبعين مرة مسلم من حديث الاغر المزنی الاانه قال فی الیوم مائة مرة و کذا عندابی داؤد وللبخاری من حدیث ابی هریرة انی لاستغفر الله فی الیوم اکثر من سبعین مرة۔ وفی روایة البیهقی فی الشعب سبعین لم یقل اکثر۔

فائدہ: فیه طریان التغیرات علی المنتهی ایضًا تغیراً یلیق بشانه فلا یتضجر السالك منها مالم تفض الی المعصیة۔

الفرق بین التدقیق والتعمق

١٥٧- الحدیث حدیث ابی سعید الخدری وغیره من الصحابة انکم تعملون اعمالا هی ادق فی اعینکم من الشعر کنا نعدها علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکبائر۔ احمد و البزار بسند صحیح وقال من الموبقات بدل اکبائر ورواه البخاری من حدیث انس واحمد والحاکم من حدیث عبادة ابن قرص و قال صحیح الاسناد۔ فائدہ: فیه اصل لتدقیقات الصوفیة فی الاعمال و هو غیر التعمق فان فی الاول حفظ الحدود المخفیة عن اعین الناس وفی الثانی التجاوز عنها مع ظهورها علیهم۔

کون الدنیا آلة للأخرة

١٥٨- الحدیث الدنیا مزرعة الأخرة لم اجده بهذا اللفظ مرفوعاً وروی العقیلی فی الضعفاء وابوبکر بن لال فی مکارم الاخلاق من حدیث طارق بن اشیم نعمت الدار الدنیا لمن تزودمنها لأخرته الحدیث واسناده ضعیف

فائدہ: مدلوله ظاهر من کون الدنیا غیر مقصودة بذاتها ومن کونها مقصودة لأخرة فاهل الدنیا فی خفاء عن الاول والزاهدون من التارکین بها فی خفاء عن الثانی والعارفون عالمون بهما۔

غلبة التیسیر

١٥٩- الحدیث سبقت رحمتی غضبی مسلم من حدیث ابی هریرة

فائدہ: فیه ماعلیه المحققون من غلبة التبشیر والتیسیر علیهم

کون بلاء من علامات الولایته

١٦٠- الحدیث الترمذی و صححه والنسائی فی الکبریٰ وابن ماجه من

حديث سعد بن ابي وقاص وقال قلت يارسول الله اى الناس اشد بلاء
للكره دون ذكر الاولياء وللطبرانى من حديث فاطمة اشد الناس بلاء
الانبياء ثم الصالحون۔ الحديث

فائدة: فيه كون البلاء من الرضا من علامات الولاية وترى اكثر الاولياء مبتلين اما بالمرض واما بالعدو۔

## عدم الجزم على احد بالنار

۱۶۱- الحديث البزار من حديث ابي سعيد الخدرى سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اصحاب الاعراف فقال هم رجال قتلوا فى سبيل الله وهم عصاة لابائهم فمنعتهم الشهادة ان يدخلوا النار ومنعتهم المعصية ان يدخلوا الجنة وهم على سور بين الجنة والنار الحديث وفيه عبد الرحمن بن زيد ابن اسلم وهو ضعيف وللحاكم عن حذيفة قال اصحاب الاعراف قوم تجاوزت بهم حسناتهم النار قصرت سياتهم عن الجنة الحديث وقال صحيح على شرط الشيخين۔

فائدة: فيه عدم الحكم على احد من احد المعصية بالنار عسى ان تمنعه بعض الحسنات عنها۔

## حكمة زلات الكاملين

۱۶۲- الحديث اما انا لا انسى (مبنيا للفاعل من النسيان) ولكن انسى (مبنيا للمفعول من الانسياء) لاشرع ذكره مالك بلاغا لا اسناد له وكذا قال حمزة الكتانى انه لم يرو من غير طريق مالك وقال ابو طاهر الانماطى وقد طال بحثى عنه وسوالى عنه للائمة والحفاظ فلم اظفر به ولا سمعت عن احد انه ظفر به قال وادعى بعض طلبة الحديث انه وقع له مسندا۔

فائدة: فيه حكمة زلات الكاملين ليقتدى بهم فى معاملاتهم اذ ذاك

## عدم الاعتداد بالتوبة
## اللسانى المحض

۱۶۳-الحديث المستغفر من الذنب وهو مصر عليه كالمستهزى بايات

الله ابن ابی الدنیا فی التوبة من طریق البیهقی فی الشعب من حدیث ابن عباس بلفظ کالمستهزی بربه وسنده ضعیف۔ فائدہ: فیه عدم الاعتداد بالتوبة اللفظیة التی لا ندم معها وقول بعضهم کالترجمته له۔

سبحہ برکف توبہ برلب دل پر ازوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفارما

## تسیب بعض القبض من المعصیة

۱۶۴-الحدیث ان العبد لیحرم الرزق بالذنب یصیبه ابن ماجه والحاکم وصحح اسنادہ واللفظ له الا انه قال الرجل بدل العبد من حدیث ثوبان۔

فائدہ: فیه بعض مضار المعصیة کحرمان الرزق ویعم المعنوی کالبسط فبعض اقسام القبض یکون من المعصیة ولهذا الاحتمال۔ یستغفر اهل الله وقت القبض۔

## کون الباطن اصلا للظاهر

۱۶۵-الحدیث المهاجر من هجر السؤ والمجاهد من جاهد هواہ ابن ماجه بالشطر الاول والنسائی فی الکبری بالشطر الثانی کلاهما من حدیث فضالة بن عبید باسنادین جیدین۔ فائدہ: فیه کون المعنی اصلا للصورة ومر الشطر الثانی فی آخر کتاب ریاضة النفس۔

## خواص بعض درجات التوکل المسمیٰ بالیقین

۱۶۶- الحدیث یقال ان عیسیٰ علیه السلام مشی علی الماء قال (صلی الله علیه وسلم لو ازداد یقیناً لمشی علی الهواء هذا حدیث منکر لا یعرف هکذا والمعروف مارواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الیقین من قول بکر ابن عبدالله المزنی قال فقد الحواریون نبیهم فقیل لهم توجه نحو البحر فانطلقوا یطلبونه فلما انتهوا الی البحر اذا هو قد اقبل یمشی علی الماء فذکر حدیثا فیه ان عیسیٰ قال لو ان لابن ادم من الیقین شعرة مشیٰ علی الماء وفی شرح الاحیاء للزبیدی قلت روی ابن ابی الدنیا ایضًا وابن عساکر عن

فضیل بن عیاض قال قیل لعیسیٰ بن مریم بای شیء تمشی علی الماء قال بالایمان والیقین قالوا فانا امنا کما امنت وایقنا کما ایقنت قال فامشوا اذاً فمشوا معه فجاء الموج فغرقوا فقال لهم عیسیٰ مالکم قالوا خفنا الموج قال الاخفتم رب الموج قال الاخفتم رب الموج فاخرجهم وروی ابومنصور الدیلمی فی مسند الفردوس بسند ضعیف من حدیث معاذ بن جبل لوعرفتم الله حق معرفته لمشیتم علی البحور ولزالت بدعائکم الجبال۔

فائدہ: المراد بالیقین ههنا هوالجزم ببعض تصرفات الحق فی بعض الحوادث الیومیة بحیث لا یحتمل النقیض وهو قسم من التوکل وهذه خاصیته عادة الالمانع خاص ولیس من لوازم الایمان ولامن خواصه نعم یزداد برکة بالایمان وهومعنی قول عیسیٰ علیه السلام بالایمان والیقین وحدیث معاذلو عرفتم ای لوایقنتم وعرفتم والمقصود بیان خاصیته لافضیلته ولواشکل علیك ان الغزالی رحمه الله کیف جوز هذه الروایة المنکرة مع قول علی رضی الله عنه لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقیناً لانه یستلزم بلوغ علی رضی الله عنه الیٰ اقصی مراتب الیقین وعدم بلوغ عیسی علیه السلام الیه ویلزم منه تفضیل الولی علی النبی وهو باطل فالملزوم مثله فازحه بأن المراد به فی قول علی رضی الله عنه علیٰ تقدیر ثبوته هوالایمان ولادلیل علی عدم بلوغ عیسیٰ علیه السلام الیٰ اقصی مراتبه بل اقصیٰ مراتب ایمان الولی لایبلغ ادنی مراتب ایمان النبی فضلا عن اقصیٰ مراتبه فافهم حق الفهم

## کون علة الوصول هوالجذب

۱۶۷- الحدیث متفق علیه من حدیث ابی هریرةلن یدخل احدا کم عمله الجنة قالو اولا انت یا رسول الله قال ولا انا الا ان یتغمدنی الله منه بفضل رحمته و فی روایة لمسلم ما من احدیدخله عمله الجنة الحدیث و اتفقا علیه من حدیث عائشة وانفردبه مسلم من حدیث جابر۔

فائدہ: صریح فی ما قالوا ان اصل مناط الوصول وعلیه هوالجذب لا السلوك المحض نعم لاینکر اشتراطه فی الاکثر وعبارة بعضهم فیه

جذبة من جذبات الحق تعالیٰ خیر من عمل الثقلین۔

## بقاء الاحوال مع المعاصی استدراج

۱۶۸-الحدیث حدیث عقبة بن عامر اذا رایتم الرجل یعطیه الله ما یحب وهو مقیم علیٰ معصیته فاعلموا ان ذالک استدراج الحدیث احمد و الطبرانی والبیهقی فی الشعب بسند حسن۔

فائدہ: شمل مایحب المواجید۔ المواجید والاذواق فلایستدل بوجودها علیٰ بقاء النسبة الباطنیة کما اغتربها المبطلوت المدعون لقوة نسبتهم بحیث لانزول بالمعاصی فالمجتمع مع المعاصی لیست هی النسبة المطلوبة التی هی تعلق من العبد بالذکر والطعة ومن الحق بالرضاء۔

## کتاب الخوف والرجاء

## کون الرجاء بدون العمل غرورا

۱۶۹- الحدیث حدیث زید الخیل جئت لا سالک عن علامة الله فیمن یرید و علامته فیمن لایرید الحدیث الطبرانی فی الکبیر من حدیث ابن مسعود بسند ضعیف و فیه انه قال له انت زید الخیر و کذا قال ابن ابی حاتم سماه النبی صلی الله علیه وسلم الخیر لیس یروی منه حدیث و ذکره فی حدیث یروی فقام زید الخیر فقال یا رسول الله الحدیث سمعت ابی یقول ذلک و تمامه فقال کیف اصبحت قال اصبحت احب الخیر واهله واذا قدرت علی شئ منه سارعت الیه وایقنت بثوابه واذا فاتنی منه شئ حزنت علیه وحننت الیه فقال هٰذه علامة الله فیمن یرید ولو ارادک للاخریٰ هیاءک لها ثم لا یبالی فی ای اودیتها هلکت۔ فائدہ: فیه ماقدصرحوابه من ان الرجاء المحض بدون العمل مع القدرة علیه غرور محض۔

## اعتبار رجاء العاجز عن العمل بدونه

۱۷۰- الحدیث لا یموتن احد کم الا وهو یحسن الظن بالله مسلم من حدیث جابر۔ فائدہ: یدل باطلاقه علیٰ کون الرجاء غیر مشروط بالعمل مع العجز عنه کما فی قرب الموت۔

اجمال الحديثين السابقين

١٧١- الحديث انا عند الظن عبدى بى فليظن بى ما شاء ابن حبان من حديث واثلة بن الاسقع وهو فى الصحيحين من حديث ابى هريرة دون قوله فليظن بى ما شاء. فائدة: هو مجمل يفصله الحديثان السابقان والايمان شرط فى كل حال. انفعية الرجاء من الخوف للعامل للاخرة

١٧٢- الحديث لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيراً الحديث و فيه تهبط جبريل الحديث ابن حبان فى صحيحه من حديث ابى هريرة فاوله متفق عليه من حديث انس و رواه بزيادة وخرجتم الى الصعدات احمد والحاكم و تمامه فقال ان ربك يقول لك لم تقنط عبادى لخرج عليهم ورجاهم وشوقهم.

فائدة: فيه ادب الشيخ من تغليب الرجاء على الخوف لمن هو يصدد الحيازة لغاية الخوف من الاهتمام للاخرة كذاب الصحابة.

فضل المومن على الكعبة

١٧٣- الحديث المؤمن افضل من الكعبة ابن ماجة من حديث ابن عمر بلفظ ما اعظمك و اعظم حرمتك والذى نفسى بيدهٖ لحرمة المومن اعظم حرمة منك ماله ودمه وان يظن به الا خيراً وشيخه نصر بن محمد ابن سليمان لحمصى ضعفه ابو حاتم ووثقه ابن حبان

فائدة: فيه فضل المومن على الكعبة ولو جزئيا ومنه قول بعضهم.

از هزاران کعبه یک دل بهتر است

فان المومن هو القلب لقوله تعالى و لما يدخل الايمان فى قلوبكم ولا يخفا لجنك ان مدلول الحديث انما هو الاعظمية فى الحرمة بمعنى لزوم الاثم بأنتهاكها فوق الكعبه من وجه لكون حق العبد اشد من حق الله وهو لا يستلزم افضلية و الالزم القول بافضلية مال المسلم ايضا وهو باطل لانا لا نستدل بقوله لحرمة المومن الخ بل بقوله ما اعظمك الدال على العظم الذاتى فدل بارادة المقابلة على اعظمية المومن ذاتا والالكان ذكر

العظم الذاتی خالیا عن الفائدۃ ولا یسوغ القول بہ۔

## الفضل الجزئی للمومن علی بعض الملئکۃ

۱۷۴- الحدیث المؤمن اکرم علی اللہ من الملئکۃ ابن ماجۃ من روایۃ ابی المہزم یزید بن سفیان عن ابی ہریرۃ بلفظ المؤمن اکرم علی اللہ من بعض الملئکۃ و ابو المہزم ترکہ شعبۃ وضعفہ ابن معین و رواہ ابن حبان فی الضعفاء والبیہقی فی الشعب من ہذا الوجہ بلفظ المصنف۔

فائدۃ: فیہ دلیل علی بعض اجزاء مسئلۃ التفاضل بین البشر وبین الملئکۃ وفضل البعض جزئی والبعض کلی۔

## استحالۃ استکمالہ تعالیٰ بالغیر

۱۷۵- الحدیث قال اللہ تعالیٰ انما خلقت الخلق لیربحوا علی و لم اخلقہم لاربح علیہم لم اقف بہ علی اصل قلت والیہ اشار الرومی بقولہ

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بربندگان جودے کنم

واصلہ فی القرآن من قولہ تعالیٰ وھو یطعم ولا یطعم وقولہ تعالیٰ لا نسئلک رزقاً نحن نرزقک وقولہ تعالیٰ ما ارید منہم من رزق و ما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق والمسئلۃ عقلیۃ من امتناع استکمالہ تعالیٰ بالغیر فالحدیث اذن ثابت معنی وان لم یثبت لفظا۔

## بعض الحکمۃ التکوینیۃ لایجاد الذنوب

۱۷۶- الحدیث لولم تذنبوا الخلق اللہ خلقاً یذنبون لیغفر لہم و فی لفظ لذہب بکم الحدیث مسلم من حدیث ابی ایوب واللفظ الثانی من حدیث ابی ہریرۃ قریبا منہ وتمامہ وجاء بخلق اٰخر یذنبون فیغفر لہم۔

فائدۃ: فیہ حکمۃ لوجود الذنب تکوینا من الخالق لانہ حسن لاصدورا من الخلق لانہ قبیح وحاصلہا ظہور المغفرۃ ولم یصل الیہا ذہن غیر العارفین۔

## عدم الاتکال علی الاعمال

۱۷۷- الحدیث حدیث عائشۃ قلت یا رسول اللہ الذین یؤتون ما اٰتو

اوقلوبهم وجلة هو الرجل يسرق و يزنى قال لا الحديث الترمذى و ابن ماجه والحاكم و قال صحيح الاسناد قلت بل منقطع بين عائشة و بين عبدالرحمٰن بن سعد بن وهب قال الترمذى و روى عبدالرحمٰن بن سعد عن ابى حازم عن ابى هريرة و تمامه بل الرجل يصوم و يصلى و يتصدق ويخاف ان لا يقبل منه۔ فائدة: فيه عدم الاتكال على الاعمال+ وقطع الغرور و الادلال+لان يغلب الخوف على الرجاء من الرحيم ذى الافضال +فان الثابت هو عكسه لمن له بالطاعات اشتغال+من الصلوٰة والصوم والتصدق بالاموال و مر قريبا تحت حديث لو تعلمون ما اعلم۔

## التغير الطبعى لاينافى الكمال

۱۷۸- الحديث حديث حنظلة كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فوعظنا وفيه نافق وفيه ولكن ياحنظلة ساعة وساعة مسلم مختصرا۔

فائدة: فيه ان التغير الطبعى لا يخلو عنه كامل وهو غير مضر بل فيه من المصالح ما يذوقه اهل الطريق۔

## اجتماع الحال مع الكمال

۱۷۹- الحديث قال يوم بدر اللهم ان تهلك هٰذه العصابة لم يبق على وجه الارض احد يعبدك البخارى من حديث ابن عباس بلفظ ان شئت لم تعبد بعد اليوم۔ فائدة: سياتى مافيه

۱۸۰- الحديث كان اذا دخل فى الصلوٰة سمع لصدره ازيز كازيز المرجل ابوداؤد الترمذى فى الشمائل والنسائى من حديث عبدالله بن الشخير۔

فائدة: فى الحديثين اجتماع غلبة الحال مع الكمال ولو على الندرة۔

## كتاب الفقر والزهد...فضل الفقر

۱۸۱- الحديث ابونعيم فى الحلية من حديث الحسين بن على بسند ضعيف اتخذوا عند الفقراء ايادى الخ فى الحاشية عن البرهان الحلبى عن ابن تيميه بخط بعض الفضلاء حديث اتخذوا مع الفقراء ايادى و كذا حديث الفقر فخرى كلاهما كذب و فى المقاصد الحسنة الفقر فخرى قال

شيخنا باطل موضوع والديلمى عن معاذابن جبل دفعه تحفة المومن فى الدنيا الفقر و سنده لاباس به۔ فائدة: واصل معنى الحديثين من فضل الفقر والفقراء والاحسان اليهم ثابت بلا امتراء

## اشتراط قبول الهدية بشرائط مناسبة

١٨٢- الحديث لقد هممت ان لا اتهب الا من قرشى او ثقفى او انصارى او دوسى الترمذى من حديث ابى هريرة و قال روى من غير وجه عن ابى هريرة قلت ورجاله ثقات۔

فائدة: فيه اصل لتقييد قبول الهدية بشرائط تقتضيه مصالح الوقت۔

## اشتراط قبول الهدية بعدم الاشتراف

١٨٣- الحديث فى الصحيحين من حديث عمر ﷺ ما اتاك من هذا المال وانت غير معروف ولا سائل فخذه الحديث

فائدة: فيه بعض الادب بقبول الهدية من اشتراطه بعدم الاشراف وعلامة التاذى بعدم اتيانه۔

## عدم الحكم بالقرائن المحتملة

١٨٤- الحديث للسائل حق وان جاء على فرس ابو داؤد من حديث الحسين بن على ومن حديث على وفى الاول يعلى بن ابى يحيى جهله ابو حاتم ووثقه ابن حبان فى الثانى شيخ لم يسم وسكت عليهما ابوداؤد وما ذكر ابن الصلاح فى علوم الحديث انه بلغه عن احمد بن حنبل قال اربعة احاديث تدور فى الاسواق ليس لها اصل منها للسائل حق الحديث فانه لا يصح عن احمد فقد اخرج حديث الحسين بن على فى مسنده۔

فائدة: فيه عدم الحكم بالقرائن الظنية فيما يضر صاحبه ككون السائل غنياً وهو من اخلاق القوم۔

## بعض صفات الكاملين

١٨٥- الحديث لما قال له حارثة انا مؤمن حقا فقال وما حقيقة ايما نك الحديث البزار من حديث انس والطبرانى من حديث الحارث من مالك

وکلا الحدیثین ضعیف وتمامه قال(فی القاموس عزفت نفسی عنه زهدت فیه وانصرفت عنه او مَلته . اھ ۱۲) عزفت نفسی فاستوی عندی حجرها وذهبها وکانی بالجنة والنار وکانی بعرش ربی بارزاً فقال صلی الله علیه وسلم عرفت فالزم عبد نور الله قلبه بالایمان۔

فائدۃ: فیه صفات الکاملین ومعنی الحدیث اوردہ الرومی قدس سرہ فی مثنویه بعد اربعة اخماس من الدفتر الاول مع معنی الحدیث الاول من کتاب الخوف والرجاء وخلط بینهما مع تعددهما وساذکرهما فی الشطر الباقی عن غیر العراقی مفصلا ان شاء الله تعالی وفیه عوف ابن مالک مکان حارثه۔

## ذم التکلف والترفع

۱۸۶- الحدیث الطبرانی من روایة ابی العالیة ان العباس بنی غرفة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اهدمها الحدیث وهو منقطع وحدیث مر بحنبلة(معرب گنبد ۱۲)معلاة فقال لمن هذہ قالو لفلان فلما جاءہ الرجل اعرض عنه الحدیث ابوداؤد من حدیث انس باسناد جید بلفظ فرائی قبة مشرفة وتمامه فلم یکن یقبل علیه کما کان فسأل الرجل اصحابه عن تغیر وجهه صلی الله علیه وسلم فاخبر فذهب فهدمها فمر رسول الله صلی الله علیه وسلم بالموضع فلم یرها فاخبر بانه هدمها فدعاء الخیر له۔

فائدۃ: فیهما ذم للتفاخر والترفع والتکلف فوق الحاجة والمسئلة کالمتفق علیه بین القوم علمًا وعملاً۔

## کتاب توحید وتوکل

### امکان انکشاف سر القدر والنهی عن کشف الغوامض

۱۸۷- الحدیث ابن عدی وابو نعیم فی الحلیة من حدیث ابن عمر القدر سر الله فلا تفشوا عزوجل سرہ لفظ ابی نعیم وقال ابن عدی لا تکلموا فی القدر فانه سر الله الحدیث وهو ضعیف

فائدۃ: فی تسمیة القدر بسر الله والنهی عن التکلم فیه دلالة علی امرین احدهما جواز انکشاف مسئلة القدر فی الدنیا بقدر الاستعداد

والالما نهى عن افشائه لان النهى يقتضى المقدرية وثانيهما النهى عن افشاء الكشفيات والغوامض التى لايتحملها غير الاهل والثانى معروف فى كلام القوم والاول معلوم للخواص وما قاله بعضهم من امتناع انكشافه حتى فى الجنة فالمراد انكشافه بكنهه لتوقفه على تحقيق الصفات بكنهها وهو ممتنع لاستلزامه احاطة الممكن بالواجب۔

## ذم ما يوهم دعوى القوة

١٨٨- الحديث مرض على فسمعه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول اللهم صبرنى على البلا فقال لقد سالت الله البلا فسئل الله العافيه تقدم مع اختلاف قلت لم اظفر بهذا المحل ورايت فى الفصل الثانى من باب الدعوات فى الاوقات من المشكوة عن الترمذى سمع النبى صلى الله عليه وسلم رجلا وهو يقول اللهم انى اسئلك الصبر فقال سالت البلاء فاسئله العافية۔

فائدة: فيه نكير على ما يوهم دعوى القوة فكيف بدعواها كما قد يصدر عن بعض الغلوبين كقول سمنون المحب رحمه الله

فليس لى فى سواك حظ فكيف ما شئت فاختبرنى

وعوتب وابتلى فاستغفر و عوفى و ماورد من سوال الصبر فى النصوص فهو فى الاعمال مثل الثبات فى الجهاد وامر معه بسوال الغلبة على الكفار المستلزم لسوال الزوال البلاء فافترقا۔

## كتاب المحبة والشوق

### عدم التنافى بين الحظوظ المباحة وبين كمال الزهد

١٨٩- الحديث ان ابراهيم قال لملك الموت اذجاءه ليقبض روحه هل رايت خليلاً يقبض خليله الحديث لم اجده اصلا و تمامه فاوحى الله تعالى اليه هل رايت محبا يكره لقاء حبيبه فقال ياملك الموت الأن فاقبض۔

فائدة: قلت معناه مركب من الادلال والشوق وهما ثابتان و من كراهة الله مساءة المؤمن وقد ورد صريحاً و قد تقدم فى كتاب النكاح من

الرسالة فمعناه ثابت لكن ليس رواية بالمعنى بل للمعنى و قلت و فى ذكر ما اصله لم يوجد فائدتان احدلها ما فى خطبة الرسالة من قولى عسى ان يظفر به احد و ثانيتها الاحتياط عن رواية مالم يوجد له سند۔

۱۹۰- الحديث ابو نعيم فى الطب النبوى من حديث ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يحب ان ينظر الى الخضرة والى الماء الجارى واسناده ضعيف. فائدة: فيه ان الاستمتاع بالمباح مالم يغل فيه لا ينا فى كمال الزهد كما يزعمه المتقشفون۔

اشتراط التناسب بين الشيخ و الطالب

۱۹۱- الحديث حديث فما تعارف منها ائتلف وقد تقدم فى اداب الصحبة و سياقه فيما تقدم هكذا الارواح جنود مجندة فما تعارف منهما ائتلف و ماتنا كر منها اختلف مسلم من حديث ابى هريرة و البخارى تعليقا من حديث عائشة۔ فائدة: فيه اصل لما تقرر عند القوم من اشتراط التناسب بين المفيد والمستفيد لانه هو الغرض من الحكاية۔

ترجيح اثبات الروية لنبينا صلى الله عليه وسلم على نفيها

۱۹۲- الحديث فى الصحيحين انها (اى عائشة) قالت من حدثك ان محمدًا راى ربه فقد كذب والمسلم من حديث ابى ذر سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رايت ربك قال نورانى اراه وذهب ابن عباس و اكثر العلماء الى اثبات رويته له وقلت واورد السيوطى فى تفسيره عن مستدرك الحاكم عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت (بى عزوجل اه) و عائشه لم تروذلك عن النبى صلى الله عليه وسلم (قلت ورواه ابن عباس عنه صلى الله عليه وسلم ولا يحتمل الحكم بالاثبات ان يكون اجتهادا ويحتمل النفى كونيه بالاجتهاد بقوله تعالى لاتدركه الابصار اه) وحديث ابى ذر قال فيه احمد مازلت له منكرا و قال ابن خزيمة فى القلب من صحة اسناده شئ مع ان فى رواية لاحمد فى حديث ابى ذر رايته نورا الحديث و رجال اسنادها رجال الصحيح رقلت و فى الحاشية

على مسلم عن فتح الباري ولابن خزيمة عنه اى عن ابى ذر قال راه بقلبه ولم يره بعينه وبهذا يتبين مراد ابى ذر بذكره النور اى ان النور حال بين رويته وبصره اه ما فى الحاشية قلت هذا راى من ابى ذر يجمع به بين روايتى الاثبات والنفى و الجمع فرع التعارض ولاتعارض لتقدم النص وهوالاثبات على الظاهر و هو النفى ولو سلم يمكن الجمع بوجه اخر و هو حمل الاثبات على مطلق الروية والنفى على الادراك بالكنه وهكذا يكون يوم القيمة وهذه الروية فى هذه الحيوة من خواص نبينا صلى الله عليه وسلم بدليل النصوص الاخر المانعة للروية قبل الموت اه والعبارات المدرجة منى ابتدات بقولى قلت وانتهت بقولى اه و الباقى من العراقى).

## بطلان مذهب الاباحة

١٩٣- الحديث حديث انس اذا احب الله عبدًا لم يضره ذنب والتائب من الذنب كمن لاذنب له ذكره صاحب الفردوس ولم يخرجه ولده فى مسنده.

فائدة: صريح فى ابطال مذهب الاباحة والالم يبق ذنبا اماعدم الضرر فامالعدم لحوقه به و يجعل مابعده مقابلا له و اما لتوفيق التوبة ويجعل مابعده مفسر اله واما لغلبة الحسنا ويجعل مابعده مستقلاً فى مقصوده قلت و كذا حديث فقد غفرت لكم فى اهل بدر قال الشيخ الاكبر فيه لم يقل ابحت لكم اواحللت لكم.

## تمنى الموت شوقاً

١٩٤- الحديث لا يتمنين احدكم الموت لضر نزل به متفق عليه من حديث انس. فائدة: دل هذا التقييد على الاذن بالتمنى شوقا الى لقاء الله و نقل عمن لا يحصى.

## الاعتناء بالحب فوق الاعتناء بالخوف

١٩٥- الحديث روى ابو نعيم فى الحلية المرفوع منه من حديث عمر رضى الله عنه ان سالماً يحب الله حقاً من قلبه وفى رواية له ان سالماً شديدَ الحب لله عزوجل لولم يخف الله عزوجل ماعصاه وفيه عبدالله بن لهيعه.

فائدة: فیه ان الاصل فی ترک المعصیة هو الحب واما الخوف فدونه ولاجله یعتنی المحققون بالقاء المحبة فی قلوب الطالبین۔

الرضاء والصبر

۱۹۶- الحدیث قال الله انا الله لااله الا انا من لم یصبر علی بلائی الحدیث الطبرانی فی الکبیر وابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابی هند الداری مقتصرا علی قوله من لم یرض و یصبر علی بلائی فلیلتمس ربا سوای واسنادہ ضعیف۔ فائدة: صریح فی وجوب الصبر و الرضا۔

التوقی عن التسبب للشر

۱۹۷- الحدیث الدال علی الشر کفاعله ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس باسناد ضعیف۔

فائدة: صریح فی النهی عن التسبب للشر قولاً کان او فعلاً لعموم الدلالة لهما و من ثم تری اهل الخشیة یحبون الخمول لئلا یتأسی بهم فیما عسی ان یضر بالدین ولم یقبل نظرهم الی ضررة۔

الاعتناء بالاصلاح کل حین

۱۹۸- الحدیث حدیث جابر یبعث کل عبد علی مامات علیه رواه مسلم۔

فائدة: لما کان الموت غیر موقت و کان البعث علی مامات فلاجله تری القوم یعتنون اشد اعتناء باصلاح ظواهرهم و بواطنهم کل وقت۔

التطیب لله ودخل فیه التطیب للدین

۱۹۹- الحدیث من تطیب لله جاء یوم القیمة وریحه اطیب من المسك الحدیث ابو الولید الصفار فی کتاب الصلاة من حدیث اسحاق بن ابی طلحة مرسلاً۔ فائدة: فیه اصل لما قد سمعت شیخی ان نیتنا فی التطیب ان نستحسن فی نظر الله تعالی۔

اعتبار النیة فوق العمل

۲۰۰- الحدیث نیة المؤمن خیر من عمله الطبرانی من حدیث سهل بن سعد و من حدیث النواس بن سمعان وکلاهما ضعیف۔

فائدۃ: والوجه فيه ان النية لا يحتمل الغائلة و العمل يحتملها و من ثم ترى القوم ينظرون الى مناشى الاعمال مالا ينظرون الى الاعمال۔

## كون القلب مناط الاصلاح

۲۰۱- الحديث ان فى الجسد مضغة اذا صلحت صلحت سائر الجسد متفق عليه من حديث النعمان بن بشير۔ فائدۃ: صريح فى كون اصلاح القلب اصل مدار الاصلاح والمسئلة كانها روح الفن۔

## الحديث

مع شرحه الملقب بالادراك والتوصل الى حقيقة الاشراك والتوسل

۲۰۲- الحديث مصعب بن سعد عن ابيه انه ظن ان له فضلاً على من دونه من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم انما نصر الله هذه الامة بضعفائها ودعوتهم و اخلاصهم رواه النسائى وهو عند البخارى بلفظ هل تنصرون و ترزقون الا بضعفائكم۔

فائدۃ: دل على امرين الاول فضل الضعفاء ومن ثم ترى اهل الله يقدمون الضعفا على الكبراء والثانى ثبوت التوسل بالمقبولين ذواتهم واعمالهم الظاهرة واعمالهم الباطنة كما تدل عليه بضعفائها ودعوتهم و اخلاصهم والتفصيل فى المسئلة ان التوسل بالمخلوق له تفاسير ثلثة الاول دعاء ه واستغاثته كديدن المشركين وهو حرام اجماعاً اما انه شرك جلى ام لا فمعيارہ انه ان اعتقد استقلاله بالتاثير فهوشرك كفرى اعتقاداً كما ان الصلوة و الصوم مما يختص بالله تعالى للمخلوق شرك كفرى عملا و معاملة لا سجدة التحية و ان كانت معصية الا ما كان شعار اللكفر كسجدة الصنم وشد الزنار والافلاو معنى استقلاله ان الله قدفوض اليه الامور بحيث لا يحتاج فى امضائها الى مشيته الجزئية و ان قدر على عزله عن هذا التفويض والثانى طلب الدعاء منه وهذا جائز فيمن يمكن طلب الدعاء منه ولم يثبت فى الميت بدليل فيختص هذا لمعنى بالحى والثالث دعاء الله ببركة هذا المخلوق المقبول وهذا قد جوزہ الجمهور

ومنع منه ابن تيمية و اتباعه زعما منهم انه لم يذكر احد من العلما انه يشرع التوسل والاستسقاء بالنبي والصالح بعد موته ولا في مغيبه كما في رسالته زيارة القبور والعجب منه انه نفسه قد ذكر في رسالته المذكورة قول المجوزين ودليلهم بما لفظه قالوا وليس في التوسل دعاء المخلوقين و لااستغاثة بالمخلوق لكن فيه سوال بجاهه كما في سنن ابن ماجه بحق السائلين عليك و بحق ممشاى هذا والله تعالىٰ قد جعل على نفسه حقاً الىٰ اخر ما قال و اطال وسرد الايات والاحاديث و لم يجب عن هذه الدلائل لكن مع هذا اثبت على المنع و حقيقة هذا المعنى الثالث اللهم ان العبد الفلاني اوالعمل الفلاني لنا اولفلان مقبول ومرضي عندك و لنا تلبس وتعلق به اما مباشرة له في العمل و اما محبة له في العبد او عمله وانت وعدت الرحمة بمن له هذا التلبس فنسئلك هذه الرحمة فياليت شعري اى محذور فيه نقلا اوعقلا نعم لو منع عنه لمصلحة العوام لماخالفناه لكن الكلام في تحقيق المسئلة فالحق فيه معنا ان شاء الله تعالىٰ فاغتنم هذا التحرير الكاشف لحقيقة التوسل وحقيقة الشرك اللتين يتحير فيهما كثير من الفضلاء والعقلاء۔

## امتناع ادراك كنهه تعالىٰ

۲۰۳- الحديث حديث ابن عباس رضي الله عنه ان قوماً تفكروا في الله عزوجل فقال النبي صلى الله عليه وسلم تفكروا في خلق الله ولا تتفكروا في الله فانكم لن تقدروا قدره ابو نعيم في الحلية بالمرفوع منه باسناد ضعيف ورواه الاصبهاني في الترغيب والترهيب من وجه اخر اصح منه۔

فائدة: صريح فيما قالوا من امتناع ادراك كنهه تعالىٰ ذاتاً او صفة لا فعلا لكونه داخلا في المخلوق۔

## كتاب ذكر الموت...فضل الموت

۲۰۴- الحديث تحفة المؤمن الموت روى ابن ابي الدنيا في كتاب الموت والطبراني والحاكم من حديث عبدالله بن عمر مرسلا بسند حسن۔

۲۰۵-الحدیث الموت کفارة لکل مسلم ابو نعیم فی الحلیة والبیهقی فی الشعب والخطیب فی التاریخ عن حدیث انس قال ابن العربی فی شرح المریدین انه حسن صحیح وضعفه ابن الجوزی وقد جمعت طرقه فی جزء۔

فائدة: صریحان فی فضل الموت ومن ثم یحبه اهل الله۔

۲۰۶- الحدیث قال لعبد الله بن عمر اذا اصبحت فلا تحدث نفسك بالمسأ ابن حبان و رواه البخاری من قول ابن عمر فی اخر حدیث کن فی الدنیا کانك غریب۔

## مراقبة الموت

۲۰۷- الحدیث حدیث ابن عباس کان یخرج یهریق الماء فیمسح بالباب فاقول الماء منك قریب فیقول مایدریی لعلی لا ابلغه ابن المبارك فی الزهد وابن ابی الدنیا فی قصر الامل والبزار بسند ضعیف۔

فائدة: صریحان فی استحضار الموت وهو کالعادة العامة للقوم۔

## ادراك المیت

۲۰۸- الحدیث حدیث عائشة ما من رجل یزور قبرا خیه و یجلس عنده الا استانس به و ردعلیه حتیٰ یقوم ابن ابی الدنیا فی القبور و فیه عبدالله بن سمعان و لم اقف علی حاله ورواه ابن عبدالبر فی التمهید من حدیث ابن عباس نحوه و صححه عبدالحق الاشبیلی۔

فائدة: صریح فی ادراك المیت و اتفق علیه اهل الکشف۔

## نفع اعمال الاحیاء للاموات

۲۰۹- الحدیث ما المیت فی قبره الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من ابیه او من اخیه او صدیق له الحدیث ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابن عباس وفیه الحسن بن علی بن عبدالرحمٰن قال الذهبی حدث عن هشام بن عمار بحدیث باطل و تمامه فاذا لحقته کانت احب الیه من الدنیا و ما فیها وان هدایا الاحیاء للاموات الدعاء و الاستغفار۔

فائدة: صریح فی نفع اعمال الاحیاء للاموات سواء کانت دعاء کما فی هذا

الحديث او طاعة مالية و بدنية كما فى نصوص اخرى الاول متفق عليه بين الامة والثانى بين اهل السنة والثالث فيه اختلاف اهل السنة ايضًا و البته الحنيفة۔

## تحقيق مسئلة الروية

۲۱۰- الحديث حديث صهيب فى قوله تعالى للذين احسنوا الحسنى و زيادة رواه مسلم كما ذكره المصنف قلت وهو قال (صهيب) قرا رسول الله صلى الله عليه وسلم قوله تعالى للذين احسنوا الحسنى وزيادة قال اذا دخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار نادى مناديا اهل الجنة ان لكم عند الله موعداً يريد ان ينجز كموه قالو ما هذا الموعد الم يثقل موازيننا و بيض وجوهنا و يدخلنا الجنة و يجرنا من النار قال فيرفع الحجاب وينظرون الى وجه الله عزوجل فيما اعطو شيئًا احب اليهم من النظر اليه۔

فائدة: دل على رويته تعالى وهو بظاهره يدل على روية الذات وهو مذهب الجمهور و ذهب البعض الى كونها تجليا مثاليا كما فى حديث مسلم ايضا عن ابى هريرة لما سالوه صلى الله عليه وسلم هل ترى ربنا يوم القيمة قال صلى الله عليه وسلم فيا تيهم الله فى صورته التى يعرفون فيقول انا ربكم فيقولون انت ربنا الحديث والله تعالى منزه عن الصورة فاقرب تاويلا لها هو التجلى المثالى والمبهم يحمل على المفسر هذا ماقالوه لكن الظاهر ان هذه الرؤية فى الموقف يوم القيمة غير الرؤية التى فى الجنة الكرامة اولياء الله تعالى و انما هذه للامتحان صرح به الخطابى كما نقله عنه النواوى فى شرح مسلم و لانسلم الابهام فان قوله عليه السلام ينظرون الى وجه الله تعالى صريح فى رؤية العين فلا يفسر بالتجلى المثالى ولتميم الفائدة انقل لك ذاك الحديث مع توجيه بعض اجزائه على اصول القوم واللفظ لابى سعيد الخدرى حين يقال لاهل الموقف ليتبع كل امة ما كانت تعبدو فى اخره حتى اذالم يبق الامن كان يعبدالله تعالى من بروفاجر اتاهم رب العالمين فى ادنى صورة من التى راوه فيها راى عرفوه بها كما فى لفظ ابى هريرة و تبقى هذه الامة فيها منا فقوها فيا تيهم الله فى صورة غير صورته التى يعرفون الحديث اى قبل ذلك فى الدنيا ويكون

هذا تجليا مثاليا كما هو ظاهر مدلول لفظ الصورة) قال فما ذا تنتظرون يتبع
كل امة ماكانت تعبد قالو ا ياربنا فارقنا الناس افقر ما كنا اليهم ولم
نصاحبهم فيقول انا ربكم فيقولون نعوذ بالله منك لا نشرك بالله شيئا
مرتين او ثلثا حتى ان بعضهم ليكا دان ينقلب عن الصواب ويرجع عنه
للامتحان الشديد الذى جرى قاله النواوى ولعل وجه انكارهم ان الوجه
الذى يعرفون به الحق فى الدنيا تجلى مثالى ايضا على اوضاع مختلفة فى اذهان
مختلفة ويكون هذا التجلى المثالى المحشرى كما دل عليه قوله عليه السلام
فى ادنى صورة من التى رأوه فيها الحديث ولعل حكمة الامتحان كما سبق عن
الخطابى والنواوى يعنى امتحان ايمانهم ودعواهم التوحيد وقولهم فا رقنا
الناس فتجلى لهم فى غير صورتهم الذهنية ولم يخلق فيهم علما ضروريا
بكونه تجليا ربانيا فلما انكروها ظهر صدق دعواهم التوحيد حيث ربوبية ما
زعموه غير الرب ولعل الانقلاب عن الصواب هو لغلبة الاهوال على عقولهم
بحيث لا يبعد ان ينكروا التجلى المثالى الاخر الاتى فيما بعد قيا سا لاحدهما على
الأخر فيقول هل بينكم وبينه اية فتعرفونه بها فيقولون نعم فيكشف عن
ساق فلا يبقى من كان يسجد لله من تلقاء لنفسه الا اذن له بالسجود ولا يبقى
من كان يسجد اتقاء ورياء الا جعل الله ظهره طبقة واحدة كما ارادان يسجد خر
على قفاه قال القاضى عياض كما نقله عنه النواوى قيل المراد بالساق هنا
نور عظيم وورد ذلك فى حديث عن النبى صلى الله عليه وسلم اه قلت ويخلق
الله فيهم علما ضرور يا بكونه تجليًا ربانيًا وان لم يعرفوه به قبل ذلك والله
اعلم ثم يرفعون رؤسهم وقد تحول فى صورته التى رأوه فيها اول مرة فقال انا
ربكم فيقول انت ربنا الحديث باب اثبات رؤية المؤ منين مسلم ج ۱ والذى
ارى ان هذا التحول هو ظهوره فى الصورة الذهنية المثالية التى كانوا يعرفونه
بها قبل ذلك وهذا هو الذى وعدنا باتيان ذكره بقولنا سياتى فى الحديث ويجوز
هذا التحول فى التجليات المثالية من بعضها الى بعض وهذه الصورة وان
كانت واحدة بالشخص لكنها يمكن ان ترى مختلفة فى ابصار مختلفة فلا يشكل

انطباق التصورات المختلفة على الصورة المتعينة هذا وانما لم يتجل بصورة
اعلى مما عرفوه مغائرة له لعدم حصول حكمة الامتحان به لان كل مؤمن
يعتقد انه تعالى ليس دون ما اعتقدناه ولا يعتقد انه ليس فوق ما اعتقدناه
فلو تجلى بصورة اعلى لسوغ احتمال كونه تجليا ربانيا وما نفاه فلم يحصل
الامتحان فلما تجلى بصورة ادنى وكان يعتقد انه ليس ادنى حكم بالنفى فافهم
واعلم ان كل ما ذكرته هنا فى شرح الحديث على اصول القوم ليس شئ منها
قطعيًا لغم هو اقرب من كل ما ذكره اخرون من العلماء كقول بعضهم فى
التجلى الادنى انه بعض الملائكة ظهر لهم ولا يخفى عليك بعده واباء قوله عليه
السلام اتاهم رب العالمين عن هذا الحمل وكانك عثرت بهذا التقر على ما
ادعينا من ان التجلى فى الجنة يكون بزوية الذات وان لم يدرك كنهها وفى
الموقف بالمثال كما كان لموسىٰ عليه السلام بالطور بصورة النار ولا يمتنع
عليه المثال بمعنى المشارك له فى الوصف لقوله تعالى وله المثل الاعلى
ويمتنع عليه المثل بمعنى المشارك فى الماهية لقوله تعالى ليس كمثله شئ
وهذا المثال وان لم يكن قديما لكن لتشارك البالغ الى حد الكمال يكون
مرأة للقديم ولا يلتفت الذهن ح الى وجوه التغائر و التمائز بينهما فتبصر و
تفكر لئلا تضل ولا تزل فالمقام ادق من الشعر واحد من السيف ومما يتعلق
بالحديث ما قاله النواوى انه ليس فى الحديث تصريح برؤية المنافقين الله تعالى
وانما فيه ان الجمع الذين فيهم المؤمنون و المنافقون يرون وهذا لا يقتضى
ان يراه جميعهم وقد قامت دلائل الكتاب والسنة على ان المنافق لايراه
سبحانه و تعالى اه (كقوله تعالى فى الكفار كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون)
واعلم ان الحديث تستنبط منه مسئلة وهى انه كما ان الله تعالى قد عذر من
نفى مالا يعرفه من الحق مع كونه مثبتا فى الواقع كذلك يعذر من اثبت
ماعرفه منه مع كونه منفيا فى الواقع لاشتراك العلة وهو التكليف حسب
العلم كما وقع لبعض المكاشفين من توهمهم التجلى الروحى تجليا ربانيا
والظن انه يعذر ان شاء الله تعالى وحمل بعضهم قول ابراهيم عليه السلام هذا

ربی علی مثل هذا العذر منهم العارف الرومی فی الدفتر الخامس من المثنوی بعد اربعة اخماس منه قبیل قصه الشیخ محمد بقوله

گفت بزار بی ابراہیم راد
چونکہ اندر عالم وہم اوفتاد

واختاره الشیخ عبدالقادر الدهلوی من اساتذه تعالٰی تفسیره لهذه القصه وانی وان لم ارض به للانبیاء لکن ذهاب بعض اهل الحق الیه کاف فی جواز احتمال کونه عذرا والله اعلم۔

## تقویة الرجاء حتی فی التبعات

۲۱۱- الحدیث ینادی مناد من تحت العرش یوم القیمة یاامة محمد اماما کان لی قبلکم فقد غفرته لکم و بقیت التبعات فتوا هبو ها بینکم وادخلوا الجنة برحمتی رویناه فی سباعیات ابی اسعد القشیری من حدیث انس وفیه الحسین بن داؤد البلخی قال الخطیب لیس بثقة۔

فائدة: فیه تقویة الرجاء فی حقوق العباد ایضًا ویتقوی هذا الرجاء لمن راقبها ومن ثم یکون رجاء الصوفیة اقوی کخوفهم ایضًا۔

## حصه دوم

تخریج بعض الروایات (مالکان مایدل علیه الدیث مصرحا ومقدما علیها فی هذا التخریج والذی یلیه لم یحتج الی تقریر مدلولا تها بعد مردها کما کان فیما قبل الا للضرورة بعد زیادة حرف الفاء ثم بعد هذین التخریج ...... الی الطریقه السابقة الواردة فی الدفتر الاول من المثنوی المعنوی اوشرحه کلید عن بعض الرسائل وغیره

## قوله

ابرنابد از پے منع زکات
وززنا افتد و با اندر جہات

۲۱۲- فی کنز العمال اخرج الطبرانی فی الاوسط عن بریدة مرفوعا ما منع قوم الزکوة الا بتلا هم الله بالسنین و فیه ایضاً لا یمنع قوم زکوٰة

اموالهم الا منعو القطر من السمآء الخ رواه الترمذی مرفوعاً و قد اخرج ابن ماجة مرفوعاً ما معناه ان ظهور الفاحشة سبب للطاعون وقد اخرج الطبرانی مرفوعا ما معناه ان الزنا سبب ظهور الموت اعنی الوباء۔

قوله

گفت اے نور حق و دفع حرج
معنی الصبر مفتاح الفرج

۲۱۳- معنی الصبر مفتاح الفرج فی المقاصد الحسنة ذکره الدیلمی بالاسناد عن الحسین بن علی مرفوعا و للقضاعی عن ابن عمرو ابن عباس مرفوعا انتظار الفرج بالصبر عبادة۔

قول الشارح

۲۱۴- استعینوا فی الحوائج بالکتمان۔ رواه الشاه ولی الله فی اربعینه عن علی مرفوعا ولفظه استعینوا علی الحوائج بالکتمان و فی المقاصد الحسنة بلفظه استعینوا علی انجاح حوائجکم بالکتمان فان کل ذی نعمة محسود وفیه سعید ابن سلام العطار قال فیه العجلی لا باس به و کذبه احمد وغیره کما فی المقاصد ایضًا ومثل هذا الاختلاف غیر مضر۔

قول الشارح

۲۱۵- من تقرب منی شبراً اه۔ رواه مسلم کذا فی المشکوة۔

قول الشارح

۲۱۶- حدیث اذا خالط بشاشة القلوب رواه البخاری عن قول هرقل واقره ابن عباس حیث نقله عن ابی سفیان ولم یرده فالحدیث موقوف۔

قوله

می بلرزد عرش از مدح شقی
بدگمان گردد ز مدح متقی

۲۱۷- عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مدح الفاسق غضب تعالی واهتز العرش رواه البیهقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة۔

قوله

آنکہ گفت استفت قلبک مصطفیٰ
آں کسے داندکہ پربود از وفا

۲۱۸- عن وابصة بن معبد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یا وابصة جئت تسال عن البر والاثم قلت نعم قال فجمع اصابعه فضرب بها صدره وقال استفت نفسك استفت قلبك ثلثاً البر ما اطمانت الیه النفس واطمان علیه القلب والاثم ما حاك فی النفس و تردد فی الصدر وان افتاك الناس رواه احمد کذا فی المشکوة۔

قول الشارح

۲۱۹- ان لنفسك علیك حقاً الخ عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عبدالله الم اخبر انك تصوم النهار وتقوم اللیل فقلت بلیٰ قال فلا تفعل صم وافطر و قم و نم فان لجسدك علیك حقاً و ان لعینك علیك حقاً و ان لزوجك علیك حقاً الخ متفق علیه کذا فی المشکوة

قول الشارح

۲۲۰- من الاسراف فی الترغیب والترهیب عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من الاسراف ان تأکل کل ما اشتهیت رواه ابن ماجه وابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع والبیهقی و قد صحح الحاکم اسناده لمتن غیر هذا و حسنه غیره۔

قوله

گفت زان فصلے حذیفہ باحسن
تابداں شد وعظ و تذکیرش حسن

۲۲۱- لم ارمن صرح بسماع الحسن عن حذیفة غیر ما فی شرح الاحیاء للزبیدی رحمه الله عن المسلسلات الحافظ ابی مسعود سلیمان بن ابراهیم بن محمد بن ابراهیم بن محمد بن سلیمان الاصبهانی التی خرجها باسم نظام الملك قال وهی عندی ما لفظه سالت ابا الوفاء مهدی بن احمد

بن محمد بن طراز الواعظ عن الاخلاص وساق السند الی قول الحسن البصری سالت حذیفۃ هو ای الاخلاص الخ و فی اٰخرہ تفسیر الاخلاص عن اللہ تعالیٰ قال هو سر من سری استودعتہ قلب من احبہ من عبادی اہ قلت والکلام فی الروایۃ عن الحفظہ معروف ولکنہ لا یضر فی امثال الواعظ والرقاق۔

قول الشارح

۲۲۲-حدیث الی قولہ حذیفہ فی المشکوۃ عن حذیفہ قال کان الناس یسئالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر و کنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی الحدیث متفق علیہ۔

قول الشارح

۲۲۳-النوم اخو الموت روی البیہقی فی شعب الایمان عن جابر مرفوعاً النوم اخو الموت ولا یموت اهل الجنۃ وسندہ ضعیف کما فی الجامع الصغیر۔

قول الشارح

۲۲۴- الدنیا سجن المؤمن عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۲۵-انا عند المنکسرۃ فی شرح احیاء روی ابونعیم فی الحلیۃ بسندہ عن مالك بن دینار قال قال موسیٰ علیہ السلام یارب این ابغیك قال عند المنکسرۃ قلوبهم۔

قول الشارح

۲۲۶-خیارهم فی الجاهلیۃ عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس معادن کمعادن الذهب والفضۃ خیارهم فی الجاهلیۃ خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا رواہ مسلم کذ فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۲۷- اذا سمعتم، عن ابی الدرداء قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نتذاکر مایکون اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا تصدقوہ فانہ یصیر الی ما جبل علیہ رواہ احمد کذا فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۲۸- حدیث المرء مع من احب عن انس ان رجلاً قال یا رسول اللہ متی الساعۃ قال ویلک و ما اعددت لھا قال ما اعددت لھا الا انی حب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت متفق علیہ کذا فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۲۹- لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق رواہ فی شرح السنۃ کذا فی المشکوۃ وعن علی لاطاعۃ فی المعصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ کذا فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۳۰- استطعمتک فلم تطعمنی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول یوم القیٰمۃ یا ابن اٰدم مرضت فلم تعدنی قال یارب کیف اعودک و انت رب العٰلمین قال اما علمت ان عبدی فلاناً مرض فلم تعدہ اما علمت لوعدتہ لوجدتنی عندہ یا ابن ادم استطعمتک فلم تطعمنی الی اٰخر الحدیث رواہ مسلم۔

قول الشارح حدیث

۲۳۱- فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ تعالیٰ وفی ذلک الحدیث و ما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ۔

قول الشارح حدیث

۲۳۲- ان اللہ خلق اٰدم علیٰ صورتہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ اٰدم علیٰ صورتہ طولہ ستون ذراعاً الخ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ۔

۲۳۳- قولہ کلموا الناس علیٰ عقولھم الخ۔ قال علی رضی اللہ عنہ حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ رواہ البخاری و روی الدیلمی مرفوعا بسند

ضعیف امرنا ان نکلم الناس علیٰ قدر عقولھم کما فی المقاصد الحسنۃ۔

۲۳۴-قولہ امرنا ان ننزل الناس منازلھم رویٰ ابن خزیمۃ فی صحیحہ بسند صحیح عن عائشۃ ؓ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلھم رواہ مسلم فی مقدمۃ تعلیقاً کما فی المقاصد

قول الشارح

۲۳۵- اذارأ واعن اسماء بنت یزید انہا سمعت رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم یقول الا انبئکم بخیارکم قالو بلیٰ یارسول اللہ قال خیارکم الذین اذا ارأوا ذکر اللہ رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ وروی الحکیم عن ابن عباس مرفوعاً بسند ضعیف اولیاء اللہ تعالیٰ الذین اذارأ وا ذکر اللہ وقد روی البیہقی بسند حسن مرفوعاً خیارکم الذی اذا راؤا ذکر اللہ لھم الحدیث کما فی الجامع الصغیر۔

قول الشارح

۲۳۶- حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیء ومن سن فی الاسلام سنۃً سیئۃً کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیء رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۳۷- قولہ ھذا جبل الخ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلع لہ احد فقال ھذا یحبنا ونحبہ رواہ البخاری کذا فی المشکوۃ

گوش من لا یبلغ المومن شنید
قول پیغمبر بجان و دل گزید

۲۳۸-قولہ لایلدغ المومن عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین متفق علیہ کذا فی المشکوۃ۔

قول الشارح

۲۳۹-المومن غر کریم عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومن غر کریم والفاجر خب لئیم رواہ الترمذی۔

گفت پیغمبر بآواز بلند
با توکل زانوئے اشتر بہ بند

۲۴۰- قوله گفت پیغمبر الخ فی المقاصد حدیث اعقلها وتوکل الترمذی فی الزهد وفی العلل والبیهقی فی الشعب و ابونعیم فی الحلیة وابن ابی الدنیا من حدیث المغیرة بن ابی قرة السدوسی سمعت انسا رضی الله عنه یقول قال رجل یارسول الله اعقلها و اتوکل اواطلقها واتو کل قال اعقلها وتوکل یعنی الناقة و قال الترمذی قال عمرو بن علی یعنی الفلاسی شیخه قال یحیی بن سعید القطان انه منکر ثم قال الترمذی وهو غریب لانعرفه من حدیث انس الامن هذا الوجه وانما انکره القطان من حدیث انس و قدروی عن عمرو بن امیه الضمری عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه یشیر الی ما اخرجه ابن حبان فی صحیحه و ابونعیم من حدیث جعفر بن عمرو بن امیة عن ابیه قال قال رجل للنبی صلی الله علیه وسلم ارسل ناقتی و اتوکل قال اعقلها وتوکل۔

ماعیال حضر یتیم و شیر خواه
گفت الخلق عیال للاله

۲۴۱- قوله۔ گفت الخلق عیال للأله۔ فی الجامع الصغیر اخرج ابویعلی فی مسنده والبزار عن انس والطبرانی عن ابن مسعود مرفوعاً الخلق کلهم عیال الله فاحبهم الی الله انفعهم لعیاله

گفت عزائیل و رمن آنچنین
یک نظیر انداخت بر از خشمگیں

۲۴۲- قوله نگریستن عزرائیل فی کتاب شرح الصدور للامام السیوطی رحمه الله اخرج (ای) ابن ابی شیبة بهذا السند رای عن عبدالله بن نمیر عن الاعمش) عن خیثمة قال دخل ملك الموت علی سلیمان عم فجعل ینظر الی رجل من جلسائه و یدیم النظر الیه فلما خرج قال الرجل من هذا قال هذا ملك الموت قال رائیته ینظر الی کانه یرید فی قال فما ترید قال ارید ان تحملنی علی الریح حتی تلقینی بالهند فدعا الریح فحمله علیها فالقته

فی الهند ثم اتی ملک الموت سلیمان قال انک کنت تدیم النظر الی رجل من جلسائی قال کنت اعجب منه امرت ان اقبضه بالهند وھو عندك.

اچھے مال کی خوبی

مال را کز بہر دیں باشی حمول
نعم مال صالح گفت آں رسول

۴۴۳-قولہ۔ نعم مال صالح گفت آن رسول اخرجه الامام احمد کما فی کنوز الحقائق۔

قول الشارح

۴۴۴- ارشاد عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله علیه وسلم ان للشیطان لمته بابن آدم وللملک لمة فاما لمة الشیطان فایعاد بالشر و تکذیب بالحق واما لمة الملک فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق فمن وجد ذالك فلیعلم انه من الله فلیحمد الله ومن وجد الاخری فلیتعوذ بالله من الشیطان الرجیم الخ رواه الترمذی کذا فی المشکوۃ۔

مال را کز بہر دیں باشی حمول
نعم مال صالح گفت آن رسول

۴۴۵-قولہ۔ گفت پیغمبر الی قوله کالمستشار موتمن اخرجه ابن ماجه

قول الشارح

۴۴۶- اذا غزا عن کعب بن مالك قال لم یکن رسول الله صلى الله علیه وسلم یرید غزوۃ الاوری رواه البخاری کذا فی المشکوۃ

جبرئیل کی طرح عقل کی پرواز کے حدود

قولہ

عقل چوں جبرئیل گوید احمدا
گر یکے گامے نہم سوزد مرا

۴۴۷-فی الخصائص الکبری فی حدیث طویل فی المعراج بروایة ابن ابی حاتم ثم انطلق بی حتیٰ انتهی الی الشجرۃ فغشیتنی سحابة فیها من کل

لون فرفضنی جبرئیل وخررت ساجد الله تعالیٰ الحدیث و فی نشر الطیب ماتعریبه اسند ابوالحسن ابن غالب فی شفاء الصدور الی ابی الربیع بن سبع من حدیث ابن عباس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حتیٰ وقف جبریل علیه السلام فی مکان فقلت یا جبریل هل یرفض خلیل خلیله فی مثل هذا المکان فقال لو سبقت احترقت من النور۔

بیاری کو دعوت دینا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ
رنج آروتار بمیرد چون چراغ

۲۴۸- قوله گفت پیغمبر که رنجوری بلاغ فی المقاصد الحسنة لاتمارضوا فتمرضوا ذکره ابن ابی حاتم فی العلل عن ابن عباس وقال عن ابیه انه منکرواسنده الدیلمی من جهة ابی حاتم الرازی ثنا عاصم بن ابراهیم عن المنذر بن النعمان عن وهب بن قیس به مرفوعا وعلیٰ کل حال فلا یصح وان وقع لبعض اصحابنا اه قلت لایلزم من عدم الصحة عدم ثبوته مطلقاً ولو بسند ضعیف۔

قول الشارح

۲۴۹- المومن مراة المومن۔ اخرجه ابوداؤد کما فی الجامع الصغیر

قول الشارح

۲۵۰- اتقو فراسة المومن فانه ینظر بنور الله اخرجه الترمذی وغیره کما فی الجامع الصغیر

جہاد کی قسمیں اور مجاہدۂ نفس کی اہمیت

قد رجعنا من جهاد الاصغریم
بانبی اندر جهادا کبریم

۲۵۱- قوله۔ رجعنا الخ اخرج الدیلمی عن جابر قال قدم علی النبی صلی الله علیه وسلم قوم غزاة فقال قدمتم خیر مقدم قدمتم من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر مجاهدة العبد هواه کذا فی کنز العمال۔

## قول الشارح

۲۵۲- اعدی الخ قلت اخرج البیهقی مرفوعاً بلفظ اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك کما فی کنوز الحقائق۔

### خوف خدا کے باعث ہر چیز کا خوف زدہ رہنا

## قوله

ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید
ترسد ازوے جن وانس و ہر کہ دید

۲۵۳- فی المقاصد الحسنة من خاف الله خوف منه کل شئ الحدیث ابوالشیخ فی الثواب والدیلمی والقضاعی عن واثلة والعسکری عن الحسین بن علی کلاهما به مرفوعا لفظ العسکری من خاف الله اخاف الله منه کل شیء و هر عنده عن ابن مسعود من قوله بزیادة الشق الآخر وقال المنذری فی ترغیبه رفعه منکر وفی الباب عن علی وبعضها یقوی بعضا۔

۲۵۴- قوله من اراد ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل التصوف قال اشرف علی انظر تحقیقه فی ترجمة التشرف المسمیٰ بتکمیل التصرف المتعلقة بهذا المقام۔

## قول الشارح

۲۵۵- من عرف نفسه فقد عرف ربه اخرجه الدیلمی مرفوعا بلفظ اذا عرف نفسه عرف ربه کذا فی کنوز الحقائق

### غیرت کی فضیلت

جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق
بردور غیرت بریں عالم سبق

۲۵۶- قوله ان سعد الغیور الخ

اخرج الخرائطی فی مکارم الاخلاق عن ابی هریرة مرفوعاً یامعشر الانصار ان سعداً لغیور وانا اغیر منه والله اغیر منی واخرج البخاری والامام احمد عن المغیرة مرفوعاً اتعجبون من غیرة سعد وانا

اغیر منه واللہ اغیر منی و من احل غیرۃ اللہ حرم الفواحش ماظہر منہا وما بطن وما احد احب الیہ العذر من اللہ الحدیث کذا فی کنز العمال۔

اللہ کب اپنا ہو سکتا ہے

چوں شدی من کان للہ ازولہ
حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ

۲۵۷- قولہ من کان للہ کان اللہ لہ روی الطبرانی فی الصغیر وابن ابی الدنیا ومن طریقہ البیہقی فی الشعب مرفوعاً من انقطع الی اللہ عزوجل کفاہ اللہ تعالیٰ کل مؤنۃ ورزقہ من حیث لا یحتسب ومن انقطع الی الدنیا وکلہ اللہ الیہا اھ اسناد منقطع وفیہ ابراھیم بن الاشعث تکلم فیہ ابوحاتم کما قال العراقی کذا فی شرح الاحیاء

اصحاب کرام کا مقام اور ان کی پیروی

متقبس شوزود چوں یابی نجوم

۲۵۸- قولہ گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم فی المشکوۃ عن عمر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم رواہ رزین۔

قولہ گفت طوبیٰ من رانی مصطفیٰ
والذی ینظر لمن وجھی برئ

۲۵۹- روی عبید بن حمید عن ابی سعید وابن عساکر عن واثلہ مرفوعاً بسند حسن طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رای من رانی کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی۔

مبداء فیاض کی فیاضیاں

۲۶۰- ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا الیہا۔

قولہ روی الطبرانی بسند ضعیف عن محمد بن سلم مرفوعاً ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لہ لعلہ ان یصیبکم نفحۃ منہا فلا تشقون بعدھا ابدا کذا فی الجامع الصغیر۔

## مصطفی آمد کہ سازد ہمدمے
## کلمینی یا حمیرا کلمی

۲۶۱- قوله كلميني يا حميراء وقوله ارحنا يا بلال الخ قلت اما اطلاق لفظ حميراء لعائشة من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد ورد في النسائي بسند صحيح كما في عمدة القاري واما لفظ كلميني فلم اره لكن معنى الحديث يستانس له بما رواه مسلم عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى ركعتى الفجر فان كنت مستيقظة حدثني والا اضطجع فتحديثه صلى الله عليه وسلم معها كانه امرلها بتحديثها وقوله ارحنا يا بلال في شرح الاحياء اخرجه احمد وابوداؤد والبغوى عن رجل من خزاعة وقد ورد التصريح بهذا الرجل عند الطبراني في الكبير وايضاء في المختار قالوا هو سلمان بن خالد الخزاعي ورواه الخطيب عن علي و عن بلال و لفظهم جميعاً يا بلال اقم الصلوة وارحنا بها وظاهر لفظ الجماعة ان المراد بها الاقامة وان كانت اقامة الصلوة اعم من ان يكون اذانا او اقامة اه ملخصا وايضا فيه قال صاحب القوت يقال ارحنا بالشيء اى روحنا منه وارحنا اى اسقطه عنا وخفف عنا اه يقول اشرف على مرشيء من تحقيقهما في الشطر الاول الحديث الاول في كتاب كسر الشهوتين و الحديث الثاني في كتاب الصلوة فلاجله لم انقل تحقيقهما ثانيا عن الرسالة

## مومن کے لئے بہار کا زمانہ

۲۶۲- قوله حديث اغتنموا بردالربيع فانه يعمل بابدانكم كما يعمل باشجاركم واجتنبوا بردالخريف فانه يعمل بابدانكم كما يعمل باشجاركم يقاربه ماروى ابونعيم في الحلية عن معاذ مرفوعاً بسند ضعيف قلوب ابن ادم تلين في الشتاء وذالك ان الله تعالى خلق ادم من طين والطين يلين في الشتاء وروى الامام احمد في مسنده بسند حسن وابويعلى عن ابي سعيد مرفوعاً الشتاء ربيع المومن اه

## اسطوانہ کے بارے میں روایتی حکایت

۲۶۳- قوله. استن حنانه الخ في القصة اجزاء توخذ من مجموع هذه

الروايات الاولى قوله صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده لولم التزمه مازال هكذا حتى تقوم الساعة حزنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه الامام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزيمة والترمذى ايضا

۲۶۴- الثانية فى رواية الترمذى فما هوالاان قعد عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فتكلم ففقدته الخشبة الخ

۲۶۵- الثالثة فى البخارى فكان النبى صلى الله عليه وسلم اذا خطب يقوم الى جزع منها فلما صنع الجزع له المنبر فكان عليه فسمعت لذلك صوتاً الخ

۲۶۶- الرابعة فى بعض الروايات المروى عن سعد اقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جلس على المنبر فلما فقده الجرع حن حنينا افزع الناس اه

۲۶۷-الخامسة فى رواية ابى القاسم البغوى فقال صلى الله عليه وسلم ان تشا اغرسك فى الجنة نياكل منك الصالحون وان تشا تعيدك رطبا كما كنت فاختار الاخرة على الدنيا۔

۲۶۸-السادسة وقدورد فى رواية محمد بن سعد لخار الجزع حتى تصدع وانشق فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم فمسحه بيده حتى سكن وكان اذا صلى صلى الى ذلك الجزع

۲۶۹-السابعة اخرج الامام احمد فى مسنده عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب يوم الجمعة يسند ظهره الى خشبة فلما كثروا قال ابنوا منبرا فبنواله فتحول من الخشبة الى المنبر اه

۲۷۰- الثامنة وفى الدارمى من حديث بريرة فاصغى له النبى صلى الله عليه وسلم يسمع ما يقول فقال بل تغرسنى ۓ الجنة والروايات كلها من شرح الاحياء

## اہل خیر کے لئے دعاء

### قوله

اے خدایا منعقان راسیر دار
ہر درم الشان راعوض دہ صد ہزار

۲۷۱- روی الشاخان عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه
سلم ما من یوم یصبح العباد فیه الا ملکان ینزلان فیقول احدهما اللهم
ط منفقا خلفا ویقول الأخر اللهم اعط ممسکا تلفا کذا فی المشکوة

## قول الشارح

۲۷۲- الفقر فخری فی المقاصد الحسنة قال شیخنا ہو باطل موضوع والدیلمی
ن معاذ بن جبل رفعه تحفة المومن فی الدنیا الفقر وسنده لاباس به اه ملخصاً

### عورتوں کی عاقل کی مغلوبیت اور جاهل مرد کا عورتوں پر غلبه

## قوله

گفت پیغمبر که زن برعاقلاں
غالب آمد سخت بر صاحبدلاں

۲۷۳- انهن یغلبن العاقل ویغلبهن الجاهل روی ابوداؤد عن ابن عمر
مرفوعاً ما رایت من ناقصات عقل ولادین اغلب لذی لب منکن الحدیث
لت ویستفاد منه معنی الروایة المذکورة

### محبت کے اثر سے اندها و بہرا ہو جانا

۲۷۴- قوله حب یعمی ویصم فی الاربعین للشاه ولی الله ﷺ بسنده
مرفوعاً حبك الشیء یعمی ویصم۔

۲۷۵- قول الشارح غالباً سیوطی الی قوله قیامت اخرج الترمذی
مرفوعاً قال صلی الله علیه وسلم اول ما خلق الله القلم فقال له اکتب
جری بما هو کائن الی الابد وقال الترمذی حسن صحیح غریب و فی
الدر المنثور عن ابن عباس ان المراد ما هو کائن الی یوم القیامة و کذا
روی ابوهریرة مرفوعاً کما فی حاشیة الترمذی عن علی القاری

### عورتوں سے مشورہ لینے اور ان کے مطیع نہ بننے کا حکم

۲۷۶- قوله شاوروهن فی المقاصد الحسنة حدیث شاوروهن و
ــــ الفوهن لم اره مرفوعاً ولکن عند العسکری من قول عمر خالفوا النساء
ــــ فی خلافهن البرکة اه محصلاً و فی الفوائد المجموعة مرفوعاً هلك الرجال

حين اطاعة النساء فان فی خلا فهن البرکة اخرجه الطبرانی والحاکم و صححه

کاتب وحی کے مرتد ہونے کے ثبوت میں

۲۷۷- قوله مرتد شدن کاتب وحی الخ فی لباب النقول فی سورة الا نعام منه اخرج ابن جرير عن عكرمة فی قوله ومن قال سانزل مثل ما انزل الله قال نزلت فی عبد الله بن سرح الخ ثم اتاه ﷺ مع عثمان رضی اللہ عنہ وجدد الا سلام یوم فتح مکة۔

قول الشارح

۲۷۸- سیکون فی المشکوة مرفوعا لقد کان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يك فی امتی احد فانه عمر رضی اللہ عنہ متفق علیه۔

حقیقت ایمان اور اس کی روشنی میں

۲۷۹-قوله اصبحت مومنا حقا یا رسول الله ﷺ الی اخر القصة قد وقع الخلط بين القصتين و انی انقل كليهما عن الرحمة المهداة كتاب الايمان منها فا حد هما عن محمد بن صالح الانصاری ان رسول الله ﷺ لقی عوف بن مالك فقال كيف اصبحت یا عوف بن مالك قال اصبحت مومنا حقا فقال رسول الله ﷺ ان لكل قول حقيقة فما حقيقة ذلك قال يا رسول الله اطلقت نفسی من الدنيا و اسهرت ليلی واظمات هوا جری کانی انظر الی عرش ربی و كانی انظر الی اهل الجنة يتزاورون فيها و كانی انظر الی اهل النار يتضا غون فقال رسول الله ﷺ عرفت او لقنت فالزم رواه ابو بكر ابن شيبة والاخری عن زيد الخير انه قال یا رسول الله لتخبر نی ما علا مة الله فيمن يريد وما علامة فيمن لا يريد قال لی كيف اصبحت يا زيد قلت اصبحت احب الخير و اهله ان قدرت عليه بادرت اليه وان فاتنی حزنت و حننت اليه قال رسول الله ﷺ فتلك علامة الله فيمن يريد ولو ارادك لغيرها الهياك لها رواه رزين

سعادت وشقاوت کا آغاز

السعيد من سعد بطن امه والشقی من شقی فی بطن امه

۲۸۰-قوله الشقی اور ده الا مام السيوطی فی الجامع الصغير عن

الصغیر للطبرانی مرفوعاً بسند صحیح ما لفظه السعید من سعد فی بطن امه والشقی من شقی فی بطن امه

ثبوت اس ارشاد میں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے

چوں ابیت عندر بی فاش شد
یطعم و یسقی کنایت راش شد

۲۸۱- قوله ابیت عند ربی اخرج البخاری عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال ایاکم و الوصال مرتین قیل انك تواصل قال انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی فاکلفوا من العمل ما تطیقون۔

ثبوت مدینۃ العلم کی روایت کا

۲۸۲- قوله انا مدینة العلم و علی بابها روی الحاکم و الطبرانی و ابو الشیخ و غیر هم کلهم من حدیث ابی معاویة الضریر عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعا انا مدینة العلم و علی بابها فمن اتی العلم فلیات الباب و تفصیل الاسناد فی المقاصد الحسنة۔

اللہ واسطے ہی کی محبت وعداوت وغیرہ سے کامل ایمان نصیب ہونے کے ثبوت میں

۲۸۳- قوله من احب لله و ابغض لله حدیث من احب لله و ابغض لله واعطی لله و منع لله فقد استکمل الایمان اورده العلامة السیوطی رحمہ اللہ فی الجامع الصغیر عن ابی امامة مرفوعاً من روایة ابی داؤد و ایضاً المقدسی ثم صححه۔

ثبوت میں کہ ہمارے اندر نبی مرسل نہیں سما سکتے

۲۸۴- قوله لا یسع فینا نبی مرسل قال صاحب التشرف من تحقیق الحدیث فی الشطر الاول کتاب عجائب القلب منه بعد خمسة احادیث او ستة و کذالك تحقیق بعض اخر من احادیث (المثنوی)

تخریج بعض الروایات الوارده فی الدفتر السادس من المثنوی المعنوی او شرحه کلید من نفس کلید

قول الشارح

۲۸۵- حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قلت انه و ان لم

ینقل لفظاً لکنه صحیح معنی کما حققه فی المقاصد الحسنة۔

قول الشارح

۲۸۶- حدیث قال الله تعالیٰ اعطیهم من حلمی و علمی روی البیهقی عن ام الدرداء فی فضل هذه الامة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الله تبارک و تعالیٰ قال یا عیسیٰ انی باعث من بعدک امة اذا اصابهم ما یحبون حمدوالله و ان اصابهم ما یکرهون احتسبوا وصبروا ولا حلم و لا عقل فقال یا رب کیف یکون هٰذا لهم ولا حلم ولا عقل قال اعطیهم من حلمی و علمی کذا فی المشکوة۔

قول الشارح

۲۸۷- حدیث اٰل محمد کل تقی اورده فی الجامع الصغیر من الطیالسی و فی کنوز الحقائق عن الطبرانی۔

۲۸۸- قوله همچو احمد کو بردبواز یمن اشاره الی حدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من ههنا واشار الی الیمن رواه الطبرانی کذا فی کنز العمال ج ۶ صفحه ۲۰۵

۲۸۹- قوله داں گلے کز ش حق نورے نیافت اشارة الی الحدیث المرفوع ان الله خلق خلقه فی ظلمة فالقیٰ علیهم من نوره فمن اصابه من ذالک النور اهتدیٰ و من اخطاءه ضل رواه احمد والترمذی کذا فی المشکوة۔

۲۹۰- قوله نے نبی فرمود جود محمده الخ

اشارة الی الحدیث المرفوع و لفظه السخاء شجرة فی الجنة فمن کان سخیاً اخذ بغصن منها فلم یترکه الغصن حتیٰ یدخله الجنة و الشح شجرة فی النار فمن کان شحیحاً اخذ بغصن منها فلم یترکه الغصن حتیٰ یدخله النار رواه البیهقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة۔

قول الشارح فی الرمل

۲۹۱- حدیث مسلم المرفوع کان نبی من الانبیاء یخط فمن و افق خطه فذاک کذا فی المشکوة۔

۲۹۲- قوله مصطفی فرمود الی قوله بر نایا صبی فی المقاصد الحسنة صفحه ۱۷۵ فی تحقیق حدیث ما من نبی نبی الا بعد الاربعین قال ابن الجوزی موضوع۔

## قول الشارح

۲۹۳- لو تعلمون ما اعلم فی الحاشیة عن الجامع الصغیر قال صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما انتم ملاقوہ بعد الموت ما اکلتم طعاماً علی شھوۃ ابداً ولا دخلتم بیتاً تستظلون بہ ولمررتم الی الصعدات تکدمون صدورکم وتبکون علی انفسکم رواہ ابن عساکر عن ابی الدرداء کذا فی المنھج القوی۔

۲۹۴- قولہ فاجتھد فی البیع ان لا یخدعوک اشارۃ الی الحدیث قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انی اخدع فی البیوع فقال اذا بایعت فقل لاخلابة ولی الخیار ثلثة ایام کذا فی الھدایة و اخرج الحاکم معناہ و فیہ لجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیار ثلثة ایام و فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بع وقل لا خلابة واخرج الشافعی و البیھقی وابن ماجہ والطبرانی فی الاوسط والکبیر کذا فی نصب الرایة لابن حجر (صفحہ ۲۷۹)

۲۹۵- قولہ نوم عالم الخ کنوز الحقائق للمناوی عن الغربی نوم العالم عبادۃ و نفسہ تسبیح جلد ۲ صفحہ ۱۲۶

۲۹۶- قولہ نارد وزخ الخ فی حدیث البخاری یخلص المؤمنون من النار فیمسکون علی قنطرۃ الی قولہ حتی اذا ھذبوا و نقوا اذن لھم فی دخول الجنة و فی المرقاۃ عن ابی امامة احفظوا القراٰن فان اللہ لا یعذب بالنار قلباً وعی القراٰن رواہ فی شرح السنة وھو مرفوع حکماً ثم رایت فی شرح الاحیاء للزبیدی بروایة الحکیم الترمذی فی نوادر الوصول و بروایة امام الرازی کما فی فوائدہ عن ابی امامة مرفوعاً ان اللہ لایعذب قلباً و عی القراٰن ج ۴ صفحہ ۴۶۵ و فی المتفق علیہ وحرم اللہ تعالیٰ علی النار ان تاکل اثر السجود فکل ابن اٰدم تاکلہ النار الا اثر السجود۔

۲۹۷- قولہ حدیث الصدق طمانینة والکذب ریبة فی الحاشیة ما تعریبہ روی عن الترمذی و احمد و النسائی و حسنہ الترمذی و صححہ الحاکم۔

۲۹۸- قولہ حدیث جزیا مؤمن فان نورک اطفا ناری اوردہ فی المقاصد الحسنة باب التاء مرفوعا بلفظ تقول النار للمؤمن یوم القیامة جزیا

مؤمن فقد اطفاء نورك لهى عن الكبير للطبرانى و كامل ابن عدى و نوادر الاصول للحكيم الترمذى واحد الرواة فيه منصور بن عمار قال فيه بعضهم انه ليس بالقوى و قال بعضهم منكر الحديث و قال بعضهم فى الحديث ارجوان يكون صحيحًا اه ملخصا بمعناه۔

## قول الشارح

۲۹۹- حديث اورد فى المقاصد الحسنة عن الخطيب و جعفر السراج و ابن مرزبان والديلمى و الطبرانى و الخرائطى و البيهقى من تضعيف عسى ان ينجبر بتعدد الطرق و لفظه من عشق فعف فكتم فصبر فمات فهو شهيد۔

۳۰۰- قوله دين عجائز را گزيد اشارة الى الرواية المشهورة عليكم بدين العجائز نفى لفظه فى المقاصد الحسنة واثبت معناه مما عند الديلمى من حديث محمد ابن عبدالرحمٰن ابن البيلمانى عن ابيه عن ابن عمر مرفوعاً اذا كان اٰخر الزمان واختلف الاهواء فعليكم بدين اهل البادية والنساء وابن البيلمانى ضعيف جدا وعند رزين لعمر بن الخطابؓ تركتم على الواضحة ليلها كنهارها كونوا على دين الاعراب والغلمان والكتاب اه ملخصاً۔

ضميمة فى تحقيق بعض الروايات المتفرقة المذكورة فى رسائل القوم

۳۰۱- حديث لولاك لما خلقت الافلاك قلت لم يوجد بهذا اللفظ و معناه ثابت بما روى الديلمى فى مسنده الفردوس عن ابن عباسؓ يقول الله و عزتى و جلالى لولا ك لما خلقت الدنيا ولولاك لما خلقت الجنة واورده فى المواهب معزيا الى ابن طغريك بلفظ لولا ه ما خلقتك خطا با لاٰدم عليه السلام ولا خلقت سماء ولا ارضا كذا قال العلامة محمد مراد المكى معرب المكتوبات المجددية فى حاشية الحصة الثانية من الدفتر الاول۔

۳۰۲- حديث من كثر سواد قوم فهو منهم قال العلامة محمد مراد المذكور انفا فى حاشية الكتاب المذكور رواه ابو يعلى عن عبد الله بن مسعودؓ مرفوعاً بزيادة ومن رضى عمل قوم كان شريك من عمل به۔

۳۰۳- حديث يحتج به على الشيعة و من حذا حذو هم من الصوفية

اهل الرسوم فی صنعهم مثال القبور عن علی امیر المومنین رضی الله عنه من جدد قبراً او مثل مثالاً فقد خرج عن الاسلام اورده فی من لا یحضره الفقیه باب النوادر کذا فی رسالة النجم بالنور الجدید نمبر ۳ ج ۳ صفحه ۱۲

تخریج بعض الروایات من المقاصد الحسنة مع التلخیص علی ترتیب الحروف الهجائیة

مقاصد حسنہ کی روایات کی تلخیص کی تخریج حروف ہجا کی ترتیب پر

(حرف الالف)...فضیلت کتاب الله

۳۰۴-حدیث اٰیة من کتاب الله خیر من محمد واٰله لم اقف علیه واورد الطبرانی من حدیث ابن مسعود موقوفا کل اٰیة فی کتاب الله خیر مما فی السماء والارض اه.

فائدہ: قلت فی الحدیث نوع من التعرض بمسئلة تفاضل النبی صلی الله علیه وسلم والقراٰن فالتصریح غیر ثابت والثابت غیر صریح و نظراً الی الکلیات حصل فیه ثلثه اقوال الاول فضل القراٰن و الثانی فضل النبی صلی الله علیه و سلم والثالث التفصیل بأن الکلام النفسی افضل منه لکونه صفة الهیة و افضلیتها علی الحادثات ظاهر و هوافضل من الکلام اللفظی لکونه مخلوقاً و افضلیته علی المخلوقات ظاهر والمسئلة ذات غموض ودقة والدلیل علی ای قول کان غیر و اضح فالتوقف اسلم وابعد عن المجازفة وقد قال الله تعالیٰ ولا تقف ما لیس لك به علم وقد نهی النبی صلی الله علیه وسلم من الخوض فی مسئلة القدر لهذه العلة بعینها۔

۳۰۵- حدیث الابدال له طرق عن انس رضی الله عنه مرفوعاً بالفاظ مختلفة کلها ضعیفة ثم قال بعد ماساق الاسانید و احسن مما تقدم مالاحمد من حدیث شریح یعنی ابن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی وهوبالعراق فقالوا العنهم یا امیر المؤمنین قال لا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلاً یسقی بهم الغیث وینتصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب ورجاله من رواة الصحیح الاشریحا وهو علی ثقة وقد سمع ممن هواقدم من علی ثم رجح

السخاوی وقفه علی علی رضی اللہ عنہ والله اعلم۔

فائدة: وهو اصل ما اشتهر فی القوم من القول بالابدال و كونهم اربعين و كونهم اصحاب كرامات من نزول الغيث والانتصار من الاعداء و صرف العذاب بهم لكن الحديث ساكت عن بعض تصرفاتهم كطی الارض والطيران علی الهواء وامثالها وغير ناف لها والتواتر مثبت لها فلا تنكر۔

۳۰۶-حديث ابغض الحلال الی الله الطلاق ابو داؤد فی سننه عن احمد بن يونس عن معرف بن واصل عن محارب ابن دثار رفعه بلفظ ما احل الله شيئاً ابغض اليه من الطلاق وهذا مرسل۔

فائدة: السر فيه ان بعض الاشياء غير معصية لكنه مشابه للمعصية فبالنظر الی كونه غير معصية يكون مباحا وبالنظر الی كونه مشابها بالمعصية يكون مبغوضاً لان المشابهة يقتضی هذا البغض والطلاق كذلك و كونها غير معصية ظاهر واما كونها مشابها بالمعصية فلان صورته صورة الظلم من الايذاء والاضرار والايحاش لكنه ليس بظلم لان قصده امتناع نفسه عن الضرر لا ايقاء غيره فی الضرو من ثم تری المشائخ يمنعون اتباعهم عن كثير من المباحات التی شانها هذا كشغل الرابطة الذی صورته صورة مقصودية الخلق عند المشاغل التی يوشك ان توقع فی الشرك۔

۳۰۷-حديث اختلاف امتی رحمة البيهقی فی المدخل من حديث سليمان بن ابی كريمه عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مهما اوتيتم من كتاب الله فالعمل به لا عذر لاحد فی تركه فان لم يكن فی كتاب الله فبسنة منی ماضية فان لم تكن سنة منی فما قال اصحابی ان اصحابی بمنزلة النجوم فی السماء فايما اخذ تم به اهتديتم واختلاف اصحابی لكم رحمة و من هذا الوجه اخرجه الطبرانی والديلمی فی مسنده بلفظه سواء وجويبر ضعيف جدا و ضحاك عن ابن عباس منقطع۔

فائدة: و كذلك اختلاف مسالك المشائخ كلها رحمة والامر فيه اوسع من الاختلاف المذكور فی الحديث لانها لم يختلف حلا و حرمة واهل الفتاوی

مختلفون فی الحل و الحرمة والسر فی کون هذا الاختلاف رحمة ان الاستعدادات مختلفة لمن رجل یستفید من مسلك و آخر یستفید من آخر کما ان السر فی کون اختلاف اهل الفتاوی رحمة توسعة لامر علی الامة۔

٣٠٨-حدیث ادبنی ربی فاحسن تادیبی العسکری فی الامثال من جهة السدی عن ابی عمارة عن علی ﷺ بعد ماساق القصة قال فقلنا یا نبی الله نحن بنواب واحد ونشاءنا فی بلد واحد وانك لتکلم العرب بلسان مالا نفهم اکثره فقال ان الله عزوجل ادبنی فاحسن ادبی ونشات فی بنی سعد بن بکر۔

فائدة: دل الحدیث انه متی صح التعلق مع الله زاده الله تعالیٰ فی کمالاته الظاهرة فی الاکثر کالادراکات و الفصاحة والقوة و اللطافة والنظافة والاعتدال فی کل شئ وهذا مشاهد ویعین هذه الزیادة اجتماع بعض الاسباب الظاهرة ممالا یجتمع للآخرین کما قد قدر الله تعالیٰ نشا حبیبه صلی الله علیه وسلم فی بنی سعد۔

٣٠٩-حدیث اذا اتاکم کریم قوم فاکرموه ابن ماجه فی سننه من حدیث سعید بن مسلمة عن محمد بن عجلان عن نافع عن ابن عمر رفعه بهذا وسنده ضعیف. فائدة: وهذا فی المشائخ کالعادة اللازمة لا یفرقون بین المسلم والکافر فیه وهو مقتضی اطلاق الحدیث الا ماالستثناه الدلیل الشرعی۔

٣١٠- حدیث اذااحب الرجل اخاه فلیخبره انه یحبه البخاری فی الادب المفرد و ابوداؤدو اللفظ له والترمذی والنسائی وآخرون کلهم من حدیث ابن عبید عن المقدام ابن معدیکرب به مرفوعاً

فائدة: لما کان خاصیة هذا الاخبار ازیاد الحب دل الحدیث علی ان الزیادة فی الحب فی الله لا ینافی الحب لله لان المقدمة سائقة الی المقصود لا عائقة عنه وهذا الحب کالطبعی لاهل الطریق مع شیوخهم و من انتمی الی شیوخهم۔

٣١١-الحدیث اذا حضر العشاء و العشاء فبدأوابالعشاء قال العراقی فی شرح الترمذی انه لا اصل له بهذااللفظ واصل الحدیث فی المتفق علیه بلفظ اذا وضع العشاء واقیمت الصلوٰة فابدوا بالعشاء۔

فائدة حلوة على حالة الاشتياق الشديد وهو على هذا اصل عنيه الصوفية من اهتمام جمعية الباطن والتحرز عن التشويش ومواصل عظيم فى الطريق الا اذا عارضه دليل خاص فيوخذ بالدليل۔

۳۱۲۔ الحديث ارحموا من الناس ثلاثة عزيز قوم ذل وغنى قوم افتقر وعالما بين جهال الحديث عن ابن الجوزى فى الموضوعات وقال انما يعرف من كلام لفضيل ابن عياض وساقه من جهة الحاكم قال سمعت اسمعيل ابن محمد بن الفضل يقول سمعت جدى يقول سمعت سعيد بن منصور يقول قال الفضيل بن عياض ارحموا عزيز قوم ذل وغنيا افتقر وعالما بين جهال

فائدة قلت وورد معناه مرفوعا بلفظ امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ننزل الناس منازلهم وسبق من تخريج الروايات الواردة فى الدفتر الاول من المثنوى من اول الشطر الثانى فان رحمة هولاء الثلثة هو عين تنزيلهم منازلهم وامثال هذه الرعاية هى كالفطرة فى القوم۔

۳۱۳۔ الحديث الارض المقدسة لاتقدس احدا وانما يقدس المرء عمله مالك فى الموطا عن يحيى بن سعيد ان ابا الدرداء كتب الى سلمان الفارسى ان هلم الى الارض المقدسة فكتب اليه سلمان ان الارض وذكره وهو مع كونه موقوفاً منقطع لكنه فى تاسع المجالسة للدينورى من حديث يحيى بن سعيد عن عبدالله بن هبيرة قال كتب ابو الدرداء وذكره بزيادة وارض الجهاد وقال فى المقاصد ايضاً بعد الجرح على ادفنوا موتاكم وسط قوم صالحين فان الميت يتاذى بجار السوء كما يتاذى الحى بجار السوء ولكن لم يزل عمل السلف والخلف على هذا وما يروى كون الارض المقدسة لاتقدس احدا انما المقدس عمله قد لا ينافيه۔

فائدة وجه عدم المنافاة ظاهر فان اصل التقدس انما هو بالعمل ولا ينفى فضل ارض وبركتها والاعتناء به ايضاً من محمولات اهل الطريق

تعارف ارواح

۳۱۴۔ حديث الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر

منها اختلف مسلم فی الادب من صحیحه من حدیث عبدالعزیز ابن محمد للدراوردی عن سهل عن ابیه ومن حدیث جعفر برقان عن یزید بن الاصم کلاهما عن ابی هریرۃ به مرفوعا۔

فائدۃ: هو اصل لدخل المناسبة فی النفع الباطنی فان مدارہ علی الالفة بالمشاهدۃ ومدار الالفة علی المناسبة التی عبر عنها بالتعارف۔

۳۱۵-حدیث استعینوا بطعام السحر علی صیام النهار والقیلولة علی قیام اللیل ابن ماجه فی سننه والحاکم فی صححه من حدیث ابی عامر العقدی ثنا زمعة بن صالح عن سلمة ابن دهرام عن عکرمة عن ابن عباس رفعه بهذا۔

فائدۃ: اصل لما اعتادہ اهل الطریق من القیلولة

## رازداری دعا

۳۱۶- حدیث استعینوا علی انجاح حوائجکم بالکتمان فان کل ذی نعمة محسودا الطبرانی فی معا جیمه الثلثة وعنه وعن غیرہ ابونعیم فی الحلیة من حدیث سعید ابن سلام العطار عن ثوربن یزید عن خالد بن معدان عن معاذ ابن جبل رفعه بهذا وکذا اخرجه۔ ابی الدنیا والبیهقی فی الشعب والعسکری فی الامثال والخلعی فی فوائدہ والقضاعی فی مسندہ وسعید کذبه احمد وغیرہ وقال فیه العجلی لاباس به ثم ساق طرقا اخری غیر طریق سعید ثم قال والاحادیث الواردۃ من التحدث بالنعم محمولة علی مابعد وقوعها فلایکون معارضة لهذہ نعم ان ترتب علی تحدث بها حسدہ فالکتمان اولی۔ فائدۃ: من عادۃ اهل الطریق کتمان الحاجة والفقر والبلاء واظهار النعم والمنن من الله تعالیٰ اومن العبد وحدیث الامر بالکتمان یشمل هذا الکتمان ولایابی الشمول تعلیله بالمحسودیة فانها من احدی الحکم لاعلة ینتفی الحکم بانتفائها۔

## غلبہ اسلام

۳۱۷-حدیث الاسلام یعلوا ولا یعلی الدار قطنی فی النکاح من سننه والرو یانی فی مسندہ ومن طریقة ایضاً فی المختارۃ کلاهما مرجهة شباب

بن خیاط الصفری ثنا حشرج بن عبداللہ بن حشرج حدثنی ابی عن جدی عن عائذ بن عمرو المزنی رفعه بهذا ورواه الطبرانی فی الاوسط والبیهقی فی الدلائل عن عمرو اسلم بن سهل فی تاریخ واسط عن معاذ کلاهما به مرفوعاً وعلقة البخاری فی صحیحه۔ فائدہ: اعتقاد الحدیث کانه حال لازمة للقوم فانهم لایبالون مخالفة احد بعد ثباتهم علی الحق وهو مشاهد منهم۔

انبیاء اور ابتلاء

۳۱۸-حدیث اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل الترمذی فی جامعه من حدیث عاصم بن بزلة عن مصعب ابن سعد عن ابیه قال قلت یارسول اللہ ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل الحدیث وکذا هو عند النسائی فی الکبری وعند ابن ماجة فی الفتن من سننه والدارمی فی الرقاق من مسنده واخرجه احمد ابن حنبل وابن منیع وابویعلی وابن ابی عمر فی مسانیدهم کلهم من حدیث عاصم وقال الترمذی انه حسن صحیح وصححه ابن حبان والحاکم واخرجه ایضًا من حدیث العلاء ابن المسیب عن مصعب وللطبرانی من حدیث فاطمة رفعه اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون الحدیث

فائدہ: دل علی ان الابتلاء لیس من علامات الطرد کما یزعمه بعض الجهلاء بل هو من علامات القبول فی الاغلب وان لم یکن لازماً وهو عام للبلاء الجسمانی کالمرض والفقر والبلاء النفسانی من الغم والهم دنیویاً کان اواخرویاًوقل من یخلو عنه من اهل اللہ وان امکن الخلو لغلبة الشوق اوالرجاء مع صحة البدن وسعة المال۔

خوب رویوں سے حاجت روائی

۳۱۹- الحدیث اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه فی التمسوا وقال فی اللام حدیث التمسوا الخیر عند حسان الوجوه و قال صاحب المقاصد بعد رفع الحدیث والحکم بصف الاسانید مانصه ومع هذا لایتهیا بحکم علی المتن بالوضع کما اشار الیه شیخنا ثم اورد صاحب المقاصد اشعار

السلف فی ذلك۔ فائدہ: قلت ولا یضر الضعف فی امثال هذا والحدیث ان حملته علی حسن الخلق فتح الخا وسکون اللام فهو علی الاصل والاغلب لما تقرر فی علم الفراسة ان الحسن الظاهری دلالة علی الحسن الباطنی وکذا القبح ویمکن التخلف لعارض اوحیانا ومن ثم لایجوز الجزم باحکام هذا العلم وعلیه حمل السعدی فی مثنویه بقوله

گنه عفو کرد آل یعقوب را

که معنی بود صورت خوب را

ففی الحدیث اصل لما تمسك به السعدی فلا تظن بالصوفیة تمسکهم بالموضوعات وان حملته بالخلق بضم الخاؤ اللام بمعنی طلاقة الوجه فهو حکم کلی وعلیه حمل ابن عباس کما فی المقاصد۔

## مثال بعض اهل الله من البله والوله

۳۲۰- الحدیث اکثر اهل الجنة البله البیهقی فی الشعب والبزار والدیلمی فی مسندیهما والخلعی فی فوائده کلهم من حدیث سلامة بن روح ابن خالد قال قال عقیل حدثنی ابن شهاب عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وذکره وسلامة فیه لین ولم یسمع من جدابیه عقیل انما اخذ من کتبه لکن هو عند القضاعی من حدیث یحیی بن ایوب ثنا عقیل بن وجاء عن سهل بن عبدالله التستری فی تفسیره هم الذین ولهت قلوبهم وشغلت بالله عزوجل وعن ابی عثمان قال هو الابله فی دنیاه الفقیه ۓ دینه وعن الاوزاعی قال هو الاعمیٰ عن الشر البصیر بالخیر اخرجها البیهقی فی الشعب۔

فائدہ: وتری اکثر اهل الله بهذا الشان واما الانبیاء علیهم السلام ومن ساس عبادالله کالانبیاء فلهم شان اخر من الکیاسة والفراسة والتیقظ فی کل امر الحلمة السیاسة التی وکل الله تعالیٰ الیهم۔

## عدم ترك الطاعته لخوف الملامته

۳۲۱- الحدیث اکثروا ذکر الله حتیٰ یقولوا مجنون احمد وابو یعلی و البیهقی فی الشعب وغیرها من حدیث ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن

دراج ابی السمح عن ابی الهیثم عن ابی سعید مرفوعاً وصححه الحاکم والبیهقی من حدیث عمرو بن مالك عن ابی الجوزاء رفعه مرسلاً اکثروا ذکر الله حتی یقول المنافقون انکم مراؤن۔

فائدہ: دل علی ان لایترك الذکر ولایقل ولایخفی خوف ملامة الطعن اوالریاء وهذا هو مسلك المحققین علی عکس ما علیه الضعفاء من الاخفاء والقلیل ثم یتطرق منه الشیطان الی حمله علی الترك وهذا کید منه عظیم یتنبه له اهل البصائر

عادة ادب الخبز ونحوه

۳۲۲- الحدیث اکرموا الخبز فی المستدرك للحاکم من طریق غالب القطان عن کریمة بنت همام عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال

فائدہ: ومن ثم تری اکثر اهل الادب یهتمون بصون الخبز عن الدوس ونقل فی المقاصد قول بعض العلماء الحنطة اذا دیست اشتکت الی ربها ومنه یکون القحط۔

کون بعض المجددین من الصوفیة

۳۲۳-الحدیث ان الله یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجددلها دینها ابو داؤد فی الملاحم (بسنده) عن ابی هریرة فیما اعلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم بهذا وقداخرجه الطبرانی فی الاوسط وسنده صحیح ورجاله کلهم ثقات وکذا صححه الحاکم وقوله فیه علم لیس بشك فی اصله بل قد جعل وصله معلوماله

فائدہ: وقدکان فی کل مائة من جدد الدین بمعنی تهذیبه عما ادخلوه فیه من غیره و الاهتمام بادخال ما اخرجوه منه فیه وقد کان بعض المجددین من الصوفیة۔

عدم صحة حدیث سین بلال

۳۲۴-الحدیث ان بلالاً کان یبدل الشین فی الاذان سیناً قال المزنی فیما نقله عن البرهان السفاقسی انه اشتهر علی السنة العوام لم نره فی شیء

من الكتب وسيأتى فى سين من السين المهملة ثم قال فى سين سين بلال عند الله شين قال ابن كثير انه ليس له اصل ولا يصح.

فائدة: وما يوجد فى بعض كتب التصوف فليس بحجة انما اورد وه بناء على حسن الظن بالراوى فهم معذورون فيه

حرف الباء... عدم صحة حديث ولدت

۳۲۵-الحديث بعثت فى زمن الملك العادل ثم قال فى الواو ولدت فى زمن الملك العادل لا اصل له وقال الحليمى فى الشعب انه لا يصح.

فائدة: وما يوجد فى بعض الكتب فمر جوابه آنفًا

حرف الجيم... اعتقاد القدر يزيد قوة

۳۲۶-الحديث جف القلم بما هو كائن عند القضاعى فى مسنده من حديث مسعر بن كدام عن المنبعث الاثرم سمعت كردوسا سمعت ابن مسعود قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول جف القلم بالشقى والسعيد و فرغ من اربع من الخلق والخلق والاجل والرزق وكذا اخرجه الديلمى بلفظ جرى بدل جف وقال فى تعرف عن الطبرانى (بسنده) عن ابن عباس (الحديث الطويل) وفيه قد جف القلم بما هو كائن

فائدة: واستحضار الحديث يزيد فى التوكل والتفويض قوة تراها فى الصوفية

حرف الحاء... عدم صحة حب الوطن من الايمان

۳۲۷-الحديث حب الوطن من الايمان لم اقف عليه.

فائدة: والعذر ما سبق انفا فى ان بلالا وفى بعثت

الحدة غير الشدة

۳۲۸-الحديث الحدة تعترى خيار امتى هو فى مسند الحسن بن سفيان من جهة الليث عن زويد بن نافع قلت لابى منصور الفارسى يا ابا منصور لولا حدة فيك فقال ما يسرنى بحدتى كذا وكذا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الحدة تعترى خيارا متى (وسماه بعضهم يزيد بن ابى منصور

وحکم علیہ بالصحبة) وفی بعض الروایات بلفظ لیس احد اولی بالحدة من صاحب القرآن لعز القرآن فی جوفه

فائدة: ویوجد مثل هذه الحدة فی اهل الله حقیقتها الغیرة علی الحق و حقیقة اظهارها ترک التکلف

حرف الخاء... فضیلة خدمة الخلق وحدودها

۳۲۹- الحدیث الخلق عیال الله فاحب الخلق الی الله من احسن الی عیاله الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابو نعیم فی الحلیة والبیهقی فی الشعب کلهم من حدیث ابراهیم عن الاسود عن ابن مسعود به مرفوعا ورواه البیهقی ایضًا وابونعیم وابویعلی والبزار والطبرانی و الحارث بن ابی اسامه وابن ابی الدنیا والعسکری وآخرون من جهة یوسف بن عطیة عن ثابت عن انس مرفوعا بلفظ فاحبهم الی الله انفعهم لعیاله وهو عند الدیلمی من حدیث بشیر بن رافع عن یحیی بن ابی کثیر عن ابن سلمة عن ابی هریرة رفعه بلفظ الخلق کلهم عیال الله وتحت کنفه فاحب الخلق الی الله من احسن الی عیاله ومخرج هذا الکلام کما قاله العسکری علی المجاز والتوسع کان الله لما کان المتضمن بارزاق العباد الکافل لهم کان الخلق کالعیال له۔

فائدة: وعبر عن معنی العیال العارف الرومی بلفظ الاطفال فی قوله۔

اولیا اطفال حقند اے پسر وهو علی المجاز ایضاً بجامع التربیة الجسمانیة للخلق کلهم والروحانیة للاولیاء خاصة والنفع عام للدنیوی والدینی وهو کالامر الطبعی لاهل الله ینفعون الناس المومن منهم والکافر بل الدواب والانعام بما یحتاجون الیه دنیویا کان اودینیا بعد الاذن الشرعی و یحضون غیرهم علیه ویعدونه افضل الاعمال کما قال الشیرازی

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجاده ودلق نیست

وهم فی هذا کله اخذون بالحدیث ودخل فی الاذن الشرعی اذن الشیوخ للمبتدیین من اهل الطریق فلابد لهم من اذن الشیوخ لا نهم

هم العارفون بالحدودالشرعية المبصرون بالوسائس النفسانية فيما صورته طاعة الهية ومعناه طاعة نفسانية فتعقل ولاتعجل.

مطلوبة الاعتدال

۳۳۰-الحديث خيرالامور اوسطها ابن السمعانى فى ذيل تاريخ بغداد بسند مجهول عن على مرفوعا به وهو عند ابن جرير فى التفسير من قول مطرف ابن عبدالله ويزيد بن مرة الجعفى وكذا اخرجه البيهقى عن مطرف والدلمى بلاسند عن ابن عباس مرفوعاً خيرالاعمال اوسطها ويشهد بهذا كله لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذالك قواماً (وغيره من الايات والاحاديث)

فائدہ: ويدور تربية المحققين على هذا المحور

۳۳۱-الحديث خيرالذكر الخفى وخيرالرزق مايكفى ابويعلى والعسكرى من حديث محمد بن عبدالرحمن ابن ابى لبابة عن سعد بن ابى وقاص رفعه بهذا وصححه ابن حبان وابوعوانة والمعنى ان اخفاء العمل وعدم الشهرة والاشارة الى الرجال بالا صابع خيرمن ضده واسلم فى الدنيا والدين والقليل من المال الذى لايشغل عن الأخرة خيرمن الكثير الذى يلهى عنها

فائدہ: وهذا اصل لمن يرجح الخفى من الذكر والقول الفصل انه افضل فى نفسه و فضل الجهر لمصلحة لاتحصل بالخفى اولغلبة الحال وانظر الى مامر قريبا من حديث اكثروا ذكر الله حتى يقولوا مجنون وما كتبت عليه.

حرف الدال

ماخذبعض اشعار المعارف الرومى

۳۳۲- الحديث دارهم مادمت فى دارهم ما علمته ولكن جاء فى الزوجة فدارها تعش بها اخرجه ابن حبان فى صحيحه عن سمرة

فائدہ: قلت لما وردالامر بالمداراة للزوجة لضعف عقلها والاحتياج الى معاشرتها فمن كان حاله مثل حال الزوجة فى ضعف العقل والاحتياج اليه تعدى الحكم اليه فثبت معنى دارهم مادمت فى دارهم وهو ماخذلقول الرومى رحمه الله

لا تحالهم حبیبی دارهم
یاغریبا نازلاً فی دارهم

وهذا هودیدن الحکماء من اهل الله

## دلالت الطالب مع الشیخ الکامل

۳۳۳-الحدیث الدال علی الخیر کفا عله العسکری وابن جمیع ومن طریقة المنذری من حدیث طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس مرفوعاً فی حدیث لفظه کل معروف صدقة والدال علی الخیر کفا عله والله یحب اغاثة اللهفان واخرجه مسلم بمعناه عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ (فی حدیث طویل) قال صلی الله علیه وسلم من دل علی خیر فله مثل اجر فا عله۔

فائدہ: ودخل فی ذالک دلالة الطالب علی الشیخ الکامل بل هو اصل کل خیر۔

## عدم ثبوت الدنیا مزرعة الأخرة مع صحة معناه

۳۳۴-الحدیث الدنیا مزرعة الأخرة لم اقف علیه

فائدہ: قلت ولکن معناه فی القرآن فی قوله تعالیٰ وابتغ فیما اتاك الله الدار الأخرة ولاتنس نصیبك من الدنیا الایة

## حرف الراء

## ردالشمس اوحبسها اوجمعها للمقبولین

۳۳۵-الحدیث حدیث ردالشمس علیٰ علی قال احمد لا اصل له و تبعه ابن الجوزی فاورده فی الموضوعات ولکن قد صحه الطحاوی و صاحب الشفاء واخرجه ابن مندة وابن شاهین من حدیث اسماء ابنة عمیس قلت قال السیوطی فی التعقبات علی الموضوعات باب المناقب (فی رواة حدیث اسماء بنت عمیس فی (ردالشمس) فضیل ثقة صدوق احتج به مسلم والاربعة وابن شریك وثقه غیرابی حاتم وروی عنه البخاری فی الادب وابن عقدة من کبار الحفاظ وثقه الناس اه مختصراً۔

فائدہ: فلا تعجل بتکذیب مایروی من حبس الشمس بدعاء بعض الاولیاء کما اشتهر من شرف الدین القلندر انه دعا یاالهی تا قیامت بردنیا

بد افتاب+ ثم لما طلعت بدعائه كانت على الراس فاذن الامراهون من الحبس لانه كان حسا صورة وحجابا معنى فهو اقرب الى التصديق۔

سور المومن شفاء

۳۳۶-الحديث ريق المومن شفاء معناه صحيح ففى الصحيحين قال صلى الله عليه وسلم بسم الله تربة ارضنا بريقة بعضنا يشفى سقيمنا باذن ربنا۔

فائده: والريق والسوركا لمترادفين فثبت ايضًا معنى ما اشتهر بلفظ سور المومن شفاء وهٰذا التبرك بسور الصالحين والمشائخ معتاد فى اهل الطريق بكثرة

حرف الزائے

حكمته استتار التجليات احيانا

۳۳۷- الحديث زرغبا تزددحباً البزار والحارث بن ابى اسامة فى مسنديهما ومن طريق ثانيهما ابو نعيم فى الحلية من حديث طلحة بن عمرو عن عطاء بن ابى رباح عن ابى هريرة به مرفوعاً وثم ساق اسانيد متعددة) وقال بمجموعها يتقوى الحديث و ان قال البزارانه ليس منه حديث صحيح فهولا ينافى ما قلناه۔ فائده: ومنه يوخذ حكمة اختفاء التجليات عن السالك احيانا كما اشار اليه العارف الشيرازى بقوله

گر نیست غیبتی نذھد لذتی حضور

حرف السين

خدمة السادات للخدم

۳۳۸- الحديث سيد القوم خادمهم ابو عبدالرحمان السلمى فى اداب الصحبة له من رواية يحيىٰ بن اكثم عن المامون عن ابيه عن جده عن عقبة ابن عامر رفعه بهذا وفى سنده ضعف وانقطاع۔

فائده: وينجبر ضعفه لعمل السلف به قاطعة لاسيما اهل الطريق فى كل زمان حيث يخدمون كلا حتى خدمهم بكل خدمة يحتاجون اليها۔

حرف الصاد

رعاية اهل الله حال الضعفاء فى تعليماتهم

۳۳۹-الحدیث الصراط کحد السیف او کحدۃ الشعرۃ البیہقی فی الشعب عن انس به مرفوعاً و قال هذا اسناد ضعیف قال وروی عن زیاد النمیری عن انس مرفوعاً الصراط کحد الشعرۃ او کحد السیف قال وهی روایة صحیحة انتہی۔

فائدہ: قلت و یندفع استبعادہ ما قال فیه بعض اهل اللطائف من القوم ان الصراط مثال للطریق الوسط الدینی و لما کان الوسط الحقیقی غیر منقسم ظهر الصراط بصورۃ ماهو ادق من الشعر فان الشعر منقسم عرضاً و ایضا لما کان الوسط الحقیقی اصعب من کل شئ فان الرکون الی جانبیه من الافراط والتفریط قلما یسلم منه احد کما قال صلی الله علیه وسلم لن یشا د الدین احد الا غلبه و قال استقیموا ولن تحصوا وان یقبل الله تعالیٰ من العبد ادنی العمل برحمته و عفوہ کما قال صلی الله علیه وسلم سددوا وقاربوا استعینوا بالغدوۃ والروحة وبشئ من الدلجة رواہ البخاری فلهذہ الصعوبة ظهرا لصراط بصورۃ ماهو احد من السیف فاندفع الاستبعاد و بیان امثال هذہ النکت مما یعامل به اهل الاصلاح الضعفاء واصل طریقهم فی هذہ الامور التسلیم بلا تکییف۔

## حرف العین المهملة

### عفت کی اہمیت واثرات

۳۴۰-الحدیث عفوا تعف نساء کم وبروا آباء کم تبرکم ابناء کم الطبرانی عن جابر و الدیلمی عن علیٍ مرفوعا لا تزنوا فتذهب لذۃ نساء کم وعفوا تعف نساء کم ان بنی فلان زنوا فزنت نساءهم۔

فائدہ: المقصود بیان اصل الاثر وان لم یترتب لعارض و کانه یاخذ لقول العارف الرومی فی الخامس من المثنوی مع ذکر السر فیه

ہر کہ با اہلکسان شد فسق جو
اہل خود را دان کہ قوادست او
زانکہ مثل آن جزائے اوشود
چوں جزائے سیئہ مثلش بود

وبقول الشیخ الشیرازی فی بستانه
مکن بدبفرز ندم دم نگاه
کہ ناگاه فرزندت آید تباه
وقلما یوجد قول من اقوال
اهل الطریق لایستند الی
النصوص صراحة او اشاره

## فضیلت علماء

۳۴۱-الحدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قال شیخنا ومن قبله الدمیری والزرکشی انه لا اصل له زاد بعضهم ولا یعرف فی کتاب معتبر۔

فائدہ: قلت لکن معناه

شوید بماری بسند ضعیف اقوب الناس من ورجة النبوة اهل العلم والجها دیکزرا فی المقاصد لحسنه والفوائد مجموعه ....... مشرف علی التهانوی صحیح ثابت بحدیث العلماء ورثة الانبیاء فی المقاصد فی هذا الحدیث احمد و ابوداؤد و الترمذی واخرون عن ابی الدرداء به مرفوعاً بزیادة ان الانبیاء لم یورثوادیناراً ولادرهماً انما ورثوا العلم صححه ابن حبان والحاکم و غیرهما وحسنه حمزة الکتان فی وضعه غیر هم بالاضطراب فی سنده کلهن له شواهد یتقوی بها۔

## حرف الفاء

## حدیث فقر کی تحقیق

۳۴۲- الحدیث الفقر فخری وبه افتخر قال شیخنا هو باطل موضوع

فائدہ: قلت ولکن ورد فی فضل الفقراء احادیث لا تحصی و بالفضل یقع الفخر فحدیث الفخر مدلول التزامی لاحادیث الفضل۔

## حرف القاف

۳۴۳- الحدیث القلب بیت الرب لیس له اصل فی المرفوع قلت یعنی لفظا نفی المقاصد حرف المیم فی تحقیق ماوسعنی سمائی و لا ارضی

ووسعني قلب عبدي المؤمن مانصه و قدروى الطبرانى من حديث ابى عتبة الخولانى رفعه ان لله آنية من اهل الارض وانية ربكم قلوب عباده الصالحين واحبها اليه الينها وارقها و فى سنده بقية بن وليد وهو مدلس لكنه صرح بالتحديث اه قلت والانية و البيت متقاربان معنى و يقدر فى كل الذكر او المحبة ونحوهما لان الله تعالى يجل عن ان يحل فى شئ۔

فائدة وعليه يحمل ما وقع فى كلام بعض العشاق

پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسمان

در حریم سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ

ومثله ماهو افيه القلب بيت الله او عرش الله او ارض الله او محل التجلى لهو مافى معناه

## حرف الكاف

۳۳۴-الحديث كاد الفقر ان يكون كفراً احمد بن منيع من طريق يزيد الرقاشى عن الحسن اوانس به مرفوعاً وهو عند ابى نعيم فى الحلية و ابى مسلم الكشى فى سننه وابى على بن السكن فى مصنفه والبيهقى فى الشعب و ابن عدى فى الكامل من طريق يزيد عن انس بلا شك و يزيد ضعيف و للنسائى و صححه ابن حبان من جهة ابى الهيثم عن ابى سعيد الخدرى مرفوعاً انه كان يقول صلى الله عليه وسلم اللهم انى اعوذ بك من الكفر والفقر فقال رجل و يعتدلان قال نعم و هذا اصحها و ما قبله من المرفوع ضعيف الاسناد قلت فصح الحديث معنى وهوا اذا لم يصبروا لم يرض و اعترض على ربه و قلت لفظ النسائى قال صلى الله عليه وسلم اعوذ بالله من الكفر والدين قال رجل يا رسول الله اتعدل الدين بالكفر قال نعم الحديث وهو يقارب ما قبله فان الفقر يستتبع الدين عادة والدين يستتبع الكفر نصاً لما فيه من بعض خصال النفاق من خلف الوعد وغيره فثبت معنى افضاء الفقر الى الكفر۔

## حديث كنت كنزاً مخفياً کی تحقیق

۳۳۵-الحديث كنت كنزاً لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقاً

لعرفتهم بی فعرفو نی قال ابن تیمیة انه لیس من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لایعرف له سند صحیح و لاضعیف و تبعه الزر کشی و شیخنا. (المقاصد الحسنه للسخاوی ج۱۵)

حرف اللام...خرقه صوفیا علی کی جہلا آثاب

۳۴۶-الحدیث لبس الخرقة الصوفیه و کون الحسن البصری لبسها من علی قال ابن دحیة و ابن الصلاح انه باطل و کذا قال شیخنا انه لیس فی شیء من طرقها مایثبت ولم یروفی خبر صحیح ولاحسن ولا ضعیف ان النبی صلی الله علیه وسلم البس الخرقة علی الصورة المتعارفة بین الصوفیة لاحد من اصحابه والا امراحد امن اصحابه بفعل ذلك و کل مایروی فی ذالك صریحاً فباطل ثم قال و لم یتفرد شیخنا بهذا بل سبقه الیه جماعة حتیٰ من لبسها و البسها کالدمیاطی و الذهبی والهکاری و ابی حبان والعلائی و مغلطائی والعراقی وابن الملقن والابناسی و البرهان وابن ناصر الدین الخ.

فائدہ: لکنه مع ذلك مباح اذالم یعتقد السنیة بل هواسم صالح مبنی علی المصالح کتعمیم المحصلین الفارغین من العلوم الدرسیة هو رسم بین اصحاب الدرس.

تحقیق روایة السماع والوجد وغیرهما

۳۴۷-الحدیث لسعت حیة الهوی کبدی الی اخرة البیتین و انهما من الا نشاد بین یدی النبی صلی الله علیه وسلم قال ابن تیمیة ما اشتهر ان ابا محذورة انشدہ بین یدیه صلی الله علیه وسلم وانه تواجد حتی وقعت البردة الشریفة عن کتفه فتقا سمها فقراء الصفة وجعلو ها رقعا فی ثیا بهم فهو کذب باتفاق اهل العلم بالحدیث وماروی فی ذلك فموضوع.

فائدہ: قلت و هوایضًا عند علماء الصوفیة امر مباح فی نفسه لا غراض محمودة بشرائط خاصة متقررة عندهم مضبوطة فی مقالاتهم منها ان لا یترتب علیه فساد لا ظاهر و لاباطن و هذا الکلام فی السماع والوجد والتواجد اماتقاسم الخرقة للتبرك فهو کلبس الخرقة الذی ذکر آنفارسم ناش

عن اعتقاد البركة ولما كان تحصيل البركة من الاغراض المحمودة لم يدخل هذا التمزيق فی الاسراف والاتلاف فعليك بالادب والانصاف واياك والاعتراض والاعتساف فی امر الصوفية ولولم يكونوا من الاسلاف۔

## انتفاع الشريف من الدنی

۳۴۸-الحديث لولا عباد الله ركع و صبية رضع وبهائم رتع يصب عليكم البلاء صبا الطيالسی و الطبرانی وابن منده و ابن عدی وآخرون من حديث مالك ابن عبيدة وابن مسافع الديلمی عن ابيه عن جده و ابويعلی من حديث ابی هريرة كلاهما به مرفوعاً۔

فائده: دل علی كون الدنی نافعا للشريف و من ثم تری اهل الله يرون انفسهم اخس من كل احد حتی من البهائم ويقاس النفع الدينی علی النفع الدنيوی۔

## بركات توكل

۳۴۹-الحديث لو انكم توكلون علی الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير تغدو خماصاً و تروح بطاناً احمد و الطيالسی فی مسنديهما والترمذی و ابن ماجة من حديث ابی تميم الجيشانی عن عمر به مرفوعاً و صححه ابن خزيمة و ابن حبان والحاكم وللعسكری من جهة وهب بن منبه قال سئل ابن عباس عن المتوكل فقال الذی يحدث و يبذر بذره بين المدر و من طريق معوية بن قرة قال لقی عمر بن الخطاب ناسا من اهل اليمن فقال ما انتم فقالوا متوكلون فقال كذبتم انتم متوكلون انما المتوكل رجل القی حبة فی الارض وتوكل علی الله عزوجل۔

فائده: دل علی بركة التوكل و ان ترك الاسباب ليس بشرط فی التوكل و فی الحديث الاول اشارة اليه لان الطير لا يخلو عن نوع كسب فان الخروج من الوكر لطلب الرزق نوع من الكسب و فی قول ابن عباس و عمر تصريح بذلك نعم ورد الاذن بترك الاسباب الظنية بشرائط خاصة فی نصوص اخر۔

## اطلاق السائل او تقئيده فی الاعطاء

۳۵۰-الحديث للسائل حق و ان جاء علی فرس احمد و ابوداؤد عن

الحسین ابن علی به مرفوعاً و سنده جید کما قال العراقی و تبعه غیره وسکت علیه ابوداؤد لکن قال ابن عبدالبر انه لیس بالقوی اه ثم قال و عن ابن عباس و عن زید بن اسلم رفعه مرسلا بلفظ اعطوا السائل و لوجاء علی فرس اخرجه مالک فی المؤطا هکذا ثم قال الدار قطنی فی الافراد من جهة الحسن بن علی الهاشمی عن الاعراج عن ابی هریرة مرفوعا لا یمتعن احد کم السائل ان یعطیه و ان کان فی یده قلبان من ذهب و قال تفرد به حسن عن الاعراج وهو فی المسند الفردوس ثم اورده عن ابن النجار بسنده عن ابی عبدالله قال اعطانی عمر بن عبدالعزیز مالا اقسمه بالرقة فقلت یا امیر المومنین انک تبعثنی الی قوم لا اعرفهم و فیهم غنی و فقیر فقال یا هذا کل من مریده الیک فاعطه

فائده: وفی ظاهر الروایت تائید لما علیه بعض اهل القلوب من اعطاء کل من سالهم اعم من ان یکون فقیرا اوغنیا ومنع الفقهاء من اعطاء السائل الغنی لان سوال مثل هذا الرجل معصیة والاعطاء اعانة له علی المعصیة و یحملون الحدیث علی ما اذا اشتمل الفرس وغیرہ بحاجته الاصلیة و یمکن للموشع الاعتذار منه بان قصد المعطی لیس اعانة علی المعصیة وانما قصده انجاح ماموله و ان لزم منه المعصیة تسببا واللازم لیس کالملتزم وبالجملة فالمسئلة فیها مساغ للاجتهاد فلیس لاحد ان یلوم احدا۔

حرف المیم...حب ما یلابس المحبوب

۳۵۱-الحدیث ماء زمزم لما شرب له ابن ماجه من حدیث عبدالله بن المؤمل انه سمع اباالزبیر یقول سمعت جابراً یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکره وسنده ضعیف رثم سرد روایات فیه ثم قال واحسن من هذا اکله ما اخرجه الفاکهی من روایة ابن اسحٰق حدثنی یحیی بن عباد بن عبدالله بن الزبیر عن ابیه قال لما حج معاویة فحججنا معه فلما طاف بالبیت صلی عنه المقام رکعتین ثم مر بزمزم وهو خارج الی الصفا فقال انزع لی منها دلوا یا غلام قال فنزع له منه دلوا فاتی به فشرب وصب

علی وجهه ورأسه وهو یقول زمزم شفاء وهی لما شرب له بل قال شیخنا انه حسن مع کونه موقوفا (وقال قبله فی بعض الروایات) لکن مثله لایقال بالرای (ثم قال) ومرتبة هذا الحدیث انه باجماع هذه الطرق یصلح للاحتجاج به وقد جربه جماعة من الکبار

فائدة: التبرک بماء زمزم کالمجمع علیه للقوم والحامل لهم علیه مع هذه الروایات الحب لله والشعائره من البلد الحرام والبیت الحرام و لاصفیاءه من سیدنا اسمعیل وسیدتنا هاجرة علیهما السلام۔

۳۵۲- الحدیث ماراٰه المسلمون حسناً فهو عندالله حسن احمد فی کتاب السنة وهم من عزاه للمسند من حدیث ابی وائل عن ابن مسعود قال ان الله نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا صلی الله علیه واله وسلم فبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه فما راٰه المسلمون حسناً فهو عندالله حسن وما راٰه المسلمون قبیحًا فهو عندالله قبیح وهو موقوف حسن و کذا اخرجه البزار و الطیالسی والطبرانی وابونعیم فی ترجمة ابن مسعود من الحلیة بل هو عندالبیهقی فی الاعتقاد من وجه آخر عن ابن مسعود۔

فائدة: الحدیث کالنص فی تفسیر المسلمین بالاصحاب ثم ان حمل علی الاستغراق اختص بالاجماع وان حمل علی الجنس یتقید بالاجتهاد للدلائل فیفید حجیة القیاس فان قیل ان حجیة القیاس لا یختص بالصحابة فما الوجه فی هذا التخصیص قلنا التخصیص من حیث ان رایهم مقدم علی رائ غیرهم من القایسین وهذا الوجه یتمشی علی قول ابی حنیفة رح ان تقلید الصحابی واجب ولما اتضح معنی الحدیث سقط احتجاج الغلاة به فی بدعاتهم ورسومهم۔

## مسح العینین کی تحقیق

۳۵۳- الحدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عن سماع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله مع قوله اشهد

ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبالاسلام ديناً وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبياً قلت اورد صاحب المقاصد فى الباب عدة السلام من الروايات المرفوع من حديث ابى بكر الصديق رضي الله عنه عن الديلمى ثم قال لايصح وقال ايضًا ولايصح فى المرفوع من كل هذا الشئ والمنقول عن الخضر عليه السلام عن كتاب لموجبات الرحمة وعزائم المغفرة لابى العباس احمد بن ابى بكر الرداد اليمانى المتصوف بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه (فلم يصح) والموقوف على الحسن عن الفقيه محمد بن سعيد الخولانى بسنده والمنقول عن المشائخ كمحمد بن البابا والمجد احد القدماء من المصريين وبعض شيوخ العراق اوالعجم وابن صالح ومحمد بن ابى نصر البخارى اقوالهم وورد فى فضله فى الاول فقد حلت عليه شفاعتى و ـ سائرها حفظ العين عن الرمد والعمى ودفع الالم عنها هذا ملخص ما فى المقاصد اما حكم هذا العمل فظاهر وهوانه ان فعل باعتقاد الثواب الذى لم يثبت دليله كان بدعة و زيادة فى الدين واكثر من يفعله فى زماننا اعتقادهم كذلك فلاشك فى كونه بدعة وان فعل بنية الصحة البدنية فهو نوع من الطب فيجوز فى نفسه لكن لوافضى الى ايهام القربة كما هوالمظنون من العوام فى هذا الزمان يمنع منه مطلقاً

شركاء هديه

٣٥٣-الحديث من اهديت له هدية وعنده قوم فهم شركاء فيها عبد بن حميد فى مسند عبد الرزاق والطبرانى وابو نعيم فى الحلية عن ابن عباس والطبرانى فقط و كذا اسحٰق بن راهوية وابوبكر الشافعى فى الغيلانيات من حديث الحسن بن على والعقيلى من حديث عائشة كلهم به مرفوعاً فقال العقيلى انه لايصح فى هذا الباب عن النبى صلى الله عليه وسلم شئ و كذا قال البخارى عقب ايراده له تعليقا فقال ويذكر عن ابن عباس ان جلساءه شركاءه انه لم يصح انتهى ولكن هذا العبارة عن مثله لايقتضى البطلان بخلافها من العقيلى وعلى كل حال فقد قال شيخنا ان الموقوف اصح.

فائدہ: قلت معنى الحديث اذا كان قصد المهدى تشريك القوم فى الهدية كما هو الغالب فى مايو كل ويشرب و مع ذلك فقد وضعها بين يدى شيخ المجلس ادبا ويعلم ذلك بالقرائن اما اذا كان قصده الاهداء الى معين كما هو الغالب فى نحو الثياب والنقد فلا وجه لشركه غيره معه فان الملك من احكام التمليك فاذا كان التمليك خاصا كان الملك خاصا فافهم نعم لوفرقها على اهل المجلس جميعهم كان اقرب الى المروة واداب الصحبة كما هو المعتاد للقوم فى اكثر الاحوال الالمقتض قوى.

رعاية السهولة فى التربية

٣٥٥-الحديث من ابتلى ببليتين فليختر اسهلهما يستانس له بقول عائشة رضي الله عنها ما خير النبى صلى الله عليه وسلم بين امرين الاختار ايسرهما مالم يكن اثما (وهذا حديث معروف)

فائدہ: وهذ اداب المربين المحققين لاسيمافى تربية يراعون حال الطالب ويسهلون عليه الخطب كيلا يشق عليه الطريق

التدقيق فى التوقى عن الدعوىٰ

٣٥٦- الحديث من تحلى بمالم يعط فهو كلابس ثوبى زور متفق عليه

فائدہ: اكمل العاملين بهذا الحديث هم المشائخ حيث يتوقون الدعوى ولوايها ما ويقون اصحابهم

علاج الكبر

٣٥٧-الحديث من حمل سلعته فقد برئ من الكبر القضاعى والديلمى فى مسنديهما من حديث سفيان عن محمد بن المنكدر عن جابر به مرفوعاً

فائدہ: وهوا وضح ماخذ لامثال مايعالج به المشائخ مريديه فى الكبر.

الرحمة بالظالم بالوان مختلفه

٣٥٨-الحديث من دعا على من ظلم فقد انتصر الترمذى وابو يعلى وغيرهما من حديث ابراهيم عن الاسود عن عائشة رضى الله عنها به مرفوعا

فائدہ: وكما ان هذا الحديث عما دما عليه اكثر اهل الطريق من

العفو عن من ظلمهم وهو ظاهر كذلك هو مستند لما عليه بعضهم من الدعاء عليه بشيء هين من المكروه كيلا يلحقه ضر راشد لو صبروا فالصابر منهم وغير الصابر كلاهما يقصدون الرحمة به لكن اللون مختلف۔

## رفع الورق عن الطريق

۳۵۹- الحديث من رفع كتاباً عن الطريق الدار قطني في الافراد من حديث سليمان بن الربيع عن همام ابن يحيى عن عمرو بن عبدالله ابن ابي خثعم عن يحيى ابن ابي كثير عن ابي امامة عن ابي هريرة به مرفوعاً ولابي الشيخ عن انس رفعه من رفع قرطاس من الارض فيه بسم الله اجلالا كتب من الصديقين

فائدة: وعليه عمل المتاد بين قدر اسطاعتهم وعدى اهل الدراية منهم هذا الحكم الى مافيه مادة الاذكار من الحروف بدون الهيئة ثم منه الى محل هذه المادة من الكاغذ الساذج بتفاوت المراتب۔

## ذم الوقوف مظان التهمة

۳۶۰- الحديث من سلك سالك التهم اتهم الخرائطي في المكارم من حديث عمر من قوله لكن بلفظ من اقام نفسه مقام التهمة فلايلو من من اساء الظن به قلت روى في كنوز الحقائق عن تاريخ البخاري اتقوا مواضع التهم

فائدة: فيه النكير على من يدعى الطريق ويتجراء على افعال خالفت الشريعة ظاهرا اوحقيقة يسمى نفسه بالملامة ويتثبت ببعض من سبق ولايدرى ان غير المعذور ليس كالمعذور ثم ان ذلك الزمان كان زمان الشرع فلايتعدى ضرر هذا الصنيع الى غيره وزماننا هذا زمان الخلاعة فيلجاء كل متبع للهوى الى صنيع هذا الملامتى ويفسد عليه دينه وايضالم يكن ذلك المقيس عليه مقتدى زمانه وربما يكون هذا المقلد مقتدى وقته فيفسد به دين العوام۔

## ذم الريا والشهرة

۳۶۱- الحديث من سمع سمع الله به ومن رائ راى الله به متفق عليه۔

فائدة: نص في ذم حب الشهرة والرياء ويوجد تارة بقصد روية الناس وتارة

بقصد بلوغ الخبر الى الناس والحديث يشملهما وهو من امهات مسائل الفن

## ذم المتعبد الجاهل

۳۶۲- الحديث من عبدالله بجهل كان مايفسد اكثر مما يصلح قيل انه من كلام ضرار ابن الازدر الصحابي وللديلمي من حديث واثلة ابن الاسقع مرفوعاً المتعبد بغير فقه كالحمار فى الطاحونة فائدة: والحديث ينعى على المتصوف الجاهل بالحدود الشرعى ويزيد نعيا اذا ذم العلم واهله وبعد نفسه ممن لم يكتسب الشرائع من حلق الدروس ممن مضى ولايدرى ان تحصيل الشرائع له طرق واصل الطريق الصحبة فلا يلزم من نفى الدرس نفى العلم وهذا الجاهل لم يتدرس ولم يصحب العلماء فانى هذا منهم

## خاصية العشق وشرطها

۳۶۳- الحديث من عشق فعف و كتم فمات مات شهيداً (اورده فى المقاصد بأسانيد متعددة تكلم فى بعضها وقرربعضها فقال) اخرجه الخرائطى والديلمى وغيرهما ولفظه عند بعضهم من عشق فعف فكتم فصبر فمات فهو شهيد وله طرق عند البيهقى

فائدة: فيه مسئلتان الاولى ان العشق من غير اختيار لايذم مطلقاً كيف و هو يفضى الى شهادة من غير صنع احد ومثله لا يذم و من ثم ترى بعض اهل الطريق يمدحونه ويجعلونه مما يوصل الى المقصود كما قال العارف الجامى

متاب از عشق روگرچہ مجازی ست
کہ آن بہر حقیقت کارسازی ست

وكما قال الرومى

عاشقی گزرین سروگرزان سرست
عاقبت مارا بدان شہ رہبرست

وفى الحديث مايستانس به له لان الشهادة اعظم الوصول الى الله تعالى والثانية ان شرط كونه محمود اوموصلا هوالعفاف والكتمان والصبرو حاصل الجميع ترك الهوى وصرح المحققون بأن شرط ايصال

العشق المجازی ای العشق الحقیقی ان لایلتفت الی المعشوق المجازی اصلا لا بالنظر الیه ولا بالاستماع الی کلامه حتی ولا بالتوجه الیه بقلبه وهو المراد بما قال الجامی بعد قوله المار متصلا

ولے باید کہ برصورت نہ مانی
وزیں پل زود خودرا بگذرانی

وبما قال الرومی بعد قوله المار بشیء من الفصل

عشقہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

والسر فیه ان اقوی اسباب الوصول الی المقصود الحقیقی هو قطع التعلقات والعشق قاطع قوی للتعلقات الا المحبوب کما قال الرومی

عشق آن شعلہ است کوچون برفروخت
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

فاذا ابعد نفسه عنه کل البعد وقربها بالاذکار والمراقبات الی المحبوب الحقیقی بالتوجه الیه بشراشره انقطع عن هذا المحبوب ایضًا فذهب التعلقات کلها وبقی الواحد المحبوب فقط کما قال الرومی بعد القول المذکور۔

تیغ لا درقتل غیر حق براند
درنگر آخر کہ بعدلاچہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوزرفت

وحاصل هذا الشرط هو العفاف واما الکتمان والصبر فهو تخصیص بعد تعمیم لان من جملة العفاف ان لایفضح المحبوب وهو الکتمان وان لایشکو ولایجزع وهو الصبر وما فی القاموس عف کف عما لایحل ولایجمل صریح فی عموم معنی العفاف

ذم الریاء وکونه اقبح اذا کان فی الدین

۳۶۴- الحدیث من لبس ثوب شهرة البسه الله ثوب ذل اومذلة یوم

القيمة احمد وابوداؤد وابن ماجه بسند حسن عن ابن عمر به مرفوعاً الیٰ ان قال والدیلمی فی مسنده عن انس رفعه من لبس الصوف ليعرفه الناس كان حقا على الله ان يكسوه ثوبين من جرب حتىٰ تتساقط عروقه

فائدہ: دل على ذم الريا و كونه من مسائل الفن معلوم والشهرة تعم رفعة الدنيا ورفعة الدين والرواية الثانية صريحة فى رفعة الدين والريا فى الدين اشنع منه فى الدنيا لان المرائى فى الدنيا جعل الدنيا ذريعة الى الدنيا والمرائى فى الدين جعل الدين وسيلة الى الدنيا و كونه اشنع واقبح اظهر واوضح

## عظم حق المرشد الى الدين

٣٦۵-الحديث من لم يشكر الناس لم يشكر الله الترمذى وحسنه والحارث عن ابى سعيد به مرفوعاً فائدہ: ولما كان الشكر بقدر النعمة ولانعمة اعظم من الارشاد الى مايتقرب به الى الله تعالیٰ كان شكر صاحب هذا الارشاد اعظم من كل منعم ومعرفة حقوق المرشدين كانها من طبائع المسترشدين و كون الشريعة كالطبيعة من اقصى الكمالات فاعرف فضل القوم

## ادب التبنيه على عورة اخيه

٣٦٦-الحديث المومن مراة المؤمن ابو داؤد وعن ابى هريرة به مرفوعاً وهو عند العسكرى من اوجه عن ابى هريرة لفظه فى بعضها ان احد كم مراة لاخيه فاذا راى شيئاً فليمطه

فائدہ: فيه ادب الاطلاع على عورة اخيه من الاظهار عليه والستر عن غيره.

## كون النية خيرا من العمل

٣٦٧- الحديث عن سهل بن سعد الساعدى مرفوعاً نية المؤمن خير من عمله اخرجه الطبرانى

فائدہ: هذا مما تتقوى به قلوب المريدين اذا فاتهم عمل بعد العزم فيلحقهم قلق شديد فيعالج حزنهم بهذا ولولاه كادان يهلكوا كما قيل

بردل سالک ہزاراں غم بود
گرز باغ دل خلالے کم بود

وکون النیة خیرامن العمل لما فی المقاصد ان النیة لاریاء فیها والعمل یخالطه الریاء اولانه ینوی عملاً کثیرا ولایقع العمل الا القلیل۔

حرف الواؤ...فضل مسئلة الوحدة والصمت

۳٦۸- الحدیث الوحدة خیر من جلیس السوء والجلیس الصالح خیر من الوحدة واملاء الخیر خیر من الصمت والصمت خیر من املاء الشر الحاکم وابو الشیخ والعسکری عن ابی ذر به مرفوعاً والدیلمی عن ابی هریرة

فائدة: فیه اصلاح لغلو من رجح الوحدة والصمت مطلقاً و شر مسئلة الوحدة الفرار بدینه عن الفتن وسر مسئلة النطق ارشاد الخلق الی الدین۔

عذر القوم فی نقل الحدیث الغیر الثابت

۳٦۹- الحدیث ولدت فی زمن الملك العادل لا اصل له وقال الحلیمی فی الشعب انه لایصح ۔فائدة: واما قول العدی رحمه الله

سزد گر بد ورش بنازم چنان
کہ سید بدوران نو شیروان

فعهدته علی من حکاه للشیخ کتابا اوخطابا والشیخ معذور وکذا العذر فی کل ما اورده القوم فی کلامهم مما لایثبت

مدح المتیقظ

۳۷۰- الحدیث لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین رواه الشیخان وابوداؤد ۔ فائدة: فیه ان من شان المومن التیقظ وفیه رد علی من عد البله والسفه من کمالات الولایة وماورد ان المومن غر کریم فهو بحسن الظن قبل التجربة او محمول علی الرعایة للکرم فیما ینفع غیره ولایضر بنفسه اویقال ان حسن الظن فی الاعتقاد والجزم فی الاعتماد ویجمعهما قولا السعدی رحمه الله احدهما۔

هر کہ راجامه پارسا بینی
پارسا دان ونیک مرد انگار

والثانی

نگه دارد آن شوخ درکیسه در
کہ داند همه خلق راکیسه بر

ودخل فی هذا التیقظ قطع المصاحبة من اذاهم فی احد الطریق بالتمرد علیهم والاعجاب برأیه

## حصه سوم

## حرف الف

### النهی عن کتمان العلم من الاهل واظهاره عند غیر الاهل

۳۷۱-الحدیث آفة العلم النسیان واضاعته ان تحدث به غیر اهله (ابن ابی شیبه)

· فائدة: فیه مسئلتان من الطریق احدٰهما التحریض علی مذاکرة العلم النافع و منه علم الطریق لان النسیان اکثر ما یکون من عدم المذاکرة والمذاکرة لا یکون الامع اهله للنهی عن تحدیث غیر الاهل فی عین هذا الحدیث و کان حاصله الامر بالقاء مسائل الفن علی الطالبین والامر بالشئ نهی عن ضده فکان نهیا عن اخفاء ما عندهم کدیدن بعض البخلاء الذین فرحوا بما عندهم من العلم ویکرهون مشارکة غیرهم معهم وان الله لا یحب من کان مختالا فخورا، الذین یبخلون و یأمرون الناس بالبخل و یکتمون ما اٰتاهم الله من فضله والثانیة النهی عن اظهار المسائل الدقیقة الغامضة من الفن عند غیر الاهل من الاغنیاء اوالمنکرین و هذا کله عادة المحققین۔

### اصل التواجد

۳۷۲-الحدیث اتلوا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا (ابن ماجه۔

فائدة: هو اصل للتواجد فان البکاء وجد والتباکی تواجد والشرط صدق النیة من جلب الرقة و الخشوع دون الریاء والسمعته فانه حرام فلا یلام علی الصادقین من المتواجدین ولا یذب عن الکاذبین منهم۔

### الرزق من حدیث لا یحتسب

۳۷۳- الحدیث ابی الله ان یرزق عبد المؤمن الا من حیث لا یحتسب (فر) عن ابی هریرة (هب) عن علی۔ فائدة: ویشاهد هذا الشان فی الجماعة الصوفیة فهو من ابین الشواهد علی کمال ایمانهم عندالله۔

### ذم الخصال

۳۷۴-الحدیث ابغض الرجال الی الله الا لد الخصم (ق حم ت ن) عن

عائشة (صح) فائدہ: و من ثم ترى اهل الطريق يعرضون عن خطاب اللجوج فى الكلام كيلا يجر الكلام الى الخصام۔

## بعض خصائص القوم

۳۷۵-الحديث اتانى جبريل فقال يا محمد عش ماشئت فانك ميت واحبب من شئت فانك مفارقه واعمل ماشئت فانك مجزى به واعلم ان شرف المؤمن قيامه بالليل وعزه استغنا ؤه عن الناس الشيرازى فى الالقاب (ك هب) عن سهل بن سعد (هب) عن جابر (حل) عن على (صح)

فائدہ: المقصود بالجملة الاولى استحضار الموت و بالثانية عدم الشغف بالمخلوق و بالثالثة مراقبة الجزاء مع القيام بالليل والاستغناء عن الناس وهذا كله كالشعار للقوم كما هو ظاهر۔

## بعض اعمال الطريق

۳۷۶- الحديث اتق المحارم تكن اعبد الناس وارض بما قسم الله تكن اغنى الناس واحسن الى جارك تكن مؤمنا و احب للناس ما تحب لنفسك تكن مسلماً ولا تكثر الضحك فان كثرة الضحك تميت القلب (حم ت هب) عن ابى هريرة۔ فائدہ: وهذه من اخص مقامات الطريق

## زلة بعض اهل الطريق فى امر النساء

۳۷۷- الحديث اتقوا الدنيا واتقوا النساء فان ابليس طلاع رصاد وما هو بشئ من فخوخه باوثق لصيده فى الاتقياء من النساء (فر) عن معاذ (ض)

فائدہ: فيه الامر بالتجنب عن النساء و غير الازواج والمحارم اشد تجنب و يغلط فيه اكثر من تزيابزى القوم يتساهلون فى امر النساء ويقعون فى فنن واهية من المفاسد الظاهرة والباطنة فالحذر الحذر تكن اورع البشر

گفت ابلیس لعین دا وررا الی ان قال

چونکہ خوبی زنان با او نمود

پس زدا نگشتک برقص اندر فتاد

چوں بدید آن چشمہائے پرخمار

وال صفائے عارض آن دلبران
روی وخال وابرولب چوں عقیق
قد چوں سروخراماں در چمن
چونکہ دیدآں غنج برجست اوسبک
عالمی شدد الہ حیران و دنگ

## معاملة المريد بالشيخ اذا رائ فيه منكراً

۳۷۸- الحديث اتقوا زلة العالم وانتظروا فيئته الحلوانی (عدهق)

فائدة: معناه عندی ولا تقتدوا بالعالم فی زلته وعدوله عن الصواب لكن لا تجعلوا فی تركه والاعراض عنه وانتظر وارجوعه فان رجع فهوا لمقتدیٔ كما كان وان لم يرجع فاتركوا اطاعته واهجروه هجرا جميلا وفيه ادب الطالب مع الشيخ اذاوجد منه شئ منكر فی الظاهر فان احتمل التاويل فلا تترك صحبته فان تحسين الظن اعظم شئ فی الطريق خصوصاً بالشيخ ودليله قوله صلی الله عليه وسلم علی ما رواه الترمذی فی كتاب التفسير فی قصة موسیٰ والخضر يرحم الله موسیٰ لوددنا انه كان صبر حتی يقص علينا من اخبارهما الحديث فانظر كيف تمنی رسول الله صلی الله عليه و سلم سكوت موسیٰ عليه السلام ورجحه علی انكاره مع روية المنكرات ظاهراً وان لم يحتمل التاويل فانتظر فان رجع الی الصواب فالله يقبل التوبة عن عباده وان اصر عليه فاترك صحبته واتخذ شيخا غيره لكن لما افاده فی ايام حاجتك فلا تنس احسانه ولا توذه ولا تغتبه وهذا هوا الهجر الجميل وهذا التفصيل كله فی الصبر معه اوالانقطاع عنه اما الاقتداء مع فی المنكر فلا مساغ فيه اصلا سواء امرك به اوقلدته من غير امره وعدم الاقتداء هو المراد بالجزء الاول من الحديث والصبر معه مع الشرائط الخاصة الثابتة بالكليات الشرعية هوالمراد بالجز الثانی منه۔

## مكافات الاحسان بالدعاء

۳۷۹-الحديث اثيبو اخاكم ادعواله بالبركة فان الرجل اذا اكل طعامه

وشرب شرابه ثم دعاله بالبركة فذاك ثواب منهم (وهب) عن جابر (ح)

فائدة: فيه الدعا للمحسن وكانه كالطبيعة للقوم يدعون ابلغ دعاء لمن احسن اليهم وان كان بشئ قليل فهم ينظرون الى الحقيقة النعمة لا الى قدرها.

## اجتنبوا مجالس العشيرة

۳۸۰-الحديث اجتنبوا مجالس العشيرة (ص) عن ابان بن عثمان مرسلا قال العزيزى فى شرحه اى الرفقاء المتعاشرين الذين يكثرون الكلام فى غير ذكر الله تعالىٰ وما والاه لما يقع فيها من اللغو واللهو واضاعة الواجبات قال الشيخ حديث ضعيف اه. فائدة: لكن لا يضر فيما تايد بالدليل الصحيح وهذا كذلك كما هو ظاهر وهذا الاجتناب هو سر العزلة المعتادة للقوم فان اكثر المجالس فى هذا لزمان كذلك فلا يلزمهم ترك سنة الجماعة المطلوبة فى الشرع.

## الحذر عن المبادرة الى الافتاء

۳۸۱- الحديث(ج) اجرؤكم على الفتوىٰ اجرؤكم على النار الدارمى عن عبيد الله بن ابى جعفر مرسلا فى العزيزى قال الشيخ حديث ضعيف.

فائدة: قلت ولا يضره لضعف لتائيده بقوله تعالىٰ ولا تقف ما ليس لك به علم وقوله تعالىٰ وان الظن لا يغنى من الحق شيئاً و من ثم ترى القوم يحتاطون من الفتوىٰ و يحيلونها على المشتغلين بها الا ان يضطر واليها فلا يلزمهم كتمان العلم.

## عدم الكد فى السعى الرزق

۳۸۲- الحديث اجملوا فى طلب الدنيا فان كلا ميسر لما كتب له منها (كطب) عن ابى حميد الساعدى قال العزيزى وهو حديث صحيح.

فائدة: وهذا كالامر الطبعى للقوم من عدم شدة الاهتمام بطلب الدنيا وعدم اجهاد النفس فيه

## ضرورة العلم الطريق

۳۸۳-الحديث اجوع الناس طالب العلم واشبعهم الذى لا يبتغيه ابو نعيم فى كتاب العلم (فر) عن ابن عمر فى العزيزى قال الشيخ حديث ضعيف

فائدة: ولایضر لان النصوص متظافرة فی الترغیب علی زیادة فی العلم و فیه اصلاح لمن لایهتم بالعلوم الضروریة الدینیة ویدعی السلوك للوصول الی الله تعالیٰ واقبح منه من یزم العلم ویعتقد مضرا بالطریق اعاذنا الله تعالیٰ من الجهل والزیغ

## فرائض کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل

۳۸۴- الحدیث احب الاعمال الی الله تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور علی المسلم (طب) عن ابن عباس قال العزیزی وهو حدیث ضعیف قلت لکنه معلوم من قواعد الشرع فلایضر ضعف الاسناد کیف وقدروی فی الصحیح قوله صلی الله علیه وسلم بشرا ولاتنفرا اوکون السرور لازما للبشارة ظاهر وهذا الخلق کانه من طبیعة القوم

## احبوا الفقراء

۳۸۵- الحدیث احبوا الفقراء وجالسوهم واحب العرب من قلبك ولیردك عن الناس ما تعلم من نفسك (ك) عن ابی هریرة (صح) قلت لیس المراد بالفقراء من لامال لهم بل من لهم مسکنة و تذلل ولو کانوا اولی ثروة وورد فی حدیث اخر من الجامع الصغیر اتبعوا العلماء فانهم سراج الدنیا ومصا بیح الاخرة (فر) عن انس مجموع الحدیثین یرشد علی ان المختار للمجالسة والاتباع والحب من کان معامع للعلم والتواضع وهذا الجمع لایکون الافی عالم صوفی والجزء

الثانی محبة العلماء الصوفیة من الحدیث یدل علی مطلوبیة حب اهل دیار الشیخ والثالث علی (محبت اهل دیار الشیخ)

ان الاشتغال باصلاح النفس رادع من الاعتراض علی الناس وهو المراد بالردعن الناس لااصلاح الناس لاسیما من یستصلح لکونه ماموراً به فکیف ینهی عنه نعم له شرائط وموانع مضبوطة فی محلها

## اصل الفرار عن الناس

۳۸٦-الحدیث احذروا الشهوة الخفیة العالم یحب ان یجلس الیه (فر)

عن ابی ہریرۃ (ض) فائدۃ: فیہ ذم للتعرض لاستجلاب الناس الیہ بلطف الرفق و حسن القول محبۃ الاستتباع فان ذلک من غوائل النفس الامارۃ و فی الخمول سلامۃ فاذا بلغ الکتاب اجلہ وخلعت علیہ خلعۃ الارشاد اقبل الناس الیہ قہر اعنہم ہذا حاصل فی العزیزی ملخصاً وھو محمل قول الرومی

منصب تعلیم نوعی شہوتیست
ہر خیال شہوتی در رہ بتی ست

احذروا الشہرتین

۳۸۷- الحدیث احذروا الشہر تین الصوف والخز ابو عبدالرحمن السلمی فی سنن الصوفیۃ (فر) عن عائشۃ (ض) فائدۃ: فیہ ذم حب الشہرۃ واتخاذ اللباس لھا سواء کان فی طرف التخشن اوفی طرف التحسن

احسنوا جوار نعم اللہ

۳۸۸- الحدیث احسنوا جوار نعم اللہ لاتنفروھا فقلما زالت عن قوم فعادت الیہم (ع عد) عن انس (ھب) عن عائشۃ (ض) فی الحاشیۃ للحفنی احسان جوارھا استعمالھا فیما خلقت لہ ولا تنفروھا ای تزیلوھا اوتبعدوا عنھا بفعل المعاصی اھ فائدۃ: ومن ثم تری القوم یستعظمون کل نعمۃ وان کانت ھینہ عند الناس حیث یتعجب الناس باستعظامھم

احب للناس ما تحب للنفس

۳۸۹- الحدیث احب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلماً (ای کاملاً للبیہقی) فائدۃ: فیہ الدلالۃ علی کون الصوفیۃ مسلمین کاملین لسبقھم فی ہذا الوصف علی من عداھم

محبۃ المساکین ومجالستھم

۳۹۰- الحدیث احبوا المساکین و جالسوھم للدیلمی فی مسند الفردوس۔ فائدۃ: وھذا الحب والمجالسۃ کالطبیعۃ للقوم

رعایۃ الرحمۃ لکل حتی الدواب

۳۹۱- الحدیث اخروا الاحمال فان الایدی مغلقۃ والارجل موثقۃ (د)

فی مراسیله عن الزهری ووصله البزار (ع طس) عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة نحوه (ح) قال العزیزی وسببه ان النبی صلی الله علیه وسلم رای جملا حمله مقدم علی یدیه فذ کره والقصد الرفق بالدابة ما امکن اھ

فائدة: فیه فضل القوم حیث یراعون هذه الدقائق لکل احد حتی فی الدواب

## کون القلة فی الاعمال الظاهرة غیر مضر

۳۹۲- الحدیث اخلص دینک یکفک القلیل من العمل ابن ابی الدنیا فی الاخلاص (ك) عن معاذ (صح) فائدة: و من ثم تری القوم یکون اهتمامهم بالاخلاص اکثر من اهتمامهم باکثار الاعمال حتی ان بعضهم یحسبه الناس قلیل الاعمال ولایدرون ان عمله الباطنی الذی هو اکمل وافضل من الاعمال الظاهرة الزائدة بهذا الحدیث لیس بقلیل

## فضل سکون الا بالخیر

۳۹۳- الحدیث اخزن لسانك الا من خیر للطبرانی

فائدة: ومن ثم تری السکوت غالباً علی التکلم فی اکثر القوم لان الخیر من الکلام قلیل و من وفق لغلبته الخیر فی کلامه لایبالی من اکثاره وهو عامل فی عین الاکثار بهذا الحدیث۔

## اجمع صفات الصوفیة

۳۹۴- الحدیث اذما افترض الله تعالیٰ علیك تکن من اعبد الناس و اجتنب ما حرم الله علیك تکن من اورع الناس وارض بما قسمه الله لك تکن من اغنی الناس (عد) عن ابن مسعود (ض)

فائدة: هو من اجمع خصال محققی الصوفیة فانهم یعتنون بالفرائض اشد اعتناء ومن عداهم اعتنائهم بالنوفل اشد من الفرائض لما فیه من الشهرة عند الناس زعما منهم ان الفرائض یستوی فیها العوام والخواص وکذلك یعتنون بالکف عن المعاصی اکثر من اکتساب الفضائل ومن سواهم یکون اشتغالهم بالفضائل اکثر لذلك السر بعینه من الشهرة بین الناس لان الفضائل لها صورة مشاهدة بخلا ترك

المعاصی لکون ھذہ التروک عدمیة و کذلك ذکر فیه اساس غناھم من الرضی بقسم اللہ تعالیٰ لازدراءھم بنعم اللہ تعالیٰ کذاب المتکبرین۔

## احسن اخلاق الصوفیة

۳۹۵- الحدیث ادوالعزائم واقبلوا الرخص ودعوا الناس فقد کفیتموھم (خط عن ابن عمر (ض) فائدہ: فیه ارشاد الی مخ الاخلاق وھی اداء حقوق الناس علیٰ نفسه کملا واغضاء النظر عن حقوق نفسه علی الناس وترك التعرض لھم مالم یضطر فھذہ الاخلاق مبانی الراحة الظاھرة والباطنه وھذہ الاخلاق کانھا جبلة فی الصوفیه

## اختلاف العادات فی لبس الحسن والخشن لمبانی حسنة

۳۹۶- الحدیث اذا اتاك اللہ مالاً فلیر علیك فان اللہ یحب ان یریٰ اثرہ علیٰ عبدہ حسناً ولا یحب البوس ولا التباؤس تخ طب والضیاء عن زھیر بن ابی علقمة (صح) فی العزیزی قوله البوس ای التخشن فی الملبس وقوله التباؤس ای اظھار التحزن للناس

فائدہ: فیه تعلیم للینة فی حسن الملبس ونھی للقادر علیه ان یلبس مایوھم الفقر والفاقة وھو مقید بالدلائل بارتفاع الموانع من التتیه والبطر بالملبس ومن یخاف علیه ھذا یومر بالبذاذة ویصار فیه الی حکم القلب السلیم قلوب الکاملین وھو معنی قول الحفنی ومحله ان لم تکن تحت یدشیخ مرب لك لاجل ان یطھرك فالا ولی لك حینئذ لبس الخشن فاذا طھر قلبك فالاولی لك لبس الثیاب الحسنة اہ وقد یرجح لبس الخشن للتواضع وعادات القوم فیه مختلفة فمنھم من یلبس الحسن اظھار اللنعمة ومنھم من یلبس الخشن اختیاراً للتواضع والکل ماجور بنیة ومتبع لسنة نبیه فلا تقع فی احد بالطعن والاعتراض۔

## الحرص علی العلم المقصود و تعینه

۳۹۷- الحدیث اذا اتی علی یوم لا ازداد فیه علماً یقربنی الی اللہ تعالیٰ فلا بورك لی فی طلوع شمس ذالك الیوم (طس عدحل) عن عائشه (ض)

فائدہ: دل علی امرین احدھما وجوب الحرص علی زیادۃ العلم فان الوعید المفھوم من الدعاء بالشوم لا یکون الاعلی ترک الواجب و من ثم تری اھل الطریق لایفارقون شیوخھم وان کانوا منتھین فی الطریق حرصاً علی زیادۃ المعارف والثانی تعیین العلم المطلوب وھوما یزید فی القرب الی اللہ تعالیٰ وما عداہ ان کان خادمالہ فھو ملحق بہ وان لم یکن خادمالہ فھو لیس بعلم۔

اکرام الزائر مطلقاً والکریم خصوصاً

۳۹۸- الحدیث اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ (ہ) عن ابن عمر البزار وابن خزیمۃ (طب عد ھب) عن جریر البزار عن ابی ھریرۃ (عد) عن معاذ وابی قتادۃ (ک) عن جابر (طب) عن ابن عباس و عن عبداللہ بن ضمرۃ بن عساکر عن انس و عن عدی بن حاتم الدولابی فی الکنی وابن عساکر عن ابی راشد عبدالرحمن بن عبد بلفظ شریف قومہ (صح) و فی روایۃ اذا اتاکم الزائر فاکرموہ (ہ) عن انس فی العزیزی قال الشیخ حدیث حسن۔

فائدہ: وھو من عادات القوم من غیر فرق بین ات وان وھو ظاھر الاطلاق وبالاطلاق اخذ الحفنی فی تفسیر الکریم ای شریفھم ولوکان فاسقاً لانہ ان لم یکرم حصل لہ حقد فیطلب اکرم لدفع الضرر ولوکافراً حیث خیف الضرر من عدم اکرامہ اہ وکذلک اذا قتضہ الحال اکرام مطلق الزائر

بعض الحکمۃ فی البلاء والتفریع علیھا

۳۹۹- الحدیث اذا احب اللہ عبداً ابتلاہ بسمع تضرعہ (ھب فر) عن ابی ھریرۃ (ھب) عن ابن مسعود و کردوس موقوفاً علیھما فی العزیزی وھو حدیث حسن لغیرہ۔ فائدہ: ومن فھم ھذہ الحکمۃ لم یسخط القضاء واشتغل بالدعاء لاکالمحجوب ذی التفریط یشکرو لاکالمغلوب ذی التفریط یشکرو لاکالمغلوب ذی الافراط لایدعو۔

بعض علامات المحبوبیۃ والمبغوضیۃ عنداللہ تعالیٰ

۴۰۰- الحدیث اذا احب اللہ عبداً قذف حبہ فی قلوب الملائکۃ واذا ابغض عبداً قذف بغضہ فی قلوب الملائکۃ ثم یقذفہ فی قلوب الادمیین

(حل عن انس) (ض) فائده: هذا اعظم علامات المحبوبية والمبغوضية عندالله تعالیٰ ویکون شان هذا الحب والبغض عند الآد میین کشانهما عندالملائكة بغير توقع نفع اوخوف ضرر ولا يعتد بما يكون لاجل نفع اوضرر

اعظم المبشرات للمومنين

۳۰۱- الحديث اذا ادخل الله الموحدين النار اماتهم فيها امانة فاذا ارادان يخرجهم منها امسهم الم العذاب تلك الساعة (فر) عن ابی هریرة (ح)

فائده: هذا من اعظم المبشرات للمومنين المقوية للرجاء لهم ومن ثم ترى القوم لايحقرون احداً من اهل الايمان ولو كان مستوجباً للنار لان نارهم ليست كنار اهل الكفر كما يشهد به الحديث نصاً انهم يكونون مرحومين فی عین العذاب فیستحیون من تحقیر المرحومین المر ضيين عندالله تعالیٰ وفی الباب حدیث آخر فی هذا الکتاب فی كلمة اماولفظه اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لايموتون فيها ولايحيون ولكن ناس اصابتهم النار بذنوبهم فاماتتهم (اى النار) اواماتهم (اى الله) اماتة حتیٰ اذا كانو فحما اذن بالشفاعة الحديث (حم م ه عن ابی سعید) وفی الحاشية للحفنی فان قيل مافائدة مكثهم فی جهنم مع عدم العذاب فی مدة الاقامة اجيب بأن فيه حبسهم عن التنعم فی الجنة فی هذه المدة اه

کون الواقعات الغير الاختيارية كالشر من الرؤياء وغيرها رحمة

۳۰۲- الحديث اذا اراد الله بعبد خيرا عاتبه الله فی منامه (فر) عن انس (ض) فائده: دل على كون بعض الشر من الرويا خيرا للعبد حيث يستدل بها على صدور معصية منه فيتوب فتكون خيرا له ومن ثم ترى العارفين يرون كل واقعة غير اختياری حكمة ورحمة وينتفعون بها

ان يحبك الله

۳۰۳- الحديث اذااردت ان يحبك الله فابغض الدنيا واذا اردت ان يحبك الناس فما كان من فضو لها فانبذه اليهم (خط) عن ربعی من ابن حراش مرسلا (ض) فائده: وهذا الاثر من حب الناس فی هذا الفعل من

تبذفضول الدنيا مشاهداى مشاهد۔

## بطلان مذهب الاباحية

۴۰۴- الحديث اذا احب الله عبدًا لم يضره ذنب (الديلمى)

فائدة: ليس معناه انه يذنب ولا يضره كما ادعى الاباحية بالمعنى انه لايصدر عنه الذنب فيضره وان صدر احيانا يتوب ويستغفر فيلتفى ضرره ومن هذا الباب حديث اعملوا ماشئتم فقد غفرت لكم (متفق عليه كذا فى المشكوة باب جامع المناقب) ولفظ المغفرة نص فى كون الذنب ذنبا ولو كان مباحا لكان حق العبارة فقد ابحت لكم اواحللت لكم

## كون النور فى تقليل الطعام

۴۰۵- الحديث اذا اقل احدكم الطعام ملئى جوفه نوراً (الديلمى)

فائدة: وهذا مشاهد لايشك فيه وهو من العادات العامة للقوم الالعارض والمراد بالقلة مالا يعجز معها عن اداء الحقوق المطلوبة الله تعالى اوللعباد۔

## اذا اكلتم فافضلوا

۴۰۶-الحديث اذا اكلتم فافضلوا (الديلمى) فائدة: وفيه من الصالح مالا يخفى وادقها ان فيه راحة لمهدى الطعام و قطع توهمه مضيفا كان اوخادماً من اهل البيت اوغيرهم ببقاء الحاجة الى الطعام وهذا من الطف الاخلاق والحمد الله الذى الهمنى رعاية هذا الخلق من سالف الزمان على موافقة هذا الخاطر الحديث وما ورد من لحس القصعة فمحله ما اذالم يكن مصلحة فى ابقاء الطعام ولم يبق فيه مقدار معتدبه من الطعام

## علائم قبول التوبه

۴۰۷-الحديث (ج) اذا تاب العبد انسى الله الحفظة ذنوبه وانسى ذالك جوارحه ومعالمه من الارض حتى يلقى الله وليس عليه شاهد من الله بذنب ابن عساكر عن انس (ض)

فائدة: مدلول الحديث ظاهر ويمكن ان يوخذ منه بالقياس مانقل

عن بعض العارفین ان من علائم قبول التوبة نسیان العبد الذنب فان القلب الذی به یتذکر الذنب کالجوارح کما فسروا به قوله تعالیٰ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسؤلا ای کل واحد من هذه الاعضاء کان عنه ای عما نسب الیه مسؤلا یشهد علی صاحبه (تبصیر الرحمن) هذا هو السر فی الأخرة وأما السر فی الدنیا فهو ان تذکر الذنب قد یکون حجابا طبعیا من التوجه الی الله تعالیٰ بالانشراح فینسیه الله تعالیٰ ایاه وعندی ان هذا لیس بلازم ولا دائم فان بعضهم یغلب عقله علی الطبع فلا یمنعه الذکر عن التوجه فهذه العلامة لبعض افراد القبول لا لجمیعها۔

## الرعایة من الطبیعات

۴۰۸- الحدیث اذا تناول احدکم عن اخیه شیئا فلیره ایاه (د) فی مراسیله عن ابن شهاب (قط) فی الفراد عنه عن انس بلفظ اذا نزع (ح) ومعنی تناول اخذ من بدنه اوثوبه نحوقذاة کذا فی العزیزی وفی حاشیة الحفنی لیکون سببا فی المحبة لانه اذا لم یره ربما توهم انه یسخربه فائدة: فیه من دقیق الرعایة مالا یخفی وامثال هذه الرعایة کانها من الطبعیات للقوم

## الکامل فی القوة العملیه کما الکامل فی القوة العلمیة

۴۰۹-الحدیث اذا جاء الموت لطالب العلم وهو علی هذه الحالة مات وهو شهید (البزار عن ابی ذر وابی هریرة (ص)

فائدة: العلم (ای الدینی) یشمل جمیع انواعه فدخل فیه علم اصلاح الباطن فدل الحدیث علی ان المشتغل به لومات فی اثناء السلوک کان له اجر الکامل وهو مدلول کونه شهیدا لان الشهید هو الکامل فی القوة العملیة کما ان الصدیق هو الکامل فی القوة العلمیة

۴۱۰-الحدیث اذا حاك فی نفسك شیء فدعه (حم حب ك) عن ابی امامه فی العزیزی قال الشیخ حدیث صحیح

فائدة: دل بصریحة علی ما قال القوم انه لایکتفی فی العمل بالفتوی بل یترك ما حاك فی النفس وان افتی باباحته وهذا فی الترك کما دل علیه

صریح اللفظ لافی الفعل فما افتی بترکه لایفعله وان شهد القلب باباحته فلامساغ فیه للخلیع المدعی للطریق۔

## الاهتمام بالامور الاختیاریة وعدم الاهتمام بالامور الغیر الاختیاریة

۴۱۱- الحدیث اذا حسدتم فلا تبغوا و اذا ظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فامضوا وعلی اللہ فتوکلوا (عد) عن ابی ھریرۃ (ض) ومعنی لاتبغوا لاتجاوزوا الحد بان تسعوا فی زوال نعمة المحسود و معنی لا تحققوا ای بالتجسس واتباع موارده و معنی فامضوا ای لایلتفت احدکم الی ذلك وامضو القصد کم کذافی العزیزی والحفی ویحتمل ان یکون معنی لاتحققوا ای لاتتیقنوا ویستثنی من التجسس تجسیس اهل الشر والفساد۔

فائدہ: فی الحدیث تصریح بان العبد غیر مکلف بالامور الغیر مکلف بالامور الغیر الاختیاریة فلا بهمته تلك الامور وانما هو مکلف بالامور الاختیاریة فالحسد والظن ووسوسة الطیر امور غیر اختیاریة فلم یامر صلی اللہ علیه وسلم بقلعها من النفس وانما امر بان لایعمل مقتضی هذه من البغی والتحقق والکف عن الفعل المقصود وهذه المسئله کانها نصف السلوك فتفکر وتشکر

## ذم التحدیث بما یفزع

۴۱۲-الحدیث اذا حدثتم الناس فلا تحدثوهم بما یفزعهم للدیلمی

فائدہ: الفزع عام للدنیوی بان یوقع السامعین فی الهول والقلق بلا ضرورة وللدینی بان یکون ظاهره مخالفاً للدین فیقعون فی الوحشة والتحیر وفی الضلال ان صدقوا اوفی التضلیل ان کذبوا وفیه رد علی من نقل من نکات التصوف مالا یبلغه فهم السامعین کدیدن المدعین الذین یطلبون الجاه والشهرة بین العوام ویرونهم انهم یعلمون مالا یفهم احد

## مهابة اهل اللہ

۴۱۳- الحدیث اذا خاف اللہ العبد اخاف اللہ منه کل شیء واذا لم

يخف العبد الله اخافه الله من كل شيء (عق) عن ابي هريرة (ض)

فائدة: وهذا مشاهد في القوم يخافهم كل الناس حتى الامراء والسلاطين من دون ان يكون عندهم شيء مما يخاف منه ولا يخافون احداً

كشف الحقيقته

عن اقسام التجسس و احكامها

۴۱۴- الحديث اذا خفيت الخطيئة لا تضر الا صاحبها واذا اظهرت فلم تغير ضرت العامة (طس) عن ابي هريرة (ح)

فائدة: ظاهر الحديث يرد على القوم حيث يامرون الطالبين باظهار عيوبهم وفيها ذنوبهم و الحديث يدل على ان اخفا ها اسلم من ظهورها والجواب ان المنكر هو الاظهار من غير مصلحة واما الاظهار بضرورة المعالجة فمطلوب لانه مقدمة المطلوب وهو المعالجة كما ان كشف العورة ينهى عنه بلاضرورة ويوذن فيه عند الطبيب بضرورة المعالجة ويؤيده قوله صلى الله عليه وسلم لعائشة رضي الله عنها في قصة الافك ياعائشه انه بلغني عنك كذا و كذا فان كنت بريئة فسيبرئك الله وان كنت السمت بذنب فاستغفري الله وتوبي اليه مع قولها في الجواب لئن قلت لكم بريئة لاتصدقوني ولئن اعترفت لكم بامر و الله يعلم اني منه بريئة لتصدقني رواه البخاري وجه التائيد ان عائشة فهمت من قوله صلى الله عليه وسلم ان كنت الممت بذنب فاستغفري الله ان تعترف وتتوب بدليل قولها لئن اعترفت ولم ينكر صلى الله عليه وسلم على هذا الفهم حيث لم يقل اني ما اردت الاعتراف بل محض التوبة ولو خفيا فالتجسس نوعان نوع يكون المقصود منه الاطلاع على العيوب لتحقيره وافتضا حه وهوالمنهى عنه ونوع يكون لمصلحة من اصلاح اخيه اودفع مضرته عن نفسه وهو غير ملموم فافهم۔

كون امورو تابعالمن يردعليه

۴۱۵- الحديث اذا دخل احدكم على اخيه فهوا مير حتى يخرج من عنده (عد) عن ابي امامة (ض) فائدة: فيه الادب للضيف حيث يكون تابعاللمضيف

لایتامر علیه ولایخالفه فان صاحب المنزل ادری بمصلحة المنزل فیه سائر المعاملات والمعاشرات وهذا کالامر الطبعی للقوم فهم اتباع الناس للسنة واما اکثر اهل الظاهر فلا یخطر ببالهم هذه الدقائق فیوذون الناس.

## التعدیل بین الکبر وبین العلو فی التواضع

۴۱۶- الحدیث اذا دخل احد کم الی القوم فاوسع له فلیجلس فانما هی کرامة من الله اکرمه بها اخوه المسلم فان لم یوسع له فلینظر اوسعها مکانا فیجلس فیه (الحرث عن ابی شیبة الخدر فی العزیز حدیث حسن

فائدة: فیه تعلیم التوسط فی امثال هذه الامور بین الافراط منالحرص علی التصدیرو التعاظم کماهو داب علماء الدنیا وبین التفریط من عدم قبول اکرام اخیه و الاصرار علی التسفل فی المجلس کماهو داب الغلاة فی التواضع من اهل الطریق فان فیه کسر قلب المسلم و تحقیره حیث ردا کرامه

## الدعاء للکافر بالنفع الدنیوی

۴۱۷-الحدیث اذادعوتم لاحد من الیهود والنصارٰے فقولوا اکثر الله مالك وولدك (عدوابن عساکر) عن ابن عمر (ض)

فائدة: فیه جواز الدعاء للکافر بمنافعه الدنیویة لابالمغفرة ونحوها من المنافع الاخرویة و نری الاکابر من القوم لایما کسون فی الدعاء لمن یطلب منهم من الکفار بنحو هذه المنافع الدینویة.

## الکف عن المباح اذا ذکر بالله

۴۱۸-الحدیث اذا ذکرتم بالله فانتهو البزاد عن ابی سعید المقبری مرسلا قال العزیزی وروی مسندا عن ابی هریرة وهو حدیث ضعیف وقال فی معنی الحدیث اذا ذکر کم بوعیدالله وقدعزمتم علی فعل معصیة فانتهوا ای کفوا عن فعلها اه ومعناه عندی انکم اذا اردتم الشدة باحد من الضرب ونحوه فانشدکم بالله ان ترفقوا به وتعفوا عنه فکفوا عن الشدة به ویتایدبما وردصریحا اذا ضرب احد کم خادمه فذکر الله فارفعوا ایدیکم وهو مذکور فی الجامع الصغیر برمز (ت) عن ابی سعید(ض)

فائدة: دل الحديث على التفسير الاول على ان الناصح لاتنظروا فيه انه يكون اكبر قدرا اهل يجب قبول النصح عن كل احد ولوكان صغيراً وحقيرا حيث اطلق المذكر و ذكر التذكير مبنيا للمفعول ودل على التفسير الثانى على ان مقتضى الادب مع الله الكف عن المباح الغير الضرورى اذا ذكر كم احد بالله وكل من الخصلتين كانه من الامور الطبيعة للقوم فلله درهم من قوم طباعهم ما لايقدر عليها غيرهم الا بمشقة شديدة.

## تعليم طريق تسهيل العمل

۴۱۹- الحديث اذا رائ احدكم امراة حسناء فاعجبته فليات اهله فان البضع واحد ومعها مثل الذى معها (خط) عن عمر

فائدة: فيه تسهيل المعالجة النفس واصل المالجة الكف عن المتمنى وليس من وظائف المصلح الاهو ماايتان الاهل فاعانه وتسهيل لها والارشاد اليه ليس من الوظائف اللازمة للمصلح ونما هو تبرع فلاحق للطالب ان يطالبه به وكثير من الطالبين يغلط فى هذه المسئلة كيف ولوكان لازمان اقتصر كالحق تعالى فى الباب على قوله قل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم لان الغض والحفظ من اشق الاعمال فى حالة الهيجان ومع ذلك لم يرشد الى مايزمل هذه المشقة فما ورد فى هذا الحديث اوفى حديث من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج من باب التسهيل لاما يتوقف عليه التحصيل وفى التعليل بقوله فان البضع واحد الخ مع ان سكون الهيجان الذى يسهل العفة لا يتوقف على استحضار هذه العلة كما نقل المناوى عن الاطباء ان الجماع يسكن هيجان العشق وان كان مع غير المعشوق كذافى حاشية الحفنى اشارة الى مسئلة أخرى وهى ان المكلف ينبغى له ان يقصر النظر فى كل شئى على درجة قضاء الوطرو لايتصدى لدرجة التزئين واللذة فان اللذة ليس لها حدفمن تصدى له لاينجو عن التشويش ابدا واما من اقتصر على نفس الحاجة فيحصل له السكون اذا قضى حاجة فهذا حاصل قوله عليه السلام فان البضع واحد يعنى لامزية لفرج الاجنبية عليه والتميز بينهما من تزئين الشيطن

## رعایتہ المصاب

۴۲۰-الحدیث اذا رأی احد کم باخیہ بلاء فلیحمد اللہ ولایسمعہ ذالک (ابن البخارعن جابر) قلت البلاء یعم الدنیوی کالمرض والیوس والدینی من الذنوب وعدم الاسماع لئلا یحزنہ ذلک ویستثنیٰ منہ مانشاء عن محرم کقطع فی سرقۃ لم یتب منہا ان امن اومالم یقارن ندامۃ و یشترط فی ذلک عدم الشماتت وعدم الاستحقار۔

فائدہ: دل الحدیث علی رعایۃ خاطر المصاب ویقاس علیہ کل مایحتمل فیہ الحزن و کسر القلب وھو من الزم اخلاق الصوفیۃ۔

## عذر ترک الاحتساب باللسان

۴۲۱-الحدیث اذا رایت الناس قدمرجت عھودھم وخفت اماناتہم وکانو ھکذا وشبک بین انامله فالزم بیتک واملک علیک لسانک وخذ ماتعرف ودع ماتنکر وعلیک بخاصۃ امر نفسک ودع عنک امر العامۃ (ک) عن ابن عمر وقال العزیزی حدیث صحیح

فائدہ: فیہ سعۃ من ترک الانکار علی المنکر اذا غلب علی الظن ان المنکر لایزول بانکارہ اوخاف محذور اوھذا ھواصل المدار للحکم وما ذکر فی الحدیث ھوامارانہ وھذا ھوالعذر لاکثرا حادالقوم حیث یترکون الخطاب للعامۃ بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر ویقتصرون علی الخطاب الخاص لمن فوض نفسہ الیھم للا صلاح فلایلام علیھم فیہ فانھم یتبعون للسنۃ فی صنیعھم ھذا۔

## فساد استدلال بالاحوال علی القبول

۴۲۲-الحدیث اذارایت اللہ تعالیٰ یعطی العبد من الدنیا ما یحب وھو مقیم علی معاصیہ فانما ذالک منہ استدراج (حم طب ھب) عن عقبۃ بن عامر (ح)

فائدہ: شمل الحدیث بقاء بعض الاحوال النفسانیۃ کالوجد والاستغراق والشوق والولہ والھیمان وامثالھا مع المعاصی ففیہ الرد علی من یغتر بھذہ الحالۃ ویفتخر بقوۃ نسبتہ مع اللہ تعالیٰ حیث لم تضمحل مع

المعاصی ولم يدران هذه الاحوال ليست من النسبة فی شیء ولاتبقی النسبة مع المعاصی و هذه الاحوال انما هی کیفیات نفسانية طبعية كالفرح والسرور فبالجملة هذه الاحوال ليست بذاتها من الدين بل هی من الدنيا نعم ربما كانت معينة على الدين ولايلزم منه كونها من الدين فافهم

## فساد الاستدلال بتيسير الدنيا على القبول

۴۲۳-الحديث اذا رايت كلها طلبت شيئاً من امر الأخرة وابتغيته يسر لك و اذا اردت شيئاً من امر الدنيا وابتغيته عسر عليك فاعلم انك على حال حسنة واذا رائيت كلما طلبت شيئاً من امر الأخرة وابتغيته عسر عليك و اذا اردت شيئاً من امر الدنيا وابتغيته يسر لك فانت على حال قبيحة ابن المبارك فی الزهد عن سعيد بن ابی سعيد مرسلا (هب) عن عمر بن الخطاب فی العزيزی قال الشيخ حديث حسن قال العزيزی والمسئلة رباعية فيبقی ماكان يعسر عليه من امرالدنيا والأخرة وما اذاكان يتيسران له ولم يتعرض لهما لوضوحهما۔ قلت فالثانی مصداق قوله تعالى ربنا اتنا فی الدنيا حسنة و فی الأخرة حسنة والاول مصداق قوله خسر الدنيا والاخرة۔

فائدہ: وبه وضح فساد الاستدلال ببسط الدنيا على القبول عند الله تعالى كبعض جهلة الصوفيته يفتخرون ببسط الدنيا على اهل سلسلتهم ويحتجون به على قبولها وانى لهم ذلك وذكرالله تعالى فساد هذاالاستدلال فی القرأن فقال فاما الانسان اذا ما ابتلاه ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربی اكرمن واما اذا ما ابتلاه فقدرعليه رزقه فيقول ربی اهانن كلا الأية

## عذر الصوفية فی عادتهم من عدم النكير على العامته

۴۲۴- الحديث اذا رايتم الامر لاتستطيعون تغيره فاصبروا حتیٰ يكون الله هو الذی يغيره (عدهب) عن ابی امامة (ض)

فائدہ: فيه رخصة للسكوت عن النكير على المنكروقت العجز و خوف الفتنة ووقوع محذور مع الكراهة بالقلب قلت وهو العذر

لاکثر الصوفیة فی تخصیص نکیرهم فی اکثر الاحوال بمن فوض نفسه الیهم فان اکثر العامة یخاف منهم الفتنة فیتشوش بها وقتهم ولا یصفر الهم عملهم وهو من موانع الطریق فیبعدون عنه انفسهم

لایلام مالا اختیار فیه

۴۲۵- الحدیث اذا رجف قلب المومن فی سبیل الله تحاتت خطایاه کما کمایتحات عذق النخله (طب جل) عن سلمان (ح)

فائدة: فیه نص ان مالا یدخل تحت الاختیار لایلام وانکان ظاهره النقص وهو من مهمات مسائل الفن

حسن الاخلاق له حد

۴۲۶- الحدیث اذارددت علی السائل ثلاثاً فلم یذهب فلاباس ان تزجره (قط) فی کعاب الافراد عن ابن عباس (طس) عن ابی هریرة فی العزیزی قال الشیخ حدیث حسن لغیره فی حاشیة الحفنی لتعدیه الی مالا یحل له

فائدة: نص فی ان حسن الاخلاق له حد ولم یکلف العبد بتحمل الاذی فوق الحد وهذا هو الوسط من الطریق فلا یفرط من التفعیل کدیدن المتکبرین ولایفرط من الافعال کالمتکلفین نعم یستثنی من هذا تکلف المبتدین الذی یکون للمعالجة۔

فعل السابق

۴۲۷- الحدیث اذا رایتم معاویة (فی الهامش هو معاویة بن التابوت نذر ان یقذ (علی المنبر الشریف) علی منبری فاقتلوه (للدیلمی)

فائدة: فیه ما فی السابق علیه فان القتل بظاهره یعید عن حسن الخلق لکن قتل من یستحق القتل داخل فی حد حسن الخلق لما فیه من المصالح الدینیة۔

آداب الزائر اذا ارادالرجوع

۴۲۸- الحدیث اذا زاراحدکم اخاه فجلس عنده فلایقومن حتیٰ یستاذنه (فر) عن ابن عمر (ض) فائدة: هذا للندب وحکمة ظاهرة من تطییب قلب المسلم وکذاینذب للمزور ان یأذن له لعین هذه الحکمة

وامثال هذه الرعايات كالطبعى للقوم وهو معنى ما اشتهر بالفارسية آمدن بارادت ورفتن باجازت ولا يراد لزوم الاستيذان لانه لادليل عليه ثم هو مقيد بعدم الحرج للكليات الشرعية.

## اصل قولهم فى حكمة القبض

۴۲۹- الحديث اذا سبقت للعبد من الله تعالىٰ منزلة لم ينلها بعمله ابتلاه الله فى جسده و فى اهله وماله ثم صبر على ذالك حتىٰ ينال المنزلة التى سبقت له من الله عز وجل (تخ د) فى روايته ابن دسته وابن سعد (ع) عن محمد بن خالد السلمى عن ابيه عن جده (ح) فائدة: ويقاس عليه باشتراك العلة حالة القبض التى تعترى السالكين و بعين هذا النفع يسلون الطالبين فالحديث اصل لمسئلتهم هذه.

## معنى اصلاح الاخلاق بالرياضة

۴۳۰- الحديث اذا سمعتم بجبل زال عن مكانه فصدقو واذا سمعتم برجل زال عن خلقه فلا تصدقوا فانه يصير على ما جبل عليه (حم) عن ابى الدرداء فى العزيزى قال الشيخ حديث صحيح

فائدة: فيه تصريح بماقالت حكماء الاخلاق ان بالرياضة لاتزول الاخلاق الجبلية وانما تضمحل فتسهل مقاومتها وهذه المقاومة هوالمقصود فى السلوك لانه عمل اختيارى وهوالمكلف به بخلاف الاخلاق فانها ملكات غير اختيارية وليست من التكليف فى شئى و من لم يتقن هذا الاصل لم يخلص من التشويش ابدا فانه ربما يرى بعد المجاهدات الشاقة ان الاخلاق مازالت فييائس من حصول المقصود.

## حكمة اعلان التوبة عن المعصية العلانيه

۴۳۱-الحديث اذا عملت سيئة فاحدث عندها توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية (حم) فى الزهد عن عطاء مرسلا (ض) فى العزيزى قال الشيخ لتقع المقابلة لا انه قيد فى قبول التوبة اه قلت الحكمة فى الاول عندى اخفاء المعصية وفى الثانى عدم وقوع الناس فى الغيبة

واتقاء تهمته الاصرار وفيه علاج الاستنكاف عن الاعتراف بجهله ورجوعه الى الصواب وهو علاج معمول فى القوم

## تسهيل علاج الغضب

۴۳۲-الحديث اذا غضب احدكم فليسكت (حم) عن ابن عباس (ح)

۴۳۳-الحديث اذا غضب احدكم وهو قائم فليجلس فان ذهب عنه الغضب والا فليضطجع (حم دهب) عن ابى ذر (صح)

۴۳۴-الحديث اذا غضب الرجل وقال اعوذ بالله سكن غضبه (عد) عن ابى هريرة (ض) فى العزيزى فى هذا الحديث ويوخذ من كلام المنادى انه حديث حسن لغيره۔ فائدة: الاحاديث الثلثة مشتركة فى ان فيها تسهيل العلاج وهو من عادات المشائخ وان لم تكن لازمة عليهم وانما الازم تعليم طريق التحصيل فقط لكنه تبرع منهم وحاصل التدبير الاول كسر سورته فانها تزداد بالنطق بالتجربة وحاصل الثانى الابعاد عن هيئة الوثوب والثالث ازالة السبب من اغواء الشيطان وذكرالله ومن تتمة هذا الذكر تذكر حكم الله تعالى وتذكر ان من انتصر لنفسه يتخلى الله عنه وهذا كله اذا غضب لغير الله

## ذم البخل والكتمان

۴۳۵-الحديث اذا سئلت فلا تمنع و اذا عطيت فلا تخباء (للحاكم والطبرانى اوالحكم الترمذى) فائدة: وهذان كالخلق اللّازم للقوم لايمنعون مايسالون على اختلاف فى شرائطه حسب المصالح ولايكتمون مايعطون ويعدونه شكر اللمعطى الحقيقى وللمعطى المجازى ويوخذ من قوله تعالى فى الذم ويكتمون ما آتاهم الله من فضله

## عدم الغلو فى المجاهدة

۴۳۶- الحديث اذا قام احدكم من الليل فاستعجم القرآن على لسانه فلم يدر مايقول فليضطجع (حم م د ه) عن ابى هريرة (صح)

فائدة: فيه ادب المجاهدة ان يوخرها اذا ثقلت لان المشقة ليست

مقصودة بذاتها وانما المقصود بالذات الاتيان بالعمل على وجه والمجاهدة مقاومة لموانع هذا المقصود فاذا فات المقصود بالذات للمقصود بالغير وجب ترك المقصود بالغير وهذا هو طريق المحققين اما غير المحققين فمنتهى نظرهم هو المشقة وان فات بها ما هو الاهم منها وهذا غلط عظيم.

## الحركات الغير الاختيارية لاينافى الخشوع

۴۳۷-الحديث اذا قام احدكم الى الصلوٰة فليسكن اطرافه ولايتميل كما تتميل اليهود فان تسكين الاطراف فى الصلوٰة من تمام الصلوٰة الحكيم (عدحل) عن ابى بكر (ض) . فائدة: دل على ان تسكين الجوارح مطلوب كتسكين القلب وهو حقيقة الخشوع وكما ان تحرك الاطراف بالارتعاش من غير تحريك لاينافى الخشوع وسره ان الخشوع مامور به ولايكون المامور به الاما يدخل تحت الاختيار والتحريك داخل تحت الاختيار وليسْ التحرك داخلا تحت الاختيار.

## المقصود هو الاعمال لا الاحوال

۴۳۸- الحديث اذا قام احدكم فى الصلوٰة فلا يغمض عينيه (طب عد) عن ابن عباس (ض) فائدة: دل على ان المقصود فى الطريق تكميل العمل على وفق السنة لا الاحوال من دفع الخطرات وغيرها فان تغميض العينين مماله دخل خاص فى دفع الخطرات ومع ذلك نهى عنه وهذا ممالم يختلف فيه اثنان من من اهل التحقيق

## مصالح الهم والحزن والقبض

۴۳۹-الحديث اذا قصر العبد فى العمل ابتلاه الله تعالى بالهم (حم) فى الزهد عن الحكيم مرسلا (ح) فى العزيزى عن المناوى ليكون مايقاسيه منه جابر التقصيره مكفر التهاونه اه وبمعناه فى حرف الكاف بعد اذا ما نصه اذا كثرت ذنوب العبد فلم يكن له من العمل مايكفرها ابتلاه الله تعالى بالحزن ليكفرها عنه (حم) عن عائشة (ح)

فائدة: دل الحديثان على كون الهم والحزن ويدخل فيه القبض

نعمت عظيمة حيث يكفربها الذنوب ومن ثمترى القوم لايضيقون بالبلايا فانهم يشاهدون حكمتها فتسهل عليهم

عادة الصوفية من السكوت سوال التعنت

٢٢٠-الحديث اذا قعد احدكم الى اخيه فليسا له تفقهاً ولايساله تعنتاً (فر) عن على (ض) فائدة فيه ادب السوال واذالم يكن السوال بهذه النية لايكون سوالا فلا يجب الجواب عنه وعليه جماعة الصوفية حيث لايجيبون السائل المتعنت بخلاف اهل القشر فانهم يخافون النسبة الى الجهل فيجيبون ويضيع وقتهم ولوتاملنا فى قواعد الشرع لساغ لنا القول بحرمة هذا الجواب فان التعنت حرام والجواب للمتعنت اعانة على الحرام۔

طريق تكميل الصلوة وكف اللسان وتحصيل الزهد

٢٢١-الحديث اذا قمت فى صلاتك فصل صلاة مودع ولاتكلم بكلام تحتذر منه واجمع الاياس مما فى ايدى الناس (حم ٥) عن ابى ايوب (صح)

فائدة فيه ثلثة امورالامر الاول طريق احسان الصلوة بمراقبة توديع الدنيا و كون هذه الصلوة بمراقبة توديع الدنيا و كون هذه الصلوة آخر صلوة والامر الثانى الاحتياط فى الكلام والتامل قبله فى كونه بحيث لا يضطر الى الاحتذار منه فى الدنيا او فى الاخرة والامر الثالث تعليم الزهد وبيان حقيقة من العزم على قطع الامل مما فى ايدى الخلق من متاع الدنيا فان من فعل ذلك استراح قلبه فان الزهد يريح القلب والبدن وهذه كلها من اعمال الصوفيه الصافية۔

الداجة فى العقائد

٢٢٢-الحديث اذاكان آخر الزمان واختلف الاهواء فعليكم بدين اهل البادية والنساء (حب فى الضعفاء فر) عن ابن عمر (ض) قال الحفنى اى ظهرت البدع والعقائد الفاسدة وكثرت مطالعة كتب الفلاسفة فالزموا اعتقادا اهل البادية والنساء المقلدين لان ايمانهم صحيح ولا تطالعوا تلك الكتب لئلا تضلوا و قال العزيزى عن العلقمى اى الزموا

اعتقادھم ممایعتقدونه من کون الباری الٰھا واحدالاشریك له وعن المساوی ای الزموا اعتقادھم من تلقی اصل الایمان وظاھر الاعتقاد بطریق التقلید والاشتغال بفعل الخیراه. فائدہ: دل علی ماعلیه القوم من اصل الاھتمام بالا عمال والاکتفاء علی الضروری من العلم وعدم الخوض فی الزوائد منه ولیس آخر الزمان قید اللحکم فان الحکم دائم وانما ذکرہ لعدم وقوع ضرورۃ ھذا الاھتمام فی خیر القرون۔

## اختلاف مسالك القوم بین اختیار الفقر والمال

۴۴۳-الحدیث اذاکان فی آخر الزمان لابدللناس فیھا من الدراھم والدنانیریقیم الرجل بھا دیته ودنیاہ (طب) عن المقدام (ض)

فائدہ: ومن ثم تری بعض اھل الطریق یدخرون قدر الضرورۃ من المال حذرا عن التشویش والطبائع مختلفة فی التشویش بعدم المال وعدمه واعظم معین علی المقصود اجتماع الخواطر وھو یتفاوت باختلاف الطبائع فمنھم من یجتمع ھمه بوجود المال ومنھم من ینتشر ھمه به وللعیال وفقدھم ایضًا مدخل فیه وبه یجمع بین النصوص المرجحة للفقر اور عایة الغنی کحدیث الشیخین من قوله علیه السلام خیر الصدقة ماکان عن ظھر غنی و کحدیث ابی داؤد من قوله علیه السلام جھد المقل لمن ساله علیه السلام ای الصدقة افضل کلاھما فی المشکوۃ وقال صاحب المرقاۃ عن الطیبی فی وجه الجمع بینھما ان الفضیلة متفاوتة بحسب الاشخاص وقوۃ التوکل وضعف الیقین اه۔

## اثبات الجھر بالذکر واثبات بعض اثار الذکر

۴۴۴-الحدیث اذکروا الله کثیراً حتیٰ یقولوا مجنون (لابی یعلی الموصلی)

فائدہ: والنسبة الی الجنون لایکون الابا حد امرین امابالجھر بالذکر اذا لم یکن مفرطافدل علی مشروعیة واما بغلبة آثارہ من الغیبة والسکر ففیه اثبات ھذہ الاحوال وھی وان لم تکن لازمة لکنھا یترتب علیه فی غالب الاوقات وللکثرۃ مدخل فی کلا الامرین فان الجھر احیاناً

لایلتفت الناس الیه لینسبوه الی الجنون و کذا الذکر القلیل لاتترتب علیه تلک الاحوال غالباً۔

النہی عن الحزن علی التقصیر الغیر الاختیاری

۴۴۵-الحدیث اذا مرض العبد اوسافر کتب اللہ تعالیٰ له من الاجر مثل ماکان یعمل صحیحاً مقیماً (حم خ) عن ابی موسیٰ (صح)

فائدہ: فیه مایسلی به المشائخ الطالبین فی تقصیراتہم الغیر الاختیاریة انہا غیرمخلة فی المقصود وینہو نہم عن القلق بہذہ التقصیرات لکونه موھنا للقلوب وھواضر شئ فی الطریق فان معظم مدارہ علی الھمة والعزم فافہم۔

عدم الغلو فی المجاھدہ

۴۴۶-الحدیث اذا نعس احدکم وھو یصلی فلیر قدحتی یذھب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وھو ناعس لایدری لعله یذھب یستغفر فیسب نفسه (مالک ق دن ہ) عن عائشة۔ فائدہ: دل علی مادل علیه الحدیث المار قریبا اوله اذا قام احدکم من اللیل من التعدیل فی المجاھدة۔

اختلاف احوال الذکر باختلاف احوال الذاکرین

۴۴۷-الحدیث اذکروااللہ ذکرا یقول المنافقون انکم تراؤن (طب) عن ابن عباس (ض)

۴۴۸-الحدیث ج اذکرواللہ ذکراً خاملا قیل وما الذکر الخامل قال الذکر الخفی (ابن المبارک فی الزھد) عن ضمرة بن جیب مرسلا (ض) فی العزیزی یوخذمن کلام المناوی انه حدیث حسن لغیرہ۔

فائدہ: یوخذ من المجموع ماعلیه الصوفیة ان کلا مامور بما ھوالاصلح الانفع له وقدجرب ان فی ابتداء السلوک الذکر الجھری انفع لکونه انشط علی العبادة و فی غیر الابتداء الذکر الخفی افضل لسلامة من نحوریاء ودل الاول ایضًا علی ان خوف الرمی بالریاء لیس عذرا فی ترک الذکر۔

استکثار الدعاء من الناس

۴۴۹-الحدیث استکثر من الناس من دعاء الخیر لک فان العبد لایدری

علی لسان من یستجاب له اویرحم (خط) فی روایة مالك عن ابی هریرة (ض)
فائده: اکثر من یعمل به الصوفیة فانهم یطلبون الدعا من کل مسلم۔

## توسع بعض المشائخ فی امر البیعة

۴۵۰- الحدیث ج استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعة یوم القیامة ابن البخار فی تاریخه عن انس (ض)

فائده: هذا هو المصلحة فی عادة بعض المشائخ من التوسع فی قبول البیعة کما کان علیه شیخی رحمه الله وکان یصرح بهذا الرجاء ومنهم من یضیق لیه غیرة فی الدین وامتحانا للطالبین ولکل وجهة هو مولیها۔

## اهل الطریق لایضیقون الامر علی المبتدی

۴۵۱- الحدیث اسلم وان کنت کارها (حم ع) والضیا عن انس (صح) قال الحفنی خاطب به النبی صلی الله علیه وسلم رجلا کارها للاسلام بأ قراره له صلی الله علیه وسلم قوله کارها ای فی ذلك الوقت فبرکة الشهادة یحصل الانشراح بعد۔ فائده: ومن ثم تری المحققین من اهل الطریق لا یضیقون الامر علی المبتدین ویقبلون منهم کل عمل خیر وان لم یصف عن الکدورة ثم اذا اعتادوه استقام وکان کما ینبغی۔

## فضل الاهتمام بالدین مع الاهتمام بالدنیا

۴۵۲- الحدیث اعظم الناس هما المؤمن یهتم بأ مردنیا ه وامر اٰخرته (ه) عن انس (ض)۔ فائده: دل علی فضل الهم اذا کان عن ضرورة ولو بالدنیا فهو احدیٰ طریق الوصول الی الله کما ان الفراغ عن الهموم احدی طرقة ومن ثم تری المحققین من اهل الطریق لا یرجحو ن الفارغ علی المشغول للضرورة بل قد یفوق المشغول علی الفارغ لکونه اشد مجاهدة

## رعایة السهولة فی المعاشرات

۴۵۳- الحدیث اعظم العیادة اجرا اخفها والتعزیة مرة (البیهقی) و فی الجامع الصغیر بروایة البزار عن علی واقتصر علی الجزء الاول فقط ورد العزیزی علی من رواها بالموحدة بدلیل تعقصبه فی روایة بقوله

والتعزية مرة۔ فائدہ: دل الحديث بجزئيه على رعاية السهولة فى المعاشرات فان تطويل القعود عند المريض قد يثقل عليه و كذا تكرار التعزية تذ كير للحزن و المطلوب انساء ه ولذلك شرعت التعزية التى حقيقتها التسلية ليخف اثر الحزن فتذ كيره مرة بعد مرة هدم لموضوعها وامثال هذه الرعاية كالامور الطبعية للقوم كما هو مشاهد۔

## الاعتناء بعزة الدين

۲۵۴- الحديث اعز امر الله يعزك الله (للديلمى)

فائدہ: المراد بالامر الدين وقد يلتبس هذا الاعزاز بالكبر على بعض من لايتامل فينكر على اهل الله فى بعض معاملاتهم۔

## عدم اشتراط قطع الاسباب للتوكل

۲۵۵-الحديث اعقلها وتوكل (للترمذى)

فائدہ: دل على ان التوكل لايتوقف على قطع الاسباب وانما يحمد فى بعض الاحوال لبعض الاشخاص ولتفصيله مقام آخر

## ثبوت حديث اعدى عدوك

۲۵۶-الحديث اعدى عدوك نفسك التى بين جنبيك (للبيهقى)

فائدہ: مشهور بين الصوفية وهذا هو المقصود من ايراده لئلا يظن ان ليس له اصل۔

## التوسط بين التكلف والتوسخ

۲۵۷- الحديث اغسلوا آيديكم ثم اشربوا فيها فليس من اناء اطيب من اليد (ه هب) عن ابن عمر (ض)

فائدہ: دل على ترك التكلف لكن مع النظافة فان الشرب من الايدى ترك للتكلف وغسلها تحصيل للنظافة وهذا هو الوسط بين طرفى التكلف والتدنس المذمين

## التزين الضرورى وحكمة

۲۵۸- الحديث ج اغسلوا ثيابكم وخذوا من شعركم واستاكوا

وتزيدوا وتنظفوا فان بنى اسرائيل لم يكونوا يفعلون ذالك فزنت نساء هم ابن عن على (ض)

فائدة: فيه مطلوبية القدر الضرورى من الزينة واحدى حكمه ما هو مذكور فى الحديث ومنها اظهار نعمه الله كما يظهر من غير حديث.

## بعض اخلاق الصوفية

۴۵۹-الحديث ج افضل الاعمال ان تدخل على اخيك المومن سرورا اوتقضى عنه ديناً او تطعمه خبزاً ابن ابى الدنيا فى قضاء الحوائج (هب) عن ابى هريرة (عد) عن ابى هريرة. فائدة: وهذا كله من ادوم اخلاق الصوفية والزمها لاسيما الاول منها والثالث.

## فضل الصوفية لافضلية ذكرهم
## وعذرهم فى تقليل الدعاء

۴۶۰-الحديث افضل الذكر لااله الا الله وافضل الدعاء الحمد الله (ت ن ه حب ك) عن جابر (صح). فائدة: ويلزم منه ان افضل الذاكرين من لزم افضل الذكر وبهذا يثبت افضلية الصوفية من سائر الناس فان التزامهم هذا الذكر معلوم ودل الجزء الثانى على ان بعض من لايشتغل بالدعاء صورة لاشتغاله بالذكر لا ينكر عليه بترك الدعا فان الذكر ايض دعاء حقيقة وان لم يسم دعاء فى العرف

## اصل اكرام اولاد الكرام

۴۶۱-الحديث افضل الناس مومن بين كريمين (طب) عن كعب بن مالك (ض)

فائدة: هو اصل لما عليه القوم من الزيادة فى اكرام اولاد الصلحاء كما هو مشاهد منهم فان الحديث رجح اولاد الكرام على سائر العوام.

## محال العمل بالرخص

۴۶۲-الحديث ج افضل امتى الذين يعملون بالرخص (ابن لال) عن عمر (ض)

فائدة: ليس المراد ان الرخص افضل من العزائم وانما هذه الفضيلة لاحدى العوارض فمنها العجب بالعمل بالعزائم وهذا موكول الى

رای الشیخ لاالی رای المرید و منها تسویل النفس تر کها لعدم المشقة فیها ومنها الشك فی دلیلها نبه علی الاخیرین الحفنی وهذا کله فیما یجوز العمل فیه بالعزیمة واما مالا یجوز فیه بالعزیمة فان العزیمة هنالك هی الرخصة وهذا کله مما یمارسه القوم علماً وعملاً۔

ذکر الله برویة احد من علامات ولایة

۴۶۳- الحدیث ج افضلکم الذین اذا راوٗا ذکر الله تعالیٰ لرویتهم (یحکم) عن انس (ض)۔ فائدہ: فی حاشیة الحفنی اذا روٗا بالبصر او البصیرة اھ فعم زیارتهم وذکرهم وهذا احدی علامات الولایة حیث یغلب علی القلب ذکر الله والتوجه الیه بزیارتهم وذکرهم۔

افضلیة الورع

۴۶۴- الحدیث افضل الدین الورع للضیاء او ابن ضریس)

فائدہ: ومن ثم تری العارفین یعتنون به اشد اعتناء اکثر من تکثیر الاعمال والعامة لایلتفتون الیه ولایعدونه من الکمالات

طریق النشاط والحریة

۴۶۵- الحدیث اقل من الذنوب یهن علیك الموت واقل من الدین تعش حراً (هب) عن ابن عمر۔ فائدہ: وهذا مشاهد فی القوم یجدون الموت حین تکفرهم فیه عیناً لا قاضة الانوار علی قلوبهم بسبب الطاعة بخلاف العاصی اذا تکفرفیه وجده صعباً لوحشة من ذنوبه وکذلك یعیشون احراراً لایتذللون لمخلوق کما یتذلل من علیه الدین لمن له الدین

اصل التواجد

۴۶۶- الحدیث اقراوٗا القرآن بالحزن فانه نزل بالحزن (للطبرانی)

فائدہ: فیه اصل التواجد اذا لم یکن ریاء بل یکون استجلاباً للخشوع وکون الحزن الاختیاری تواجدًا ظاهر۔

تنزیل الناس منازلهم

۴۶۷- الحدیث اقبلوا ذوی الهیئات عثراتهم الا الحدود (للامام

احمد فی مسندہ)۔ فائدہ: وھذا ھو المشاھد فی ائمۃ الطریق تلزیلاً للناس منازلھم واما المغلوبون من القوم فیسوون بین ذوی الھیئات وغیرھم ویعذرون للغلبۃ وعامۃ الناس یرجحون الاخرین علی الاولین جھلا منھم
التوسط فی المعیشۃ جبیاً وبذلاً
۴۶۸-الحدیث اکبرا متی الذین لم یعطو فیبطروا ولم یقتر علیھم فیسالوا (تخ) والبغوی وابن شاھین عن الجذع الانصاری (ح)
فائدہ: ھذا ھو التعدیل الذی یرشد الیہ المحققون من القوم ویامرون السالک بأن لاینھمکوا فیکسب غیر الموجود بالتجاوز عن حد الضرورۃ ولا یضیعوا الموجود فیتشوشون فیتذللون۔
تحقیق الاکل مرتین فی یوم واحد
۴۶۹-الحدیث اکثر من اکلۃ کل یوم سرف ھب عن عائشہ واوردہ فی کنز العمال ایض برمذھب عن عائشہ وضعفہ وزاد فیھا واللہ لایحب المسرفین و ورد فی الجامع الصغیر فی حرف الکاف من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ کان اذا تغدی لم یتعش واذا تعشی لم یتغد برمز (حل) عن ابی سعید و کتب الی جنبہ علامتہ (صح) لکن الغالب انہ تصحیف لانہ صرح العزیزی فی العبارۃ بأنہ اسناد ضعیف فیقدم الصریح علی الرمز وکان ھذا تحقیقات لثبوت الحدیث واما تحقیق مدلولہ فھو ان بعض اھل لزھد تعلق بظاھر لفظہ وادعی کراھۃ الاکل کل یوم مرتین ولایصح التعلق لاثبوتاً ولا دلالۃ اما الاول فلضعفہ والکراھۃ من الاحکام فلا تثبت بالضعیف وان لم یثبت مایعارضہ فلو ثبت فبالاولی وقد ثبت قولاً وفعلاً اما الاول فیکفیک الحض علی السحور والافطار و یکونان فی قوم واحد واما الثانی ففی جمع الفوائد فی کتاب الزھد بروایۃ الترمذی ما اکل آل محمد اکلتین فی یوم واحد تصریح بأن الاکل مرتین فی یوم واحد لایعاب فی بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف یحکم علیہ بالکراھۃ اما الثانی ای دلالۃ الحدیث علی الکراھۃ فیظھر حالہ بالتامل فی الفاظ الحدیث

فانه عللها بكونه اسرافا والاسراف لايجتمع مع الحاجة والاباحة فيحمل الحديث على ما اذا اكل مرة ثانية من غير جوع كما هو عادة المترفين الخادمين للبطن ياكلون اداءً لحق الوقت كان الوقت سبب لوجوب الاكل كما هو سبب لوجوب الصلوة واما من اكل للحاجة فلا شناعة فيه اصلا حتى ان من احتاج الى اكثر من مرتين لعارض المرض اوالنقاهة لاحرج فى اكثر من مرتين ايض و يحمل حديث اذا تغدى لم يتعش الخ على عدم وجدان الغداء اوالعشاء فى اكثر الاحوال فكان بيانالما كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم من ضيق المعيشة كما روى الشيخان عن عائشة رضى الله عنها قالت لقدمات النبى صلى الله عليه وسلم وماشبع من خبزوزيت فى يوم واحد مرتين لاعلى ترك الغداء اوالعشاء عمداً فتنبه واحذران تقع فى الافراط و التفريط والله اعلم۔

بعض الفوائد المتعلقه بالذكرين الحفنى

۴۷۰-الحديث اكثرواذكر الله حتى يقولوا مجنون (حم ع حب ك هب) عن ابى سعيد(ح)۔

۴۷۱-الحديث اكثرو اذكر الله تعالىٰ يقول المنافقون انكم مراؤن (ص صم) فى الزهد(هب) عن ابى الجوزاء مرسلاً (ض)

فائدہ: مر الحديثان قريباً باختلاف يسير فى الالفاظ احدهما بعد حديث اذا كان فى آخر الزمان والأخر بعد حديث اذا نعس وبينهما الفصل بحديثين وقدمر ما فيهما من الفوائد فلا حاجة الى اعادتهما نعم رايت فى حاشية الحفنى بعض الزوائد وان لم يكن مدلول الحديث لكن له التعلق به فرأيت نقله متمما للفوائد فقال فى الحديث الاول اكثر واذكر الله اى باى نوع كان والاولى لاهل النفوس الامارة لااله الا الله فان لها سراً عجيبا فى التطهيرولذا اختيار ها اولاً اهل الله الملقنون للاذكار فانها كالسيف القاطع ولاسيما عن شيخ وقال فى الحديث الثانى اكثرواذكر الله الخ ولذا كان السلف يلقن بعضهم بعضا الذكر لاخذذلك بالحديث المسلسل

فاذا لقن الشيخ تلميذه اثرت تلك السلسلة وفاض عليه النور منها بقدر اعتقاده فى شيخه وينبغى للذاكر ان يبتدئ بالنفى من جهة يمينه لان الشيطان فيها ويذكر لفظ الله جهة يساره لان القلب جهة يساره فالتحرك فى الذكر وارد عن السلف بخلاف التحرك فى قراءة القران العلم فالاولى تركه اى تقصده خلاف الاولى فان غلب الحال على الشخص فلاباس به وليسن الجهر بالذكر حيث لم يخف رياء ولم يشوش على نائم والاسر فلا يطلق القول وذلك لان الجهر ينشط ولذا قال شخص لشخص يذكر فى المسجد بحضرته صلى الله عليه وسلم ان هذا رياء فقال صلى الله عليه وسلم دعوه فانه مهيم اه قلت ولم ار هذا الحديث فليحقق فقط۔

## فضل العزلة بشرائطها

۴۷۲-الحديث الزم بيتك (طب) عن ابن عمر (ض)

فائدہ: فيه الحض على اعلزلة قال الحفنى وهذا فى حق غير المطهرين من الطالبين للوصول اه قلت و فى حق المطهرين الطالبين لاستعداد الوصول كما اعتزل صلى الله عليه وسلم عن الناس اول حاله و فى حق الواصلين الفارين عن الفتنة اذالم يتعينوا للاصلاح اولم يتوقعوا الاصلاح وحيث لايوجد هذه العوارض فالامر الاصلى هوالمخالطة للافادة والاستفادة كما نطقت به النصوص الكثيرة۔

## حكمة اللهو المباح

۴۷۳-الحديث الهوا والعبوا فانى اكره ان يرىٰ فى دينكم غلظة (هب) عن المطلب بن عبدالله (ض) وفى كنوز الحقائق برمز (ذ) ولفظه اكره ان يكون فى دينكم۔ فائدہ: قال العزيزى فالامر للاباحة اه قلت لكن اذانظرنا الى حكمة هذا الامر من قوله فانى اكره الخ ترجح كونه للندب ولوبالغير و هو ان يرى الناس كون الدين سمحا فيحبب اليهم وهواقوىٰ داع للعامة الى الدين ومن ثم ترى المحققين لايعبون ولاييسرون وييسرون ولايعسرون ويبشرون ولاينفرون ويمزحون تارةً ويشتغلون

بالمباحات اخریٰ ویراعون فی هذا کله الاعتدال الامن غلب علیه حال الهیبة فهو غیر مکلف بهذه المصالح۔

## اختلاف مسالک اهل الله فی الاستدانة وعدمها

۴۷۴-الحدیث الله مع الدائن حتی یقضی دینه (للترمذی)

فائدة: وورد التحذیر فی بعض الاحادیث عن الدین والجمع بینهما ان الدین من غیر ضرورة یحذر عنه وما عن الضرورة مع نیة القضاء جالب لمعیة الحق واهل الطریق مختلفون فیه فمنهم من غلب علیه الحال الاولی فیستدینون توکلا علی الله ویبذلون فی الخیر ویتوسعون فی مفهوم الضرورة ومنهم من غلب علیه الحال الثانیة فیا خذون بجانب الاحتیاط ویتضیقون فی مفهوم الضرورة والاسلم لاهل زماننا هو الطریق الثانی

۴۷۵-الحدیث اما اهل النار الذین هم اهلها الی قوله ولکن ناس اصابتهم النار بذنوبهم فاما تهم اماتة الحدیث قلت مر الحدیث مع بعض فوائده فی هذا الشطر الثالث بلفظ اذا ادخل الله الموحدین۔

## عدم استدلال بتقدیم الشیخ بعضهم علی بعض علی تقدمه رتبة

۴۷۶-الحدیث اما بعد فوالله انی لاعطی الرجل وادع الرجل والذی ادع احب الی من الذی اعطی ولکن اعطی اقواما لما اری فی قلوبهم من الجزع والهلع واکل اقواما الی ما جعل الله فی قلوبهم من الغنی والخیر منهم عمرو بن تغلب (خ) عن عمرو بن تغلب (صح)

فائدة: فیه ان الشیخ اذا قدم احدا فی شیء من العنایة لیس له ان یری تقدمه ولا لغیره ان یشکو الشیخ فان التقدیم قد یکون لمصلحة من دون ان یکون مقدما فی الواقع وفیه ان المدح فی وجه احد انما یذم اذا خیف مفسدة واما اذا امنها فلا محذور فیه کما مدح رسول الله صلی الله علیه وسلم راوی الحدیث واذا کان فیه مصلحة فبالاولی

## خیر الامور اوسطها

۴۷۷-الحدیث امر بین الامرین وخیر الامور اوساطها (هب) عن

عمرو ابن الحرث بلاغا (ض) قلت وبهذا تعلق اهل التحقيق فی التربية وهذه الاوساط اصعب الامور علی الشيخ علما واسهلها وانفعها للطالب عملا۔

رعاية المصلحة حسب حال الطالبين

۴۷۸- الحديث امسك عليك بعض مالك فهو خيرلك و(ق۴) عن كعب من مالك (صح) قلت فيه رعاية حال السالك حيث لم يأذن لكعب بن مالك فی التصديق بجميع ماله ولم ينه ابابكر رضی الله عنه وذلك لعلمه صلی الله عليه وسلم بنورالنبوة انه لا يصبر علی الاضاقة مثل ابی بكر رضی الله عنه وكذلك الشيوخ يختارون لكل ما يرونه مصلحة له بنور فراستهم

القأ الهيبة والمحبة علی اهل الله

۴۷۹-الحديث ان الله تعالی اذا ارادان يخلق خلقا للخلافة مسح يده علی ناصيته فلا تقع عليه عين الا احبته (له) عن ابن عباس(ض)

فائدة: الخليفة من يقوم بسياسة الناس واصلاح معاشهم ومعادهم اما مع الامارةوورد اكثر الاحاديث علی هذاالمعنی واما بدون الامارة كالعلماء والمشائخ وورد القرآن علی هذا المعنی وفسر به قوله تعالی انی جاعل فی الارض خليفة وادخلوا فيه الانبياء ولم يكن بعضهم امراء ويحتمل الحديث كلا المعنيين ومن ثم قال العزيزی فيه يعنی القی عليه المهابة والقبول ليتمكن من انفاذ الا وامر ويطاع وقال ومن لازم محبة الخلق له امتثال او امره وتجنب نواهيه وتمكن هيبة من القلوب اه وقال الحفنی فيه المراد به من اصطفاه الله تعالی وجعله هاد ما للخلق الی قوله فليس المراد ههنا خليفة الامارة كما توهمه بعضهم اه قلت

ترجيح التداوی علی تركه

۴۸۰-الحديث ان الله تعالی انزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولاتداووا بحرام (د) عن ابی الدرداء

فائدة: فيه الحض علی التداوی وهو الغالب من فعله ﷺ فكان هوالسنة وعليه الائمة من اهل الطريق لكن لما كان الا مر للا رشاد جاز

ترکه ولا یلام علیه لاسیما ان کان عن غلبة حال التوکل کما علیه بعض المشائخ وهوا حدی درجات التوکل وهی ترك الاسباب الظنیة و اعلی منها التوکل مع مباشرة الا سباب فان عدم الا عتماد علی الاسباب مع مباشرة الاسباب اعجب منه اذالم یباشر الاسباب لما لا یخفی و قال العزیزی فی قوله لا تداووا بحرام عن العلقمی و قد استدل الا مام احمد بهذا الحدیث وحدیث ان الله لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیها علی انه لا یجوز التداوی بمحرم ولا بشیء فیه محرم کالبان الا تن و للحوم المحرمات والتریاق و الصحیح من مذهبنا جواز التداوی بجمیع النجاسات سوی المسکر لحدیث العرنیین فی الصحیحین ران نشربوا من ابوالها ای الابل للتداوی کما هوظاهر الحدیث وحدیث الباب لا تداووا بحرام ولم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیها محمول علی عدم الحاجة بان یکون هناك دواء غیر یغنی عنه ویقوم مقامه من الطاهر ان قال البیهقی هذان حدیثان ان صحا محمولان علی النهی عن التداوی بالحرام من غیر ضرورة لیجمع بینهما و بین حدیث العرنیین اه قلت ای ان لم یکن منسوخا فی هذا الجزو کما هو منسوخ فی الجزء الاخر یعنی المثلة اجماعا ووافق هذا القول المتاخرون من الحنفیة واما المتقدمون منهم فذهبوا الی ما ذهب الیه احمد رحمه الله تعالی والله تعالی اعلم

## علاج الوسوسة باستحضار العفو عنها

۳۸۱-الحدیث ان الله تعالی تجاوز لامتی عما حدثت به انفسها ما لم تتکلم به او تعمل به (ق۴)

عن ابی هریرة (طب) عن عمران بن حصین (صح) قال العزیزی و فی روایة اخری ما وسوست به صدورها قال الحفنی ان المراتب خمسة هاجس وخاطر وحدیث نفس و هم وعزم فالشیء اذاوقع فی القلب ابتداء ولم یجل فی النفس سمی هاجسا فاذا کان موفقا و دفعه من اول الا مرلا یحتج الی المراتب التی بعده فاذا جال ای تردد فی نفسه بعد و قوعه ابتداء

ولم يتحدث بفعل ولا عدمه سمي خاطرا فاذاحدثته نفسه بأن يفعل به اولايفعل على احدسواء من غير ترجيح لاحدهما على الآخر سمي حديث نفس فهذه الثلاثة لاعقاب عليها ان كانت في الشر ولا ثواب عليها ان كانت في الخير فاذا فعل ذالك عوقب او اثيب على الفعل لا على الهاجس والخاطر وحديث النفس فاذا احدثته نفسه بالفعل وعدمه مع ترجيح الفعل لكن ليس ترجيحاً قوياً بل هومرجوح كالوهم سمي هما فهذا يثاب عليه ان كان في الخير ولا يعاقب عليه ان كان في الشر كما في الحديث فاذا قوي ترجح الفعل حتى صار جازماً مصمماً لايقدر على الترك سمي عزماً فهذا يثاب عليه ان كان في الخير و يعاقب عليه ان كان في الشر قلت والوسوسة عام لجميع المراتب الثلثة الهاجس و الخاطر و حديث النفس فجميع اقسامها غير موا خذ به وعدم المواخذة على حديث النفس بالحديث الصحيح وعلى الباقيين بالاولى لانه اذا رتفع حديث النفس ارتفع ما قبله بالاولى وان خالجك ان الحكم بارتفاع حديث النفس بالحديث يتوقف على كون المراد في الحديث ما اصطلحتم عليه فما الدليل عليه فارخه بأن هذا الاصطلاح عين اللغة و النصوص محمولة على اللغة مالم يطراء عليها اصطلاح شرعي ولم يطراء فيحمل على اللغة هو ما ذكرنا فافهم و السر في عدم المواخذة على الهاجس لانه ليس من فعله وانما هوشئي ورد عليه لا قدرةله عليه ولا صنع والخاطر الذي بعده وان كان قادرا على دفعه بصرف الهاجس اول وروده لكنه لما كان دون حديث النفس وهومر فوع بالحديث كان مرفوعاً بالاولى كما ذكرا نفاً و بهذا انحل اشكال عويص و هوان الكليات الشرعية و القواعد العقلية تقتضي المؤاخذة على الاختياري و عدم المؤاخذة على غير الاختياري فاختصاص الامة المرحومة من بين الامم ان كان باعتبار غير الاختياري من المراتب المذكورة يلزم تكليف الامم السابقة بغير الاختياري وهوينا في الكليات الشرعية وان كان باعتبار الاختياري فما الفرق بين اختياري و

اختیاری حیث یوا خذ علی حدیث النفس مع اشترا کهما فی کو نهما اختیار یتن وجه الا نحلال ان الا ختصاص باعتبار الا ختیاری والفرق بین العزم و بین الخاطر وحدیث النفس ان الخاطر و کذا حدیث النفس وان کان دفعه اختیار یأنکته یحتاج الی قصد الدفع و کثیرًا ما یقع الذهول عن هذا القصد فیجر الاول الی الثانی والثالث فالمواخذة علیه لا ینا فی الکلیات الشرعیة لکن الرحمة الا لهیه قد خصت هذه الا مة بالعفو عنه کو ضع الا صر وا لا غلال التی کانت علی السابقین عن هٰذه الامةفهٰذه طرتبة اختیاریة لکن فیها شدة فکانت فردًا للا صروالا غلال واما العزم فلا ینجر الها جس الیه کذالك و انما یحدث بقصد مستقل فهذا هو الفرق بین حدیث النفس و العزم فمدار العفو هو الافضا ی للذهول ومدار المؤاخذة هو العزم المستقل فلوحدث نفسه بالمعصیة بعزم مستقل وان لم یعزم تلك المعصیة کاالالتذاذ بصورة الاجنبیة قصدًا فالظاهر انه یواخذ علیه وهذاالالتذاذ داخل عندی فی عموم حدیث والنفس تمنی و تشتهی و فی روایة والقلب یهوی ویتمنّی روی الا ول الشیخان والثانی مسلم واستحضار هذا الحدیث علاج عظیم للوساوس یزادله المشائخ ولبعض الا کابر ههنا کلام غیر هذا لکن لا یختلف اصل المقصود۔

ویلقب بیان هذا الحدیث بالحصحصة فی حکم الوسوسة

کون الطاعات مرغوبة طبعًا

۴۸۲-الحدیث ان الله تعالی جعل لکل نبی شهوة وان شهوتی فی قیام هذا اللیل اذا قمت فلا یصلین احد خلفی (الحدیث طب) عن ابن عباس (ض)

فائدة: قلت اکثر ما یستعمل الشهوة فی الرغبة الطبعیة فدل الحدیث ان کون الطاعات مرغوبة طبعًا حالة محمودة وان کفت الرغبة العقلیة اما قوله اذا قمت فلا لیصلین احد خلفی یحتمل وجوهًا احدها ما نقل العزیزی عن المنادی ای فان التهجد واجب علی دونکم وهذا کان اولاً ثم نسخ وزاد الحفنی ثم نسخ بقضیة عبدالله بن عباس رضی الله عنه حین صلی

علقه صلى الله عليه وسلم بالليل انتهى وهذا الوجه يتضمن وجهين احدهما تعليل النهى باختصاص وجوب التهجد به صلى الله عليه وسلم فيتقيد النهى باعتقاد الوجوب اى لا يصلى احد علقى باعتقاد الوجوب ثم بقاء الوجوب عليه صلى الله عليه وسلم مختلف فيه بين العلماء والامر الثانى نسخ هذا النهى بقضية عبدالله وهذا لايصح لان النهى بهذا الاعتقاد باق نعم وحمل النهى على الاطلاق لكان للنسخ وجه ولعل مبنى هذا النهى على هذا الوجه كراهة الجماعة فى النفل لان الاذن قديفضى الى اجتماع الاربعة وهو مكروه والوجه الثالث وهو ذوقى ان علة النهى هو تشويش الخاطر فى وقت يطلب فيه الجماع فان الخلوة لها احكام غير احكام الاجتماع فدل الحديث على هذا الوجه على ان لايدخل احد على احد فى وقت قصد فيه الخلوة فيثقل عليه ولايعارض هذا النهى قضية عبدالله فان المازون مستثنئ من هذا النهى سواء كان الاذن باللسان او بالقرائن بان يكون بين الرجلين مباسطة وقصدى من ايراد الحديث ههنا هو الوجه الاخير فانه من مسائل الفن وحاصله اهتمام التحرز عن التشويش والايذاء بابلغ وجوه وادقها وهذا كالطبعى للقوم يعتنون به اشد اعتناء والدليل الكلى لامثال هذه الرعايات هو قوله عليه الصلوة و السلام المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده.

## تحقيق مسئلة الاستعداد

۴۸۳-الحديث (ولقب بيانه بالارشاد الى مسئلة الاستعداد) ان الله تعالىٰ خلق خلقه فى ظلمة فالقىٰ عليهم من نوره فمن اصابه من ذالك النور يومئذ اهتدىٰ و من اخطائه ضل رحم تك) عن ابن عمر (صح) قال الحفنى و فى رواية فرش اى اطرح و رمى عليهم من نوره اى نوره فمن زائدة فى الاثبات او بيانيه اى شيئا هو نوره او تبعيضية اى بعض نوره فى المشكوة زيادة و هى فلذلك اقول جف القلم على علم الله رواه احمد والترمذى قلت دلت هذه الزيادة ان القاء النور كان فى درجة كتابة المقادير وكان الخلق

سابقاعليه كما هو مقتضى الفاء وقدروى مسلم كما فى المشكوة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الله مقاد ير الخلائق قبل ان يخلق السموات والارض بخمسين الف سنة قال وكان عرشه على الماء فكان هذا الخلق فى مرتبة لم تكن فيه السموات والارض فكان قبل خلق أدم بكثير لان خلقه بعد السمٰوت ولارض كما روى مسلم مرفوعاً فى حديث طويل بعد ذكر خلق الارض وما فيها وخلق أدم بعد العصر يوم الجمعة فى أخر الخلق و أخر ساعة من النهار فيما بين العصر الى الليل الحديث و كان خلق السموات والارض فى ايام متصلة فكان خلق أدم بعد السموات والارض فكان حمل هذا الخلق على خلق الذر المستخرج من صلب آدم و حمل القاء النور على نصب الشواهد والحجج و انزال الايات التى هى بعد خلق ادم بكثير وكذا حمل الظلمة على ظلمة النفس الامارة بالسوء المجبولة بالشهوات الردية والاهواء المضلة التى هى بعد خلق بنى أدم فى الارض بعيد كل البعد (خبر لقوله فكان حمل هذا الخلق) وان ذهبت الى امثال هذا الحمل جماعة من المحشين والشراح وكذا يبعد القول بعموم الشهوات الرديئة والاهواء المضلة للانبياء عليهم السلام فى بدوفطرتهم ثم ازالتها بعد كيف و قد قال رسول الله صلى الله عليه وسليم مامن مولود الايولد على الفطرة فأبواه يهودانه اوينصرانه او يمجسانه متفق عليه فاذاكان العوام فى بدو الفطرة منزهين عن هذه القاذورات فكيف بالانبياء عليهم السلام فالاقرب فى تفسير هذا الحديث عندى ذوقاً ان يقال ان هذا النور هوالاستعداد للهداية والقاء النور هواعطاء هذا الاستعداد وهذه الاصابة بالارادة والاختيار منه تعالىٰ رحمة وكذا هذا الخطاء المفسر بعدم الاصابة بالارادةوالاختيار منه تعالىٰ حكمة ولا يسئل عن علة هذه الرحمة وهذا الحكمة لانه سوال عن القدرولم يوذن فيه فكان معنى الحديث ان الله تعالىٰ خلق خلقه اى المكلفين خالين عن هذا الاستعداد ثم افاض على من شاء منهم ذلك

الاستعداد رحمة ولم يفض على من شاء منهم حكمة فاهتدى بعضهم بوجود ذلك الاستعداد و ضل بعضهم بفقد هذا الاستعداد ثم هذا الفقد على قسمين الخلو عن ذلك الاستعداد مع الخلو عن ضده و تلك حالة من لم تبلغه الدعوة فكانوا معذورين و ان كانو ضالين بمعنى عدم الاهتداء و الثانى الخلو عن ذالك الاستعداد والاتصاف بضده و تلك حالة من بلغته الدعوة ولم يقبل وهم ضالون ضلالا يعذبون عليه فدل الحديث على كون الاستعداد مجعولا و كون البارى تعالى مختار الى اعطاءه وضعه و قدزل ههنا بعض وضل حيث حكموا بكون الاستعداد غير مجعول و كونه تعالى غير مختار فى ضد مقتضاه وانما قالو بذالك هرباً عن لزوم اشكال جبر البارى تعالى للعبد بان ماصدر عن العبد وان كان يخلقه تعالى لكنه خلق ماخلق لاجبراً بل لا قتضاء استعداده وكان ممتنعاً بتبديله لقدمه و كذا كان ممتنعاً خلق ماخالف ذالك الاستعداد الان القوة شر للفعلية اه قلت واختلط عليهم هذا الاستعداد بالا ستعداد بمعنى الامكان الذاتى و هو قديم و غير مجعول ولا محذور فى كونه غير مجعول لانه امر عدمى محض لايقبل الجعل ولايزول هذا الامكان ابداً عن الممكن لان الامكان لايكون الا ذاتيا ولا يكون بالغير لانه لو كان بالغير لزم ان يكون واجبا فى ذاته او ممتنعا بذاته فيلزم انقلاب الحقائق و هو محال واذا كان ذاتياً لا ينفك عن الممكن ابداً الافى وجوده ولا فى عدمه فهوازلى ابدى لكنه لما لم يكن وجوديا لايلزم المحذور اذالمحذور ازلية شى موجود لاشى معدوم لان الاعدام كلها ازلية فهذا حكم الاستعداد بمعنى الامكان واختلط عليهم و مع ذالك لم يتخلصوا عن الاشكال بل لزمهم اصعب من ذالك لانهم هربوا عن كون البارى تعالى جابراً ولزمهم كونه تعالى مجبوراً غير مختار لايقدر ان يخالف مقتضى الاستعداد و هل هذا الا هرباً عن المطر ووقوفاً تحت الميزاب فتفكرو تذ كرو تدبر و تبصر وتشكر

## الجرأة او الحزم فى الدين

٣٨٤- الحديث ان الله تعالىٰ مع الدئن حتىٰ يقضى دينه مالم يكن

دینه فیما یکره الله تعالیٰ ولم ك ك) عن عبدالله بن جعفر (صح)

فائدہ: هذا اصل لما علیه بعض اهل الطریق لایبالون بالدین فی الخیر ولو غیر واجب و بعضهم یاخذون بجانب الحزم فی ذالك نظراً الی الوعید فیه والاولون یحملون الوعید علی المکروه شرعاً والآخرون یحملون الفضل علی مالا بد منه ولکل وجهة هو مولیها۔

ذم الصوفی المرائی

۴۸۵- الحدیث ان الارض لتعج الی الله تعالیٰ من الذین یلبسون الصوف ریاءً (فر) عن ابن عباس (ض)۔ فائدہ: فیه ذم للصوفیة المرائین ولنعم ماقیل فی مثل الملبس للریائی

نقد صوفی نه همه صافی و بے غش باشد
اے بسا خرقه که مستوجب آتش باشد

اتباع اقتضاء الوقت

۴۸۶- الحدیث ان العبد اخذ عن الله تعالیٰ ادباً حسناً اذا وسع علیه وسع واذا امسه امسك (حل) عن ابن عمر (ض)

فائدہ: فیه فضل لمن یتبع اقتضاء الوقت ویسمی بابن الوقت فی احد الاصطلاحین وامثال هذه الرعایة کثیرة فی الصوفیة و فی مثل ذالك قیل

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق
نیست فردا گفتن از شرط طریق

ادب الوعظ لمعین

۴۸۷- الحدیث ان احدکم مراٰة اخیه فاذا راٰی به اذًی فلیمطه عنه

فائدہ: فی هذا التشبیه ادب النهی عن المنکر لشخص معین بأن یطلعه علی عیبه ولا یطلع علیه غیره کما ان شان المراٰة هذا بعینه

سر اهتمام القوم بتکمیل اهلیهم

۴۸۸- الحدیث ان دین الله لن ینصره الا من حاطه من جمیع جوانبه۔ (للحاکم) یعنی من کان فی دینه نقص و لو من وجه لم یوفق لنصرة دین الله

وهذا بيان لاصل سنة الله فلا ينافى ما ورد ان الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر فانه نادر لعارض و ليست منه مستمرة و من ثم ترى القوم يهتمون لمن تشبث بهم ان يكمل دينهم فلا يرون فيهم شيئاً تخل بالكمال الايواخلون عليه فيحسبهم الجاهل غلاظا شداداً وحاشاهم عن ذلك۔

## عدم الاعتداد بالعلم دون العمل

٤٨٩- الحديث ان الشيطان ربما سبقكم بالعلم (من الكنوزين مرخ لكنه ليس للبخارى قطعا فلعله يكون خر للخرائطى)

فائدة: فيه ان لا يغتر المرء بعلمه فان اصل الامر هو العمل و انما العلم مقدمة له و محض المقدمة بدون المقصود ليس بشئ و كون الشيطان سابقاً بالعلم فى بعض الاوقات كما هو المدلول النقلى كذلك هو المدلول العقلى ايضا فانه يلبس على العلماء كثيرا فى العلوم كما هو شاهد فى المبتدعين ولا يقدر احد على التلبيس فى شئ حتى يكون الملبس اعلم ممن يلبس عليه۔

## رد الهدية بالعذر

٤٩٠- الحديث ان فلاناً اهدى الى ناقة فعوضته منها ست بكرات فظل ساخطاً لقد هممت ان لا اقبل هدية الا من قرشى او انصارى اوثقفى اودوسى (حم ت) عن ابى هريرة (صح)۔ فائدة: دل على جواز رد الهدية بعذر صحيح كما عزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على عدم قبولها ممن يهدى لطلب الجزاء ويسخط بالجزاء القليل و تخصيص هذه القبائل لاتصافهم بمكارم الاخلاق و شرف النفس و طيب العنصر اذا اهدى احدهم اهداها عن سماحة نفس لا للحصر فيلحق بهم من سواهم ممن اتصف بشرف النفس فلا تدافع بينه وبين ما ورد من انه قبل من غيرهم۔

## ذم من يبخل عن افادة الناس

٤٩١- الحديث ان الله تعالى عباداً يختصهم بالنعم لمنافع العباد ويقرها فيهم ما بذلوها فاذا منعوها نزعها منهم فحولها الى غيرهم ابن ابى الدنيا فى قضاء الحوائج (طب حل) عن ابن عمر (ح)

فائدة: الحديث ناع على من يبخل بما اتاهم الله من فضله مالا كان اولما ظاهرا كان اوباطنا ويحسبون ان الكمالات كانها مملوكة لهم ولا يخافون الله ان يذهب بالذى اتاهم واما منع شئ من غير اهله فليس من البخل فى شئ۔

## عدم حجية الكشف والالهام مع صحتهما

۴۹۲- الحديث ان الله تعالىٰ عبادًا يعرفون الناس بالتوسم الحكيم والبزار عن انس (ح) قال العزيزى عن التقريب توسمت فيه الخير تفرست قال الحفنى اى يدركون الناس اى بواطنهم بالتوسم اى بالكشف والالهام وهذه فراسة المومن فى خبر اتقوا فراسة المومن اه۔

فائدة: فيه اثبات لصحة بعض الالهام والكشف وقد صح ممن لا يحصى من الصلحاء والاولياء صحة لا يكون مع شئ من التلبيس لكن مع هذا ليس حجة شرعية ونظيره من الاحكام المشهورة ان من راى هلال شوال لتسع وعشرين من رمضان فى الغيم ولم تقبل شهادته لكونه واحد افرويته وان كانت صحيحة خالية عن الالتباس قطعاً لكن ليس حجة حتى للرائى نفسه حيث يجب عليه ان يصوم غداً كسائر الناس فالصحة لايستلزم الحجية فاياك والتفريط حيث تنكر صحتهما والافراط حيث تحتج بهما كمازل البعض حيث حكموا بحجية الكشف والالهام لكن لصاحبهما وقد عرفت ماهو الحق فيه قل من نبه على هذا الفرق۔

## التنعم لاينافى الولاية

۴۹۳- الحديث ان الله عباداً يضن بهم عن القتل ويطيل اعمارهم فى حسن العمل ويحسن ارزاقهم ويحييهم فى عافية ويقبض ارواحهم فى عافية على الفرش فيعطيهم منازل الشهداء (طب) عن ابن مسعود (ض) و بطريق اخر عن ابن عمر نحو وزاد اولئك الذين تمر عليهم الفتن كقطع الليل المظلم وهم منها فى عافية (طب حل) قال العزيزى للطريق الثانى حديث حسن۔

فائدة: فيه ان تسليط ابلاء ليس من لوازم الولاية و ماوردان اشد الناس بلاء الانبياء الحديث فوجه الجمع اما حمله على الاكثر و حمل حديث

المان على الاقل و اما حمله على الاعم من المعنوى و الحسى و حمل حديث المان على الحسى فلقد ثبت عن بعض الاولياء انهم عاشوا الى احسن تنعم وماتوا فى راحة وبعضهم عاشوا فى لام واسقام وماتوا فى غربة و كربة والكل رحمة وحكمة

الحركة للقادم

٤٩٤- الحديث ان للمسلم حقا اذا راه اخوه ان يتزحزح له (هب) عن والثلة ان الخطاب (ض). فائدة: وهذا كالاخلاق الازمة للقوم كما هو مشاهد

التلقيب لمن دخل فى الطريق

٤٩٥- الحديث ان لكل امة اميناً وان امين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح (خ) عن انس (صح)

٤٩٦- الحديث ان لكل امة حكيما وحكيم هذه الامة ابو الدرداء (ابن عساكر عن جبير ابن نفير مرسلا (ض). فائدة: دل الحديثان على استحسان التلقيب الحسن لمن هو اهله و قد شرهد فى عادات بعض المشائخ.

التعريض لمصلحة التربية

٤٩٧- الحديث (ولقب بيانه بالتحريض على صالح التعريض ان مثل الذى يعود فى عطيته كمثل الكلب اكل حتىٰ اذا شبع قاء ثم عاد فى قيئه فاكله (ة) عن ابى هريرة (ح)

فائدة: اعلم ان الحديث محمول عند الحنفية على الاستقباح لا على التحريم كما فى الهداية وهذا الاستقباح عند بعضهم كراهة التنزيه و عند بعضهم كراهة التحريم كذا فى الدر المختار و عند غيرهم للتحريم والحديث بظاهره يدل على التحريم لان العود فى القى حرام لكن اذا نظر الى الا كل وهو الكلب يدل على عدم التحريم لان فعل الكلب لا يوصف بالتحريم و على تفسير الحنفية يدل الحديث على مسئلة مهمة عملية يستعملها المحققون من الصوفية فى تربية اصحابهم و هى انهم قد يتكلمون فى مخاطبات اصحابهم بعبارة هى موضوعة لحقيقة لكنها موهمة لحقيقة اخرى هى غير مدلولة و يريدون ايهام المخاطب لهذه

الحقيقة الاخرى لمصلحة راجعة الى المخاطب و من شرطها كون هذه المصلحة بحيث لواريد تحصيلها بطريقها الظاهر لساغ له لكن ذلك الطريق كان صعبا عليه وهذا الطريق الموهم سهل عليه و من امثلة هذه المسئلة جواب استاذى مولانا محمد يعقوب رحمة الله تعالى لبعض الذاكرين شكا اليه رحمه الله عدم المداومة على الذكر فرٔى فيه اثار العجز عن المداومة ورای انه لا يرضى بالعمل الغير الدائم وانه لولم يتيسر له المداومة لترك العمل بالكليته فاجاب رحمه الله تعالى ان العمل تارة و تركه اخرى نوع من المداومة ايضا فانه مداومة على مجموع العمل والترك فحصل له نشاط من هذا الجواب و لم يترك العمل راساً ثم ببركة هذا النشاط وهذا العمل حصل له المداومة المطلوبة فقوله ان العمل تارة و تركه اخرى نوع من المداومة اوهم المخاطب ان هذه مداومة مطلوبة ولم يكن مرادًاله رح لان المداومة المطلوبة هى التى لايكون معه ترك الانادراً فلواجاب بان العمل تارة و تركه اخرى و ان لم يكن مداومة لكن لاينبغى تركه بالكلية وهويكون سببا للمداومة المطلوبة ان شاءالله تعالى لصعب عليه العمل بهذا الجواب فلهذه المصلحة اختار رح هذا الطريق و به سهل عليه العمل ثم و فق للمداومة عليه وجه دلالة الحديث عليه ظاهر على مسئلك الحنفية فان قول صلى الله عليه وسلم كمثل الكلب يعود فى قيئه اوهم المخاطب بحرمة و مراده صلى الله عليه وسلم الاستقباح فقط فلوصرح صلى الله عليه وسلم بعدم تحريمه لكان ترك العود اصعب وبعدم التصريح به سهل اما تحقق الشرط المذكور فى قولى ومن شرطها كون هذه المصلحة بحيث لواريد تحصيلها بطريقها الظاهر لساغ له ذلك الخ فبيانه انه صلى اللهعليه وسلم لو نهى عن العود فى الهبة بدون هذا التمثيل مع كونه مباحا فى نفسه لساغ له كما يدل عليه قوله تعالى و ماكان لمؤمن ولامومنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امر هم حيث ان اباء زينب عن نكاح زيد كان مباحا فى نفسه

لكنه صلى الله عليه وسلم لما امر بالنكاح و نهى عن الاباء و جب عليها اطاعة فى هذا المباح و كان هذا فى حكم جزئى اما وجوب مثل هذا المباح فى حكم كلى فيوهذ على قول بعض العلماء من قوله صلى الله عليه وسلم لمن سال عن الحج الى كل عام لو قلت نعم لوجب قال النووى فيه دليل للمذهب الصحيح انه صلى الله عليه وسلم كان له ان يجتهد فى الاحكام و لا يشترط فى حكمه ان يكون بوحى اه فثبت انه جازله صلى الله عليه وسلم ايجاب مباح اوتحريم مباح لامته برايه ثم بقاء حكم هذا الاجتهاد اونسخه فامر اخرو قال الشو كانى فى باب وجوب الحج تحت قوله عليه السلام لو قلت نعم لوجب استدل به على ان النبى صلى الله عليه وسلم مفوض الى الاحكام و فى ذلك خلاف مبسوط فى الاصول اه و هذا اقوى دلالة على ماقلناه فى انه جاذله صلى الله عليه وسلم تشريع حكم عام فتحقق الشرط باتم و جه واوضحه ولا يضر الاختلاف فى امثاله ولو ضفر لضر الدليل الخاص وغاية انتفاء الدليل الخاص ولا يستلزم انتفاء ه انتفاء المدلول لا مكان ثبوته بدليل اخر كحديث مسلم الأتى فهنا وهوالصق بغرضنا لان غرضنا هوالاستدلال على طريق الاصلاح الخاص لاالتشريع العام الذى كان فى حديث الهبة ويكفى بهذا الغرض حديث مسلم كما ستعلم و هوماقى قولى و فى الباب حديث آخر اصرح فى الدلالة من حديث المتن وهوماقى صحيح مسلم باب صحة الاقرار بالقتل الى قوله استحباب طلب العفومنه عن وائل فى قصة تمكين رسول الله صلى الله عليه وسلم ولى القتيل من القصاص انه لما ولى قال صلى الله عليه وسلم ان قتله فهو مثله و فى طريق اخرى له عن وائل قال صلى الله عليه وسلم القاتل والمقتول فى النار اه اراد صلى الله عليه وسلم طلب العفو عنه لمصلحة يحتمل وجوهاً وهومما لو امره به صريحا لوجب عليه لكن لم يأمره بصريح اللفظ كيلا يأثم ان لم يمتثل فعرض صلى الله عليه وسلم بقول فهم منه المخاطب مايرده صلى الله عليه وسلم فان المعنى المراد له صلى

الله عليه وسلم مطلق المماثلة فعلاً حكماً و دخول بعض القاتل النار لا خصوص هذا القاتل الذى يقتل الظالم قصاصا ويتا يد الاستدلال لى بالحديث على المسئلة التصوفية بما قال النووى فى شرح الحديث و ان كان ماقاله مجملا و ماقلمته مفصلا ونصه وانما قال النبى صلى الله عليه وسلم ما قال بهذا اللفظ الذى هو صادق فيه والايهام مقصود صحيح وهوان الولى ربما خاف فعفا والعفو مصلحة للولى والمقتول فى دينهما و فيه مصلحة للجانى وهوانقاؤه من القتل فلما كان العفو مصلحة توصل اليه بالتعريض وقد قال الضمرى وغيره۔

من علماء اصحابنا و غيرهم يستحب للمفتى اذارای مصلحة فى التعريض للمستفتى ان يعرض تعريضا يحصل به المقصود مع انه صادق فيه الى قوله كمن يسئال عن الغيبة فى الصوم هل يفطر بها فيقول جاء فى الحديث الغيبة تفطر الصائم ويتا يد ماقلت من انه لوامرة صلى الله عليه وسلم بالعفو صريحاً لوجب عليه بما حكى مسلم عن اسماعيل بن سالم راوى حديث القاتل و المقتول فى النار قال فذ كرت ذالك لحبيب بن ابى ثابت فقال حدثنى ابن اشوع ان النبى صلى الله عليه وسلم انما ساله ان يعفوعنه فابى اھ قلت لعل مراد ابن اشوع ابداء احتمال يصح الحكم بدخول النار بالقتل فعلم انه لوامرة لوجب عليه استثال امرہ صلى الله عليه وسلم فثبت جميع ماقلنا باقوال علماء الظاهر ايضًا و بهذاالاصل يرتفع جميع ما اشكل على قوله صلى الله عليه وسلم فى عبدالله بن ابى حين قام صلى الله عليه وسلم ليصلى عليه فقام عمر فقال تصلى على ابن ابى و قدقال يوم كذا كذا او كذا فقال صلى الله عليه وسلم انى خيرت فاخترت و فى رواية قال سازيده على سبعين والاشكال فيه من وجهين احدهما ان قوله تعالى استغفرلهم اولاتستغفرلهم للتسوية لا للتخيير و ثانيهما ان قوله تعالى سبعين مرة محمول على المبالغة فلامفهوم لهذا العدد و تحير فى الجواب عنهما العلماء قديماً وحديثاً واسهل الوجه فى الحديث على ماقاله

استاذی مولانا محمد یعقوب رح بناء علی الاصل المذکور قصدہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلتمسک بمحض الالفاظ من غیر التفات الی المراد بھا کما قصد صلی اللہ علیہ وسلم فی ماسبق من حدیث الھبة وحدیث القصاص ان یتمسک المخاطب بمحض الالفاظ من غیر التفات الی المراد بھا و کان الفعل جائزًا فی نفسہ لعدم ورود النھی الصریح عن الصلوۃ والاستغفار وان کان عبثا فی نفسہ من الاصل لکنہ لما اراد صلی اللہ علیہ وسلم بعض الحکمة مانقلہ فی حاشیة البخاری عن الکتب المختلفة بمانصہ ولکنہ خیل بماقال اظہار الغایة رحمتہ ورافتہ علی من بعث الیہ وروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و مایغنی عنہ قمیصی وصلوتی من اللہ واللہ انی کنت ارجوان یسلم بہ الف من قومہ وروی انہ اسلم الف من قومہ لمارأوہ یتبرک بقمیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھ وھذہ الروایات وان لم ارھا منقولة لکنھا لیست بأدون من ابداء احتمال قصدہ صلی اللہ علیہ وسلم امثال ھذہ الحکم التی منھا ماقالہ استاذی مولانا محمد یعقوب من انہ بین صلی اللہ علیہ وسلم بھذا الفعل ان التبرکات لا تغنی عن احد شیئاً اذالم یکن مؤمناً واللہ اعلم، واری ان القب تقریر ھذہ المسئلة بالتحریض علی صالح التعریض۔

النظافة والتجمل لاکرام غیرہ من غیرة

٣٩٨- الحدیث انکم قادمون علیٰ اخوانکم فاصلحو ارحالکم واصلحوالباسکم حتیٰ تکونوا کانکم شامة فی الناس فان اللہ لا یحب الفحش ولا التفحش (حم ك ھب) عن سھل بن الحنظلیة (صح)

فائدہ: دل علی ندب تحسین الھیئة والمحافظة علی النظافة ماامکن ولہ وجھان احدھما کونہ مقصوداً فی نفسہ لکونہ محبوباللہ تعالیٰ کماوردان اللہ نظیف یحب النظافة وان اللہ جمیل یحب الجمال وثانیھما اکرام من یقدم علیہ وفی الحدیث اشارۃ الی الامرین الی الاول فی قولہ فان اللہ لا یحب الفحش والی الثانی فی قولہ انکم قادمون علیٰ اخوانکم ویجوز فی الثانی شیٔ من زیادۃ علی الاول اما اذاکان لوجہ فاسدمن التیہ والبطر

لمذموم لنصوص كثيرة و من ثم قال الحفنى فى الحديث ان كانت نفسه مطهرة فان كان ممن يعجب بذالك ويتكبر تركه وداوىٰ نفسه بالتقشف حتى يؤدبها اه وقوله عليه السلام حتىٰ تكونوا كانكم شامة فى الناس لايرادبه ثوب الشهرة الذى وردفيه الوعيد بل يراد به ثوب نظيف يمتاز به عن المتدنسين من الناس و هم المراد بالناس والقرينة عليه انه علل به الامر بمطلق الاصلاح فتعين ان المراد من لم يصلح لباسهم فاعرف ذالك۔

## حكمة بعض النقص فى الاحوال

٤٩٩-الحديث انما الامل رحمة من الله تعالىٰ لامتى لو لاالا مل ما ارضعت ام ولدًا ولاغرس غارس شجراً (خط) عن انس (ض)

فائدة: فيه حكمة بعض الكونيات المباحة المرجوحة ذاتاً الراجحة اثراً وفيه تسلية للسالك اذا اغتم بنقصه فى بعض الاعمال اوالاحوال ببيان حكمته التى يتوقف عليها كثير من الاحكام الشرعية فان الارضاع واجب عينا و كذا الزرع الذى اشير اليه فى الغرس واجب على الكفاية و ما ورد فى ذم الامل فالمراد به طرله كما قال المناوى مدح اصله لاينافى ذم الاسترسال فيه اه اى الاستغراق فى الامل و ترك الأخرة بالمرة۔

## العذر لمن فسد اعماله الظاهرة

٥٠٠-الحديث انما الاعمال كالوعاء اذا طاب اسفله طاب اعلاه واذا فسد اسفله فسد اعلاه (ه) عن معاوية (ض)

فائدة: فيه رد على الصوفى الجاهل فى قوله انه يكفى صلاح الباطن وان فسد الظاهر فنبه الحديث على ان صلاح الباطن لا ينفك عنه صلاح الظاهر و كيف يعقل ان المرء يحب احدا من صميم قلبه ثم يشتمه بلسانه او يضربه بيده فالذى يترك الصلوة عمداً اويزنى اويشرب الخمر او يستخف بالشرع يمتنع ان يكون فى قلبه حب الله و عظمته و فى ذلك قال الرومى

گرانا رے ‌ مجری خندان بخر
تادہد خندہ اش زدانہ اوخبر

نامبارک خندہ آں لب بود
کہ زخندہ اہواد دل نمود

یرید رحمہ اللہ ان الاعمال الظاہرۃ الصالحۃ والسیئۃ ہی امارات اصلاح الباطن اوفسادہ ومن فروع المسئلۃ انک اذا رایت شیخا ظاہرہ یخالف الشرع فایاک وایاہ۔

علم لزوم الاستغراق لکمال الصلوۃ

۵۰۱-الحدیث انی لادخل فی الصلوٰۃ وانا ارید ان اطیلھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلاتی مما اعلم من شدۃ وجد امہ ببکائہ (حم ق ۃ عن انس (صح)

فائدۃ: فیہ تصریح بأن الاستغراق لیس من لوازم کمال الصلوٰۃ فان صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لاشک فی کمالھا ومع ذلک کان یسمع البکاء وھو غیر مسموع فی الاستغراق۔

بعض علامات الولایۃ

۵۰۲-الحدیث اولیاء اللہ تعالٰی الذین اذاروٗا ذکر اللہ تعالٰی الحکیم عن ابن عباس (ض)۔ فائدۃ: الحدیث احدی علامات الاولیاء وھذا مشاھد فی الاولیاء ولھم علامات اخری یستدل بمجموعھا علی ولایتھم وصلاحیتھم للاقتباس منھم۔

ضرر الغلو فی الدین

۵۰۳-الحدیث ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من کان قبلکم بالغلو فی الدین (حم ن ہ ک) عن ابن عباس (صح)

فائدۃ: فیہ ما علیہ المحققون من رعایۃ الاعتدال فی کل شیئ من العبادات والعادات وھو مما یرجی الدوام علیہ المطلوب فی الدین و اما الغلو فمما یورث الملال والکلال و ھو یفضی احیاناً الی ترک الاعمال فالغلو تکثیر للعمل حالاً و تقلیلہ مالاً وھو معنی خیر الامور اوساطھا وورد عین ھذا اللفظ فی کنوز الحقائق عن سمعان۔

اھمیۃ العمل من العلم

۵۰۴-الحدیث ایھا الامۃ انی لا اخاف علیکم فیما لاتعلمون ولکن

تنظر و كيف تعملون فيما تعلمون (حل) عن ابي هريرة (ض)

فائدة: فيه ما عليه القوم من الاعتناء بالعمل اشد منهم بالعلم.

## المعالجة الرذائل بالاعمال

۵۰۶-الحديث الايمان بالقدر يذهب الهم والحزن (ك) في تاريخه و تقضاعي عن ابي هريرة (ض). فائدة: فيه علاج امراض النفسانية بالتدبيرات الشرعية وهو كالعادات الشائعة في القوم و يقاس سائر الاعمال الشرعية على الايمان بالقدر وسائر العوائل على الهم والحزن.

## حصه چهارم ... حرف الباء

### مضر بودن شهرت مبتدی را نه منتهی را

۵۰۶-الحديث بحسب امرئ من الشران يشار اليه باصابع في دين اودنيا الامن عصمه الله تعالى (هب) عن انس (د) عن ابي هريرة.

### مدارات

۵۰۷-الحديث بعثت بمداراة الناس (هب) عن جابر (ض).

۵۰۸-الحديث البذاذة من الايمان (حم ه ت) عن ابي امامة الحارثي (صح).

### تأنيس نو وارد

۵۰۹- الحديث بالداخل وهشت فتلقوه بمرحبا للديلمي.

### ابتلاء مخلصين

۵۱۰- الحديث البلاء الى من يحسن اسرع من السيل الى منتهاه (لابي الشيخ ابن حبان)

## حرف التاء... حسن معاشرت

۵۱۱-الحديث تبسمك في وجه اخيك صدقة و امرك بالمعروف ونهيك عن المنكر صدقة وارشادك للرجل في ارض الضلال لك صدقة واما طتك الحجر والشوك والعظم عن الطريق لك صدقة وافراغك من دلوك في دلو اخيك لك صدقة (خدت حب) عن ابي ذر رضي الله عنه (ض).

### ضرورت سعی در اختیاریات وضرر افراط حزن در غیر اختیاریات

۵۱۲- الحدیث تجد المومن مجتهدًا فیما یطیق متلهفا علی مالا یطیق (حم) فی الزهد عن عبید بن عمیر مرسلاً (ح)

رعایت موافقت شیخ بعد وفات او

۵۱۳- الحدیث (ج) تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی الله وتعرض علی الانبیاء وعلی الأباء والامهات یوم الجمعة فیفرحون بحسناً تهم و تزدادو جوههم بیاضاً واشراقاً فاتقواالله ولاتوئذوا موتاکم۔ الحکیم عن والد عبد العزیز (ح)

عدم تنافی اهتمام مال دنیا بکمال دین

۵۱۴- الحدیث تفقدوانعالکم عند ابواب المساجد (حل) عن ابن عمر (ض)

فکر فی ذات اللہ سے نہی

اور ذکر ذات اللہ کی مطلوبیت

۵۱۵- الحدیث (ج) تفکروا فی کل شیء ولاتفکروا فی ذات الله تعالیٰ فان بین السماء السابعة الیٰ کرسیه سبعة الاف نور وهو فوق ذالك، ابو شیخ فی العظمة عن ابن عباس۔ نفرت از عصاۃ بوجه معصیت به نیت اصلاح ایشان و حفاظت خویش نه بنا بر کبر خویش و تحقیر ایشان

۵۱۶- الحدیث (ج) تقربوا الی الله ببغض اهل المعاصی والقوهم بوجوه مکفهرة والتمسوا رضا الله بسخطهم و تقربوا الی الله بالتبا عد منهم ابن شاهین فی الافراد عن ابن مسعود (ض)

حقوق شیخ و تلمیذ

۵۱۷- الحدیث تواضعو المن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولاتکونوا جبابرة العلماء (خط) فی الجامع عن ابی هریرة (ض) التاو مع الالف واللام

عدم اشتراط عود در توبه حقیقی

۵۱۸- الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له والمستغفر من الذنب وهو مقیم علیه کالمستهزی بربه (هب وابن عساکر عن ابن عباس) (ض) قال الذهبی الاشیه وقفه

۵۱۹-الحدیث (ج) التوبة النصوح الندم علی الذنب حین یفرط منک فتستغفر اللہ تعالیٰ ثم لاتعود الیہ ابداً۔ ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی (ض)

### انتقال از مقام غفلت ومعصیت

۵۲۰-الحدیث تحولوا من مکانکم الذی اصابتکم فیہ الغفلة (البیہقی) وفی الجامع الصغیر عن ابی ہریرة (صح)

### افطار صوم نفل برائے ضیف یامضیف

۵۲۱-الحدیث تکلف لک اخوک وتقول انی صائم (للامام احمد فی مسندہ)

### تحدث بالنعمة

۵۲۲-الحدیث التحدث بالنعمة شکر (للبیہقی)

### حرف الثاء

### مذموم نبودن امور غیر اختیاریہ بشرط عدم عمل برمقتضیات اختیاریہ آنہا

۵۲۳-الحدیث (ج) ثلث لازمات لامتی سوء الظن والحسد والطیرة فاذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فاستغفر اللہ واذا تطیرت فامض ابو الشیخ فی التوبیخ (طب) عن حارثة بن النعمان (ض) وفی روایة ثلث لم تسلم منہا ھذہ الامة الحسد والظن والطیرة الاانبئکم بالمخرج منہا اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فلا تبغ واذا تطیرت فامض رستة فی الایمان عن الحسن مرسلاً

### قیود محمودیت قوت بیانیہ

۵۲۴-الحدیث (ج) ثلث من الایمان الحیاء والعفاف والعی عی اللسان غیر عی الفقہ والعلم الحدیث (رستة عن عون بن عبداللہ بن عتبة بلاغاً) (ح)

### ترک نکاح بسبب مصلحت دینیہ

۵۲۵-الحدیث (ج) ثلثة فی ظل العرش یوم القیامة یوم لاظل الاظلہ (ومنہم) امراة مات زوجہا وترک علیہا ایتاماً صغاراً فقالت لااتزوج اقیم علی ایتامی حتیٰ یموتوا او یغنیہم اللہ الحدیث ابو الشیخ فی الثواب والاصبہانی (فر) عن انس (ض)

ذم زعم توکل مع سوء تدبیر

۵۲۶- الحدیث ثلثة لا یجیبهم ربك عزوجل رجل نزل بیتاً خربا ورجل نزل علیٰ طریق السبیل ورجل ارسل دابة ثم جعل یدعو الله ان یحبسها (طب) عن عبدالرحمن بن عائذ

ذم سوء تدبیر

۵۲۷- الحدیث ثلثة یدعون الله عزو جل فلایستجاب لهم رجل کانت تحته امرأة سیئة الخلق فلم یطلقها ورجل کان له علیٰ رجل مال فلم یشهد علیه ورجل اتیٰ سفیها ماله وقد قال الله تعالیٰ ولاتؤ توا السفهاء اموالکم (ك) عن ابی موسیٰ (صح) وقال العزیزی علی شرطهما

حرف الجیم ... برکات وآداب صحبت صوفیه

۵۲۸- الحدیث جالسوا الکبراء وسائلط العلماء فخالطوا الحکماء (طب) عن ابی جحیفة (صح) قال العزیزی مرفوعاً وموقوفاوالموقوف صحیح۔

ماخذ حدیث من اراد ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل التصوف

۵۲۹- الحدیث (ج) جلساء الله غداً اهل الورع والزهد فی الدنیا۔ ابن لال عن سلمان (ض)

مدار ذمائم بودن قلب

۵۳۰- الحدیث (ج) الجبروت فی القلب ابن لال عن جابر (ض) وقال العزیزی ابن لال والدیلمی وقال بعد قوله ضعیف لکن له شواهد

تکثیر تهلیل

۵۳۱- الحدیث جددوا یمانکم اکثروا من قول لااله الاالله (حم ك) عن ابی هریرة (صح)

حرف الحاء ... ترجیح تربیة بطریق تذکیر نعم الهیه

۵۳۲- الحدیث حببوا الله الی عباده یحببکم الله (طب والضیاء) عن ابی امامة (صح) لکن فی العزیزی باسناد ضعیف والله اعلم لعل ض حرف بصح او بالعکس

۵۳۳- الحدیث (ج) حزقة حزقة ترق عین بقة و کبیع فی العزیزی وابن السنی فی عمل یوم ولیلة (خط) وابن عساکر عن ابی هریرة (ح) قال

العزیزی و فی اسنادہ مجهول وبقیته ثقات اہ قلت لکن روایة الثقة عندیر جح الثبوت حتیٰ حکم علیه بالحسن والله اعلم فی العزیزی والحزقة بضم المهلة والزای والقاف وفی حاشیة الحفنی ای انت حزقة ای قصیر ضعیف فاذا مشی قارب خطاء لضعفه وهذه صفة الصغیر ویصح ترك تنوین حزقة ای یاحزقة. وترق ای اصعد وعین بقة ای یامن عینه صغیرة کعین البقة ای البعوضة اذلیس عین اصغر من عینها ای وشان الصغیر ان تکون عینه صغیرة وهذا خطاب للحسن اوالحسین شك الراوی ای فکان یلاعب کلا ویمسك کفیه ویضع رجلیه علی قدمیة صلی الله علیه وسلم وهو قائم ویصعده حتی یضع قدمه علی صدرہ الشریف فیقول افتح فاك فیفتحه فیقبله ففیه حث الی ملاطفة الاطفال وقال العزیزی وسببه انه کان یرقص الحسن اوالحسین ویقوله مداعتبة له قلت واخذالقصة من لفظ لحدیث

لزوم اتخاذ وقت خلوت و حکمت آن

۵۳۴- الحدیث حقیق المرء ان یکون له مجالس یخلوفیها ویذکر ذنوبه فیستغفر الله منها (هب) عن مسروق مرسلا

علاج وسوسه بمراقبه منافع آن

۵۳۵-الحدیث الحمدلله الذی رد کیده الی الوسوسة للامام احمد فی مسنده

بودن حزن اعلیٰ طرق مجاهده

۵۳۶-الحدیث الحزن فی امر الله فی علو من الله. (للدیلمی)

حرف الخاء

خصائص صوفیه محقین محققین

۵۳۷-الحدیث (ج) خیارکم من ذکر کم بالله رؤیته، وزاد فی علمکم منطقه، ورغبکم فی الاخرۃ عمله الحکیم عن ابن عمرو (صح)

مراعات سهولت در اعمال و تعلیم

۵۳۸-الحدیث خیر دینکم ایسرہ (حم خدطب) عن محجن بن الادرع (طب) عن عمران ابن حصین (طرعدوالضیاء) عن انس (صح)

حرف الدال.... ثبوت امتیاز طالبان حق از طالبان آخرت

۵۳۹-الحدیث الدنیا حرام علیٰ اهل الأخرة والاخرة حرام علیٰ اهل

الدنیا والدنیا والآخرۃ حرام علیٰ اهل الله (فر) عن ابن عباس (ح) وقال العزیزی باسناد ضعیف قلت ولعله اقرب وعسی ان الکاتب بدل ض ح والله اعلم ولصحة المعنی وجه قریب متاید بان القراٰن قسم الناس علی اربعة اقسام الکافر المجاهر ذکره فی قوله تعالیٰ فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا و ماله فی الاٰخرۃ من خلاق والمومن الطالب للاٰخرۃ اصلاۃ والدنیا للاخرۃ تبعاً ذکره فی قوله ومنهم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة و فی الاٰخرۃ حسنة، والکافر غیر المجاهر ای المنافق ذکره فی قوله و من الناس من یعجبك قوله فی الحیوۃ الدنیا الایة والمومن الباذل نفسه الطالب لمحض الرضا ذکره فی قوله و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والاصل فی الاقسام التمائز فدل القراٰن علی ان لطالب محض الرضا امتیازاً من مقابلیه ولا یکون هذا الامتیاز الا بعدم التفاته لا الی الدنیا ولا الی الاخرۃ اصالة وهذا هو حاصل الحدیث فصح معنی الحدیث والله اعلم۔

التماس دعا از اطفال

۵۴۰-الحدیث دعاء اطفال امتی یستجاب مالم یقارفوا الذنوب (للدیلمی)

حرف الذال

معامله بمکاشفین اهل اسرار اخصوص بهالیل و مجاذیب

۵۴۱-الحدیث ذروا العارفین المحدثین من امتی لا تنزلوهم الجنة ولا النار حتی یکون الله هو الذی یقضی فیهم یوم القیامة (خط) عن علی (ض)

اصل تدوین سوانح اولیاء

۵۴۲-الحدیث ذکر الصالحین کفارۃ للذنوب (للدیلمی)

حرف الراء... حقیر بودن بعض اولیاء در ظاهر

۵۴۳-الحدیث رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لابره (حم م) عن ابی هریرۃ رضی الله عنه (صح)

۵۴۴-الحدیث رب عابد جاهل و رب عالم فاجر فاحذروا الجهال من العباد و الفجار من العلماء (عدفر) عن ابی امامة (ض)۔

لزوم آثار خوف یا شوق بر اولیاء

۵۴۵-الحدیث رحم الله قوماً یحسبهم الناس مرضیٰ و ماهم بمرضیٰ (

ابن المبارك عن الحسن مرسلاً (ض)

ماخذمقوله تفاضل عبادت عارف بر عبادت غیر عارف بعدد کثیر

۵۴۶-الحدیث (ج) رکعته من عالم بالله خیر من الف رکعة متجاهل بالله الشیرازی فی الالقاب عن علی (ض)۔

۵۴۷-الحدیث رکعتان من رجل ورع افضل من الف رکعة من مخلط (فر) عن انس (ض)۔

۵۴۸-الحدیث رکعتان من عالم افضل من سبعین رکعة من غیر عالم (ابن النجار) عن محمد بن علی مرسلاً (ح)

*رعایت راحت در معمولات*

۵۴۹-الحدیث (روحوا القلوب ساعة فساعة (للدیلمی)۔

حرف الزائے.... عدم ملازمت صحبت شیخ بدون ضرورت

۵۵۰- الحدیث زرغباً تزدد حباً (البزار طس هب) عن ابی هریرة (البزار هب) عن ابی ذر (طب ك) عن حبیب بن سلمة الفریدی (طب) عن ابن عمر و (طس) عن ابن عمر (خط) عن عائشة رضی اللہ عنہا (ج) فی العزیزی قال المنذری روی من طرق کثیرة لم اقف علی طریق صحیح بل له اسانید حسان قال الشیخ حدیث حسن

اهتمام ملاقات اهل الله

۵۵۱-الحدیث زرفی الله فانه من زار فی الله شیعه سبعون الف ملك (حل) عن ابن عباس (ض)

*عار و اعراض نکردن از عطیه اہل اللہ*

۵۵۲-الحدیث الزئر اخاه فی بیته الا کل من طعامه ارفع درجة من المطعم له (خط) عن انس (ض)

سبب راحت بودن زهد

۵۵۳-الحدیث الزهد فی الدنیا یریح القلب والبدن والرغبة فیها تتعب القلب والبدن (طس عدهب) عن ابی هریرة (هب) عن عمر موقوفا (ض)

حرف السین... معامله باضعفاء العقول

۵۵۴- الحدیث سالت ربی ان لا یعذب المغفلین من ذریة البشر

فاعطا نيهم (ا) كمافال (ش قط) فى الافراد والضياء عن انس (صح) قال العزيزى قال العلقمى قال فى النهاية قيل هم البله الغافلون و قيل الذين لم يتعمد ذنوب و ان مافرط عنهم سهوا وغفلة و قيل هم الاطفال وقال الحفنى اى البله الذين اخذ الله عقولهم فلم يشعر واباحد حتىٰ بانفسهم نهم فى ساحة الرضا و ان لم تقع منهم عبادة لكونهم اشتغلوا به تعالىٰ حتى عن انفسهم و قيل المراد بالحفنى هين الاطفال الذين لم يكلفوا اه قلت ولعل الاقرب ماقاله الحفنى وان امكن ارجاع مانقل العزيزى اليه.

## عزلت در زمان فتن

۵۵۵- الحديث سلامة الرجل فى الفتنة ان يلزم بيته (فر) وابو الحسن بن المفضل المقدسى فى الاربعين المسلسلة عن ابى موسىٰ (ض)

## تعديل در ابقا نشان قبور

۵۵۶- الحديث سووا القبور على وجه الارض اذا دفنتم (طب) عن فضالة بن عبيد (ض).

## وجوه تفاضل عمل سر وعلانيه

۵۵۷- الحديث السر افضل من العلانيه والعلانية افضل لمن اراد الاقتداء (فر) عن عمر قال العزيزى قال الشيخ حديث حسن لغيره.

## حرف الشين

## فضل اهل خطرات باطنه

۵۵۸- الحديث شهيد البحر مثل شهيدى البر الى قوله و ان الله عزوجل و كل ملك الموت بقبض الارواح الا شهيدا البحر فانه يتولى قبض ارواحهم الحديث (طب) عن ابى امامة (ض).

## حرف الصاد...مراقبه معين تكميل عبادت

۵۵۹- الحديث (ج) صل صلوة مودع كانك تراه فان كنت لاتراه فانه يراك و اياس مما فى ايدى الناس تعش غنيا واياك و مايعتذر منه ابو محمد الابراهيمى فى كتاب الصلوٰة و ابن البخار عن ابن عمر (ح)

## تسهيل محققين طريق را

۵۶۰- الحديث الصراط المستقيم اوسع ممابين السمآء والارض

(للديلمی)حرف الضاد

تعاهد طالبین به تادیب

۵٦۱-الحدیث ضعوا السوط حیث یراہ الخادم۔ البزار عن ابن عباس (ح)

تکفل اضیاف ضروریات خود را

۵٦۲-الحدیث (ج) الضیافۃ علی اهل الوبر ولیست علی اهل المدر ( القضاعی عن ابن عمر (ض)

حرف الطاء

۵٦۳-الحدیث طعام المومنین فی زمن الدجال طعام الملئکۃ التسبیح و التقدیس اذهب الله عنه الجوع (ك) عن ابن عمر (صح)

وسعت علوم عارفین

۵٦۴- الحدیث لطریق یطهر بعضا بعضا (عدهق) عن ابی هریرۃ (ض)

حرف الظاء

تفاوت معامله بتفوت منشاء

۵٦٦- الحدیث ظلم دون ظلم (للامام احمد فی مسندہ)

احتیاط بسبب احتمال بعید بلکه ابعد

۵٦٦- الحدیث الظن یخطی و یصیب (للدیلمی)

حرف العین المهملة

تلطف در مواخذ طالبین ضعیف العقل

۵٦۷- الحدیث عاقبوا اوقاتکم علی قدر عقولهم (قط) فی الافراد وابن عساکر عن عائشة رضی الله عنها قال العزیزی و فی نسخة عاتبوا بمثناۃ فوقیة وهو الانسب الخ و کذا قال الحفنی فی روایة عاتبوا وهی المناسبة الخ۔

عدم تنافی درمیان ثروت و کمال دین

۵٦۸-الحدیث عجبت من قوم من امتی یر کبون البحر کالملوك علی الاسرۃ خر عن ام حرام (صح)۔

اثبات علم باطن وعدم حجیت اورا

۵٦۹-الحدیث علم الباطن سر من اسرار الله عزوجل و حکم من حکم الله یقذفه فی قلوب من یشآء من عبادہ (فر) عن علی رضی الله عنه (ض)۔

## ذم تعمق در نسب ظاہری یا باطنی

۵۷۰-الحدیث علم النسب علم لا ینفع وجهالة لا تضر ابن عبد البر عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ (ض) قال العزیزی و الحفنی ای وجهلة جهالة۔

## علاج غضب

۵۷۱-الحدیث علموا و یسروا ولا تعسروا و بشروا ولا تنفروا و اذا غضب احد کم فلیسکت (حم خد) عن ابن عباس (صح)۔

## اصلاح غلو در ترک لحم بقر

۵۷۲-الحدیث (ج) علیکم بالبان البقرفانها شفاء وسمنها دواولحمها داء۔ابن السنی و ابونعیم عن صهیب (صح) نقل المبتولی علی مانقله العزیزی فی قوله لحومهاداء اذا کانت مهزولة اما السمینة فلا یضر اکلها وقال الحفنی دواء من کل داء ای یناسبه و الاعتماد فی الاستعمال علی الطبیب العارف وقوله داء ای الملازمة علی اکلها بدلیل انه صلی ال علیه وسلم ضحی یبقر عن نساء فلوکان داء ما الطعمه للمسلمین اه۔

## برکت لبس صوف

۵۷۳-الحدیث علیکم بلباس الصوف تجدو حلاوة الایمان فی قلوبکم (ك هب) عن ابی امامة (صح لکن قال العزیزی اسناده ضعیف قلت ولعل الرمز کان ض فحرفه الناسخ۔

## فضیلت کثرت تہلیل و استغفار

۵۷۴-الحدیث علیکم بلا اله الا الله والاستغفار فاکثرو منهما فان ابلیس قال اهلکت الناس بالذنوب واهلکونی بلا اله الا الله والاستغفار فلما رایت ذالك اهلکتهم بالاهواء وهم یحسبون انهم مهتدون (ع) من ابی بکر (ض)

## ترجیح عمل قلیل صحیح العقیدہ بر عمل کثیر فاسد العقیدہ

۵۷۵-الحدیث (ج) عمل قلیل فی سنة خیر من عمل کثیر فی بدعة۔ الرافعی عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ (قر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (ص) قال الحفنی ای مع سنة

## غلطی در عبادت نہ پنداشتن اعمال باطنہ را

۵۷۶-الحدیث عودوا قلوبکم الترقب واکثروا التفکر والاعتبار (فر) عن الحکم بن عمیر قال العزیزی اسناد ضعیف۔

## حرف الغین المعجمه

### مضرت قویه شغل سماع

۵۷۷- الحدیث (ج) الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل (عن ابن ابی الدنیا فی ذم الملاهی) عن ابن مسعود (ض) قال الحفنی بالکسر والمد ای التغنی بدلیل مقابلته بالذکر فی روایة اخری وهی والذکر ینبت الایمان کما ینبت الماء الزرع وبدلیل روایة فی ذم الملاهی اه)

## حرف الفاء

### ابطال استدلال برا باحت تغنی مطلقًا

۵۷۸- الحدیث فصل ما بین الحلال والحرام ضرب الدف والصوت فی النکاح (حم ت ن ہ ك) عن محمد بن حاطب (صح)

### غلطی معترضین بر نرمی یا سختی اولیاء

۵۷۹- الحدیث فی السماء ملکان احدهما یا مر بالشدة والأخر باللین وکلا هما مصیب احدهما جبریل والاخر میکائیل وبنیان احدهما یا مر باللین والأخر بالشدة وکل مصیب ابراهیم ونوح ولی صاحبان احدهما یا مر باللین والاخر بالشدة ابوبکر وعمر (طب) وابن عساکر عن ام سلمة (ض) لکن قال العزیزی باسناد صحیح اه والله اعلم

### بصیرت صوفیه وحدود اعمال

۵۸۰- الحدیث فی الوضوء اسراف وفی کل شیء اسراف (ض) عن یحیی بن ابی عمر والشیبانی مرسلاً (ض) قال العزیزی فی کل شیء یتاتی فیه الاسراف اسراف بحسبه وهو مذموم اه

## حرف القاف

### کافی بودن حب عقلی موت ووافی بودن حب طبعی آن

۵۸۱- الحدیث قال الله تعالی اذا احب عبدی لقائی احببت لقاءه واذا کره لقائی کرهت لقاءه (مالك خ ن) عن ابی هریرة (صح) وفی المشکوة بعد معنی الحدیث فقالت عائشة او بعض ازواجه انا لنکره الموت قال لیس ذالك ولکن المؤمن اذا حضره الموت بشر برضوان الله وکرامته فلیس شیء احب الیه مما امامه فاحب لقاء الله واحب الله لقاءه وان الکافر

اذا حضرہ الموت بشر بعذاب اللہ وعقوبتہ فلیس شیء اکرہ الیہ مما امامہ فکرہ لقاء اللہ وکرہ لقاءہ متفق علیہ وفی روایۃ عائشۃ ؓ والموت قبل لقاء اللہ۔

شان اہل نسبت غیر اہل افادہ غالبہ

۵۸۲- الحدیث قال اللہ تعالی المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشہداء (ت) عن معاذ (صح) قال العزیزی والمراد انھم یتمنون ان یکون لھم مثلھم لانھم لا یسألون والانبیاء لا بد من سوالھم عن التبلیغ وقال الحفنی احتمالاً اوان المتحابین فی اللہ لا حساب علیھم اصلاو النبیون یحاسبون ای یسألون عن التبلیغ الی قولہ فیکون الغبطۃ علی ھذا بالنسبۃ للبعض اذا لشہداء لا یحاسبون اصلا اہ قلت ورد فی الحدیث ان الشہید المرائی یحاسب اہ فلا یبعد ان یخاف الشہید المخلص شوب الریاء بعملہ من حیث لا یدری فیخاف الحساب فالحساب یعم وقوعہ وخوفہ ویکون ھؤلاء المتحابون اٰمنین مطلقاً کما ورد فی حدیث ان من عباداللہ ناساماھم بانبیاء ولاشہداء یغبطھم الانبیاء والشہداء یوم القیمۃ بمکانھم من اللہ قالو ا یارسول اللہ تخبرنا من ھم قالھم قوم تحابوا بروح اللہ الی قولہ علیہ السلام لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرأ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (لابی داؤد) جمع الفوائد۔ واللہ اعلم۔

اہتمام خاص برائے ذکر بعد فجر وعصر

۵۸۳- الحدیث قال اللہ تعالی یا ابن اٰدم اذکر نی بعد الفجر وبعد العصر ساعۃ اکفیک ما بینھما (حل) عن ابی ہریرۃ ؓ (ض)

اصل قول جذبۃ من جذبات الحق الخ ونقص نبودن قلت عقل دنیا

۵۸۴- الحدیث (ج) قلیل التوفیق خیر من کثیر العقل والعقل فی امر الدنیا مضرۃ والعقل فی امر الدین مسرۃ ابن عساکر عن ابی الدرداء (ض)

امکان انکشاف سر قدر بر خواص العباد

۵۸۵- الحدیث القدر سر اللہ فلا تفشوا اسر اللہ عز وجل (حل) عن ابن عمر فی العزیزی قال العلقمی لم یذکر المخرج ولا الراوی وقال فی دررالجار انقدر سر اللہ فلا تفشوا سرہ

## حرف الکاف... قدر دانی هدیه

۵۸۶- الحدیث (ج) کفی بالمرأ شرا ان یتسخط ما قرب الیه ابن ابی الدنیا فی قری الضیف وابو الحسین بن شبران فی امالیه عن جابر (ض)

## شهرت محمودہ و مذمومہ

۵۸۷- الحدیث کفی بالمرء من الشر ان یشار الیه بالا صابع (طب) عن عمران بن حصین (ح)

## حکمت ابتلاء اهل الله بمصیبت

۵۸۸- الحدیث (ج) کما یضاعف لنا الاجر کذلک یضاعف علینا البلاء ابن سعد عن عائشة رضی الله عنها (ح)

## تحقیق منشاء غلط در قدم عالم منقول از بعض جهلا صوفیه

۵۸۹- الحدیث کان الله ولا شیء غیره للحاکم

## حرف اللام... فضیلت حرص اشاعت طریق

۵۹۰- الحدیث لان یهدی الله علی یدیك رجلا خیر لك مما طلعت علیه الشمس وغربت (طب) عن ابی رافع (ح)

## نافع بودن شیخ محق غیر کامل بشرط اعتقاد

۵۹۱- الحدیث لو احسن احدکم ظنه فی حجر لنفعه الله به (للدیلمی)

## حرف المیم... سکوت بوقت کلام جلیس

۵۹۲- الحدیث (ج) ما تجالس قوم مجلسا فلم ینصت بعضهم لبعض الا نزع من ذالك المجلس البرکة ابن عساکر عن محمد بن کعب القرظی مرسلا (ض)

## تحقیق سماع موتی بقید تعلق مسموع بایشان

۵۹۳- الحدیث ما من عبد یمر بقبر رجل کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام (خط) وابن عساکر عن ابی هریرة رضی الله عنه وفی العزیزی قال المناوی وقوله یعرفه یفهم منه انه اذا لم یعرفه لا یرد هو غیر مراد فقد اخرجه ابن ابی الدنیا وزاد وان لم یعرفه رد علیه السلام

## بناء اختلاف مسلك اهل الله در قرض گرفتن

۵۹۴- الحدیث ما من عبد کانت له نیة فی اداء دینه الا کان له من الله عون (حم ك) عائشة رضی الله عنها (صح)

## وبال استنکاف از بعضے افعال یا اموال حلال

۵۹۵- الحدیث (ج) ما من عبد استحیی من الحلال الا ابتلاہ اللہ بالحرام ابن عساکر عن انس (ض)

## ذم اظہار علوم بر غیر اہل کتمان از اہل

۵۹۶-الحدیث مانع الحدیث اہلہ کمحدثہ غیر اہلہ (فر) عن ابن مسعود (ض)

## ذم تجارت شیخ در اشیائیکہ بطالبان تعلق دارد

۵۹۷-الحدیث من اخوان الخیانۃ تجارۃ الوالی فی رعیتہ (طب) عن رجل (ح)

## عدم تنافی درمیان اکتساب و درمیان کمال تکمیل

۵۹۸- الحدیث من فقہ الرجل ان یصلح معیشتہ ولیس من حب الدنیا طلب ما یصلحک (عدھب) عن ابی الدرداء (ض)

## ضرر قلق شدید بر فوت معمولات بعذر

۵۹۹- الحدیث من اتی فراشہ وھو ینوی ان یقوم یصلی من اللیل فغلبتہ عینہ حتی یصبح کتب لہ مانوی وکان نومہ صدقۃ علیہ من ربہ (ن ہ حب ک) عن ابی درداء (ح)

## انفراد یا تشریک جلساء در ہدیہ

۶۰۰- الحدیث من اتتہ ہدیۃ وعندہ قوم جلوس فھم شرکاءہ فیہا (طب) عن الحسن بن علی (ج)

## ہیبت اہل اللہ بر دیگران

۶۰۱- الحدیث (ج) من اتقی اللہ اھاب اللہ منہ کل شیء ومن لم یتق اللہ اھابہ اللہ من کل شیء الحکیم عن واثلۃ۔

۶۰۲- الحدیث من اتقی اللہ عاش قویا وسارا منا فی بلادہ (حل) عن علی ﷺ (ض) قال العزیزی عن المناوی کذا وقع فی نسخ وھو ما فی خط مؤلفہ ولفظ الروایۃ وسار فی بلاد عدوہ وقال الحفنی وفی روایۃ فی بلاد عدوہ

## طریق صوفیہ در نصیحت

۶۰۳- الحدیث من امر بمعروف فلیکن امرہ بمعروف (ھب) عن ابن عمرو (ض)

## ذم ترک نکاح را قربت پنداشتن

۶۰۴- الحدیث من تبتل فلیس منا (عب) عن ابی قلابۃ مرسلا (ض)

## شناعت حال پیر جاهل

۶۰۵- الحدیث من تطبب ولم یعلم منه طب فهو ضا من (دن هله)
عن ابن عمرو (ص)

## جمع بین الذبح والرحمة

۶۰۶- الحدیث من رحم و لو ذبیحة عصفور رحمه الله یوم القیامة
(خد طب) والضیاء عن ابی امامة (صح)

## عطاء علوم وهبیه باهل الله

۶۰۷- الحدیث من زهد فی الدنیا علمه الله بلا تعلم وهداه بلاهدایة
وجعله بصیرًا و کشف عنه العمی۔ (حل) عن علی (ض)

## ملاطفت با اطفال ورعایت طالبین

۶۰۸- الحدیث من کان له صبی فلیتصابی له ابن عساکر عن معاویة قال
الحفنی قال شیخنا موسوم فی النسخ بالیاء و یتعین حذفها لانه مجزوم فلعله
تحریف وان ثبتت الروایة فهی علی الاشباع علی اللغة القلیلة اھ۔

## ذم تنگدلی در عمل بالرخص

۶۰۹- الحدیث من لم یقبل رخصة الله کان علیه من الاثم مثل جبال
عرفة (حم) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ (ح)

## حدود اختلاط مع الناس

۶۱۰- الحدیث المومن یألف و یولف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یؤلف و
خیر الناس انفعهم للناس (قط) فی الافراد و الضیاء عن جابر (صح)۔

## تحقیق بکاء مطلوب وبکاء مذموم

۶۱۱- الحدیث المنافق یملك عینیه یبکی کما یشاء (فر) عن علی (ض)۔

## اکرام ارزاق خصوص خبز

۶۱۲- الحدیث ما استخف قوم بحق الخبز الا ابتلاهم الله بالجوع
للخطیب البغدادی۔

ذم بعد عن العلماء

۶۱۳- الحدیث مجالسة العالم عبادة (للدیلمی)

رعایت راحت مریض

۶۱۴- الحدیث من تمام العیادة خفة القیام من عند المریض (للدیلمی)

اظہار نعمت ظاہرہ و باطنہ

۶۱۵- الحدیث من شکر النعمة افشاءها (لعبد الرزاق)

رعایت حالت طالبین در مجاہدات

۶۱۶- الحدیث من احسن من نفسہ جنباً فلا یغز (للدیلمی)

ذم غلو در طہارت

۶۱۷- الحدیث من استنجیٰ من الریح فلیس منا لابن عساکر۔

ذم رقص ریا و عذر در رقص بلا اختیار یا بغرض محمود

۶۱۸- الحدیث المترقصون ھم الأثمون علیھم لعنة اللہ (للدیلمی)

حرف النون ... اہتمام زیارت اہل اللہ

۶۱۹- الحدیث النظر الی علی عبادة (طب) عن ابن مسعود و عن عمران بن حصین (صح)

حرف الہاء

بشاشت بآمدن سائل

۶۲۰- الحدیث ھدیة اللہ الی المؤمن السائل علی بابه (حظ) فی (کتاب) رواة مالك عن ابن عمر (ض)

حرف الواؤ ... حفظ مراتب مریدین

۶۲۱- الحدیث (ج) وقروا من تعلمون منه العلم ووقروا من تعلمونه العلم ابن البخاری عن ابن عمر (ض)

ذم صوفی ریاء کار

۶۲۲- الحدیث ویل لمن لبس الصوف و خالف فعله قوله (للدیلمی)

حرف لا ... حد روایت صوفیہ احادیث را

۶۲۳- الحدیث (ج) لا بأس بالحدیث قدمت فیه او اخرت اذا اصبت

معناه الحکیم عن واثلة (ض).

دم بعض مجاهدات جهلاء

٦٢٤- الحدیث لاخزام ولازمام ولا سیاحته ولا تبتل ولا ترهب فی الاسلام (عب) عن طاؤس مرسلا (ض).

ضلالت بودن تعلق بامارد

٦٢٥- الحدیث لاتنظروا الی المردان فان فیهم لمحة من الحور للامام احمد فی مسلدہ

شروط ذکر جهر

٦٢٦- الحدیث لا یجهر بعضکم علی بعض فانه یوذی المصلی (لمسلم) قلت لیراجع الی صحیحه

شرط شیخ کامل

٦٢٧- الحدیث لا یقوم بدین الله الا من احاطه من جمیع جوانبه لابی نعیم.

حرف الیاء

عدم کفایت علم بدون عمل و عمل بدون علم

٦٢٨- الحدیث یکون فی اخر الزمان عباد جهال وقراء فسقة (حل ك) (صح)

ذم غلو در اعمال

٦٢٩- الحدیث یا ایها الناس ایاکم والغلو فی الدین لابن ماجة.

ذم غلو در مجاهدات

٦٣٠- الحدیث یاخولة لا تصبری علی حر ولا تصبری علی برد للدیلمی.

خاتمه